وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ پارہ ۴ ع ۸

اور جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں ان کو ہرگز ہرگز مردہ نہ گمان کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں

درمیان کربلا از بسکہ قحطِ آب شُد
اشک در چشمِ یتیماں گوہرِ نایاب شُد

محمدؐ

علیؑ فاطمہؑ

نعیمُ الابرار

حسنؑ حسینؑ

جلد سوئم

مؤلفہ

نعیم الواعظین سرکار نعیم الملّت جناب مولانا غلام حسین صاحب شہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ پارہ ۴

اور جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو ہرگز ہرگز مردہ نہ گمان کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں

درمیان کربلا از بسکہ قحطِ آب شد
اشک در چشمِ یتیماں گوہرِ نایاب شد

نعیم الابرار

فی

اذکار النبی المختار و آلہ الاطہار

جلد سوم

مؤلفہ

نعیم الواعظین سرکار نعیم الملۃ جناب مولانا غلام حسین صاحب قبلہ نعیمی ساہیوال (پاکستان)

ناشر

مکتبۃ النذیر بالمقابل مسجد حیدریہ جی ٹی روڈ ساہیوال (پاکستان)

نام کتاب : نعیم الابرار جلد نمبر۳

ناشر : رضا احمد تقی

طابع : مکتبہ النذیر بالمقابل مسجد حیدریہ، جی ٹی روڈ، ساہیوال

قیمت : =/150روپے

اشاعت

بار اول	1,000	جنوری 1974ء
بار دوم	1,000	فروری 1977ء
بار سوم	1,000	مارچ 1980ء
بار چہارم	1,000	اگست 1983ء
بار پنجم	1,000	دسمبر 1989ء
بار ششم	1.000	جنوری 1991ء
بار ہفتم	1.000	اکتوبر 1996ء
بار ہشتم	1,000	دسمبر ۱۹۹۸ء
بار نہم	1,000	اگست 2001ء

عناوین مجالس

صفحہ

تعارفِ مؤلف

از قلم حقیقت رقم سید الواعظین جناب مولانا سید اقرار حسین صاحب کاظمی خطیب مرحوم مرکھاوی ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

میرا مقصد "نعیم الابرار" کی تعریف نہیں اس کے متعلق اس کی دوسری جلد کے "تاثرات" کے ذیل میں برادرم مولانا نذر حسین صاحب ظفر خوب بیان فرما چکے ہیں اور قارئین کرام بھی پہلی دونوں جلدوں کو پڑھ کر مجھ سے بہتر اندازہ کر چکے ہیں لہٰذا اب اس کتاب کے پڑھنے والے ہر آدمی کو مؤلف کے بارے اپنے معلومات پیش کر کے صحیح طور پر متعارف کرانا مقصود ہے ویسے اجمالی طور پر تو انہیں پاکستان کے اکثر شیعہ بحیثیت مقرر و واعظ جانتے ہی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی کا تعارف کرانا ہو تو اس کے خصائص بیان کئے جاتے ہیں اور خصائص وہ ہوتے ہیں کہ جو دوسرے لوگوں میں یا تو پائے ہی نہ جائیں اور اگر پائے جائیں تو بہت کم لوگوں میں پائے جائیں میرے نزدیک بلا مبالغہ مولانا موصوف مدظلہ العالی کے حسب ذیل چند خصائص ہیں۔ واللہ یہ خوشامد نہیں بلکہ حقائق ہیں جن سے میں متاثر ہوں

حنفی مذہب ترک کر کے مذہب حقہ اثنا عشریہ اختیار کیا اپنے والدین، چار بھائیوں، دو بہنوں اور دیگر قریباً پچاس افراد کو مذہب حقہ میں داخل کیا اور اُن کا یہ سلسلہ برابر جاری ہے خداوند عالم توفیقات میں اضافہ کرے۔

آپ نے مذہب شیعہ اور نیک عاقبت کی خواہش میں ملازمت کو ترک کر دیا قبل ازیں آپ محکمہ مال میں اور کوآپریٹو بنک میں انسپکٹر تھے اپنے گاؤں چک ۱۱۲ نزد وہاڑی ضلع ملتان میں تقریباً چالیس ہزار روپے خرچ کر کے محمدیہ ہائی سکول تعمیر کرایا اب یہ سکول منظور شدہ ہے اعداد کے اپنے فرزند ارجمند بشیر احمد عابد بی اے بی ایڈ اس کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔

ساہیوال میں جرنیلی سڑک کے کنارے پر مسجد حیدریہ تعمیر کرائی چونکہ اس کے لئے کثیر رقم درکار تھی اور قوم سے بھیک مانگنا بھی گوارا نہ تھا۔ لہٰذا فرید ٹاؤن ساہیوال والا مکان ۲۵ ہزار روپے پر فروخت کر کے یہ تمام رقم خانۂ خدا پر صرف کر دی اب اس میں چالیس فٹ اونچا پائپ لگا کر ایک بہترین لاؤڈ سپیکر نصب کیا گیا ہے اور امیر المومنین کی خلافت بلا فصل حی علی خیر العمل کی آوازیں کئی میلوں تک گونج رہی ہیں۔

خداوند عالم نے اولاد کثیر عطا فرمائی ہے آپ کے فرزند اکبر مولانا نذیر احمد عباس سلمہ تعالیٰ مولوی فاضل ہیں اعلیٰ درجہ کے مناظر، مصنف اور بہترین مقرر ہیں۔ مہمان نوازی میں اپنی حیثیت آپ ہیں ان سے چھوٹے بشیر احمد عابد بی اے ایڈ مذہبی اعتقاد و عمل میں بحد شعور اور پختہ ہیں۔ خدا کرے مولانا کے چھوٹے فرزند بھی اپنے دونوں بڑے بھائیوں کی طرح ہونہار اور نیک ہوں

آپ کی "نعیم الابرار" اور "میں شیعہ کیسے ہوا" والا چارٹ بہترین اور مفید یادگار ہیں۔

تحریک ختم نبوت میں مسلمان بھائی کے دوش بدوش ان کے اجلاس اور مساجد میں بہت کامیاب تقریریں کر کے اپنا نام بلند کیا۔

ہر انسان کا مزاج اس کے دوستوں سے معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ دوست ہم مزاج و ہم مذاق ہوا کرتے ہیں ان کے مخصوص دوست بھی بہت سادہ مخلص اور نیک ہیں۔ (محررہ سید اقرار حسین کاظمی آف سید والا)

شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ

احوال خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسم مبارک	محمدؐ - احمدؐ - طٰہٰ - یٰسین
کنیت شریف	ابوالقاسم - ابوابراہیم
لقب مطہر	مصطفےٰ - محمود - بشیر - نذیر وغیرہ
والد بزرگوار	عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف
والدہ ماجدہ	آمنہ بنت وہب بن عبدمناف
ولادت	١٧ ربیع الاول بروز جمعہ - عام الفیل سنہ ٢٩ اگست ٥٧٠ء
جائے ولادت	مکہ معظمہ شعب ابی طالب
بادشاہ وقت	نوشیرواں عادل
تعداد ازواج	نو یا گیارہ یا تیرہ - باختلاف روایت سوائے کنیزاں
اولاد	چار لڑکے قاسمؑ - طاہرؑ - طیبؑ - ابراہیمؑ اور ایک لڑکی جناب فاطمۃ الزہراؑ
سبب وفات	زہر یہودیہ بمقام خیبر
تاریخ شہادت	٢٨ صفر ١١ھ بروز سوموار ٨ جون ٦٣٢ء
مدت زندگی	ترسٹھ ٦٣ برس
قبر مطہر	مدینہ منورہ - حجرہ طیبہ
بادشاہ وقت شہادت	ہرقل روم

مکہ معظمہ سے ہجرت یکم ربیع الاول بروز جمعرات کو فرمائی اور مدینہ میں داخلہ ١٢ ربیع الاول بروز جمعہ ہوا۔ معراج ٢٧ رجب المرجب قبل از ہجرت ڈھائی برس مکہ معظمہ میں ہوا۔ آپ نے اعلان نبوت چالیس سال کی زندگی میں مکہ میں فرمایا۔ حضورؐ نے خدیجہ کی زندگی میں دوسرا عقد نہیں کیا۔

احوال امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

اسم مبارک	علیؑ - حیدرؑ - در توریت الیا
کنیت شریف	ابوالحسن - ابوالسبطین - ابوالائمہ
لقب مطہر	مرتضیٰ - امیرالمومنین - یعسوب الدین وغیرہ
والد بزرگوار	عمران یعنی ابوطالبؑ ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف
والدہ ماجدہ	فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف
ولادت	بروز جمعہ ١٣ رجب عام الفیل سنہ ٣٠ - ٥٩٩ء
جائے ولادت	خانہ کعبہ - یعنی در جوف کعبہ - مکہ معظمہ
بادشاہ وقت	شہریار
تعداد ازواج	دس سوائے کنیزاں
تعداد اولاد	بارہ ١٢ لڑکے اور سولہ ١٦ لڑکیاں
سبب شہادت	ضرب شمشیر زہر آلود ابن ملجم ملعون
تاریخ شہادت	٢١ ماہ رمضان ہجری سنہ ٤٠ھ سنہ ٦٦٠ عیسوی
مدت زندگی	تریسٹھ ٦٣ برس
قبر مطہر	نجف اشرف - عراق
بادشاہ دمشق بوقت شہادت	معاویہ علیہ ما علیہ

آپ کی نسل امام حسنؑ امام حسینؑ - عباسؑ - محمد حنفیہ اور عمر بن علیؑ سے چلی۔
آپ نے حضرت بتولؑ کی زندگی میں دوسرا عقد نہیں کیا۔ ہاں بتولؑ کی شہادت کے بعد جناب امیرؑ نے یکے بعد دیگرے کئی عقد کئے۔

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُہَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُہَا فِی السَّمَآءِ

احوال سیدۃ النساء فاطمۃ زہرا صلوات اللہ علیہا	
اسم مبارک	فاطمہؑ
کنیت شریفہ	ام الائمہ۔ ام الحسنین۔ ام السبطین وغیرہ۔
لقب مطہر	زہرا۔ بتول۔ خیر النساء۔ صدیقہ۔ محدثہ وغیرہ
والد بزرگوار	رسولخدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
والدہ ماجدہ	خدیجہ بنت خویلد بن اسد
ولادت	بروز جمعہ۔ ۲۰ جمادی الثانی، ہجرت سے آٹھ سال آٹھ ماہ ۲۲ دن قبل۔ سن عیسوی ۶۱۵ء
جائے ولادت	مکہ معظمہ۔
بادشاہ وقت	یزد جرد
شوہر	علی ابن ابی طالب علیہ السلام
اولاد	امام حسنؑ، امام حسینؑ، حضرت زینبؑ۔ حضرت کلثوم حضرت محسن جنکی وفات بوجہ ضربت پہلو جناب سیدہ
سبب وفات	ضربت دروازہ شکستن یہ پہلو
تاریخ شہادت	تین جمادی الثانیہ ہجری ۱۱ھ سن عیسوی ۶۳۲ء
مدت زندگی	اٹھارہ سال نو ماہ پندرہ دن
قبر مطہر	جنت البقیع۔ مدینہ منورہ بروایت خانہ خود
بادشاہ وقت شہادت	ابوبکر ابن ابی قحافہ
کیفیت	جناب بتول کا عقد حضرت امیر علیہ السلام سے ہجرت کے دوسرے سال یکم ذوالحجہ بروز ہفتہ کو ہوا۔ اور رخصتی اسی ماہ ۲۴ ذالحجہ بروز سوموار ہوئی۔ جناب رسولخدا کے انتقال و شہادت کے بعد بتولؑ کل ۹۲ دن یا بقول ۹۵ دن زندہ رہیں۔ سنہ ۱۹۲۶ء آٹھ شوال کو انہدام جنت البقیع ہوا ہے۔

احوال امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام	
اسم مبارک	حسنؑ۔ در توریت شبر
کنیت شریف	ابو محمد۔ ابو القاسم
لقب مطہر	سید۔ زکی۔ مجتبیٰ وغیرہ
والد بزرگوار	علی ابن ابی طالب علیہ السلام
والدہ ماجدہ	فاطمۃ زہرا علیہا السلام
ولادت	بروز منگل۔ ۱۵ ماہ رمضان المبارک ہجری ۳ھ سن عیسوی ۶۲۴ء
جائے ولادت	مدینہ منورہ
بادشاہ وقت	یزد جرد یا ہرمز
تعداد ازواج	مع جعدہ۔ بنت اشعث کل نو بیویاں یکے بعد دیگرے
اولاد	لڑکے آٹھ۔ لڑکیاں سات کل پندرہ
سبب شہادت	معاویہ نے جعدہ بنت اشعث کے ذریعے سے زہر دیا
تاریخ شہادت	۲۸ صفر ہجری ۴۹ھ سن عیسوی ۶۹۰ء
مدت زندگی	۴۷ سال
قبر مطہر	جنت البقیع۔ قریب جدہ فاطمہ بنت اسد
بادشاہ وقت شہادت	معاویہ
کیفیت	حضرت امام حسن علیہ السلام کے تین لڑکے کربلا میں شہید ہوئے، حسن مثنیٰ بن حسن زخمی ہو کر بچ نکلے تھے جنہیں قوم بنی اسد نے لاشوں کے نیچے سے اٹھایا اور علاج کرایا۔ شفایاب ہونے کے بعد آپ مدینہ تشریف لے گئے اور فاطمہ کبریٰ بنت امام حسینؑ کا عقد حسن مثنیٰ ہی سے ہوا تھا اور اسی سے آپکی نسل بڑھی۔ آپ کی لڑکی فاطمہ بنت حسنؑ حضرت سجاد کی بیوی تھی۔

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

احوال سید الشہداء امام حسین علیہ السلام

اسم مبارک	حسینؑ در توریت شبیر
کنیت شریف	ابوعبداللہ - ابوالائمہ - ابوالمساکین
لقب مطہر	سید الشہداء - مظلوم - طیب - وغیرہ
والد بزرگوار	علی ابن ابی طالب علیہ السلام
والدۂ ماجدہ	فاطمۂ زہرا
ولادت	تین شعبان ہجری چار (بنا بر مشہور) سن عیسوی سنہ ۶۲۵ء
جائے ولادت	مدینہ طیبہ
بادشاہ وقت	یزدجرد - یا ہرمز
تعداد ازواج	پانچ سوائے کنیزاں
اولاد	۶ پسر - چار دختر، واللہ اعلم
سبب شہادت	بحکم یزید ملعون - شمر پلید نے شہید کیا
تاریخ شہادت	دس محرم ہجری سنہ ۶۱ھ، دس اکتوبر سن عیسوی سنہ ۶۸۰ء
مدت زندگی	ستاون برس - (۵۷)
قبر مطہر	کربلا معلی
بادشاہ وقت شہادت	یزید ملعون

حضرت امام حسین علیہ السلام کے تین لڑکے کربلا میں شہید ہوئے اور حضرت سجادؑ سے آپ کی نسل بڑھی۔ آپ کے دو بچے واقعات کربلا سے پہلے انتقال فرما گئے تھے اور چھٹے کے بارے میں جس کا ذکر اکثر نہیں ہوتا۔ یہ ایک دن کے کربلا میں شہید ہوئے ہیں۔ جس کا نام عبداللہ تھا

احوال حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام

اسم مبارک	علیؑ
کنیت شریف	ابومحمد - ابوالحسن - ابوالقاسم
لقب مطہر	زین العابدین - سجادؑ - زکی
والد بزرگوار	حسینؑ ابن علیؑ
والدۂ ماجدہ	شہربانو بنت یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ
ولادت	بروز جمعرات پندرہ جمادی الاول ہجری سنہ ۳۸ھ سن عیسوی سنہ ۶۵۸ء
جائے ولادت	مدینہ منورہ
بادشاہ وقت	حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام
تعداد ازواج	دو غیر از کنیزان
اولاد	گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں
سبب شہادت	ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر دیا
تاریخ شہادت	پچیس محرم ہجری سنہ ۹۵ھ سن عیسوی سنہ ۷۱۳ء
مدت زندگی	ستاون برس (۵۷)
قبر مطہر	جنت البقیع - مدینہ منورہ
بادشاہ وقت شہادت	ولید بن عبدالملک بن مروان

حضرت سجادؑ کا عقد جناب امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی فاطمہ بنت حسن سے ہوا جس سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد پینتیس سال دنیا میں رہے اور ہر وقت اپنے مظلوم باپ کو یاد کر کے روتے تھے۔

شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

احوال حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	
اسم مبارک	محمدؐ
کنیت شریف	ابوجعفر
لقب مطہر	باقر۔ شاکر۔ ہادی
والد بزرگوار	علیؑ ابن الحسینؑ
والدۂ ماجدہ	فاطمہ بنت امام حسن علیہ السلام
ولادت	بروز جمعہ۔ یکم رجب ہجری ۵۷ھ ۱۵ اکتوبر ۶۷۶ء
جائے ولادت	مدینہ طیبہ
بادشاہ وقت	معاویہ علیہ ما علیہ
تعداد ازواج	غیر از کنیزاں۔ چار بیویاں تھیں
اولاد	پانچ بیٹے۔ دو بیٹیاں کل سات
سبب شہادت	ہشام بن عبدالملک بن مروان نے زین میں زہر تعبید کرکے شہید کرایا۔
تاریخ شہادت	۷ ذی الحجہ ہجری ۱۱۴ھ سن عیسوی ۷۳۱ء
مدت زندگی	ستاون برس
قبر مطہر	جنت البقیع۔ مدینہ منورہ
بادشاہ وقت شہادت	ہشام بن عبدالملک
نوٹ	کربلا کے میدان میں آپ بھی اپنے باپ کے ساتھ تھے اس وقت آپ کی عمر تین چار برس کے لگ بھگ تھی۔ معتبر کتابوں کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بن حسن مثنیٰ وہ زین لایا تھا۔ جس میں ہشام بن عبدالملک نے زہر قاتل تعبید کرایا تھا۔

احوال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	
اسم مبارک	جعفر
کنیت شریف	ابو عبداللہ۔ ابو اسماعیل۔ ابو موسیٰ
لقب مطہر	صادق۔ صابر۔ فاضل۔ طاہر
والد بزرگوار	محمد باقر علیہ السلام
والدۂ ماجدہ	ام فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر
ولادت	۱۷ ربیع الاول ہجری ۸۳ھ ۷۰۲ء بروز جمعہ
جائے ولادت	مدینہ طیبہ
بادشاہ وقت	عبدالملک بن مروان
تعداد ازواج	ایک بیوی۔ فاطمہ بنت حسین الاثرم غیر از کنیزاں
اولاد	سات لڑکے اور تین لڑکیاں
سبب شہادت	منصور دوانیقی نے زہر دیا۔
تاریخ شہادت	پندرہ شوال ہجری ۱۴۸ھ سن عیسوی ۷۶۵ء بروز اتوار
مدت زندگی	پینسٹھ برس چھ ماہ اٹھائیس دن
قبر مطہر	جنت البقیع۔ مدینہ طیبہ
بادشاہ وقت شہادت	منصور دوانیقی برادر سفاح عباسی
نوٹ	شیعہ حضرات فقہ جعفریہ سے منسوب ہوتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بنی امیہ کا دور ختم ہوچکا تھا۔ اور بنی عباس کا ابتدائی دور تھا۔ بایں وجہ ہمارے اس امام کو تبلیغ دین کا کافی موقعہ ملا۔ اس لئے ان کی طرف فقہ مشہور ہوگئی ورنہ ہم صرف جعفری ہی نہیں بلکہ محمدی علوی، حسنی اور حسینی وغیرہم بھی ہیں۔

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

احوال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

اسم مبارک	موسیٰ
کنیت شریف	ابوالحسن ۔ ابوابراہیم ۔ ابوعلیؑ
لقب مطہر	کاظم ۔ صالح ۔ صابر ۔ امین
والد بزرگوار	امام جعفر صادق علیہ السلام
والدۂ ماجدہ	حمیدہ بربریہ
ولادت	بروز ہفتہ ۷، صفر ہجری ۱۲۸ھ سن عیسوی ۷۴۶ء
جائے ولادت	موضع ابواء ۔ درمیان مکہ و مدینہ، تیس میل مدینہ سے دور ہے ۔
بادشاہ وقت	ابراہیم بن ولید
تعداد ازواج	۔ ۔ ۔ سبیح از غیر کنیزاں
اولاد	انیس ۱۹ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں بتحقیق جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ
سبب شہادت	ہارون ملعون نے زہر دلوایا ۔ بذریعہ سندی بن شاہک
تاریخ شہادت	بروز جمعہ ۲۵ رجب ہجری ۱۸۳ھ ۔ سن عیسوی ۷۹۹ء
مدت زندگی	پچپن برس ۔ ۵۵ سال
قبر مطہر	کاظمین شریفین
بادشاہ بوقت شہادت	ہارون بن مہدی
	حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تقریباً چودہ ۱۴ برس قید رہے اور قید ہی کے عالم میں انگوروں میں آپکو زہر دیا گیا ۔ سندی بن شاہک ملعون نے آپ کو بحکم ہارون زہر سے شہید کر دیا ۔ اور حضرت کا جنازہ پل بغداد پر رکھا گیا ۔

احوال امام علی رضا علیہ السلام

اسم مبارک	علیؑ
کنیت شریف	ابوالحسن
لقب مطہر	رضا ۔ صابر ۔ فاضل ۔ رضی
والد بزرگوار	امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
والدۂ ماجدہ	نجمہ خاتون
ولادت	جمعرات ۱۱ ذیلقعدہ ہجری ۱۵۳ھ سن عیسوی [illegible]ء
جائے ولادت	مدینہ منورہ
بادشاہ وقت	منصور دوانیقی
تعداد ازواج	اُم حبیبہ دختر مامون صرف ایک بیوی اور کنیزاں
اولاد	بقول شیخ مفید علیہ الرحمہ ۔ صرف امام محمد تقی علیہ السلام ہی تھے ۔
سبب شہادت	مامون ملعون نے آپ کو زہر دیا
تاریخ شہادت	۲۳ ذیلقعدہ ہجری ۲۰۳ھ بروز سوموار، سن عیسوی ۸۱۸ء
مدت زندگی	پچاس سال
قبر مطہر	مشہد مقدس
بادشاہ بوقت شہادت	مامون بن ہارون
	حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی اولاد میں کافی اختلاف ہے بہت سی کتابوں میں مرقوم ہے کہ آپکے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی تھی ۔ امام محمد تقی، حسن، جعفر، حسین، ابراہیم اور لڑکی عائشہ دیکھیں انوار الابصار صـ ۱۴۵، کشف الغمہ صـ ۱۱۰ مطالب السئول وغیرہ اس کے علاوہ بھی بہت سی روایات نظر حقیر سے گذری ہیں ۔ میرے نزدیک شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول قوی ہے ۔

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

احوال امام محمد تقی علیہ السلام

اسم مبارک	محمدؐ
کنیت شریف	ابو جعفر ۔ ابو علی
لقب مطہر	تقی ۔ جواد ۔ مختار ۔ منتخب ۔ عالم
والد بزرگوار	علی رضا علیہ السلام
والدۂ ماجدہ	سبیکہ خاتون
ولادت	بروز جمعہ ۱۰ رجب ہجری ۱۹۵ھ سن عیسوی ۸۱۱ء
جائے ولادت	مدینہ منورہ
بادشاہ وقت	امین بن ہارون
تعداد ازواج	ایک ام الفضل دختر مامون غیر از کنیزاں
اولاد	دو لڑکے ۔ دو لڑکیاں
سبب شہادت	معتصم عباسی نے آپ کو زہر دلوایا
تاریخ شہادت	آخر ذلیقعدہ بروز ہفتہ ہجری ۲۲۰ھ سن عیسوی ۸۳۵ء
مدت زندگی	پچیس برس کل زندگی
قبر مطہر	کاظمین شریفین
بادشاہ بوقت شہادت	معتصم بن ہارون رشید

سوائے بتولؑ کے باقی تمام آئمہ سے آپ کی زندگی کم گزری ہے۔ اُمّ حبیب دختر مامون کا عقد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ہُوا اور امّ الفضل دختر مامون کا عقد حضرت امام محمدؐ تقی علیہ السلام سے ہُوا۔ امّ الفضل نے ہی معتصم کے حکم سے آپ کو زہر دیا۔

احوال امام علی نقی علیہ السلام

اسم مبارک	علیؑ
کنیت شریف	ابو الحسن
لقب مطہر	نقی ۔ ہادی ۔ امین
والد بزرگوار	امام محمد تقی علیہ السلام
والدہ ماجدہ	سمانہ خاتون
ولادت	بروز جمعہ ۵ رجب ہجری ۲۱۴ھ سن عیسوی ۸۲۹ء
جائے ولادت	مدینہ منورہ
بادشاہ وقت	مامون
تعداد ازواج	ایک ہیچ غیر از کنیزاں
اولاد	چار لڑکے اور ایک لڑکی
سبب شہادت	معتز عباسی نے آپ کو زہر دلوایا۔
تاریخ شہادت	تین رجب بروز اتوار ہجری ۲۵۴ھ سن عیسوی ۸۶۸ء
مدت زندگی	اکتالیس سال
قبر مطہر	خانہ خود ۔ سرمن رائے ۔ عراق
بادشاہ بوقت شہادت	معتز بن متوکل عباسی

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعد سب سے زیادہ قید جو ہمارے امام رہے ہیں۔ وہ یہی امام علی نقی علیہ السلام ہیں بلکہ حضرت کاظم علیہ السلام سے بھی آپ کو زیادہ تکالیف دی گئی ہیں۔

شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ

احوال امام حسن عسکری علیہ السلام	
اسم مبارک	حسنؑ
کنیت شریف	ابو محمدؐ
لقب مطہر	زکی ۔ عسکری ۔ ہادی ۔ سراج
والد بزرگوار	امام علی نقی علیہ السلام
والدۂ ماجدہ	سلیلؑ ۔ اور اُسے جبیبہ بھی کہتے ہیں
ولادت	بروز جمعہ ۱۰ ربیع الثانی ہجری ۲۳۲ھ سن عیسوی ۸۴۶ء
جائے ولادت	مدینہ طیبہ
بادشاہ وقت	واثق بن معتصم
تعداد ازواج	یک زوجہ غیر از کنیزاں
اولاد	یک صرف حضرت صاحب العصر والزماں علیہ السلام
سبب شہادت	معتمد ملعون نے آپ کو زہر دلوایا
تاریخ شہادت	آٹھ ربیع الاول ہجری ۲۶۰ھ بروز جمعہ سن عیسوی ۸۷۴ء
مدت زندگی	اٹھائیس برس چند ماہ
قبر مطہر	خانہ خود سرمن رائے
بادشاہ بوقت شہادت	معتمد بن متوکل عباسی
کیفیت	حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے بعد آپ کی مدت عمر باقی آئمہ سے کم ہے ۔ آپ کی اولاد میں صرف امام زمانہ ہی ہیں ۔ آپ کی اکثر زندگی سامرہ ہی میں گزری ہے ۔

احوال امام مہدی آخر الزماں علیہ السلام	
اسم مبارک	م ۔ ح ۔ م ۔ د
کنیت شریف	ابو القاسمؑ ابو عبداللہ
لقب مطہر	قائم ۔ حجت ۔ مہدی ۔ منتظر صاحب الامر ۔
والد بزرگوار	امام حسن عسکری علیہ السلام
والدۂ ماجدہ	نرجس خاتون جنہیں سوسن ریحانہ بھی کہتے ہیں
ولادت	بروز جمعہ پندرہ شعبان ہجری ۲۵۵ھ سن عیسوی ۸۶۹ء
جائے ولادت	سرمن رائے
بادشاہ وقت	معتمد بن متوکل
تعداد ازواج	واللہ اعلم
اولاد	العلم عند اللہ
مدت عمر	مدت عمر بوقت غیبت صغریٰ پانچ برس آٹھ ربیع الاول ۲۶۰ھ
	مدت عمر بوقت غیبت کبریٰ چوہتر ۷۴ برس پندرہ شعبان بروز جمعہ ہجری ۳۲۹ھ
مقام غیبت	مکان غیبت ۔ سرمن رائے سرداب
بادشاہ وقت	بادشاہ بوقت غیبت کبریٰ ۔ معتمد بن متوکل
کیفیت	نائبین ۔ عثمان بن سعید ۔ محمد بن عثمان حسین بن روح اور علی بن محمد تھے ۔ غیبت صغریٰ میں انہی بزرگوں کی وساطت سے مخلوق خدا تک احکام ہدایت پہنچاتے تھے علی بن محمد کے انتقال کے بعد، زمانہ غیبت کبریٰ شروع ہوا ہے ۔ عجل اللہ فرجہٗ وسہل اللہ مخرجہٗ ۔

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصۡلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُھَا فِی السَّمَآءِ

احوال جناب ثانی زہرا حضرت زینب سلام اللہ علیہا

جناب زینبؑ کی ولادت یکم شعبان ۶ھ ۔ مدینہ منورہ میں ہوئی ۔ آپ کا عقد نکاح ابن عم عبداللہ ابن جعفر طیار سے ہوا۔ اولاد عونؓ ۔ محمدؓ ۔ عباسؓ ۔ علیؓ ۔ اور ایک لڑکی اُمّ کلثوم تھی ۔ جن کا عقد نکاح قاسم بن محمدؓ بن جعفر طیار سے ہوا۔ آپ کی نسل عباسؓ اور علیؓ سے بڑھی ۔

شہادت ۱۶ ذی الحجہ ہجری ۶۲ھ میں ہوئی ۔ قبر انور میں اختلاف ہے ۔ بنا بر مشہور شام میں ہے مگر محققین حضرات کی تحقیق ہے کہ آپ کی قبر مطہر مدینہ منورہ میں ہے ۔ بعض علماء مصر میں بھی آپ کا روضہ انور بیان کرتے ہیں ۔ واللہ اعلم

احوال حضرت ابوالفضل العباس ابن امیر المومنین علیہ السلام

ولادت چار شعبان ہجری ۲۶ھ میں ہوئی ۔ آپ کی شادی زکیہ بنت عبداللہ ابن عباس سے ہوئی : زکیہ خاتون کو لبابہ بھی کہتے ہیں ۔ آپ کے دو لڑکے فضل اور عبداللہ اس کے علاوہ ایک لڑکی بھی تھی ۔ آپ کی شہادت بتیس سال کی عمر میں بروز عاشورہ کربلا میں ہوئی ۔ والدہ کا نام فاطمہ جو اُمّ البنین کے نام سے مشہور ہے ۔

احوال حضرت عمران جناب ابوطالب علیہ السلام و خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

حضرت ابوطالبؑ نے ۱۵ شوال اعلانِ نبوت سے دس سال بعد اسیؓ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور اسی سال ۲۰ ذوالقعدہ کو جناب خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ہوا ۔ نبیؐ اکرم نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا ۔ حضرت ابوطالب کے چار لڑکے ۔ طالبؑ عقیلؑ ۔ جعفرؑ اور حضرت علیؑ ۔ دو لڑکیاں اُمّ ہانی اور جمانہ تھیں ۔ حضرت ابوطالب کا عقد نکاح فاطمہ بنت اسد بن ہاشم سے ہوا جن کا انتقال ۴ھ مدینہ منورہ میں ہوا تھا ۔

احوال حضرت اُمّ کلثوم بنت امیر المومنین علیہ السلام

حضرت اُمّ کلثومؑ کی ولادت ہجری ۹ھ میں ہوئی اور آپ کا عقد نکاح جناب امیر المومنین نے محمد بن جعفر طیار سے کیا ۔ آپ کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ۔ کربلا معلّیٰ میں اپنے بھائی کے ساتھ تشریف لائیں ۔ آپ کی قبر مطہر قبرستان شام میں ہے ۔ جناب سکینہ بنت الحسینؑ کے روضہ کے ساتھ روضہ ہے ۔ دونوں کا صحن ایک ہے ۔

پہلی مجلس

عظمتِ توحید، حبط اور ضبط میں فرق، شرک کی اقسام، مُردوں کو زندہ کرنا، ذکرِ علیؑ عبادۃٌ، نحن وجہ اللہ مومن کی موت، کربلا میں اسیران کی تعداد، مصائب اسیرانِ کربلا کا کوفہ میں ورود، مسلم جصاص کا چادریں پیش کرنا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ پارہ ۵ رکوع ۱۵، تحقیق اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک لایا جائے۔ ساتھ اس کے اور بخشتا ہے سوائے اس کے، واسطے جس کے چاہے۔ نجات انسانی کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے ایک عقیدہ کا درست ہونا دوسرا اعمال کا نیک ہونا۔ اصطلاح اسلامی میں عقیدہ کا دوسرا نام ہے۔ اصول اور اعمال حسنہ کا دوسرا نام ہے فروع، مگر یہ یاد رہے کہ فروعِ دین سے مقدم ہیں اصولِ دین۔ یعنی اصولِ دین مقدم ہیں اور فروعِ دین مؤخر ہیں۔ اگر کسی انسان کے نامۂ اعمال میں ساری کائنات سے زیادہ نیکیاں ہوں۔ یعنی لاکھوں کنوئیں بھی پیاسوں کے لئے لگائے۔ ہزاروں درس کھلوائے۔ سینکڑوں ہسپتال بنوائے ہر سال حج کو جائے۔ حاتم سے بڑھ کر سخاوت اپنی دنیا سے منوائے اور صفا و مروہ کے درمیان مظلومیت کی موت مر جائے اگر اس کا عقیدہ درست نہیں تو مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اُسے جنت کی خوشبو تک بھی نصیب نہ ہوگی۔ شعر

خشتِ اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

معلوم ہوا کہ اعمال خیر اُسی کے قبول ہوں گے۔ جس کا ایمان و عقیدہ دُرست وصحیح ہے۔ ایمان و عقیدہ

جسے اصول دین کہتے ہیں وہ پانچ بیان ہوتے ہیں ۔ ۱۔ توحید ۲۔ عدل ۳۔ نبوت ۴۔ امامت ۔
۵۔ اور قیامت ، ان پانچوں میں سب سے اوّل ہے توحید ۔ یعنی اسلام کی ابتداء توحید ہی سے ہوتی ہے ۔
ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نسل انسانی کو سب سے پہلے توحید کا درس دیتے تھے ۔ خلیلؑ اگر نارِ
نمرودؔ میں نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے کود گئے تو توحید ہی کی خاطر ۔ حضرت نوح علیہ السّلام نے سینکڑوں برس
قوم کی طرف سے تکالیف کو برداشت کیا اور پتھر کھائے تو صرف اسی خاطر کہ جناب نوحؑ فرماتے تھے کہ اے
میری قوم قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ۔ حضرت زکریاؑ کو جو آرے سے چیرا گیا تو ان کا تصور کیا تھا صرف یہی
کہ وہ لوگوں سے کہتے تھے لوگو ! مانو کہ خدا واحد لاشریک ہے ۔ حضرت موسیٰؑ کو فرعونؔ کے ساتھ کیوں مقابلہ
کرنا پڑا ۔ کیا فرعون جھوٹ بولتا تھا ، کیا فرعونؔ سخی نہ تھا کیا فرعونؔ زانی تھا ہرگز نہیں ، فرعون میں اعمال کے لحاظ
سے کوئی کمی نہ تھی ۔ وہ اس لئے فرعونؔ تھا کہ وہ ملعون جو نہ تھا وُہ بن بیٹھا ۔ فرعونؔ ہوتا ہی وہ ہے جو نہ ہو بن
بیٹھے میں کہتا ہوں کہ فرعون کا دعوےٰ تھا ۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى پارہ ۳۰ رکوع ۲ ۔ کہ میں تمہارا سب سے
بڑا رب ہوں اور حضرت موسیٰؑ فرماتے تھے ۔ اے ملعون کائنات کا پروردگار واحد لاشریک ہے اور بس
اور آگے چلئے ، حضرت عیسٰےؑ کی قوم ان کی کیوں دشمن بن گئی ۔ صرف یہی وجہ تھی کہ بتولؑ کا لال یہی کہتا تھا ۔
لوگو ! اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ط اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۔ پارہ ۱۶ ۔ رکوع ۵ میری قوم ! میں اللہ کا عبد ہوں ،
اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور میں عہدہ نبوت پر فائز کیا گیا ہوں ۔ کیوں مسلمانو آمنہؑ کے لال خلق عظیم
کے مالک رحمۃ للعالمین کا تاج پہن کر آنے والے کو کیوں جادوگر کہا ، مکہ والوں نے کیوں حضرت کو ستایا ،
طائف والوں نے آپ پر پتھر کیوں برسائے ، قوم نے حضرت سے بائیکاٹ کیوں کیا ، حضور پُرنور کو اپنا آبائی
مقدس شہر چھوڑنے پہ لوگوں نے کیوں مجبور کیا ۔ حضورؐ کا صرف اور صرف یہی تو قصور قریش بیان کرتے تھے
کہ وہ کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ ۔ ورنہ کردار تو آنجناب کا اتنا بلند تھا کہ ابوجہلؔ جیسا ملعون بھی گواہی دیتا ہے
کہ محمد مصطفےٰ آمنہ کا لال امین ہے ، صدیق ہے ، شفیق ہے ، کریم ہے ، رحیم ہے ، شریف ہے ، حنیف ہے
حسین ہے ، جمیل ہے ، رؤف ہے ، رشید ہے ، غفور ہے ، شکور ہے ، اللہ کے حبیب تو یہی فرمایا کرتے
تھے کہ لوگو ! قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ۔ اے میری قوم تمہارا خالق واحد لاشریک ہے تو نسل انسانی میں
جتنی تبلیغ انبیاء علیہم السلام نے توحید کی ہی کی ہے اتنی اور تبلیغ کسی اصول یا فروع کی نہیں فرمائی ۔
توحید کی عظمت و وقار اس آیہ کریمہ سے بھی واضح ہے کہ قدرت کا ارشاد ہے کہ میں مشرک کو ہرگز

نہیں بخشوں گا اور جسے چاہوں بخش دوں۔ صلوٰۃ

تفسیر عمدۃ البیان جلد ا صفحہ ۲۶۴ پر مرقوم ہے کہ ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت ایک پیر مرد کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ صحرائی آدمیوں میں سے تھا اس شخص نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کہ یا رسولؐ اللہ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں کہ گناہوں میں غرق ہوں مگر خدا کو پہچانتا ہوں اور اس کا شریک کسی کو نہیں کیا ہے اور گناہ بھی عمداً جرأت اور بے ادبی گستاخی کر کے نہیں کیا ہے اور اس کا تصور بھی کبھی نہیں کیا ہے کہ ایک لحظہ خدا کو بھاگ کر عاجز کر دوں اور اب میں گناہوں سے پشیمان ہو کر درگاہِ خدا میں توبہ کرنے والا ہو کر آیا ہوں، میرے واسطے کیا حکم ہے کہ کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ ادھر ایک ضعیف صحرائی کی آواز بارگاہِ رسالت میں پہنچی ادھر رحمتِ الٰہی نے جوش مارا۔ اور ارشاد فرمایا کہ سوائے شرک کے تمام گناہوں کو میں بخشتا ہوں صرف شرک ہے جو نہیں بخشا جائے گا۔ شعر

رحمت یہ چاہتی ہے کہ اپنی زبان سے
کہہ دے گنہ گار کہ تقصیر ہو گئی (صلوٰۃ)

محمد بن مسلم نے روایت کی ہے کہ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اے محمد بن مسلم جس وقت مومن اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو سب گناہ اس کے بخشے جاتے ہیں۔ محمد بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے عرض کی اے فرزند رسولؐ اگر وہ توبہ کرنے کے بعد کچھ گناہ کرے آپ نے فرمایا جب بھی انسان بارگاہِ احدیت میں پشیمان ہو کر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے اور یہی توحید کی شان ہے۔ اے محمد بن مسلم اگر کوئی شخص گناہوں سے استغفار کرتا جائے اور گناہ بھی کرتا رہے تو وہ ایسا ہے کہ جیسا کہ کوئی کسی سے ہنسی کرتا ہے۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ا صفحہ ۲۵ اس مختصر سے بیان سے واضح ہو گیا کہ حق تعالیٰ نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ میں نے شرک کو ہرگز نہیں بخشنا اور جسے چاہوں بخش دوں معلوم ہوا کہ توحید سے متصادم ہونے والے انسان کی ہرگز ہرگز بخشش نہ ہوگی آج کل مسئلہ توحید ہی علمائے کرام کے علمی کمال کی آماجگاہ بنا ہوا ہے میں قرآن مجید سے ضرورت عظمت توحید پر ایک آیت پیش کر کے آگے بڑھتا ہوں۔ سنیئے وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ٥

پارہ ۲۴ رکوع ۴ - (اے رسولؐ) تمہاری طرف اور ان پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں۔ یقیناً یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر کہیں) شرک کیا تو تمہارے سارے عمل اکارت ہو جائیں گے اور تم ضرور گھاٹے میں آ جاؤ گے بلکہ تم خدا کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں ہو، ترجمہ (مولانا فرمان علی صاحب) تقریباً یہی ترجمہ اس آیت کریمہ کا تمام مفسرین نے کیا ہے میں مانتا ہوں کہ ہم مسلمانو کا یہی ایمان ہے کہ خدا تعالٰے نے سنایا تو نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے مگر سمجھایا اُمّتِ مصطفیٰ کو ہی ہے کہ اگر کسی نے میرے ساتھ کسی کو شریک گردانا تو چاہے کوئی ہی کیوں نہ ہو اس کے تمام اعمال حبط ہو جائیں گے اللہ اکبر۔ میں نے لفظ حبط عرض کیا ہے اور قرآن مجید میں بھی حبط ہی ہے ضبط نہیں ہے حبط اور ضبط میں زمین و آسمان کا فرق ہے کسی کے اعمال کو ضبط کرنا خدا تعالیٰ کے عدل کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ اعمال کسی کے ضبط نہیں کرتا بلکہ اعمال حبط ہوتے ہیں ضبط اور حبط کی تشریح عرض کرتا ہوں۔ شیعہ مذہب کے اصول کے مطابق ضبط اعمال ظلم ہے اور خدا اس سے پاک و منزہ ہے حبط اعمال ظلم نہیں، بلکہ جائز اور مطابق عدل ہے۔ ضبط عمل یہ ہے کہ کسی کا عمل شرائط صحت کے مطابق ہو، لیکن کسی دوسری غلطی کی وجہ سے بطور سزا کے اس کو صحیح عمل کی جزا سے بھی محروم کیا جائے مثلاً ایک شخص کی نماز صحیح ہے لیکن اس سے کوئی دوسرا گناہ سرزد ہو گیا۔ پس اس گناہ کی سزا میں اس کو نماز کے اجر سے محروم کرنا ضبط عمل ہے، یہ ظلم اور ناجائز ہے اور حبط عمل یہ ہے کہ عمل میں وہ شرط ہی نہ پائی جائے جس کی بدولت وہ عمل اجر کے قابل بنتا ہے پس عدم شرط کی وجہ سے اس کو اجر سے محروم کیا جائے مثلاً ایک شخص نے نماز پڑھی لیکن نماز کی مقبولیت کی شرط یہ ہے کہ اس کی نماز ریاکارانہ طور پر نہ ہو پس اگر ریاکاری کرے گا تو اس کو نماز کے اجر سے محروم کر دیا جائے گا بس یہ حبط عمل ہے صلوٰۃ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جس نے بھی خدا کے ساتھ کسی کو شریک کیا اس کے تمام اعمال چاہے کتنے ہی کثیر و وافر کیوں نہ ہوں سب اکارت و برباد جائیں گے۔ مگر یہاں گزارش یہ ہے کہ شرک ہے کیا چیز۔ خدا تعالٰے کے ساتھ شریک کرنے کے معنی کیا ہیں تو علماء کرام نے چار طرح کا شرک بیان کیا ہے۔ اوّل شرک فی الذات دوسرا۔ شرک فی الصفات۔ تیسرا شرک فی الافعال اور چوتھا شرک فی العبادۃ ان چاروں کی مختصر سی تشریح کئے دیتا ہوں۔ تاکہ موالیان حیدر کرار اپنا دامن شرک سے محفوظ رکھ سکیں۔ پہلا شرک فی الذات تو دنیا میں ایک بھی ایسا شیعہ نہیں کہ جس کا یہ ایمان ہو کہ خدا تعالٰے کی ذات میں

حبط اور ضبط

شرک کی اقسام

آئمہ طاہرین علیہم السلام شریک ہیں ۔ ارے موالیان حیدر کرار کا تو یہ ایمان ہے کہ وہ خالق ہے اور یہ مخلوق ہیں وہ رازق ہے یہ مرزوق ہیں ۔ آئمہ ساجد ہیں اور خدا مسجود ہے اللہ مالک ہے یہ مملوک ہیں آئمہ عابد ہیں اور خدا معبود ہے مگر یہ ضرور ہے کہ وہ خالق واحد لاشریک اور اس کی مخلوق بے مثال ہے کائنات کی ہر شئ اُن کے صدقے سے قدرت نے پیدا فرمائی ۔ اگر یہ نہ ہوتے تو کائنات کی کوئی چیز بھی پیدا نہ ہوتی ۔ سبب خلقت کائنات محمدؐ آل محمدؐ علیہم السلام ہی ہیں یہاں ایک مسدس عرض کرتا ہوں تاکہ آپ وجد میں اگر نعرہ لگادیں ۔ مسدس

مصطفےٰ کو کوئی محتاج مکان کہتا ہے کوئی موجود انہیں قبل زماں کہتا ہے
ایک فرقہ میں بشر پیر و جواں کہتا ہے خاص ہے وہ جو امیر دو جہاں کہتا ہے
تو ہی بتا تیرے اس بندے کو کیا کہتے ہیں
جس کے نائب کو زمانے میں خدا کہتے ہیں (صلوٰۃ)

دنیا تو محمد و آل محمد علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہتی ہے مگر نبی اکرم صلعم فخر سے فرماتے ہیں ۔ عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ مَنْ شَکَّ فِیْہِ فَقَدْ کَفَرَ فرمایا علی بشر سے افضل ہے یعنی خیر البشر ہے پس اس میں جو شک کرے گا وہ کافر ہو جائے گا ۔ کتاب اہلسنت ینابیع المودۃ صہ ۲۰۴ طبع بمبئی مودۃ القربیٰ صہ ۳۰ ، شیعہ کتاب اثبات امامت صہ ۹۳ ، مودۃ القربیٰ میں یہ بھی ہے ۔ عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ مَنْ اَبیٰ فَقَدْ کَفَرَ ۔ حضرت حذیفہ یمانی سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا علی خیر البشر ہے جس نے اس امر کا انکار کیا ہے وہ کافر ہو گیا ۔ اس تحریر پُر تنویر سے ثابت ہو گیا کہ یہ ہماری طرح کے بشر نہیں بلکہ خیر البشر ہیں ۔ صلوٰۃ ۔ مسدس

مشکل کشا کہوں کہ شہہ ھل اتیٰ کہوں حیران ہوں وصیٔ محمدؐ کو کیا کہوں
اللہ رے ادج ادج سے بالا علیؑ علیؑ المختصر کہ اعلیٰ سے اعلیٰ علیؑ علیؑ
(صلوٰۃ)

جب موالیان حیدر کرار محمد و آل محمد علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتے ہیں تو شرک فی الذات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہی کی ذات کے شایانِ شان ہے ۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ پارہ ۲۵ ۔ رکوع ۲ ۔ خدا تعالیٰ کی مثل کوئی شے نہیں ہے ہو بھی کیسے سکتی ہے کہ وہ ہر شے

کا خالق و مالک ہے محمدؐ و آل محمدؐ کا سر بسجود ہونا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ ان کا کوئی معبود ہے
جس کی بارگاہ میں عجز و انکساری سے سر جھکائے ہوئے ہیں بس ظاہر ہے کہ عابد و معبود ساجد و مسجود برابر
نہیں ہو سکتے۔ دوسرا ہے شرک فی الصفات کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک سمجھنا تو شیعانِ
حیدرِ کرار نے اللہ تعالیٰ کی صفات جلیلہ میں کبھی کسی کو شریک نہیں کیا جو کچھ کسی نبی۔ ولی۔ قطب
غوث، ابدال، قلندر، سالک، خلیفہ، امام کے پاس کمالات ہیں یہ سب اللہ تعالےٰ نے ہی عطا کئے
ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے کمالات ذاتی ہیں اور دیگر مخلوقات کے کمالات عطائی ہیں، عطا کرنے والے کے
برابر وہ کس طرح ہو سکتا ہے جس کو عطا کیا گیا ہو۔ مگر یہ کہنا کہ محمدؐ و آل محمدؐ کچھ نہیں سکتے تو محض
کفر و بے دینی ہے محمد و آل محمد علیہم السلام کو اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم و فضل سے وہ درجاتِ عالیہ
عطا فرمائے ہیں کہ ہم انسان تو کیا بلکہ نگاہِ خلیل بھی انکا احصاء نہیں کر سکتی ایک دو واقعہ عظمتِ آل
محمدؐ کے آپ کے قلوب کو مزید منوّر کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں روایت میں ہے کہ ایک بار چند
قریش مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کرنے لگے
کہ آپ کا دعوٰے ہے کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ فرمایا صرف میں ہی نہیں بلکہ میرا بھائی
علیؑ ابنِ ابی طالبؑ بھی افضل المرسلین ہے۔ اے قریشِ مکہ جب تک کسی نبی نے خدا کی توحید میری
نبوت اور میرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کا اقرار نہیں کیا۔ اس وقت تک کسی کو عہدۂ نبوت
ہی عطا نہیں ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیا حضرت عیسٰے مردے زندہ کرتے تھے نبی اکرم صلعم نے فرمایا
بے شک مریمؑ کا لال اللہ تعالےٰ کے حکم سے مردے زندہ کرتے تھے کہا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ
ہم ان سے افضل ہیں آپ بھی کسی کو زندہ کر کے دکھلائیں تو ہم آپ کو نبی مان لیں گے اُن کی اس گفتگو
کو سن کر آنحضرت نے مولا علیؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ جاؤ اور جسے یہ کہہ دیں اُسے زندہ کر دینا قبرستان
میں پہنچکر حیدرِ کرار نے قبر کو ٹھوکر مار کر فرمایا۔ یا فلاں بن فلاں قم باذن اللہ۔ پس قبر شگافتہ ہوئی اور مُردے
نے زندہ ہو کر اپنے لواحقین سے باتیں کیں اور پھر سو گیا۔ جناب حیدرِ کرار نے فرمایا یہ تو ایک معمولی
معجزہ تھا اگر میں چاہتا تو سارے قبرستان کے مردوں کو زندہ کر دیتا تفسیر انوار النجف جلد ۱۲ صـ ۲۴۴۔ صلوٰۃ
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا نَحْنُ الْكَلِمَاتُ الَّتِیْ لَا تُدْرَكُ فَضَائِلُنَا
وَلَا تُسْتَقْصٰی۔ یعنی ہم وہ کلمات ہیں جن کے فضائل کا ادراک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ان کی انتہا معلوم

کی جاسکتی ہے۔ تفسیر انوار النجف جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۲ (صلوٰۃ)، میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی اللہ کا مقبول و محبوب بندہ مُردے کو زندہ کر دے یا ڈوبتے ہوئے سُورج کو پلٹا دے یا جنّت سے کھانے منگوالے یا کنکریوں سے کلمہ توحید پڑھوالے یا بچی کی شادی پرستارے کو کمی بنا کر دولہا والوں کے گھر بھجوا دے تو کیا وہ انسان خدا بن جائے گا ہرگز ہرگز نہیں خدا کی ذات وہ ہے جس نے ایسے کامل و اکمل انسان کو پیدا فرمایا۔ اور وافر کمالات عطا کر کے دنیا والوں کو اپنی توحید کا جوہر دکھلایا۔ ہاں میں صفات خدا تعالیٰ کے بارے میں عرض کر رہا تھا۔ سو عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ آٹھ بیان ہوتی ہیں اور صفات سلبیہ بھی آٹھ ہی بیان کئے جاتے ہیں۔ جن پر ہم شیعانِ حیدرؑ کرار کا کامل و اعلیٰ ایمان و عقیدہ ہے۔ بے شک خدا قدیمؔ ہے اور ہمیشہ رہے گا، بے شک خدا ہر شیئ پر قادرؔ ہے، لاریب خدا تعالےٰ عالمؔ ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے، بے شک خدا حیؔ ہے یعنی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ میرا خالق صاحب ارادہ ہے اور جو چیز واقع ہوتی ہے اس کے اختیار سے ہوتی ہے یعنی وہ مجبور و بے بس نہیں بلکہ مُریدؔ ہے، بے شک اللہ تعالیٰ مدرکؔ ہے وہ ہر چیز ظاہر و باطن کا دریافت کرنے والا ہے۔ اگرچہ آنکھ کان وغیرہ نہیں رکھتا۔ یعنی وہ آلات وغیرہ کا محتاج نہیں ہے جس چیز سے چاہے کلام پیدا کر سکتا ہے، بے شک خالق کائنات متکلمؔ ہے۔ میرے اللہ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے لئے درخت سے کلام پیدا فرمایا اور آٹھویں صفت ہے صادقؔ یعنی خدا کا کلام درست و برحق ہے سنو! اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتیہ عین ذات ہیں۔ اور ذاتِ عین صفات ہے اور بس۔ صفات سلبیہ جو خدا تعالےٰ کی شایانِ شان نہیں ۱۔ شرک خدا کا کوئی شریک نہیں۔ ۲ ترکیب یعنی خدا مرکب نہیں ہے۔ ۳۔ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ۴ کسی مکان و مقام میں گھرا ہوا نہیں ہے جیسے روح بدن میں حلول کرتی ہے ۵۔ خدا تعالےٰ کی ذات محلِ حوادث سے مبّرا و منزہ ہے وہ جیسا ہے بس ویسا ہی ہے ایسا نہیں کہ حالات و کیفیات ہوں کہ بچپن، جوانی، بڑھاپا وغیرہ ۶۔ خدا تعالےٰ دیکھنے میں نہ کسی کو آیا ہے اور نہ کبھی کسی کو آئے گا۔ مرئی یعنی خدا لائق دید نہیں ہے۔ ساتویں ہے یعنی میرا خالق کسی کا محتاج نہیں وہ ہر طرح سے بے نیاز اور مستغنی ہے اور آٹھواں اس کی ذات عین صفات ذاتیہ اور اس کی صفات ذاتیہ عین ذات ہیں موالیانِ حیدرؑ کرار صفاتِ ثبوتیہ اور صفاتِ سلبیہ میں کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک نہیں گردانتے۔ صلوٰۃ رُباعی عرض ہے۔

کہہ کر خدا علیؑ کو مشرک ہوئے نصیری ۔۔۔ مولا علیؑ کا دشمن حارث ملعون ٹھہری

مد و جزر میں دونوں داخل ہوئے جہنم ۔۔۔ اک غلو میں علیؑ کے اک مرتضیٰ کا ویری (نعیمی)

تیسرا ہے شرک فی الافعال یعنی اللہ تعالیٰ کے افعال جلیلہ میں کسی کو شریک سمجھنا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ شیعان حیدر کرار افعال الٰہیہ میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ بس خالق۔ خالق ہے اور مخلوق مخلوق ہے مگر یہ یاد رہے کہ کائنات کا نظام تین طرح سے چلتا ہے یعنی تین ہستیاں کائنات میں کام کرتی ہیں۔ ۱۔ صرف خالق ہی کام کرتا ہے ۲۔ خالق اور مخلوق مل کر کام کرتے ہیں اور تیسرا ہے صرف مخلوق ہی کام کرتی ہے۔ اب ہر ایک کی مختصر سی تشریح سماعت فرمادیں۔ سنو! کائنات کا پیدا کرنا، قیامت کا لانا، موت، حیات، عطائے رزق میں کمی بیشی کرنا وغیرھا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات فرماتی ہے۔ زندگی اور موت صرف قدرت کے ہی ہاتھ میں ہے۔ اس میں اس کی خلوق کا کوئی دخل نہیں ہے دوسرا ہے خالق و مخلوق کا مل کر کام کرنا اس میں بھی خدا کسی کا محتاج نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنا نظام ہی ایسا بنایا ہے۔ ورنہ وہ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔ وہ یہ ہے کہ مخلوق کے ذمہ ہے کہ اپنی طاقت و بساط کے مطابق کام کریں۔ مثلاً کھیتی باڑی، محنت مزدوری، تلاش رزق، کسب علم وغیرہ مخلوق کرتی ہے اور اس میں کامیابی اور اسے بارآور خدا تعالیٰ کی ذات فرماتی ہے اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ اسے ہی کہتے ہیں اور تیسرا کام وہ جو صرف مخلوق ہی خدا تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قوت و طاقت سے کرتی ہے اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے مثلاً نماز، روزہ وغیرہ یا جھوٹ، چوری، زنا وغیرہ اعمال نیک اور بد خود انسان کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ صاف موجود ہے۔ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا پارہ ۲۹ رکوع ۱۹۔ یقیناً انسان کو ہم نے رستہ دکھا دیا (اب وہ) خواہ شکر گزار ہو خواہ ناشکرا۔ اس کی جزا و سزا قیامت کو دی جائے گی۔ مگر یہ یاد رہے کہ مخلوق خدا ہر کام میں ایک دوسرے کی محتاج ہے۔ تمام کائنات کا نظام تعاون و اتحاد سے ہی چل رہا ہے۔ حاکم، محکوم کا محتاج ہے تو تاجر مزدور کا محتاج ہے ــــ شاگرد استاد کا محتاج ہے، کاشتکار بیل و تخم اور کھاد کا ــــ محتاج غرضیکہ چوکیدار سے لے کر صدر تک ہر ایک انسان ایک دوسرے کی مدد کا محتاج ہے تو کیا ایک انسان دوسرے انسان سے مدد لیتے ہی مشرک ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ و آلہٖ وسلم نے دعوت ذوالعشیرہ پر، اور میدان اُحد و خیبر وغیرہ میں حضرت علی المرتضیٰ سے مدد مانگی تو کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے اور سُنیں کربلا کے میدان میں میرے مظلوم امام کا آخری فرمان حقیقت بیان هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا تاریخ مقاتل کی تمام کتابوں میں مرقوم ہے کہ میرے مولا نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ہے جو میں مظلوم کی مدد کرے کیوں مسلمانو یہاں تو معصوم غیر معصوم سے مدد طلب کر رہا ہے۔ شرک، شرک کی رٹ لگانے والو، فتویٰ صادر فرماؤ۔ چلو میں تسکین قلب کے لئے مزید قرآن مجید کی آیت پیش کر دیتا ہوں کہ خالق اکبر جو کسی کا محتاج نہیں بلکہ ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ اپنے بندوں سے مدد طلب کر رہا ہے۔ سنو اور فیصلہ دو! يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ پارہ ۲۶ رکوع ۵۔ اے ایمان کے دعویدارو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہیں ثابت قدم کر دے گا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اپنے دین میں مخلوق سے مدد طلب کر رہا ہے اگر کسی سے مدد مانگنا شرک فی الافعال ہے تو خدا تعالےٰ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ مولانا، مدد مانگنا شرک نہیں بلکہ مخلوق کو خدا سمجھ کر مدد مانگنا شرک ہے۔ میں کہتا ہوں کائنات میں ایک انسان دکھلاؤ، جس نے کسی سے مدد طلب نہ کی ہو۔ ارے بندوں کو اللہ کے بندے سمجھ کر مدد مانگنا امام کو امام سمجھ کر مدد مانگنا، نبی کو نبی سمجھ کر مدد مانگنا، عین فطرت بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم اور عین عبادت ہے قرآن سنو! يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ پارہ ۶ رکوع ۱۰ ایمان کے دعویدارو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کے راستہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تمام شیعانِ حیدرؑ کرار محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی بارگاہ الٰہی تک اپنی رسائی کا کامل و اکمل وسیلہ سمجھتے ہیں۔ بس مولا علیؑ کو علیؑ سمجھ کر یا علی مدد کہنا عین عبادت و سعادت ہے۔ رُباعی۔

میزانِ جہالت میں گوہر تول رہا ہے ... پیمانۂ تبلیغ میں ستم گھول رہا ہے
گر یا علیؑ کہنے سے کوئی روکے تو سمجھو ... شیطان کی محفل سے کوئی بول رہا ہے

(صلوٰۃ)

چوتھا ہے شرک فی العبادۃ، یعنی خدا تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنا، بے شک سجدہ

صرف خدا تعالٰے ہی کی ذات کیلئے ہے اور بس ۔ یہاں ایک غلطی کا ازالہ کرنا مقصود ہے کہ عبادت خدا ہے کیا چیز ۔ کیا اللہ اکبر کہنا ہی عبادت خدا ہے اور یا محمدؐ ، یا علیؑ ، یا حسنؑ ، یا حسینؑ کہنا عبادت نہیں ہے ، اس بات کا فیصلہ کرنا ، مسلمانو کے لئے بالکل آسان ہے حدیث ۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ ۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے دوسری حدیث :- قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ حضرت عائشہ اور ابوبکر دونوں نے کہا کہ ہم نے حضور پُرنور سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ علیؑ کا ذکر عبادت ہے ۔ الصواعق المحرقہ صـ۱۲۱ ، کوکب دری صـ۱۶۱ ، تیسری حدیث قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ حُبُّ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ علی کا ذکر ہی نہیں بلکہ محبت علیؑ خدا کی عبادت ہے چوتھی حدیث بھی سنو ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاِنَّ ذِکْرَہٗ ذِکْرِیْ وَذِکْرِیْ ذِکْرُ اللّٰہِ وَذِکْرُ اللّٰہِ عِبَادَۃٌ ۔ محافل ومجالس صـ۳۹ حضور سرور کائنات نے ارشاد فرمایا کہ اپنی مجالس کو علیؑ کے ذکر سے زینت دو کیونکہ اس کا ذکر میرا ذکر ہے اور میرا ذکر خدا کی عبادت ہے ۔ اللہ اکبر ۔ ان چاروں حدیثوں میں لفظ عبادت ہے نبی اکرمؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ علیؑ کا چہرہ دیکھنا ثواب ہے یا یہ کہ علیؑ کا ذکر ثواب ہے یا یہ کہ علیؑ کی محبت ثواب ہے بلکہ فرمایا کہ علیؑ کی طرف دیکھنا علیؑ کا ذکر کرنا ، علی کی محبت رکھنا عبادت ہے اور یہ صاف واضح ہے کہ عبادت صرف اور صرف خدا کی ہوتی ہے ۔ میں نے علیؑ المرتضیٰ کا چہرہ دیکھا عبادت خدا کی ہوگئی ، ذکر علیؑ کا کیا عبادت خدا کی ہوگئی ، محبت علی سے میں نے کی عبادت خدا کی ہوگئی ۔ معلوم ہوا کہ خدا تعالٰے کی عبادت صرف یا اللہ یا اللہ کرنے کو ہی نہیں کہتے ، بلکہ محمدؐ وآل محمد علیہم السلام کا ذکر کرنا خدا کی عبادت ہے ۔ میں کہتا ہوں محمدؐ وآل محمدؐ کے بغیر نہ مسلمانو کا کلمہ صحیح نہ اذان درست نہ اقامت ٹھیک ، نہ نماز قبول تو پھر ان کا ذکر کرنے سے شرک فی العبادۃ کس طرح ہوگیا ۔ ارے شرک تو تب ہوگا جب ہم محمدؐ وآل محمد کو معبود ومسجود اور خالق ورازق سمجھیں اور اگر ان کے معجزات وکمالات کے بیان کا نام شرک ہے تو کائنات میں ایک انسان بھی موحد نہیں ہے ۔ ایک رُباعی سنو !

وَاِنَّہُمْ عِبَادٌ

N·A·S

علیؑ فروع بھی ہے اور علیؑ اصول بھی ہے   علیؑ کا پیار تو خُلد کا حصول بھی ہے
اگر یا علیؑ کہنا گنہ ہے ، معاذ اللہ   تو اس گناہ میں شامل تیرا رسولؐ بھی ہے

(صلوٰۃ)

مسلمانو ان کا ذکر توحید کو اس لئے کرانا مطلوب ہے کہ ان کی وجہ سے توحید کی معرفت ہوتی ہے یہ بزرگوار اللہ تعالےٰ کی معرفت کا کامل و اکمل نمونہ ہیں ایک اور تشریح سُن لیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے :- نَحْنُ حُجَّةُ اللّٰهِ وَبَابُ اللّٰهِ وَ نَحْنُ لِسَانُ اللّٰهِ وَ نَحْنُ وَجْهُ اللّٰهِ وَ نَحْنُ عَيْنُ اللّٰهِ وَ نَحْنُ وُلَاةُ اَمْرِ اللّٰهِ فِيْ عِبَادِهٖ - تفسیر انوار النجف جلد ۲ ص۱ ، ہم حجت اللہ ، باب اللہ ، لسان اللہ ، وجہہ اللہ اور عین اللہ ہیں اور ہم اللہ کے بندوں میں اولی الامر ہیں اس فرمان معصوم علیہ السلام کی جو بھی تشریح کی جائے ہمیں منظور و مقبول ہے ۔ جو لوگ شیعان حیدر کرار کو غالی کہتے ہیں وہ ارشاد فرماویں کہ حجۃ اللہ ، باب اللہ ، لسان اللہ ، وجہہ اللہ اور عین اللہ کا کیا ترجمہ و معنی بیان کریں گے ، میں قرآن پاک سے ایک آیت پیش کرتا ہوں ۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۔ پارہ ۲۰ رکوع ۱۲ ، ہر چیز سوائے وجہہ اللہ کے ہلاک ہونے والی ہے (ترجمہ مقبولؒ احمد) معصوم کا فرمان ہے کہ ہم وجہہ اللہ ہیں اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے وجہہ اللہ کے ۔ ویسے وجہہ کے لغوی معنی ہیں چہرہ کے ، مگر اگر یہاں چہرہ معنی جس نے بھی کیا وہ کافر ہوا ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اگر چہرہ ہے تو جسم بھی تسلیم کرنا پڑے گا ۔ اس طرح تو خالق کائنات کا تصور کرنا بھی کفر ہے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے وجہہ اس لئے فرمایا کہ وجہہ یعنی چہرے سے ہی کسی کی پہچان ہوتی ہے اگر چہرہ نہ ہو پہچان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جس طرح چہرے کے بغیر انسان کی شناخت نہیں ہو سکتی ۔ اسی طرح کچھ ایسی ہستیاں قدرت نے اپنے فضل و کرم سے خلق فرمائی ہیں کہ جن کی وجہ سے خالق کائنات کی معرفت نصیب ہوتی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کی پہچان انہی کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے انہیں وجہہ اللہ یعنی اللہ کی پہچان کا ذریعہ کہا گیا ہے ۔ ثابت ہوا کہ وجہہ اللہ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی پہچان و معرفت ناممکن و محال ہے صلوٰۃ ۔ تفسیر قمی میں امام علی زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وجہہ اللہ ہم ہیں کہ جن کے ذریعہ سے خدا پہچانا جاتا ہے اور جن کے ذریعے سے خدا کا ہر حکم پہنچتا ہے ۔ المناقب میں جناب

امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد موجود ہے کہ وجہہ اللہ ہم آل محمدؐ ہیں (حاشیہ قرآن مجید ترجمہ مولانا مقبول احمد صاحب ص۱۹۲) یہاں میں ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام مخلوق خدا ہیں، اس لئے ازلی نہیں ہیں مگر خدا تعالےٰ کے برگزیدہ انسان ہیں کہ میں انہیں ابدی ضرور مانتا ہوں اور یہی عقیدہ شیعان حیدرؑ کرار کا ہونا چاہیئے اور یہی عقیدہ مولانا مقبول احمد صاحب نے ترجمہ قرآن مجید کرتے ہوئے حاشیہ ص۴۸۹ پر بیان فرمایا ہے۔ موالیان حیدر کرار کے لئے آئمہ طاہرین علیہم السلام کا فرمان حقیقت بیان پیش کرنا نہایت موزوں و مناسب سمجھتا ہوں۔ سنو اور سن کر فیصلہ تو دو کہ محمدؐ و آل محمدؐ کیا ہیں۔ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ہمارا کوئی دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن مرنے لگتا ہے تو جناب رسولؐ خدا اور جناب امیرالمومنین اور جناب حسنین علیہم السلام اس کے پاس آتے ہیں اس کو دیکھتے ہیں اور اُسے خوشخبری دیتے ہیں اور جو ہمارا دوست نہ ہو دیکھتا ان حضرات کو وہ بھی ہے مگر اس طرح کہ اس کو بہت ہی رنج پہنچتا ہے اس پر جناب امیرالمومنین کا یہ قول دلالت کرتا ہے جو آپ نے حارث ہمدانی سے فرمایا تھا۔ یَا حَارِ هَمْدَانِ مَنْ يَمُتْ يَرَنِي مِنْ مُؤْمِنٍ أَوْ مُنَافِقٍ قُبُلًا۔ اے حارث ہمدانی جو بھی مرے گا وہ مجھے پہلے دیکھے گا خواہ وہ مومن ہو یا منافق۔ صلوٰۃ۔

اور سنو! حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ مومن ہمیشہ عاقبت کی خرابی سے ڈرتا رہتا ہے اور اس کو خوشنودی خدا حاصل کر لینے کا یقین اُس وقت تک نہیں ہوتا کہ جب تک کہ اس کی جانکنی اور ملک الموت کے آجانے کا وقت نہ آجائے اور ملک الموت مومن کے پاس اس وقت آتا ہے کہ ادھر تو بیماری کی شدّت اس بیچارے کو پریشان کئے ہوتی ہے اُدھر مال وغیرہ جو کچھ چھوڑتا ہے اور اسی طرح بال بچے اور یار دوست اور جن جن لوگوں سے لین دین تھا اُن سب سے چھوٹنے کا رنج و غم اس کے دل پر ہجوم کئے ہوتا ہے اور تمام اُمیدیں منقطع ہوتی ہیں ملک الموت آتے ہی مومن سے کہتے ہیں کہ تم پریشان نہ ہو۔ مومن کہتا ہے کہ میرے تمام معاملات گڑبڑ ہوئے جاتے ہیں۔ مال اولاد سب کچھ چھوٹا جاتا ہے اس وقت ملک الموت کہتا ہے کہ کوئی عقلمند آدمی ایک کھوٹے روپے کے جاتے رہنے سے جس کے عوض میں اس دنیا جیسے ہزار ہزار عالم ملیں کہیں محزون بھی ہوتا ہے۔ مومن کہتا ہے نہیں تو ملک الموت

مومن کی موت

کہتا ہے ذرا اب اُوپر نظر کرو جب یہ اُوپر نظر ڈالتا ہے تو جنت میں اپنے درجے اور وہ محل جو خیال میں کبھی نہ گزرے تھے دیکھتا ہے اس وقت ملک الموت کہتا ہے کہ وہ مکانات، وہ نعمتیں وُہ مال و دولت اور وہ اہل و عیال سب تمہارے ہیں اور جن اہل و عیال کو یہاں چھوڑے جاتے ہو، ان میں سے بھی جو نیک ہوں گے یہ بھی وہیں تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ بولو اب اس دنیا کو وہاں کے بدلے میں چھوڑنے پر راضی ہو۔ مومن کہتا ہے واللہ میں راضی ہوں پھر ملک الموت کہتے ہیں کہ ادھر دیکھو اب مومن دیکھتا ہے کہ جناب رسولخدؐا اور جناب علی المرتضیٰ اور ان دونوں بزرگواروں کی آل میں جو معصوم ہیں وہ سب اعلیٰ علیین میں اس کو دکھائی دیتے ہیں ملک الموت کہتے ہیں کہ ان کو دیکھ رہے ہو تمہارے سردار اور تمہارے آئمہ یہی ہیں وہاں یہ تمہارے جلیس و انیس ہوں گے اب جو یار دوست یہاں چھوٹتے ہیں، ان کے بدلے ان حضرات کو قبول کرنے پر راضی ہو۔ مومن کہتا ہے واللہ میں ہزار جان سے راضی ہوں بس اسی حالت میں اس کی رُوح قفس عنصری سے پرواز کرتی ہے صلوٰۃ) تفسیر عمدۃ البیان جلد ۳ صفحہ ۱۹۸، تفسیر انوار النجف جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۷، حاشیہ قرآن مجید ترجمہ مقبول احمد صاحب صفحہ ۹۵۷، صفحہ ۹۵۸، معصومین علیہم السلام کے اس فرمان واجب الاذعان وحقیقت بیان جو عین مطابق قرآن ہے اس سے بہت سے مسئلے حل ہو جاتے ہیں ایک تو یہ کہ ہر مرنے والے کے پاس معصومین علیہم السلام تشریف لاتے ہیں چاہے مشرق میں مرے یا مغرب میں مرے، فضا میں مرے یا خلا میں مرے تحت الثریٰ میں مرے یا چاند کی ہوا میں مرے ،ارے ایسے تو شہر بھی کافی دنیا میں موجود ہیں جہاں ہر سیکنڈ میں نسل انسانی پر موت وارد ہوتی ہے اور ایسے سینکڑوں شہر تختہ ارض پر موجود ہیں۔ یعنی ہر سیکنڈ میں ہزاروں مقامات پر جن کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہے اموات ہوتی رہتی ہیں اور معصوم فرماتے ہیں کہ ہم ہر مرنے والے کے پاس آتے ہیں فیصلہ دو کہ ایک وقت چالیس مکان پر پہنچنا دشوار ہے یا کہ ہر مرنے والے کے پاس پہنچنا مشکل ہے۔ دوسرا یہ بھی ثابت ہو گیا کہ معصومین علیہم السلام کو اللہ تعالےٰ نے قدرت وافرہ کے علاوہ اتنا علم بھی عطا فرمایا ہے کہ وہ کائنات میں ہر مرنے والے کی حقیقت حال سے بھی واقف ہیں کہ اس کی اتنی زندگی ہے۔ تیسرا یہ کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام ہر مرنے والے کے ایمانی حالات سے بھی واقف ہیں کہ دوست کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں، اور دشمن کو جہنم کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ

میں جانتا ہوں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ کہ جنت میں ہے اور جو کچھ کہ دوزخ میں ہے اور جو کچھ کہ پہلے ہو لیا ہے اور جو کچھ کہ آئندہ ہوگا۔ قیامت تک تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ صت ۲۶۳ ایک مسدس عرض کرتا ہوں۔

او بے ضمیر عقل و خرد سے تو کام لے — یہ رام رام چھوڑ دے مولا کا نام لے

نام علیؑ پکار کے حق سے سلام لے — جلتا ہے گر علیؑ سے تو دوزخ مقام لے

بے شک گلے میں ڈال لے گر دل میں شوق ہے

مولا علیؑ کی دشمنی لعنت کا طوق ہے (صلوٰۃ)

مولوی صاحبان نے جب سنا کہ فلاں آدمی ذکر کرتا ہے کہ آئمہ طاہرین مردوں کو زندہ کرتے تھے نابینا کو بینائی عطا کرتے تھے کوڑھی کو صحت بخشتے تھے غرضیکہ ان کی زبان کا نقرہ خدا تعالےٰ کی تقدیر ہوتا ہے تو شرک، کفر کفر کی رٹ لگانا شروع کر دی۔ میں کہتا ہوں او بے معرفت ملاں اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی طاقت عطا کی ہے کہ جس کا اندازہ ملاں تو کیا بلکہ انبیاء علیہم السلام بھی نہیں کر سکتے جناب رسولِ خداؐ کا فرمان حقیقت بیان شاہد ہے یَا عَلِیُّ مَا عَرَفَکَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَا۔ اے علیؑ تیری حقیقت کو خدا تعالیٰ اور میرے سوا کما حقہٗ کوئی نہیں جانتا۔ طرماح ناقل ہیں کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا جس کے خلاف فیصلہ تھا اس نے کہا یا علیؑ آپ رعایا کے ساتھ انصاف نہیں کرتے حضرت کو ناگوار ہوا فرمایا ہٹ جا اے کتے یہ کہتے ہی وہ کتا بن کر بھونکنے لگا۔ سید الاوصیاءؑ صت ۳ ، اسی طرح زاذان ناقل ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو (معاذ اللہ) جھوٹا کہا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بددعا کرتا ہوں جو جھوٹا ہے وہ اندھا ہو جائے اُس نے کہا بہتر ہے بددعا کیجئے بس حضرت نے بددعا کی تو اسی وقت وہ اندھا ہو گیا۔ سید الاوصیاء، صت ۳۰۔ (صلوٰۃ)

بس ثابت ہو گیا کہ محمد و آل محمد علیہم السلام کا ذکر عبادت خدا ہے۔ ہر مشکل کے وقت انہیں مدد کے لئے پکارنا عین اسلام ہے۔ ان ذوات مقدسہ کو خالق و مخلوق کے درمیان کامل وسیلہ ماننا حقیقت دین ہے اور ہر وقت یا علیؑ مدد کہنا میرا ایمان ہے میں اکیلا ہی انہیں مشکل کے وقت پکارنا سعادت نہیں سمجھتا۔ بلکہ ہر نبی و ولی نے مشکل کے وقت انہیں مشکل کشا سمجھ کر پکارا۔ اسی طرح اسلام پر جب مصیبت آئی اور چاروں طرف سے ظلمت کی آندھیوں نے گھیر لیا تو چوکھٹ بتولؑ پہ سر رکھ کر

اسلام نے استغاثہ بلند کیا۔ هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَّنصُرُنَا۔ تو کریم ابن کریم نے اسلام کی نبض پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا اے میرے نانے کا پروردہ اسلام تیری مرض شدت اختیار کر چکی ہے میرا تمام اثاثہ خرچ ہوگا اور تو بچ جائے گا۔ پردے سے بہن نے پکار کر کہا ماں جائے دیر اگر میری چادر کی ضرورت ہو تو بتولؑ کی بچی خوشی سے پیش کرنے کو تیار ہے۔ عزادارو! میرا مولا اپنا تمام مال و متاع لے کر اسلام کے ٹوٹے ہوئے قلب کو حیاتِ جاودانی بخشنے کے لئے دو محرم اکسٹھ ہجری کو کربلا کی فضا کو مناسب سمجھ کر تشریف لے آیا۔ آٹھ دن پورے حالات کا جائزہ لینے کے بعد دسویں محرم کو اسلام کا علاج شروع کر دیا۔ چونکہ اسلام کی مرض سنگین تھی، اس لئے میرے مولا کو کثرت سے مقدس و طاہر خون اسلام کی رگوں میں دینا پڑا۔ یار و انصار کا خون دیا مگر اسلام کو کامل شفا نہ ہوئی تو اللہ اکبر کہہ کر عونؑ محمدؑ کا خون دیا۔ قاسمؑ اکبرؑ کا خون دیا اِدھر بتیس سال کے بھائی قمر بنی ہاشم کا خون دیا تو اُدھر چھ ماہ کے معصوم کا طاہر خون دیا۔ عزادارو! اصغرؑ کے خون سے بھی کامل شفا نہ ہوئی تو حسینؑ نے اپنا پورا خون اسلام کی نبضوں میں ڈال دیا۔ بس زخمی اسلام کی جان میں جان آگئی، مگر زخموں پر پٹیوں کی ضرورت محسوس کر کے ثانی زہراؑ نے پٹیوں کی خاطر اپنی چادریں پیش کر دیں بس کربلا کے میدان میں میرے مظلوم امام نے اسلام کی خاطر بھرا گھر لٹا دیا۔ اب زینبؑ کی باری آئی روایت میں ہے کہ کربلا کے میدان سے چونسٹھ ۶۴ عورتیں اور اڑتالیس ۴۸ یتیم بچے قید ہو کر چلے اور جب شام میں یزیدؔ کے دربار میں پہنچے تو کل بارہ ۱۲ تھے۔ عزادارو! یہ سارے قیدی راستہ میں اشقیا کے ظلم و جور کی تاب نہ لا کر انتقال کر گئے۔ خطیب آل محمد جلد ا صـ ۲۸۳ آپ مجالس میں ذاکرین اور واعظین حضرات سے سنتے رہتے ہیں کہ کربلا سے جب یہ قیدیوں کا قافلہ چلا تو ترپن ۵۳ اونٹ تھے اور جب شام میں قید سے فارغ ہو کر آل رسولؐ کے باقی ماندہ بچوں کو زینبؑ واپس لانے لگی تو یزیدؔ نے حضرت سجادؑ سے دریافت کیا کہ اے علیؑ زین العابدین اب کتنی سواریوں کی تمہیں ضرورت ہے۔ عزادارو! میرے قیدی امام نے رو کر فرمایا یزیدؔ اب تو صرف تین اونٹ ہی کافی ہیں او ملعون میرا بھرا گھر اُجڑ گیا۔ اور آل محمد کے یتیم بچے سارے راستہ میں انتقال کر گئے۔ عزادارانِ حسین کربلا سے اُجڑ کر قافلہ آل محمد کوفہ کی طرف چلا روایت میں ہے کہ جب کوفہ کا صدر دروازہ جناب زینبؑ نے دیکھا تو بابا کا زمانہ یاد آگیا۔ ذرا سوچ کر فرمایا کہ ہم اس دروازے سے نہیں جائیں گے۔ اشقیا نے اصرار کیا کہ بی بی تمہیں چلنا پڑے گا۔ اِدھر زینب نے پورے جوش میں فرمایا کہ

جناب سکینہ کا استفسار

ہم نہیں جائیں گے بس جب قافلہ رُکا تو شمر آکھڑا ہوا۔ کہنے لگا بی بی تمہیں چلنا پڑے گا۔ تم بھولتی ہو تم آج کوفہ کی شہزادی نہیں ہو بلکہ آج ہماری قیدی ہو تمہیں چلنا پڑے گا اب جو ہونے لگی ردوقدح تو ثانی زہرا کی گود میں ایک تین سال کی بچی بیٹھی تھی۔ اُس نے پھوپھی سے عرض کیا کہ پھوپھی اماں میں نے سُنا ہے پچھلے زمانہ میں کوئی صالح نبی بھی تھا۔ جناب زینبؑ نے فرمایا ہاں بیٹا صالح نبی بھی گزرے ہیں کہا اماں اُن کی کوئی ناقہ بھی تھی۔ فرمایا ہاں بیٹا۔ پھوپھی اماں کیا اس اونٹنی کو ظالم قوم نے قتل کر دیا تھا اور اس اونٹنی کے بچے نے پہاڑ پر چڑھ کر فریاد کی تھی اور اس قوم پر عذاب آگیا تھا۔ فرمایا ہاں بیٹا ٹھیک ہے۔ سکینہ اب تم کیا چاہتی ہو۔ عزادارو! سکینہ نے کانپتی ہوئی آواز سے فرمایا کیوں پھوپھی اماں کیا میں ناقہ صالح سے کم ہوں میں بھی خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرتی ہوں تاکہ یہ قوم تباہ ہو جائے بس بچی کا یہ کہنا تھا کہ وہ نیزہ جس پر میرے مظلوم امام کا سر تھا۔ ایک دم رُک گیا اور سر سے آواز آئی۔ ماں جائی زینبؑ میری خاطر آگے بڑھو۔ زینبؑ اسی دروازے سے گزر جاؤ اللہ تعالیٰ یہ مشکل بھی آسان کر دے گا۔ اپنے مظلوم بھائی کی آواز سُن کر زینبؑ نے سر جھکا دیا اور کہا حسینؑ اگر تیری یہی مرضی ہے تو مجھے کیا اعتراض ہے۔ خطیب آل محمد جلد ا ص ۲۸۳ لکھا ہے کہ جب یہ قافلہ کوفہ سے گزر رہا تھا تو ایک جگہ مسلم جصاص کہتے ہیں معمار کو مسلم مکان و دیوار بنا رہا تھا کہ شور و غل سنائی دیا مزدوروں نے کہا کہ مسلم کچھ شور و غل ہے کچھ رونے کی آوازیں آ رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بچے فریاد و فغاں کر رہے ہیں مسلم جصاص نے کہا کہ تم کام کرتے رہو میں معلوم کرتا ہوں کہ واقعہ کیا ہے اِدھر مسلم جصاص مزدوروں کو کام پر چھوڑ کر چلا جب بازار میں آیا تو کیا دیکھا کہ چند سر نوک نیزہ پر بلند ہیں کچھ عورتیں سر کھلے شتران بے کجاوہ پر سوار ہیں اور ان کی گودوں میں یتیم بچے ہیں۔ جو العطش العطش کی فریاد کر رہے ہیں اور عورتیں ہائے پردہ ہائے پردہ کر رہی ہیں۔ اب جو مسلم نے غور کیا تو کٹے ہوئے سروں سے تلاوت قرآن کی آواز آ رہی تھی یہ سُن کر مسلم جصاص کی حیرت کی انتہا نہ رہی یہ چلتا چلتا خولی ملعون کے پاس آیا کہا خولی تمہیں معلوم ہے یہ لوگ کون ہیں؟ خولی نے کہا ہمیں رُکنے کی اجازت نہیں ہے۔ پیچھے ایک بیمار قیدی آ رہا ہے اس کے ہاتھ میں اونٹوں کی مہار ہے اس سے دریافت کر لینا کہ یہ کون ہیں۔ مسلم جصاص کہتا ہے کہ میں وہاں کھڑا رہا اور قافلہ گزرتا رہا۔ کافی دیر کے بعد ایک قیدی جس کے گلے میں خاردار طوق ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اونٹوں کی مہار تھامے

اسیرانِ کربلا کا کوفہ میں ورود

مسلم جصاص کا چادریں پیش کرنا

ہوئے میرے قریب سے گزرا۔ میں نے غور سے دیکھا مگر نہ پہچان سکا اور عرض کی کہ اے قیدی اپنے حسب ونسب سے آگاہ فرمادیں کہ آپ کون ہیں؟ اور کس جگہ کے رہنے والے ہیں۔ قیدی نے کہا اے بندۂ خدا دیر تک ہمارے ساتھ بات نہ کرنا۔ ہمیں کسی سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ شمر ہمیں تازیانے مارتا ہے مسلم نے کہا آپ صرف اتنا بتا دیں کہ آپ کا نام کیا ہے میرے مظلوم امام نے فرمایا انا علی ابن الحسینؑ بن فاطمہؑ مسلم جصاص گھبرا کے کہتا ہے فاطمہؑ بنت محمد مصطفیٰ فرمایا ہاں اسی فاطمہؑ کا بیٹا ہوں جو مسلمانو کے رسولؐ کی بیٹی ہے۔ ذرا تامل اور غور کرنے کے بعد مسلم نے کہا کیا آپ علیؑ زین العابدینؑ ہیں فرمایا ہاں میں ہی تیرا امام زین العابدینؑ ہوں۔ بس اتنا سننا تھا، ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو امام کے بندھے ہاتھوں کے بوسے لئے اور عرض کی مولا تمام شہر کی ناکہ بندی ہو چکی تھی اس لئے کربلا نہ حاضر ہو سکا مولا اب آپ حکم کریں کہ میں کوئی خدمت کر سکوں۔ یہ سننا تھا کہ امام نے فرمایا مسلم ہو سکے تو ہمیں چند چادریں لادے عرض کی مولا چادروں کو کیا کرو گے فرمایا بھائی مسلم میں اکیلا ہی قید نہیں ہوں میرے ساتھ محمد کی بیٹیاں بھی قید ہیں مسلم زینب و کلثوم بھی قید ہیں۔ میری ماں ربابؑ و لیلیٰ بھی قید ہے میری بہن سکینہ اور کبریٰ بھی قید ہے۔ کہتے ہیں مسلم روتا ہوا گیا اور چند چادریں لے کر آیا اور سیدانیوں کے حوالے کر دیں۔ عزادارو! جونہی اشقیا کو معلوم ہوا کہ آلِ محمدؐ کو چادریں مل گئی ہیں تو چند ملعون نیزے لے کر آگے بڑھے اور نیزوں سے چادریں اتارنی شروع کر دیں۔ اشقیا کو دیکھ کر دریائے وحدت کی مچھلیاں تڑپ گئیں۔ ثانیٔ زہراؑ نے فرمایا، سیدانیوں چادریں پھینک دو۔ ہائے ہمارے نانے کی امت نے ہمارا پردہ کا سامان لوٹ لیا۔

مقام اہلبیت ص۵۵ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۔

دوسری مجلس

ہر دعویٰ کی دلیل، ولید کا فسق و فجور، علیؑ مِثلُ الکعبۃ کی چودہ وجوہ، خلف اور اقتداء میں فرق، الصَّدَقَۃُ تردّ البلآء مومن کی زوجہ کا زندہ ہونا، جنابِ فضّہ کا بیس[۲۰] سال قرآن کریم سے گفتگو کرنا، زائرین سیّد الشہداء اور قبرِ امام پر متوکل عباسی کے مظالم۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ پارہ ۴ رکوع ۱
تحقیق پہلا گھر جو مقرر کیا گیا واسطے لوگوں کے وہ ہے جو بیچ مکہ کے ہے برکت والا اور ہدایت واسطے عالموں کے (ترجمہ۔ رفیع الدین) ہر مدعی جب کوئی دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کرے تو کوئی نہ کوئی دلیل پیش کرتا ہے مثلاً ایک آدمی نے سپاہی ہونے کا دعوےٰ کیا ہم نے جب دلیل مانگی تو اس نے کہا یہ میرا پیٹی نمبر ہے اگر اعتبار نہیں تو تھانہ سے جاکر دریافت کرلو۔ ایک آدمی نے پٹواری ہونے کا دعوےٰ کیا۔ جب اس سے کسی نے دلیل مانگی تو اس نے کہا کہ جاؤ تحصیل سے معلوم کرلو۔ ایک آدمی نے چوکیدار ہونے کا دعوےٰ کیا دلیل یہ دی کہ نمبردار سے جاکر تسلی کرلو۔ دیکھو یہ میرے پاس اس گاؤں کے موت و حیات کے اندراج کے دونوں رجسٹر بھی ہیں ایک آدمی نے قاریٔ قرآن ہونے کا دعویٰ کیا دلیل یہ کہ قرآن سن لو۔ یہ تو سچی مثالیں میں نے بیان کی ہیں۔ بلکہ ہر کاذب بھی جب کوئی دعوےٰ کرتا ہے تو اپنے دعوےٰ کے صادق ہونے پہ کوئی نہ کوئی دلیل ضرور لوگوں کے سامنے پیش کرے گا۔ ابو اسحاق کا بیان ہے کہ شمرؔ ابن ذی الجوشن ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور نماز کے بعد دعا مانگتا تھا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنِّیْ شَرِیْفٌ فَاغْفِرْلِیْ۔ میرے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نہایت شریف آدمی ہوں۔ لہٰذا مجھے بخش دے

شمر اور اطاعت یزید

ابو اسحاق نے کہا اے شمرؔ کیا فرزندِ رسولؐ کو قتل کرنے والا بھی نیک اور شریف ہو سکتا ہے شمرؔ نے کہا کہ بھلا مجھ سے زیادہ بھی کوئی نیک اور شریف ہو سکتا ہے میں نے تو اولوالامر کی وہ تابعداری کی ہے کہ قیامت تک کوئی اس طرح اپنے وقت کے امام کی فرمانبرداری نہ کر سکے گا۔ اطاعت اولوالامر میں میرا مقابلہ کائنات کا کوئی بشر نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنے امام کی اطاعت کے سامنے تو فرزندِ رسولؐ کی بھی پرواہ نہیں کی۔ میزان الاعتدال ذہبی ج ۱ ص ۴۴۹۔ ماخوذ اثبات امامت۔ ص ۲۵۔ تو شمرؔ ملعون نے بھی اپنے دعوے کی دلیل فخر سے پیش کر دی۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اپنے دعویٰ کی دلیل تو ہر انسان پیش کرتا ہے مگر دلیل کے معیار کو صحیح اور غلط تو اہل انصاف ہی قرار دیں گے۔ کیمائے سعادت میں لکھا ہے کہ ایک مرد صالح ثانی صاحب کی محفل میں وارد ہوا۔ ایک شخص نے جو اہل محفل میں سے تھا اس کی تعریف کی کہ یہ شخص بہت دیندار اور نیک ہے خلیفہ صاحب نے یہ سُن کر اُس شخص نو وارد کے تین چار کوڑے مارے اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ تو اپنی تعریف سُن کر غرور میں آجائے۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ا ص ۲۰۹ یہ بھی ایک دلیل ہے جو مدّعی نے ایک غریب دیندار کو سزا دیتے ہوئے قائم کی تھی۔

دعوے اور دلیل

اب میں قرآن کریم سے فرعونؔ کی دلیل پیش کرتا ہوں۔ فرعونؔ کے زمانہ کا دستور تھا کہ جب کسی آدمی کو تخت و تاج کا وارث کیا جاتا تھا تو اس کو رسم تاجپوشی میں سونے کے کنگن اور سونے کا ہار بھی پہنایا جاتا تھا تو اسی بناء پر قوم کے سامنے فرعون نے دلیل قائم کی کہ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ پارہ ۲۵ رکوع ۱۱۔ پس کیوں نہ ڈالے گئے اُوپر اس کے کنگن سونے کے یا آویں ساتھ اس کے فرشتے پرے باندھ کر۔ چونکہ قوم بے وقوف تھی انہوں نے فرعونؔ کی دلیل کو نہایت قوی سمجھا کہ اگر موسیٰؑ خدا کا مقرر کردہ نبی ہوتا تو ضرور اس کے پاس وہ تمام اشیاء ہوتیں جو ہمارے بادشاہوں کے پاس موجود ہیں وہ آپس میں کہتے تھے کہ ملک فرعونؔ کے پاس ہے۔ خزانے فرعونؔ کے پاس ہیں۔ فوج فرعونؔ کے پاس ہے، باغات اور نہریں فرعونؔ کے قبضے میں ہیں اور ہم نے بھی اجماع کر کے اسے ہی خدا تسلیم کر لیا ہے۔ لہٰذا حق کا علمبردار فرعون ہی ہے نہ کہ موسیٰ جس کو نہ تو کسی نے مانا ہے اور نہ ہی کسی نے اس کی بیعت کی ہے نہ اس کے پاس مال و دولت ہے اور نہ ہی یہ کوئی فوج رکھتا ہے میں تو کہا کرتا ہوں کہ فرعونی اُسے ہی مانتے ہیں جس کے پاس تخت و تاج، مال و دولت فوج و حکومت ہو پس ہمارا اور اُن کا یہی فرق ہے کہ وہ طاقت کو حق سمجھتے ہیں۔

فرعونی

اور ہم حق کو طاقت سمجھتے ہیں ہمارے نزدیک حق اگر خاک پر ہی کیوں نہ مسند نشین ہو۔ حق حق ہی ہے
اور باطل چاہے ساری دنیا کا والئی وارث ہی کیوں نہ ہو۔ باطل باطل ہی ہے صلوٰۃ۔ رُباعی

رباعی

علیؑ کا نام لینے سے تقدیر بدل جاتی ہے　　بدشکل ہو انسان تو تصویر بدل جاتی ہے
گر مشکل پیش آئے تو پڑھ نادِ علیؑ کو　　لوحِ محفوظ پہ لکھی ہوئی تحریر بدل جاتی ہے

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہر انسان اپنے دعوے میں ضرور دلیل پیش کرتا ہے جب دنیا والے ہر مدعی سے دلیل مانگتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ بزرگوں کی خلافت و امامت میں دلیل نہیں دی جاتی چونکہ انہیں تخت مل گیا لوگوں نے ان کی بیعت کر لی۔ لہٰذا وہ حق کے خلیفے ہو گئے اگر اس طرح حق کا خلیفہ انسان بن جاتا ہے تو یزیدؔ۔ بھی حق کا خلیفہ ہے اس میں کیا کمی ہے اور بزرگوں میں کونسی زیادتی ہے میں کہتا ہوں حکومت کا مل جانا ہی حق کی دلیل ہے تو۔ فرعونؔ۔ نمرودؔ۔ شدادؔ وغیرہ کو بھی حق پہ مانو۔ کیونکہ ان کے پاس تو بہت بڑی حکومتیں تھیں۔ ہاں اگر اسلام کا ہونا شرط ہے تو یزیدؔ۔ ابنِ زیادؔ حجاجؔ بن یوسف، عبدالملک بن مروان، ولید بن عبدالملک وغیرہ کو بھی حق کے خلیفے تسلیم کرو۔ میں ولید بن یزید بن عبدالملک کے دو ایک واقعہ عرض کرتا ہوں تاکہ مسلمانوں کے تخت نشین ہونے والے خلیفہ کا تعارف ہو جائے۔ ولید بن یزید اتنا شرابی تھا کہ اس نے اپنے صحن میں ایک حوض بنوا رکھا تھا جو ہمیشہ شراب سے بھرا رہتا تھا۔ جب کبھی خوشی میں آتا تو اُس حوض میں کود جاتا اور اتنا شراب پیتا کہ کناروں سے شراب کی کمی ظاہر ہو جاتی۔ ولید ملعون نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر شراب پی اور اس نے اپنی کنواری لڑکی سے زنا کیا۔ اُس نے ایک مرتبہ قرآن مجید سے فال لی جو اس کی منشاء کے خلاف نکلی تو اس نے غضبناک ہو کر کہا کہ تو مجھ کو ڈراتا ہے یہ کہہ کر اُس نے قرآن مجید کو پھاڑ ڈالا۔ ایک دفعہ اس خبیث نے اپنی لونڈی کے ساتھ شراب پی اور اسی شراب پینے کی حالت میں اذان کی آواز آئی یہ اذان کی آواز سُن کر فوراً مباشرت میں مشغول ہو گیا اور بعد میں اُسی لونڈی سے کہا کہ مسلمانوں کو اسی حالت میں نماز پڑھا۔ لہٰذا اس نے ولید کا لباس پہن کر اسی حالت میں مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ تاریخ احمدی صفحہ ۲۵۵، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۶۷، اثبات امامت صفحہ ۲۰۱ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ ہر مدعی اپنے دعوے کی تصدیق کیلئے کوئی نہ کوئی دلیل پیش کرتا ہے میں بھی آج اپنے مولا کی امامت و کرامت، شرافت و شجاعت، طہارت و عبادت، صداقت و خلافت، عصمت و عفت،

خلافت

ولید کا فسق و فجور

کی دلیل قرآن مجید سے پیش کرتا ہوں اور دنیا والے بھی اپنے رہنماؤں کی خلافت وصداقت کے لئے قرآن پاک سے دلائل پیش کریں اہل انصاف خود فیصلہ کرلیں گے کہ حق کس کے ساتھ ہے اور دریائے ضلالت میں کون بزرگ غوطہ زن ہیں۔ سنو اور غور سے سن کر فیصلہ صادر کرو۔ خدا کا حکم ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ تحقیق سب سے پہلا گھر وُضِعَ لِلنَّاسِ بنایا گیا واسطے انسانوں کے۔ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ وہ ہے شہر مکہ میں مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ برکت والا اور ہدایت ہے واسطے عالمین کے میں بیت اللہ کے تمام فضائل کہاں اور کیونکر بیان کرسکتا ہوں بس اتنا کافی ہے کہ بیت اللہ میں ایک رکعت نماز پڑھنا لاکھ رکعت کے ثواب کے برابر ہے کعبہ وہ مقدس مقام ہے کہ ہر نبی، ولی، غوث، قطب بلکہ تاجدار رسالت حضرت ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ مسلمانوں کے تہتر فرقوں کا متفقہ فیصلہ اور ایمان ہے کہ کعبہ سے عمدًا انحراف کرنے والا فاسق ہی نہیں بلکہ کافر ہے خالق کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا کعبہ قرار دیا۔ یعنی ملائکہ کا قبلہ بنے تھے۔ حضرت آدمؑ اور آدمؑ کا قبلہ ہے بیت اللہ اور یہی بیت اللہ ہے حیدر کرار کا زچہ خانہ، جس کا زچہ خانہ ایسا ہے فرماؤ صاحب خانہ کیسا ہوگا۔ رباعی

اعزاز جو تھے خاص پیمبرؐ کے واسطے	زیبا ہوئے وہ حیدرؑ صفدر کے واسطے
مریمؑ کو حکم تھا کہ رہیں کعبہ سے دُور دُور	دیوار کعبہ شق ہوئی حیدرؑ کے واسطے

(صلوٰۃ)

ہاں جب قرآن مجید سے کعبہ کی عظمت معلوم کرکے تسلیم کرلو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان واجب الاذعان سنو! فرمایا:- مَثَلُ عَلِیٍّ مَثَلُ الْکَعْبَةِ ۔ مناقب امیر المومنین ہاشم بحرانی ص۲۴، اسلامی نماز علامہ سبطین ص۴۹۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ رسولِ خدا نے حضرت امیر کو کعبہ سے تشبیہ دی ہے کیا یہ مماثلت قد وقامت اور شکل وصورت میں ہے یا کہ اوصاف ودرجات میں ہے ظاہر ہے کہ قد وقامت شکل وصورت میں تو تشبیہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ماننا پڑے گا کہ یہ تشبیہ اوصاف ودرجات اور کمالات وبرکات سے دی گئی ہے میں آج کی مختصر سی گفتگو میں چند ایک اوصاف مشترکہ مابین کعبہ اور حیدر کرار کے جو ہیں بیان کرکے ہر اہل انصاف سے انصاف کا طالب اور ملتجی ہوں سنو!

(۱) ساری دنیا کو حکم ہے کہ تم کعبہ کی طرف چل کر جاؤ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ مسلمانو! کعبہ کبھی کسی کی

نمبر

فضائل

فضائل مشترکہ

طرف چل کر نہیں گیا اور نہ جائے گا رحمت کل کا فرمان ہے کہ علیؑ ہے مثل کعبہ تو ساری دنیا کے لئے ضروری ہے کہ علیؑ کی طرف چل کر آئیں ہاں اگر کسی نے حیدر کرار کو اپنی طرف بلایا تو حدیث سنبھالے نہ سنبھلے گی اس نے علیؑ کی ہی توہین نہیں کی بلکہ فرمانِ مصطفٰے کی بھی توہین ہوگی ۔ صلوٰۃ

(٢) مسلمانو! کعبہ کی طرف پشت کر کے نماز پڑھنا گناہ ہے، نماز باطل، توہین کعبہ میں ایمان رخصت جہنم واجب، کفر لازم بس مسلمان وہی ہے جو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور رسولخدا نے فرمایا۔ مَثَلُ عَلِيٍّ مَثَلُ الْكَعْبَةِ ۔ علی کعبہ کی مثل ہے اور اگر کسی نے دعوےٰ کر دیا کہ علیؑ نے میرے پیچھے نماز پڑھی میں آگے علیؑ پیچھے تھا تو فرماؤ اس بزرگ کی نماز کا کیا بنا حضرت علیؑ کو نماز پڑھانے کا دعوےٰ کرنے والو، اپنی نماز تو کیا اپنے ایمان کی خیر مناؤ۔ کیونکہ علیؑ ہے مثل کعبہ کے اور کعبہ ہمیشہ آگے ہوتا ہے پیچھے نہیں ہوا کرتا۔ ملاں لوگ بڑی دھوم دھام سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فلاں بزرگ کے پیچھے نماز پڑھی لہٰذا وہ خلیفہ رسولؐ ہو گئے یعنی دلیل ہے کہ نماز پڑھانے والا۔ اس سے افضل ہوتا ہے جس کو نماز پڑھا رہا ہے اگر ایسا ہی ہے تو معاملہ ٹیڑھا ہو جائے گا۔ کیونکہ مسلمانوں کی معتبر کتابوں میں ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس واقعہ نماز کو آپ کے امام مالک نے اپنی کتاب موطا کے صہ۴۹ پر رقم کیا ہے۔

فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ وَقَدْ صَلّٰى لَهُمْ رَكْعَةً فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ.

پس آئے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو عبدالرحمٰن بن عوف امامت کرا رہے تھے اور ایک رکعت ہو چکی تھی پس پڑھی رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک رکعت جو باقی عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے خواجہ محمد اسلام صاحب نے تو اپنی مشہور کتاب موت کا منظر کے صہ٢٨٢ پر بحوالہ اصابہ تحریر کیا ہے کہ رسولخدا نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اقتدا میں باقی ایک رکعت پڑھی تھی۔ فرمادیں اگر نماز پڑھانے والا افضل ہوتا ہے اور نماز پڑھانا دلیل خلافت ہے تو سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن عوف کو خلیفہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس کے پیچھے تو رسولخدا نے نماز پڑھی تھی ملاں کی دلیل اگر صحیح مان لی جائے تو تاجدارِ رسالت سے عبدالرحمٰن بن عوف افضل ثابت ہوئے۔ استغفر اللہ! ارے ملاں کے مذہب میں تو ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔ صَلُّوْا خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ ہر ایک

مقتدی کا افضل ہونا

سرور انبیا کا ابن عوف کی اقتدا کرنا

خلف اور اقتدار میں فرق

مسلمان کے پیچھے نماز پڑھ لو ۔ نیک ہو یا بد ۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۱ رہا حضرت علیؑ کا کسی بزرگ کے پیچھے اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنا تو یہ کسی کتاب سے ثابت نہیں ہے ۔ ملاں کو لفظ خلف سے دھوکا لگا ہے خلف کا لفظ اقتدا کے معنی پورے نہیں کرتا ۔ مثلاً اگر تین چار صفیں کسی پیش نماز کے پیچھے نماز پڑھنے لگیں تو کیا اپنے سے اگلی صف والے لوگوں کی اقتدا میں پچھلی صف والے حضرات نماز پڑھتے ہیں یا کہ تین چار صفوں سے جو آگے پیش نماز ہوتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں ۔ بھائیو! خلف کا معنی اور ہے اور اقتدا کا معنی اور ہے ایسے تو حضرت عائشہ کا بھی فرمان ہے کہ میں آگے سوئی ہوئی تھی کہ نبی اکرمؐ میرے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے ۔ دیکھیں موطا امام مالک صفحہ ۱۲ ۔ اسی طرح بخاری شریف میں بھی کتاب الصلوٰۃ میں ایک باب اَلصَّلٰوۃُ خَلْفَ اِمْرَۃٍ ہے یعنی نماز پیچھے عورت کے اس باب میں بھی حضرت عائشہ کا رسولخداؐ کے آگے ہونا اور نبی اکرمؐ کے نماز پڑھنے کا ذکر ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت امیر علیہ السلام نے کسی کے پیچھے نماز پڑھی ہے تو لفظ اقتداء کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد پر حضرت عیسےٰ کے بارے میں لکھا ہے کہ یَقْتَدِیْ بِہٖ عِیْسیٰ ابْنُ مَرْیَمَ ۔ یعنی حضرت عیسےٰؑ حضرت مہدیؑ کی اقتداء میں نماز پڑھے گا

تین معنوی کعبے

ارے جس کے گیارویںؐ بیٹے کے مقتدی حضرت عیسےٰؑ جیسے نبی ہوں وہ کسی غیر معصوم کے پیچھے کس طرح نماز ادا کر سکتا ہے اور جب مسلمانوں کے نزدیک عبدالرحمٰن بن عوف رسولخداؐ کو نماز پڑھا کر خلیفہ نہیں بن سکتا تو اور کون ہے نماز کو دلیل خلافت قرار دینے والا ۔ حیرت تو اس امر کی ہے کہ جن کے مذہب میں ہر جاہل ، فاسق ، فاجر ، مخنث اور شرابی تک نماز پڑھا سکتا ہے وہ نماز پڑھانے کو دلیل خلافت قرار دے رہے ہیں ۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ مثل کعبہ کے ہے تو بس ہر اہل ایمان علیؑ کے پیچھے رہے گا ۔

(۳) تیسرا ہے کہ کعبہ کے مقابلہ میں لوگوں نے تین کعبہ بنائے جو تینوں باطل تھے جو ختم ہو گئے ۔ (۱) ابرہہ نے یمن میں کعبہ بنایا اور عکہؐ میں بہائیوں نے کعبہ بنایا اور تیسرا کعبہ بھی منسوخ ہو گیا جو شام میں بنایا گیا تھا ۔ ویسے تو مسلمانوں نے بھی کئی ایک کعبہ بیان کئے ہیں ۔ شعر سنو ؎

چاچڑ شہر مدینہ دسدا کوٹ مٹھن بیت اللہ ظاہر دے وچہ پیر فریدؒ باطن دے وچ اللہ

استغفراللہ! اسی طرح خلیفہ قادیانی لکھتا ہے کہ ہمارا سالانہ جلسہ ایک قسم کا ظلی حج ہے دیکھو

الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء ان کے گرد گھنٹال مرزا غلام احمد نے ایک اور چھلانگ لگادی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں ۔ دیکھیں آئینہ کمالات ص۵۶۵ میں عرض کر رہا تھا کہ بیت اللہ کے مقابلہ میں بڑے کعبہ تین تھے اب تینوں کا دور ختم ۔ کعبہ قیامت تک قبلہ رہے گا اور حضرت ختمی المرتبت نے فرمایا مَثَلُ الْکَعْبَۃ بس علیؑ کے مقابلہ میں بڑے ان تینوں کا دور ختم اور حیدر کرار کی امامت قیامت تک جاری ساری رہے گی ۔

(۴) چوتھی تشبیہ کعبہ سے حیدر کرار کی سنو! مسلمانو بتاؤ کعبہ وحی سے بنایا گیا یا کہ اجماع سے، ہاں اگر کعبہ وحی سے بنا اور یقیناً وحی سے بنا تو رسولخداؐ فرماتے ہیں کہ علیؑ کی مثال کعبہ کی مثال ہے تو ماننا پڑے گا کہ علیؑ بھی وحی سے مقرر ہوں گے ۔یہی وجہ تھی کہ میرے مولا نے اجماع کو ٹھکرا دیا کیونکہ میرا مولا اجماع کا محتاج نہیں ہے بلکہ قدرت نے غدیر خم پر دستار امامت سے مزین فرمایا ہے ۔ صلوٰۃ ۔ رُباعی

غدیر خم پہ خالق کی رضا معلوم ہوتی ہے	نبیؐ کی اور حیدر کی ولا معلوم ہوتی ہے
جہاں پر انتہا دیکھی رسولوں کی بلندی کی	وہاں سے ابتدا مشکل کشا معلوم ہوتی ہے (نعیمی)

آگے چلئے :-

(۵) پانچویں تشبیہ کو بھی ملاحظہ کرو کعبہ کو دنیا کہتی ہے ۔بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر کیوں مسلمانوں خدا کا تو فرمان ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اگر اللہ کا گھر ہو گیا تو اللہ کا جسم بھی ماننا پڑے گا اور اگر جسم مان لیا تو کافر ہونے میں کیا شک باقی رہا ۔مولوی صاحب نے فرمایا کہ کعبہ کو بیت اللہ کہنے سے توحید کو کوئی خطرہ نہیں بلکہ خدا کی خوشنودی اسی میں ہے کہ کعبہ کو بیت اللہ کہنے سے خوشنودئ خدا و رسولؐ ہے تو علی المرتضیٰ کو لسان اللہ، عین اللہ ، وجہہ اللہ ، اسد اللہ ، ولی اللہ کہنے سے بھی خوشنودئ خدا ہو گی کیونکہ نبی اکرمؐ نے فرمایا علی مثل کعبہ کے ہے اگر اُدھر شرک لازم نہیں ہوتا تو ادھر شرک کیسے ہوگا ۔ یہ ہے حیدر کرار کی کعبہ سے مماثلت ۔

(۶) اب چھٹی مماثلت سنئے! کعبہ کا واسطہ سینکڑوں برس بتوں سے رہا ۔ تاریخ شاہد ہے حضرت خلیل اللہ سے حضرت ختمی المرتبت تک کا درمیانی عرصہ دو ہزار آٹھ صد چونتیس برس کا ہے تو فرماؤ، اتنے طویل عرصہ میں جو بُت کعبہ میں پڑے رہے کیا بیت اللہ کی صحبت سے پاک و طاہر ہو گئے ۔ تو آپ

فرمادیں گے مولانا بُت چاہے بیت اللہ کی صُحبت میں رہیں یا رسولؐ اللہ! کی صحبت میں رہیں، کوئی فائدہ انہیں نہیں ہوگا۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ سینکڑوں بُت تھے کعبہ کے اِرد گرد مگر قدرت نے تین بُتوں کا ذکر کیا ہے۔ قرآن سنو! اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى پارہ ۲۷ رکوع ۵ کیا دیکھا تم نے لات اور عزّیٰ کو اور منات تیسرے پچھلے کو عرب کا دستور تھا کہ ان تینوں کو پوجتے تھے اور منات تیسرے کو پہلے دونوں سے کم سمجھتے تھے بہرحال ذکر تین ہی کا ہے اُدھر نبی نے فرمایا مِثْلُ عَلِيٍّ مِثْلُ الْكَعْبَةِ اگر کعبہ سے مماثلت نہ ہوئی تو حدیث سنبھالے نہ سنبھلے گی۔ بس علیؑ علیؑ رہے اور وہ۔ وہ رہے نہ وہ علیؑ بن سکے اور نہ علیؑ وہ ہو سکا۔ صلوٰۃ۔

⑦ ساتویں تشبیہ سنیئے! تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بیت اللہ کا ویری یعنی کعبہ کا دشمن حرامی ہوتا ہے۔ حرام زادے کے بغیر کعبہ کا کوئی دشمن نہیں ہو سکتا۔ بس تین ایسی ہستیاں تو اہلسنت بھی بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کا دشمن کعبہ کا دشمن اور اپنے ماں باپ کا ویری حرامزادے کے بغیر اور کوئی نہیں ہو سکتا تو پھر یہ منطق عقلا کی سمجھ میں کس طرح آسکتی ہے کہ جس نے بیت اللہ کے پردے کو جلایا کعبہ کی چھت کو گرایا۔ ہزار صحابہ کو قتل کرایا اور ہزار بچیوں کی عصمت کو برباد کرایا اور مسجد رسولؐ اللہ میں گھوڑوں کو بندھوایا لوگوں نے اُسے خلیفۂ رسول کے لقب سے ملقب فرمایا دیکھیں تاریخ الخلفاء صہ ۲۲۵ و صہ ۲۲۶، تاریخ اسلام اکبر نجیب آبادی جلد ۲ صہ ۸۷، صہ ۸۸۔ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کی توہین کرنے والا حرامی اور ملّاں کہتا ہے کہ بیت اللہ کو جلانے کا حکم دینے والا چھٹا خلیفہ ہے۔ استغفر اللہ! غور کرو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علیؑ مثل کعبہ کے ہے اگر کعبہ کی توہین کرنے والا حرامی ہے تو حیدرِ کرار سے بغض و عناد رکھنے والا کس طرح حلالی ہوگا کعبہ کا دشمن حرامی حیدرِ کرار کا دشمن حرامی، اپنے والدین کا دشمن حرامی اور قرآن پاک کی توہین کرنے والا بھی حرامی ہوگا۔ میں ایک واقعہ ماں باپ کی عزت اور احترام میں پیش کرتا ہوں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے مرتے ہوئے وصیت کی کہ میرا یہ قیمتی ہیرا، اور نصف مال ایک لڑکے کو دینا اور صرف نصف جائیداد دوسرے کے حوالے کرنا اور تیسرے لڑکے کو میں عاق کرتا ہوں اور یہی میری اولاد ہے اس بزرگ کے غسل و کفن کے بعد لڑکوں میں نزاع پیدا ہوئی ہر ایک کہتا تھا کہ قیمتی ہیرا اور نصف مال میرا حق ہے کیونکہ باپ کی وصیت میرے ہی حق میں ہے اس معاملے نے طول پکڑا۔ آخر ایک مفتی سے

فیصلہ طلب کیا گیا۔ مفتی صاحب چونکہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے علوم سے فیضیاب تھا اس نے اسی فرمان مصطفیٰ کو مدنظر رکھ کر فیصلہ صادر فرمایا کہ اپنے ماں باپ کا دشمن حرامزادہ ہوا کرتا ہے۔ مفتی صاحب نے ایک لڑکے کو علیحدہ بلا کر فرمایا کہ میں تیرے باپ کی لاش دیکھ کر فیصلہ کر دوں گا لہٰذا کل تشریف لانا اور اپنے باپ کی قبر کھود کر لاش نکال کر مجھے دکھلانا تاکہ آسانی سے فیصلہ کر سکوں۔ اس لڑکے نے مفتی صاحب سے غضب ناک ہو کر کہا کہ کسی کی جرأت کیا ہے کہ میرے باپ کی قبر کھود کر اُس کی لاش کی توہین کرے جا اور میرے خلاف فیصلہ کر دے۔ میں کل اُس سے نپٹ لوں گا جو میرے باپ کی قبر کھودنے کی کوشش کرے گا اس کے بعد مفتی صاحب نے دوسرے لڑکے کو علیحدہ کر کے کہا کہ میں فیصلہ تیرے باپ کی لاش دیکھ کر دے سکوں گا۔ لہٰذا کل تشریف لا کر اپنے باپ کی قبر کھود کر مجھے اس کی لاش نکال کر دکھلانا، تاکہ فیصلہ آسانی سے ہو سکے اس لڑکے نے کہا مفتی صاحب میں اپنے باپ کی قبر نہیں کھودنا چاہتا فیصلہ میرے خلاف ہی کیوں نہ ہو جائے، اب مفتی صاحب نے تیسرے لڑکے کو علیحدہ بلا کر وہی بات کہی جو ان دونوں سے کہہ چکا تھا تیسرے لڑکے نے کہا مفتی صاحب آپ تو فرما رہے ہیں کہ کل قبر کھود کر لاش نکال کر دکھلانا، حضور میں آج ہی لاش نکال کر رکھ دوں گا۔ آپ کل آ کر فیصلہ سُنا دینا۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ فیصلہ تو ہو گیا۔ قیمتی ہیرا اور نصف مال پہلے لڑکے کا ہے کیونکہ وُہ اپنے باپ کے احترام میں ان تینوں سے بڑھا ہُوا ہے۔ نصف مال دوسرے لڑکے کو دے دینا۔ کہ اس نے اپنے باپ کی قبر کھودنے سے انکار کیا ہے اور تیسرا جو آج قبر کھودنے کے لئے تیار ہے یہ حرامزادہ ہے۔ لہٰذا اس کو اس بزرگ کے مال سے کچھ نہ ملے گا یہ اپنا باپ تلاش کرے۔

(٨) آٹھویں مماثلت سنو! خدا کا حکم ہے وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔ پارہ ۴ رکوع ا۔ جو اس میں داخل ہو گیا امن میں آ گیا۔ کعبہ جائے امن ہے۔ ایک واقعہ سنو! انسان تو اشرف المخلوقات ہے آپ پرندوں کا حال سُن لیں۔ چنانچہ کلمہ طیبہ میں ملّا حسین نوری نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امام زین العابدین علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے کہ وہاں کے کبوتروں پہ آپ کی نگاہ پڑی تو اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ آیا تم لوگ جانتے ہو کہ ان کبوتروں کا حرم میں کس طرح آنا ہُوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا ابن رسولؐ اللہ، ہم لوگوں کو کچھ معلوم نہیں آپ ہی بیان فرمادیں ارشاد فرمایا کہ زمانہ قدیم میں کسی شخص کے مکان میں ایک درخت تھا۔ اس کی ایک شاخ کے شگاف

کبوتر کے بچے اُٹھانے والا

میں ایک کبوتر نے گھونسلا بنا لیا تھا۔ جب اس کے بچے ہوتے تھے تو وہ صاحب مکان ان بچوں کو ذبح کر لیا کرتا تھا۔ بہت دنوں تک اس کا یہی دستور رہا۔ اسی وجہ سے اُس کبوتر کی نسل نہ بڑھتی تھی۔ آخر کار اس کبوتر نے عاجز آکر حق سبحانہٗ تعالےٰ میں شکایت کی کہ پروردگارا۔ اس شخص کے ظلم کی وجہ سے میری نسل منقطع ہو رہی ہے۔ حق تعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اب آئندہ اگر تیرے بچوں کو اتارنے کے لئے یہ شخص درخت پر جائے گا تو گر کر مر جائے گا۔ الغرض کبوتری نے پھر انڈے دیئے اور بچے نکالے جب وہ بچے بڑے ہوئے تو حسب معمول صاحب مکان ان کے اتارنے کے لئے درخت پر چڑھا اور کبوتر وہاں سے اڑ کر علیحدہ جا بیٹھا اور اس خیال میں تھا کہ اب یہ گر کر مر جائے گا۔ جب وہ مرد اس شاخ تک پہنچا جس کے شگاف میں کبوتر کے بچے تھے ابھی بچوں کو پکڑا نہ تھا کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا وہ شخص فوراً درخت سے اترا اور اُس سائل کو کچھ صدقہ دے کر پھر درخت پر چڑھ گیا اور کبوتر کے بچے پکڑ کر لے گیا اور ذبح کر دیئے اور خود صحیح وسالم رہا۔ کبوتر نے بارگاہ رب العزت میں فریاد کی، پالنے والے تیرا وعدہ سچا ہے مگر اس شخص نے اب کی دفعہ بھی میرے بچے ذبح کر دیئے قدرت کا ارشاد ہوا۔ اَلصَّدَقَۃُ تَرُدُّ الْبَلَاءَ، صدقہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے لہٰذا اس کے صدقے نے اُسے مصیبت سے بچا لیا۔ اے کبوتر تم ایسا کرو کہ میرے گھر خانہ کعبہ چلے آؤ وہ جائے امن ہے تیرے بچوں کو مارنا تو کیا کسی کبوتر کو اُڑانا بھی گناہ عظیم ہے بس وہ کبوتر بیت اللہ میں چلے آئے امام نے فرمایا یہ سب اُسی جوڑے کی نسل ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ لواعج الاحزان جلد ا صہ ۱۲۸۔ ثابت ہوا کہ کعبہ جائے امن ہے اور سُنیں مورخین کا بیان ہے کہ قوم لوطؑ کا ایک شخص نزول عذاب کے وقت خانہ کعبہ میں تھا وہاں سے ایک پتھر جو اس شخص کے عذاب کے لئے نامزد تھا خانہ کعبہ میں پہنچا تو فرشتوں نے اُسے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہ شخص فی الحال مقام امن میں ہے اس پر اس وقت عذاب نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ وہ پتھر چالیس دن تک ہوا میں معلق رہا۔ جب وہ شخص کعبہ سے باہر نکلا تو پتھر کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا۔ تاریخ اسلام جلد ا صہ ۲۵۲، نجم الحسن کراروی۔ ان واقعات وآیات کو پیش نظر رکھ کر آسانی سے حیدر کرار کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کیونکہ نبیؐ نے فرمایا علیؑ کعبہ کی مثل ہے تو ماننا پڑے گا جو علیؑ کے دامن سے لگ گیا۔ عذاب آخرت سے بچ گیا اور جس نے علیؑ کا دامن چھوڑ دیا (قوم لوطؑ کے اس شخص کی طرح جو کعبہ سے جدا ہو کر معذب ہوا تھا) عذاب جہنم میں رونق افروز ہو گا۔ حدیث قدسی ہے۔ وِلَایَۃُ عَلِیٍّ

اَلصَّدَقَۃُ تَرُدُّ الْبَلَاءَ

عذاب سے محفوظ رہا

حِصْنِیْ مَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ علیؑ کی ولایت امن کا کوٹ ہے جو اس میں داخل ہوگیا میرے عذاب سے بچ گیا۔ ینابیع المودۃ کے صٓ۲۲ پر حدیث مرقوم ہے لَوِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰی حُبِّ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ لَمَا خَلَقَ اللّٰہُ النَّارَ۔ اگر دنیا علیؑ کی محبت پر جمع ہو جاتی تو اللہ تعالٰے جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔ سبحان اللہ

عیسٰے ابن مہران سے مروی ہے کہ خراسان کا ایک مالدار آدمی جو محب اہلبیت تھا ہر سال حج ادا کرتا اور ہر سال اپنے مال سے امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک ہزار دینار کا ہدیہ دیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی اس کے چچا کی لڑکی تھی اور خوشحالی میں اس کے مانند تھی ایک سال اُس نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بھی اس سال حج ادا کرنے میں اپنے ساتھ لے چلئے۔ اس کے شوہر نے اس بات سے اتفاق کیا اس عورت نے حج کی تیاری کی اور امام کے عیال کی خاطر خراسان کے قیمتی کپڑے اور جواہر اپنے ساتھ لیئے اس کے علاوہ مختلف اشیاء بھی اپنے ہمراہ لیں۔ اس کے شوہر نے حسب عادت ایک ہزار دینار تھیلی میں ڈال کر ایک ڈبے میں رکھ دیئے اور ڈبے کو وہاں رکھ دیا جہاں اس کی بیوی کے کپڑے اور خوشبو وغیرہ رکھی تھی۔ الحاصل یہ خراسانی مع اپنے اہل وعیال کے مدینہ پہنچا۔ اور امام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کہ میری بیوی بھی اس دفعہ میرے ساتھ آئی ہے اور وہ حضور کے اہل حرم کی زیارت کر کے وہ تمام چیزیں جو اولاد رسولؐ کے لیئے لائی تھی تقسیم کر کے واپس اپنے مقام پر جہاں ان کا قیام تھا چلی گئی۔ خراسانی نے اپنی بیوی سے کہا کہ وہ ڈبہ لاؤ جس میں ایک ہزار دینار امام کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے میں نے رکھا تھا۔ انہیں امام کی خدمت میں پیش کر آؤں۔ اب جو ڈبہ کھولا تو دینار غائب تھے اور باقی زیور و سامان وغیرہ جوں کا توں محفوظ پڑا تھا۔ خراسانی نے زیورات کو رہن رکھا اور ایک ہزار دینار لے کر امام کی خدمت میں پہنچا امام نے ارشاد فرمایا کہ تیرا ایک ہزار دینار ہمیں مل گیا ہے عرض کیا مولا وہ کیسے ارشاد فرمایا ہم عسرت میں مبتلا تھے میں نے ایک جن کو حکم دیا کہ فلاں جگہ ایک ہزار دینار ہمارا پڑا ہے لے آ۔ پس ہم نے اپنا مال منگوا لیا ہے۔ فرمایا یہ رقم واپس کر کے اپنے زیورات حاصل کر لے۔ جب خراسانی اپنے مقام پر واپس پہنچا تو اُسے معلوم ہُوا کہ میری بیوی دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئی ہے۔ الحاصل اس شخص نے لوازمات میت کفن کافور اور قبر کی کھدائی کے بعد امام کی خدمت میں حاضر ہو کر بیوی کے مرنے کے بارے میں عرض کیا۔ اور

مردہ بیوی کا زندہ ہونا

خواہش ظاہر کی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھادیں۔ امام نے خراسانی کی پریشانی دیکھ کر ہاتھوں کو بلند کیا اور دعا کے بعد فرمایا کہ جا تیری بیوی زندہ ہو گئی ہے اور ملازموں کو کام کاج کے بارے میں سمجھا رہی ہے جب یہ شخص واپس آیا تو واقعی اس کی بیوی زندہ تھی اس کے بعد دونوں میاں بیوی امام کی خدمت میں حاضر ہوئے جب اس عورت کی نگاہ قمر امامت پر پڑی تو شوہر سے کہا خدا کی قسم اسی سیّد نے مجھے دوبارہ زندگی بخشی ہے اور اسی کی سفارش نے بارگاہ احدیت میں قبولیت حاصل کر کے مجھے پلٹایا ہے۔ اللہ اکبر۔ کنوز المعجزات صد ۲۴۳ معلوم ہوا جس طرح کعبہ جائے امن اسی طرح آل محمدؐ جائے امن۔

⑨ نویں وجہ تشبیہ سنیئے! کعبہ کو بلند کیا خلیلؑ نے تو بنا بیت اللہ علیؑ کو بلند کیا۔ محمد مصطفیٰؐ نے تو بنا ولی اللہ، مَثَلُ عَلِیٍّ مَثَلُ الْکَعْبَۃِ

⑩ دسواں تقابل سنیئے۔ کعبہ کی طینت پاک ہے حیدر کرار کی طینت پاک و طاہر ہے۔ مَثَلُ عَلِیٍّ مَثَلُ الْکَعْبَۃِ۔ صلوٰۃ۔

⑪ مسلمانو گیارہواں انداز تقابل غور سے ملاحظہ کرو۔ کعبہ ہے قیامت تک عالمین کا ہادی وَھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ۔ اگر میرا مولا قیامت تک عالمین کا ہادی نہ ہوا تو حدیث سنبھالے نہ سنبھلے گی۔ کیونکہ نبیؐ نے فرمایا اے علیؑ تو کعبہ کی مثال ہے فِیْ اُمَّتِیْ۔ یہی وجہ تھی کہ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا:۔ اِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَلَا اُرَاکُمْ فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْہُ ھَادِیًا مَھْدِیًّا یَاْخُذُکُمُ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ اگر تم علیؑ کو امیر بناؤ گے میں نہیں دیکھتا کہ تم بناؤ گے اگر بناؤ گے تو ہادی اور مہدی پاؤ گے جو تمہیں سیدھی راہ پر لے چلے گا۔ منصب امامت صد ۴۹۔

⑫ بارہویں مماثلت ہے کہ بیت اللہ میں ہر وقت ہر آن ہر لمحہ ذکر خدا ہوتا رہتا ہے اسی طرح حیدر کرار کے گھر میں بھی ہر وقت ہر لمحہ ذکر خدا جاری و ساری رہتا ہے۔ مولانا الشیخ عباس قمی اپنی کتاب سیرت فاطمہؑ کے صد ۴۴ پر ایک واقعہ علیؑ کے گھر ذکر خدا پر یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب فضہ حج کو جا رہی تھیں کہ راستہ میں قافلہ سے جُدا ہو گئی۔ اکیلی جنگل میں سفر کرنے لگی ایک سوار کی نگاہ پڑی کہ جنگل میں اکیلی عورت سفر کر رہی ہے اس آدمی نے حیران ہو کر سوال کیا کہ بی بی تو کہاں سے آ رہی ہے فضہ نے قرآن پڑھا وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ پارہ ۲۵ رکوع ۱۳۔ اور کہہ سلامتی مانگتے ہیں شر تمہارے پس البتہ جان لیویں گے۔ مطلب یہ تھا کہ پہلے سلام کہو۔ بعد میں بات کرو۔ پس اُس مرد نے

فضہ کا قرآن سے کلام کرنا

سلام کرکے دریافت کیا کہ بی بی کہاں سے آرہی ہو فرمایا مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیْ پارہ ۹ رکوع ۱۲ جس کو اللہ راہ دکھائے وہی راہ پانے والا ہے۔ مطلب کہ میں بھول گئی ہوں وہ مرد حیران ہوگیا کہ میں بات کرتا ہوں اور یہ جواب میں قرآن پڑھتی ہے یعنی اپنا مطلب قرآنی آیات سے پیش کرتی ہے یہ کہیں جن تو نہیں ہے کہا کہ بی بی تم کس صنف سے ہو فرمایا يٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ پارہ ۸ رکوع ۱۰ مطلب یہ کہ میں اولاد آدمؑ سے ہوں جن وغیرہ سے نہیں ہوں۔ اُس مرد نے دریافت کیا کہ کس طرف سے آنا ہوا فرمایا يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ پارہ ۲۴ رکوع ۱۹ پکارے جاتے ہیں مکان دُور سے۔ سمجھا دیا کہ میں دور سے یعنی مدینہ سے آرہی ہوں۔ پوچھا کہ کہاں جانے کا قصد ہے فرمایا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا پارہ ۴ رکوع جس کو استطاعت ہو اس پر حج بیت اللہ واجب و لازم ہے۔ اس مرد نے پوچھا بی بی کتنے روز ہوئے اپنے قافلہ سے جدا ہوئے فرمایا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ پارہ ۱۱ رکوع پیدا کیا اُس نے زمین و آسمان کو صرف چھ دن میں۔ مطلب یہ کہ مجھے قافلہ سے جدا ہوئے چھ دن گزر گئے ہیں۔ اُس نے پوچھا بی بی ان چھ دنوں میں کھانا کہاں سے کھایا فرمایا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ پارہ ۱۷ رکوع ابہم نے ان کے جسم ایسے نہ بنائے تھے کہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔ مطلب یہ کہ جس خالق نے پیدا کیا ہے وہی رزق دیتا رہا۔ کہا بی بی جلدی چلو تاکہ قافلہ کو پالیں فرمایا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا پارہ ۳ رکوع ۸ نہیں تکلیف دیتا خدا کسی جی کو مگر اس کی طاقت وسعت پر۔ کہا بی بی میرے ساتھ شتر پر سوار ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنا شتر بٹھایا تو اس بی بی نے کہا لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا پارہ ۱۷ رکوع ۲ اگر زمین و آسمان میں کئی خدا ہوتے تو فساد ہوتا اس میں مطلب یہ کہ خدا واحد لاشریک ہے اور اس کا حکم ہے کہ عورت غیر محرم کے سامنے نہ ہو بلکہ پردہ کرلے۔ پس اس مرد نے پردہ کیا اور یہ بی بی ناقہ پر سوار ہوگئی۔ جب ناقہ اٹھنے لگی تو بی بی نے فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا۔ پارہ ۲۵ رکوع ۷ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس کو مسخر فرمایا۔ جب قافلہ قریب آیا تو اُس مرد نے پوچھا اس قافلہ میں تیرا تعلقدار کون ہے۔ بی بی نے فرمایا يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ پارہ ۱۶ رکوع ۴ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِی الْاَرْضِ۔ پارہ ۲۳ رکوع ۱۱ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ پارہ ۴ رکوع ۶ يٰمُوْسٰۤى اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ پارہ ۲۰ رکوع ۷۔ اس

مرد نے عرض کی بی بی ان کی آپ کے ساتھ کیا رشتہ داری ہے فرمایا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا پارہ ۱۵ رکوع ۱۸۔ یہ میرے چاروں لڑکے ہیں بس ماں کی آواز سن کر چار جوان قافلے سے نکلے اور ماں کو سلام کیا۔ ماں نے فرمایا یَا اَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ پارہ ۲۰ رکوع ۶ ماں کا مطلب یہ کہ میرے بچو اس مرد نے میرے ساتھ احسان کیا ہے تم اسے اُجرت دو جب بچے اس مرد کو کچھ دینے لگے تو بی بی نے فرمایا۔ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ پارہ ۳ رکوع ۴۔ اللہ تعالیٰ دوگنا کرتا ہے واسطے اس کے جس کو چاہتا ہے اس پر اس مرد نے تعجب سے پوچھا کہ بتاؤ یہ بی بی ہے کون جو ہر بات کے جواب میں کلام پاک پیش کرتی ہے ان جوانوں نے کہا بھائی یہ بتولؑ کی کنیز فضہ ہے۔ بیس سال گزر گئے اس نے کبھی قرآن کے علاوہ بات تک نہیں کی ہمیشہ ہر بات کا جواب قرآن سے دیتی ہے صلوٰۃ

مسلمانو اگر کعبہ میں ہر وقت ذکر خدا ہے تو حیدرؑ کرار ایک قدم رکاب میں رکھ کر دوسرے رکاب تک جاتے ہوئے قرآن ختم کر دیتے تھے۔ المجالس المرضیہ صہ ۱۵۳، اللہ اکبر!

⑬ اب تیرہویں مماثلت سنو! مسلمانو! بیت اللہ میں ہر روز ستر ہزار فرشتے بغرض زیارت آیا کرتے ہیں۔ اَلْعَظْمَۃُ لِلّٰہِ۔ اسی طرح کربلا معلیٰ میں بھی ہر روز ستر ہزار فرشتے آیا کرتے ہیں مَثَلُ عَلِیٍّ مَثَلُ الْکَعْبَۃِ۔

⑭ بس چودھویں تشبیہ سن لو اور مجلس ختم چودھویں کعبہ کے ساتھ آلِ محمدؐ کی مماثلت یہ ہے کہ مسلمانو نے کعبہ کو جلایا کعبہ کا غلاف جل گیا دیواریں گر گئیں۔ دیکھو تاریخ الخلفاء صہ ۲۲۵، تاریخ اسلام اکبر نجیب آبادی جلد ۲ صہ ۸۰، تذکرۃ الخواص صہ ۳۲، اسی طرح مسلمانوں نے مولا علیؑ کے گھر کو جلایا۔ خلافت اوّل کے زمانے میں آگ کی دھمکی جو دی گئی ہجری ۶۱ھ میں کربلا میں اُس آگ کے شعلے اُٹھے اُدھر کعبہ کا پردہ جلا اِدھر زینبؑ و کلثومؑ کی چادریں جلیں۔ سکینہؑ کے در چھینے خیام حسینی کو نذر آتش کیا۔ آل محمدؐ پر مظالم صرف بنو امیہ نے ہی نہیں گرائے بلکہ ہر دور کے ہر ظالم بادشاہ نے وہ مظالم آل محمد پر گرائے کہ تاریخ ان واقعات کو دہراتے ہوئے محو حیرت ہے۔ عزادارو! بنی اُمیّہ تو دشمن تھے ہی بنی عباس نے بھی ظلم میں کمی نہیں کی بلکہ بنی اُمیہ سے بڑھ چڑھ کر آل محمدؐ پر ظلم کئے لکھا ہے کہ متوکل عباسی بھی نہایت دشمن خاندانِ رسالت تھا اس ملعون کو جب معلوم ہوا کہ لوگ آل محمدؐ کے ماننے والے گروہ در گروہ امام حسینؑ کی زیارت کو جایا کرتے ہیں تو اس ملعون نے لوگوں کو روکنا چاہا مگر کسی نے نہ مانا تو اُس نے

بنی عباس کی عداوت

محصول مقرر کر دیا۔ مظلوم کو پُرسہ دینے والے محصول ادا کرتے رہے اور کربلا کی زیارت کو جاتے رہے روایت میں ہے کہ ایک ضعیفہ متوکلؔ کے دربار میں پیش ہوئی کہا کہ مجھ سے محصول وصول کریں اور میرے امام کی زیارت کی مجھے اجازت دیں۔ متوکلؔ نے جو اس ضعیفہ سے ہزار درہم وصول کیا تو حیرت سے پوچھا اے ضعیفہ یہ کثیر رقم تو نے کس طرح حاصل کی ہے اس ضعیفہ نے کہا اے متوکلؔ اپنے امام کی زیارت کے شوق میں چرخہ کات کات کر میں نے ہزار درہم جمع کئے ہیں۔ متوکلؔ سمجھا کہ محصول لینے سے تو شمع امامت کے پروانے نہیں رُکیں گے۔ اس کے بعد اس ملعون نے حکم جاری کیا کہ جو حسین علیہ السلام کی زیارت کو جائے وہ اپنا ہاتھ کٹوا کر کربلا جانے کی اجازت حاصل کرے۔ عزادارو جب حسینی پروانوں کے ہاتھ پاؤں کٹنے لگے تو کربلا معلّٰی جانے والوں کی تعداد میں کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ خلاصۃ المصائب میں لکھا ہے کہ ایک مومن دیندار موالی اہلبیت اطہار شوق زیارت مولائے کائنات کربلا معلّٰی میں آیا تو حسب الحکم ملازمین متوکلؔ نے اس عزادار کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ یہ مومن ایک ہاتھ کا نذرانہ دے کر مولا کی زیارت کر کے چلا گیا اور دوسرے سال پھر آگیا اور کہا او بیدینو! میرا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ لو اور مجھے میرے امام حضرت سیّد الشہداء کو پُرسا دینے کی اجازت دو! لہٰذا حکومت کے غلاموں نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی قطع کر دیا اور اُسے قبر حسین علیہ السلام کی اجازت مل گئی۔ عزادارو یہ جوان اپنے مظلوم امام کو سکینہ اور اصغر کا پُرسہ دے کر چلا گیا اور تیسرے سال پھر آیا۔ اور اشتیاق زیارت امام میں ملعونوں سے کہا کہ اب کیا خیال ہے۔ جب متوکل ملعون کو معلوم ہوا کہ یہ جوان تیسری بار زیارت کرنا چاہتا ہے تو اُس نے حُکم دیا کہ اس کا ایک پاؤں کاٹ لو۔ اُس محب آل محمدؐ نے خوشی سے اپنا پاؤں بھی کٹوا دیا اور ضریح مظلوم کو گلے لگا کر عرض کی مولا آئندہ سال تک مجھے موت نہ آئے میں اگلے سال آنے کی تمنا رکھتا ہوں۔ سُبحان اللہ! کیا عاشق حسینؑ تھے وہ لوگ کہ نذرانۂ عقیدت میں ہاتھ پاؤں کٹے جا رہے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ آل محمدؐ کے پروانوں پہ ظالم ظلم کرتے کرتے تھک گئے مگر عاشقانِ حسینؑ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ لکھا ہے کہ یہ جوان چوتھے سال بھی کسی طرح آگیا اور متوکلؔ سے فرمایا۔ اے ملعون میرا دوسرا پاؤں بھی کاٹ لے اور مجھے کربلا معلّٰی جانے کی اجازت دے دو۔ عزادارو یہ مومن ہاتھ پاؤں کٹوانے کے بعد امام کی زیارت کو کربلا پہنچ گیا۔ لکھا ہے کہ یہ مومن کسی طرح زیارت کر کے واپس اپنے وطن چلا گیا۔ مگر پانچویں

سال کسی نہ کسی طرح پھر کربلا کی زیارت کو روانہ ہوا۔ اس کامل الایمان مومن کا واقعہ کسی نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے عرض کیا امام علیہ السلام اس دیندار کی سرگزشت سن کر بہت روئے اس کے بعد حضور اس مومن دست پا بریدہ کے پاس تشریف لائے اور بکمال شفقت حال دریافت کیا۔ عزادارو! اس زائر نے عرض کی مولا مجھے کچھ نہیں چاہیئے صرف ایک مرتبہ مظلوم کی قبر کی زیارت کرا دو۔ تاکہ میں سید الشہداء سے عرض کروں کہ مولا تیرے اجڑنے کا بڑا دکھ ہے مولا ہم ان ظالموں پر نفرین کرتے ہیں۔ جنہوں نے بتولؑ کے چمن کو تاراج کیا ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اس زائر کو اپنے اونٹ پر بٹھا کر قبر امام مظلوم تک پہنچا دیا۔ عزادارو! جب متوکل کو معلوم ہوا کہ عاشقان حسین علیہ السلام ہاتھ پاؤں کٹنے کے بعد بھی زیارت کربلا کو بصد اشتیاق جا رہے ہیں تو اس ملعون نے ابراہیم دیزج کو حکم دیا کہ قبر امام کھود کر لاش نکال لے اور زمین برابر کر کے زراعت کی جائے اور اس پر پانی جاری کیا جائے۔ ابراہیم دیزج کہتا ہے کہ میں نے متوکل کے حکم سے قبر امام کو کھودا تو دیکھا کہ ایک بوریائے تازہ ہے اور اس پر جسد امام علیہ السلام اسی طرح خون میں بھرا ہوا رکھا ہے جس سے مشک کی بو آتی ہے میں نے یہ حالت دیکھ کر اسی طرح مٹی دے کر قبر کو برابر کر دیا۔ عزادارو! جب متوکل ملعون کے کہنے پر قبر مطہر پر زراعت کا ارادہ کیا گیا تو بیل آگے نہ بڑھے ہر چند کوشش کی گئی مگر بیل قبر کی جگہ چھوڑ کر دائیں بائیں ہو جاتے تھے اس کے بعد اس ملعون نے کہا کہ نہر کاٹ کر قبر پر پانی بہا دو محبان اہلبیت۔ لوگوں نے نہر کو کاٹا اور پانی بڑھا جونہی قبر امام کے قریب پہنچا تو شرم کے مارے پانی رک گیا کہ اب امام کو کیا منہ دکھاؤں گا بس پانی ٹھہر گیا۔ بحار میں لکھا ہے کہ زیدؒ مصری نہایت عاقل اور دیندار تھے جب ان کو معلوم ہوا کہ ظالم متوکل نے نبش قبر امام کا حکم دیا ہے تو وہ مصر سے کوفہ میں آئے زیدؒ کو لوگ مجنون کہا کرتے تھے۔ زیدؒ مجنون بہلول سے آ کر ملے اور اسے ساتھ لے کر کربلا پہنچے کیا دیکھا کہ قبر مطہر اسی طرح ہے۔ ظالموں نے نہر علقمہ کو کاٹ کر قبر پر پانی بہانے کی کوشش کر رکھی ہے مگر پانی قبر سے دور کھڑا ہے اور قطرہ بھی قبر تک نہیں پہنچا۔ زید یہ حال دیکھ کر بہت روئے اور کہتے تھے کہ کاش یہ لوگ قتل حسینؑ پر ہی اکتفا کرتے اور قبر کو منہدم کرنے سے باز رہتے۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ نہر کاٹ کر پانی لانے والے عملے پر جو افسر مقرر تھا وہ یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آیا۔ جب ظالم متوکل کو سردار فوج کے ایمان کا حال معلوم ہوا تو اس ظالم نے اسے قتل کرا دیا اور پاؤں میں رسی باندھ

قبر سید الشہداء پر متوکل کے مظالم

کر اس کی لاش کو بازاروں میں کھینچا۔ پھر مزبلہ پر اس کی لاش کو ڈال دیا۔ لکھا ہے زیدؔ مصری نے اُس کی لاش کو مزبلہ سے اٹھا کر دجلہ میں غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھ کر اُسے دفن کر کے تین دن تک اس کی قبر پر قرآن خوانی کی۔ زیدؔ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک جنازہ بڑی شان و شوکت سے جا رہا ہے۔ اہل شہر و اعیان مملکت ساتھ ساتھ ہیں۔ میں نے سمجھا یہ متوکلؔ کا جنازہ ہے مگر بعد کو معلوم ہوا کہ یہ اس کی ایک کنیز حبشیہ کا جنازہ ہے۔ متوکلؔ نے اس کی قبر کو مشک و عنبر اور پھولوں سے بھر دیا ہے قبر پر ایک گنبد بھی بنوا دیا ہے۔ عزادارو! زیدؔ کہتا ہے مجھ سے صبر نہ ہو سکا میرا منہ کربلا کی طرف مڑ گیا اور میں ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگا میں اپنے منہ پر طمانچے مارتا تھا اور کہتا تھا۔ ہائے میرے مظلوم امام تیرے نانا کی امت نے آپ کے ساتھ کیوں ظلم روا رکھا۔ آپ کربلا میں بھوکے پیاسے شہید کئے گئے آپ کے بچوں کے سروں کو تن سے جدا کیا گیا۔ آپ کو بے غسل و بے کفن چھوڑا گیا اب ظالم چاہتے ہیں کہ قبر کا نشان بھی مٹا دیں اور کنیز حبشیہ کے دفن میں یہ اہتمام ہو رہا ہے ہائے میرے مظلوم امام اب یہ ظالم آپ کی قبر کی زیارت بھی نہیں کرنے دیتے۔ لواعج الاحزان جلد ۲ صفحہ ۳۴۳

اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ وَسَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ۔

شعر:- کہیں موتی کہیں مونگے کہیں جوہر نکلتے ہیں
زمین کربلا کھودو تو سر ہی سر نکلتے ہیں

تیسری مجلس

ہدایت بالواسطہ اور بلا واسطہ، مرغ سقا قفس پرندہ، حضرت عیسیٰؑ کا بچپن، لفظ امّی کی وضاحت، حضرت داؤد کا فیصلہ، امّ فروہ کا زندہ ہونا، معصوم اور غیر معصوم میں فرق، یہودی کے سوالات، عظمت ثانی زہراؑ، عبداللہ بن جعفر کی سخاوت، شریکۃ الحسین، مصائب شام غریباں کو پہرہ دینا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ۝ پارہ ۱۶ رکوع ۱۱ فرمایا رب ہمارا وہ ہے جس نے ہر شے کو خلق فرمایا پھر ہدایت کی۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوقات کیلئے ہدایت کا دو طرح کا انتظام فرمایا ہے ایک طریقہ ہے ہدایت بالواسطہ اور دوسرا طریقہ ہے بلا واسطہ، بالواسطہ ہدایت تو ہم انسانوں جنّوں، ملائکہ وغیرہ کی ہدایت ہے کیونکہ جب تک ہمیں کوئی ہادی ہدایت نہ کرے ہم رہیں گے بے ہدایتے۔ ہم ہیں، ہادی کے محتاج اور کچھ مخلوقات قدرت نے ایسی بھی پیدا کی ہیں جن کو ہادی کی احتیاج نہیں۔ بلکہ انہیں فطرت میں ہدایت ودیعت کی گئی ہے۔ اس طرح کی مخلوقات ہر نوع ہر جنس میں کثرت سے آپ کو ملیں گی جو فطرت میں ہدایت لے کے پیدا ہوتی ہیں، کچھ کیڑے، مکوڑے، پرندے، حیوانات اور انسان قدرت نے ایسے بھی پیدا فرمائے ہیں کہ جن کو دنیا میں سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ فطرت میں ان کو ہدایت ودیعت ہوئی ہے۔ مثلاً آپ کبوتر کے دو انڈے لے کر مرغی کے نیچے رکھ کر بچے نکلوالیں۔ پھر ایسا کریں کہ ان بچوں کو ان کی نسل تک نہ دیکھنے دیں بچے کبوتر کے

ہدایت بالواسطہ اور بلا واسطہ

نکلیں تو مُرغی کے نیچے اور پھر ساری زندگی اپنی نسل کو بھی نہ دیکھ پائیں۔ مگر یہ بڑے ہو کر اپنی فطرت پر ہی آجائیں گے۔ یعنی جب یہ انڈے دیں گے تو باری باری انڈوں کو گرمی دیں گے۔ اگرچہ اُن کی عادت میں اڑنا ہے۔ نہ اپنی عادت پر قائم رہیں گے اور نہ ہی مرغی کی صحابیت کا انہیں کوئی اثر ہوگا۔ جب کبوتر کے بچے نکلیں گے تو ان کو یہ پہلے لطیف ہوا بھریں گے پھر گاڑھی ہوا بھریں گے اور پھر علی الترتیب دانا بھریں گے یہ ہے ہدایت بلاواسطہ۔ سبحان اللہ! اسی طرح آپ چیونٹی کو دیکھیں۔ چیونٹی جب گندم کا ذخیرہ کرتی ہے تو گندم کے دانے کے دو ٹکڑے کر کے رکھتی ہے اور جب کشنیز کو ذخیرہ کرتی ہے تو دھنیاں کے چار ٹکڑے کر دیتی ہے کیونکہ گندم کے اگر دو ٹکڑے کئے جائیں تو یہ نہ اُگ سکے گی مگر کشنیز کے دو ٹکڑے بھی پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے یہ کشنیز کے چار ٹکڑے کر دیتی ہے تاکہ میری خوراک کا ذخیرہ ضائع نہ ہونے پائے فرماؤ یہ کس زراعتی کالج میں تعلیم حاصل کرتی ہے۔ حضور یہ ہدایت بلاواسطہ قدرت نے انہیں کی ہے اور سنو! مشہور ہے کہ کوئل اپنے انڈے کوّے کے گھونسلے میں دے کر کوّے کے انڈے پی جاتی ہے۔ کوّے انہیں اپنے سمجھ کر حفاظت سے بچے نکالتے ہیں یہ بچے کوّے کی صحبت میں رہتے ہیں۔ مگر کوّا کوّا رہتا ہے اور کوئل کوئل رہتی ہے اور حد یہ ہے کہ کوئل کے بچے بڑے ہو کر اپنی قوم و نسل سے جا ملتے ہیں۔ یہ ہدایت بلاواسطہ کی تیسری مثال ہے آج علمائے ہندسہ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ اگر چھ کونہ مکان بنایا جائے اور اس کے ارد گرد بھی مکان بنائے جائیں تو جگہ بھی خالی نہ رہے گی اور مکان بھی نہایت ہی مضبوط ہوگا۔ کمال یہ ہے کہ چھ کونے مکان کو کاریگر بغیر مسطر پرکار کے ہرگز نہیں بنا سکتا مگر شہد کی مکھی اس انداز سے بغیر کسی آلہ کے مسدس شکل کا اپنا مکان بنا دیتی ہے کہ عقلاً روزگار محو حیرت ہیں۔ لکھا ہے کہ ارسطو نے چاہا کہ شہد کی مکھی کو اپنا گھر بناتے ہوئے دیکھے کہ یہ کیونکر بناتی ہے اس خیال سے اُس نے شیشہ کا ایک مکان بنایا تھا اور اس میں مکھیوں کو چھوڑ دیا تھا۔ مگر مکھیوں نے قبل چھتہ بنانے کے ان شیشوں کو کیچڑ وغیرہ سے اندھا کر دیا تھا۔ تاکہ انسان ہماری کاریگری کو نہ دیکھ سکے۔ لواعج الاحزان جلد ۲ صد ۱۸۵۔ یہ ہدایت بلاواسطہ کی چوتھی دلیل ہے اور سنیں۔ صاحب الواب الجنان لکھتے ہیں کہ خداوند عالم نے ایک طائر نہایت قوی الجثہ پیدا کیا ہے جس کے گلے میں ایک پردہ مثل مشک کے لٹکا رہتا ہے اس طائر کو لوگ

کبوتر، چیونٹی، شہد کی مکھی کی مثالیں

مرغ سقاء

مُرغ سقاء کہتے ہیں اس لئے کہ وہ ہر روز اُڑ کر دریا پر چلا جاتا ہے اور اپنے گلے والے مشکیزہ میں پانی بھر کر اس مقام پر آجاتا ہے جہاں پانی نہیں ہوتا ۔ یہ صحرا میں آکر زمین پر لیٹ جاتا ہے اور اپنا منہ کھول دیتا ہے صحرائی پرندے چڑیاں آکر اُس کی مشک سے پانی پیتی ہیں اور یہی اس کی زندگی کا شغل ہے ۔ ہے کوئی کریم جو اپنی کریمی کو عام کرتے ہوئے مُرغ سقاء کو یہ سخاوت کریمی ودلیت کرتا ہے کہ میری صحرائی مخلوق کو پانی پہنچاتا رہے ۔ اللہ اکبر ! یہ ہدایت بلا واسطہ کی پانچویں مثال و دلیل ہے ۔ لواعج الاحزان جلد ۲ ص ۲۷۶ ، محقق طوسیؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو ایک دیہاتی کے ہاں مہمان ہونے کا موقعہ ملا ۔ دیہاتی نے عشاء کی نماز کے بعد عرض کی کہ مولانا آج رات کو بارش ہوگی ——— اگر آپ یقین کریں تو آپ کا بستر مکان کے اندر لگا دیا جائے ۔ محقق نے کہا کہ آثار تو بارش کے معلوم نہیں ہوتے یقیناً رات کو بارش نہیں ہوگی ۔ دیہاتی نے عرض کی کہ مولانا یقین جانیئے آج رات کو ضرور بارش ہو گی مگر محقق نے نہ مانا اور باہر استراحت فرما ہوئے آدھی رات کے بعد آندھی آئی اور بعد اس کے بارش ہوئی ۔ محقق کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس دیہاتی کو کیسے معلوم ہوگیا کہ آج رات کو بارش ہوگی اس سلسلہ میں محقق نے دیہاتی سے استفسار کیا تو اس نے عرض کی کہ مولانا میں نہ تو علم غائب جانتا ہوں اور نہ ہی قیافہ شناس ہوں ۔ صرف اتنا ہے کہ جس رات کو بارش کو ہونا ہوتا ہے تو اس رات کو میرا یہ کتا اپنی حفاظت کیلئے نئی جگہ تلاش کرتا ہے آج بھی میں نے اس کو دیکھا کہ نئی جگہ تلاش کر رہا تھا میں نے یقین کیا کہ آج پھر بارش ہوگی ۔ میں نے تو صرف اپنے کتے کی تلاش حفاظت کو دیکھ کر عرض کیا کہ بارش ہوگی ۔ محقق طوسیؒ نے فرمایا کہ یہ قدرت کی کریمیؒ ہے کہ بعض مخلوق کو وہ ہدایت بلا واسطہ کرتا ہے ۔ سبحان اللہ ۔ یہ ہدایت بلا واسطہ کی چھٹی مثال ہے بس ایک مثال اور عرض کر کے میں آگے بڑھتا ہوں وہ یہ کہ عربی میں ایک پرندے کا نام ہے **قُقنُس** ۔ اُسے فارسی میں آتش زن اور اُردو میں موسیقار کہتے ہیں اس کی چونچ میں تین صد ساٹھ سوراخ ہوتے ہیں یہ پرندہ سمندروں کے کنارے

قُقنُس

رہا کرتا ہے اس پرندے نے اپنی نسل کو ہی نہیں دیکھا ۔ اس کا طریقہ اپنی نسل کو بڑھانے کا یہ ہے کہ جب یہ بوڑھا ہوجاتا ہے تو قُقنُس تنکے اکٹھے کرتا ہے اور ان تنکوں کے ارد گرد نشہ یعنی شکر کی اشیاء جمع کر کے رکھ دیتا ہے اور تنکوں پر بیٹھ کر گانا شروع کر دیتا ہے ۔

اس کے گانے میں یہ سوز ہوتا ہے کہ تنکوں کو آگ لگ جاتی ہے اور یہ وہیں جل جاتا ہے اس کی راکھ سے قدرت ایک انڈا پیدا کرتی ہے اور انڈے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی ابتدائی خوراک نشہ ہوتی ہے جو مرنے والا آنے والے کے لئے پہلے جمع کر گیا تھا۔ یہ بچہ اپنی ابتدائی خوراک کو نزدیک پاکر حاصل کرتا ہے اور بڑا ہو کر خود اپنی روزی تلاش کرتا ہے اسی طرح یہ بھی بوڑھا ہونے پر پہلے کی طرح کر کے جاتا ہے۔ فرمادیں اس پرندے کو کس نے یہ ہدایت کی ہے۔ کہ تیری نسل اس طرح باقی رہ سکتی ہے۔ سبحان اللہ، یہ ہدایت بلا واسطہ کی ساتویں مثال ہے، خوف طوالت دامنگیر ہے ورنہ میں ایسی سینکڑوں مثالیں پیش کر سکتا ہوں۔ (صلوٰۃ)

جب خالق کائنات نے اپنی حقیر مخلوقات کو ہدایت بلا واسطہ کر دی تو کیا وجہ ہے کہ اپنی معصوم مخلوقات کو ہدایت بلا واسطہ کر دی تو کیا وجہ ہے کہ اپنی معصوم مخلوقات کو ہدایت بلا واسطہ نہ کی ہوگی۔ ایسے کچھ ہدایات تو ہر انسان فطرت میں لے کر پیدا ہوتا ہے مثلاً بچے کا پیدا ہوتے ہی رونا، آنکھیں کھولنا اور دودھ پینا وغیرہ ثابت ہوا کہ ہدایت بلا واسطہ بھی ہوا کرتی ہے، کتاب ثمرات الحیوٰۃ میں منقول ہے کہ جب حضرت عیسٰیؑ سات ماہ کے ہوئے تو حضرت مریمؑ نے ایک معلم کے پاس بغرض تعلیم بٹھایا مگر یہ یاد رہے کہ معصوم ایک ماہ میں ایک سال کا معلوم ہوتا ہے۔ یعنی غیر معصوم جتنے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ معصوم ایک ماہ میں اتنا بڑھتا ہے۔ معلم نے حضرت عیسٰیؑ سے کہا کہو بسم اللہ، آپ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ معلم نے حیران ہو کر کہا اِقْرَأْ حَرْفَ الْاَبْجَدِ۔ حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا:- اَنْتَ تَعْلَمُ حَرْفَ الْاَبْجَدْ۔ اے معلم کیا تو حرف ابجد کو جانتا ہے اس پر معلم کو غصہ آیا کہ یہ بچہ عجیب ہے حضرت نے فرمایا اے معلم اگر تجھے حرف ابجد کی تعلیم نہیں دی گئی تو آ میں تجھے تفصیل سے سمجھا دوں کہ حرف ابجد کیا ہیں پھر اس کے بعد حضرت عیسٰیؑ نے وہ تفسیر کی کہ معلم نے آپ کے قدموں پر ہاتھ رکھ دیئے اور عرض کی کہ آپ کون ہیں فرمایا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا پارہ ۱۶ رکوع ۵ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بھی بنایا ہے۔ کنوز المعجزات صفہ ۳۶

اسی طرح کا ایک واقعہ کتابوں میں ملتا ہے کہ جناب مریمؑ نے حضرت عیسٰیؑ کو ایک رنگریز کے پاس پہنچایا کہ وہ اس کو کام کرنے کا طریقہ سکھلائے۔ رنگریز نے آپ کو کچھ کپڑے دیئے اور کہا کہ ہر کپڑے

حضرت عیسیٰ کی ابتدائی تعلیم

رنگریز کی تعلیم

کے ساتھ ۔ ایک رنگین دھاگہ بندھا ہے اُسی دھاگے کے رنگ کا کپڑا کر دینا ۔ اور خود کسی کام کو چلا گیا حضرت عیسٰےؑ نے وہ سب کپڑے ایک ہی مٹکے میں ڈال دیئے ۔ جب وہ واپس آیا تو پوچھا کپڑے رنگ کر دیئے آپ نے فرمایا کہ ہاں رنگ ہو رہے ہیں کہا کہ کہاں فرمایا کہ اس مٹکے میں سب رنگ ہو رہے ہیں رنگریز نے چلا کر کہا کہ یہ کیا ہوا کپڑے تو سارے کے سارے برباد ہو گئے ۔ سب کپڑے اور تمام رنگ ایک ہی مٹکے میں آپ نے مسکرا کر فرمایا گھبرا نہیں یہ معصوم کا رنگ کرنا ہے ۔ بس آپ نے ایک کپڑے کو اٹھایا اور کہا کونسا رنگ چاہیئے رنگریز نے رنگ کا نام لیا ۔ حضرت نے کپڑے کو پھر مٹکے میں ڈبو کر جو نکالا تو وہی رنگ ہو چکا تھا جو رنگریز نے کہا بس اسی طرح تمام کپڑے رنگ کر کے نکال دیئے رنگریز کی حیرانگی پر فرمایا یہ ہاتھ معصوم کا ہے اور معصوم درس الٰہی سے ہدایت حاصل کر کے آتا ہے ۔ تاریخ اسلام بشیر جلد ا صفحہ ۲۵ مولوی صاحب چونکہ خود کچھ نہیں کر سکتا ۔ اس لئے فتوٰی صادر کرتا ہے کہ معصوم سے کچھ نہیں ہو سکتا ۔ بس میاں لکیر کا فقیر ہے ۔ لطیفہ ۔ کسی میاں جی کے دوست تھے فضل نامی کمہار ۔ اور اس نے اپنے ایک گدھے کا نام رکھا ہوا تھا لالو ۔ اتفاق سے کمہار کا گدھا لالو نامی مر گیا ۔ فجر کی نماز جو فضل کمہار پریشانی کے عالم میں پڑھنے آیا ۔ تو مولوی صاحب نے پریشانی کی وجہ دریافت کی تو فضل نے کہا مولانا کیا بتاؤں لالو مر گیا ہے چونکہ مولوی صاحب کی لالو کے مالک سے محبت تھی لگے فاتحہ پڑھنے ، میں کہتا ہوں کہ ملّاں لوگ گدھوں کا فاتحہ پڑھا کرتے ہیں ، آنے والے نمازیوں نے بھی مولوی صاحب کی تقلید کی ، بس صف ماتم بچھ گئی جو آیا فاتحہ پڑھا اور دریافت کیا تو کہا کہ کیا بتلائیں مصیبت آگئی کیونکہ لالو مر گیا ۔ کیونکہ آنے والے بھی میاں جی کے ہی مقلد تھے اظہار تعزیت میں کسر نہ چھوڑی اور پورے گاؤں نے سوگ منایا کسی ملنگ نے جو پوچھا کہ تعزیت کس کی ہے کیا حادثہ ہوا فرمایا لالو مر گیا ۔ ملنگ نے فرمایا کہ کون لالو ۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے مولوی صاحب کو علم ہے مولوی صاحب نے فرمایا فضل کمہار کو اچھا علم ہے میں نے تو اس سے سُنا ہے کہ لالو مر گیا ۔ ملنگ نے کھوج لگا کر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ فضل کمہار کا لالو نامی گدھا مر گیا ہے جس کا یہ سارا شہر سوگ منا رہا ہے یہ ہے تقلید کی مہربانی ۔ مسلمانو ! صرف میاں جی ہی کی تقلید کافی نہ سمجھو ، ذرا معلوم تو کرو کہ کیا معصوم اور غیر معصوم ایک جیسے ہوا کرتے ہیں ۔ ارے ہم محتاج ہدایت ہیں اور معصوم کی ہدایت محتاج ہے معصوم کا ہر فعل غیر معصوم کیلئے مشعلِ راہ ہدایت ہوا کرتا ہے ۔

لالو نامی گدھا

مولوی صاحب کا اعتراض ہے کہ قرآن مجید میں جو رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امّی کہا گیا ہے ہم کس طرح خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف تعلیم کریں کہ اُدھر سے پڑھ کر آیا ہے جواباً عرض ہے کہ واقعی لفظ امّی کلام پاک میں ہے قرآن سنو خالق کا ارشاد ہے وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا پارہ ۷، رکوع ۱۷، اور تو کہ ڈرادے تو مکہ والوں اور ان کو کہ گرد اس کے ہیں۔ اسی پارہ ۲۵ رکوع ۲ میں بھی یہی آیت ہے تو خالق کائنات نے اُم القریٰ فرمایا ہے مکّہ شہر کو کہ میرے حبیب مکّہ والوں کو اور اُن کے ارد گرد رہنے والوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرا۔ تشریح سنو! اُم کہتے ہیں ماں کو اور اُم القریٰ ہوا قریوں کی ماں۔ یعنی بستیوں کی ماں، مکّہ چونکہ سب سے پہلا گاؤں ہے۔ اس لئے اسے بستیوں کی ماں یعنی ام القریٰ کہا گیا ہے۔ اب وہ آیت سنو جس میں حضورؐ کو امّی کہا گیا ہے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا۔ پارہ ۲۸ رکوع ۱۱ وہ ہے جس نے بھیجا بیچ اُمیین کے رسولؐ۔ یعنی اُم القریٰ ہے نام مکّہ کا اُمیین ہوئے مکہ کے رہنے والے، جیسا کہ ملتان اور ہے ملتانی اور ہے۔ لاہور اور ہے لاہوری اور ہے۔ عرب اور ہے عربی اور ہے۔ مدینہ اور ہے مدنی اور ہے مکہ اور ہے مکی اور ہے۔ اُم القریٰ اور ہے امّی اور ہے اگر امی کا ترجمہ ان پڑھ ہے تو اسی آیت کا اگلا حصّہ تلاوت کرو، پوری آیت سنو! هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ پارہ ۲۸ رکوع ۱۱۔ اللہ وہ ہے جس نے بھیجا بیچ ان پڑھوں کے پیغمبر اُن ہی میں سے پڑھتا ہے اُوپر ان کے نشانیاں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت اور تحقیق تھے پہلے اس سے البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے۔ (ترجمہ رفیع الدین) اس ترجمہ سے تو نبی اکرمؐ کے ان پڑھ ہونے کا کہیں ذکر نہیں ہے بلکہ خود قرآن مجید کی قوی شہادت مل گئی کہ وہ ان پڑھوں کو پڑھاتا ہے۔ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتا ہے انہیں پاک کرتا ہے کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے فرمادیں ان پڑھ ایسا کرتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ درس الٰہی سے پڑھ کر آنے والا گمراہوں کو اُن کی آیتیں سناتا ہے اور کتاب حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے پتہ چل گیا کہ پاک ہونے والے اور ہیں اور پاک کرنے والے اور ہیں (صلوٰۃ) اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے:- اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۵ پارہ ۲۷ رکوع ۱۱۔ رحمٰن وہ ہے جس نے علم سکھایا قرآن کا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور بیان کرنے کا علم دیا۔ اس آیت سے تو صاف ثابت ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے انسان کو علم سکھایا اور انسان کو پیدا کیا اور علم بیان کرنے کا طریقہ سکھایا۔ یہی وجہ ہے حضرت ختمی المرتبت فرماتے ہیں۔ عَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۔ مجھے علم دیا گیا عِلْمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ کا۔ تفسیر قادری جلد ۲ ص ۴۹ ، مسلمانو جو لوگ اُدھر سے پڑھ کر آتے ہیں ان کی ہر ادا ہم سے نرالی ہوتی ہے ان کی عبادت اور ہے اور ہماری عبادت اور ہے ان کی شجاعت اور ہے اور ہماری شجاعت اور ہے ان کا اخلاق اور ہے اور ہمارا کردار اور ہے ان کا علم اور ہے اور ہمارا علم اور ہے ان کی زندگی اور ہے اور ہماری زندگی اور ہے ۔ ان کی موت اور ہے اور ہماری موت اور ہے ۔ قرآن مجید میں ایک معصوم کی موت کا ذکر ہے ۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ پارہ ۲۲ رکوع ۸ اور جب مقرر کیا ہم نے اُوپر اس کے موت کو نہ خبردار کیا ان کو اوپر موت اس کی کے مگر کیڑے نے گھن کے کھاتا تھا عصا اس کا پس جب گرا جانا جنوں نے ۔ یہ واقعہ حضرت سلیمان نبیؑ کا ہے کہ ایک سال تک عصا کے سہارا مرنے کے بعد بھی کھڑے رہے ۔ فرمادیں غیر معصوم کی لاش بھی مرنے کے بعد سال تک کھڑی رہ سکتی ہے اور کیا غیر معصوم کی لاش سے بھی عفونت و بدبو نہیں آیا کرتی ۔ حضرت سلیمانؑ کی لاش کا صحیح و سالم ایک سال تک کھڑے رہنا ہر ملاں بے لگام کے منہ میں لگام ہے کہ ان کی موت اور ہے اور ہماری موت اور ہے ۔ صلوٰۃ۔

حضرت سلیمانؑ

منقول ہے کہ ایک بوڑھا شخص ایک جوان کو پکڑ کر حضرت داؤد کے پاس لایا اور اس جوان کے ہاتھوں میں انگور کا خوشہ تھا ۔ بوڑھے شخص نے حضرت داؤد سے کہا کہ حضور اس جوان نے میرے انگور توڑ کر میرے باغ کو برباد کیا ہے لہٰذا میرے اور اس کے درمیان فیصلہ صادر فرمادیں ۔ حضرت داؤد نے خالق کی طرف رجوع کیا اور حکم دیا کہ اس جوان کے ہاتھ میں تلوار دے دو کہ وہ اس بوڑھے فریادی کو قتل کر دے ۔ کیونکہ اس بوڑھے نے کسی زمانہ میں اس جوان کے باپ کو قتل کیا ہے اور اس کے چالیس ہزار روپے اس نے ہضم کر لیئے تھے اور یہ باغ بھی اسی کا تھا جو اس کو واپس کیا جاتا ہے ۔ جب قوم بنی اسرائیل نے اعتراض کیا تو آپ نے مردے کو زندہ کر کے مقتول سے دریافت کرا کے

حضرت داؤدؑ کا فیصلہ

قوم کو تسلی کرا دی۔ تاریخ اسلام کراروی جلد ا صہ۱۱۵۔ پس ثابت ہوگیا کہ معصوم کا علم اور ہے اور غیر معصوم کا علم اور ہے۔ صلوٰۃ۔ اسی طرح کا ایک واقعہ اور سُن لیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُمّ فروہ انصاریہ کو علیؑ کی محبت کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کہیں سفر میں باہر گئے ہوئے تھے جب آنجناب واپس آئے تو آپ کو بتایا گیا کہ اُمّ فروہ انصاریہ آپ کی محبت کے جرم میں قتل ہو چکی ہے۔ حضرت امیرؑ اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کچھ ارشاد فرمایا۔ ناگاہ غیب سے آواز آئی۔ اے امیر المومنین تیری بات منظور ہو گئی۔ بس کیا دیکھا کہ اُمّ فروہ سبز ریشم کے کپڑے اوڑھے ہوئے قبر سے باہر نکل آئی اور عرض کی۔ آقا لوگ آپ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالےٰ اُسے زیادہ روشن کرنا چاہتا ہے۔ سلمانؓ نے کہا کہ ابوالحسنؑ اگر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں درخواست کریں کہ وہ اوّلین و آخرین کو زندہ کرے تو وہ ضرور ان کو زندہ کر دے گا۔ امیرؑ المومنینؑ نے اُمّ فروہ انصاریہ کو اس کے شوہر کے پاس بھیج دیا۔ اُس نے دو فرزند جنے اور حضرت امیرؑ المومنین کی شہادت کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہی۔ کتاب کنوز المعجزات صہ۲۱۵

اللہ اکبر! یہ ہے ہدایت بلا واسطہ ان حضرات کو پڑھانے کی ضرورت نہیں بلکہ ان سے فیض حاصل کرنے کا محتاج عالم کے ہر شخص کو حکم ہے۔ رباعی

اُمّ فروہ کا زندہ ہونا

رباعی

رُک گیا افسانۂ شیر جلی کہتے ہوئے — کیوں جھجکتا ہے علیؑ کو تو ولی کہتے ہوئے
جب اُسے مولائے کُل تسلیم کرتا ہے تو پھر — موت کیوں آتی ہے تجھ کو یا علیؑ کہتے ہوئے

(صلوٰۃ)

میں حضرت امیر علیہ السلام کا ایک اور فیصلہ عرض کرتا ہوں تاکہ درسِ الٰہی کے پڑھے ہوئے حضرات کا مزید تعارف ہو جائے۔ منقول ہے کہ خلیفہ اوّل کے زمانے میں ایک یہودی دربار خلافت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے چند سوالات کرتا ہوں اگر آپ نے اطمینان دلا دیا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ خلیفہ نے کہا کہ سوال کر اور جواب سُن :۔ اس نے سوال کیا کہ (۱) بے سجدہ کے نماز پڑھتا ہوں۔ (۲) بے نکاح کے عورت رکھتا ہوں (۳) رحمت سے بھاگتا ہوں بے ذبح کے کھاتا ہوں (۴) فتنہ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ فی الحال ان چاروں کا جواب دیں پھر میں تین اور سوال کر کے جواب بالصواب ملنے پر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کروں گا۔ یہودی کے سوالات سُن کر تمام حاضرین حیران و ششدر رہ گئے

آخر خلیفۃ المسلمین نے ارشاد فرمایا کہ یہ پاگل ہے ایسے سوالات کرنا کفر ہے حکم دیا کہ اس کو دربار پُر وقار سے نکال دو۔ یہ اسلام کی توہین کرنا چاہتا ہے۔ درباریوں نے سائل کی وہ مرمت کی کہ رہے نام داتا کا۔ اتفاق سے حضرت سلمانؓ فارسی اُسے ملے اور یہودی کی حالت دیکھ کر فرمایا تو اکیلا ہی روتا ہوا دربار سے نہیں نکلا بلکہ چند روز پہلے رسولؐ زادی بھی دربار سے روتی ہوئی پلٹی ہے۔ آئیں تجھے جانشین مصطفیٰؐ کے پاس لے چلوں۔ حضرت سلمانؓ سائل کو جناب امیر المومنینؑ کے پاس لائے۔ آپ نے فرمایا یہودی سوال کر اور جواب سُن اُس نے کہا کہ ① میں بے سجدہ کے نماز پڑھتا ہوں۔ فرمایا درست ہے تو نماز جنازہ پڑھتا ہے ② اس نے کہا کہ میں بے نکاح کے عورت رکھتا ہوں فرمایا بالکل ٹھیک ہے تو لونڈی رکھتا ہے جس سے نکاح پڑھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے ③ اس نے کہا کہ میں رحمت سے بھاگتا ہوں۔ فرمایا کوئی ہرج نہیں ہے تو بارش سے ڈرتا ہے ④ اس نے کہا میں فتنہ سے محبت کرتا ہوں فرمایا قرآن مجید میں ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ پارہ ۲۸ رکوع ۱۶۔ سوائے اس کے نہیں کہ مال اور اولاد فتنہ ہے۔ یہودی نے عرض کی اے وصیٔ مصطفیٰؐ میں تین باتیں اور دریافت کرنا چاہتا ہوں فرمایا تین نہیں تین لاکھ دریافت کرلے۔ ہم دنیا کے پڑھائے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ درس الٰہی سے پڑھ کر آئے ہیں کائنات کے سوالات تو ختم ہو سکتے ہیں مگر علیؑ کے جواب میں کمی نہیں آسکتی۔ یہودی نے عرض کی کہ ۱؎ بن باپ کے کون حیوان پیدا ہوا۔ فرمایا ناقہ صالحؑ کی۔ اس نے کہا کہ ۲؎ کون تھا جس نے قید میں سیر کی۔ فرمایا حضرت یونسؑ جس نے مچھلی کے پیٹ میں سیر کی ۳؎ اس نے کہا کہ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سورج صرف ایک بار چمکا مُسکرا کر فرمایا کہ دریائے نیل جہاں حضرت موسیٰؑ نے عصا مارا تھا۔ یہ جواب سُن کر یہودی نے حضرت کے ہاتھ چوم لئے اور بآواز بلند کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ۔ کتاب قضائے امیر المومنین ص۲۱۔ صلوٰۃ رباعی

گلوں کا ذکر کرو یا کلی کی بات کرو ‏ ‏ ‏ خدا کے بعد اس کے ولی کی بات کرو

اِدھر اُدھر کے افسانے نہ چھیڑو حضرت ‏ ‏ ‏ نبیؐ کا ذکر کرو یا علیؑ کی بات کرو

ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ غیر معصوم ہدایت کا محتاج ہے اور ہدایت معصوم کی محتاج۔ مسلمانو! دین ہوتا ہی وہی ہے جو کچھ معصوم کرتا ہے ادھر معصوم نے نماز میں انگوٹھی دی، اُدھر قرآن بنا۔ وہ بستر رسولؐ پر سویا، قرآن بنا۔ گھر سے جو کی روٹیاں خیرات کیں قرآن بنا، میدان میں جم کے لڑا قرآن بنا۔

کسی معصوم نے اس کی رضا و خوشنودی کی خاطر مکان بنایا۔ قدرت نے معصوم کے بنائے ہوئے مکان کو کعبہ بنا کر اس کی طرف کائنات کی گردنیں جھکا دیں۔ معصوم نے خالق کے فرمان کے مطابق قربانی دی، خالق نے اس فعل کو پسند کر کے قربانی کو جزو اسلام بنایا۔ ایک بی بی حضرت اسماعیلؑ کے لئے تلاش پانی کو دوڑی اللہ تعالےٰ نے اُسے رکن حج قرار دیا۔ معصوم نے کسی ملعون کو کنکرے مارے اس کا یہ فعل دنیا کا اسلام بنا۔ ایک بی بی نے نماز کے بعد چونتیس مرتبہ اللہ اکبر تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ قیامت تک قبولیت عبادت کا شعار بن گیا۔ متعصب ملاں کہتا رہے کہ فدک میں بتولؑ غلطی کھا گئیں۔ مگر ملاں کی تسبیح نماز کے بعد پانچ وقت تسبیح فاطمہؑ ہی ہو گی۔ حدیث مصطفیٰ سنو! يَا فَاطِمَةُ مَنْ صَلَّى عَلَيْكِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَاَلْحَقَهُ بِيْ حَيْثُ مَا كُنْتُ مِنَ الْجَنَّةِ ۔ اے فاطمہؑ جو تجھ پر صلوٰۃ بھیجے گا خدا اُس کے گناہ بخش دے گا اور جس جگہ میں بہشت میں رہوں گا۔ وہیں میرے ساتھ اس کو بھی جگہ ملے گی۔ صلوٰۃ ۔ لواعج الاحزان جلد ۲ صہ ا۔ یہ مسلمانو! انبیاء اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے مرد ہی محافظین نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام اور آئمہ طاہرین کی مستورات کا بھی پر وردۂ اسلام ہے اور یہ بھی محافظت دین ومبین میں اپنے مردوں کی برابر کی شریک تھیں۔ آپ حضرت حوّاؑ ، حضرت حاجرہ، حضرت کلثومؑ ، خواہر موسےٰؑ ، حضرت رحمت زوجہ حضرت ایوبؑ ، حضرت مریمؑ ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت فاطمہؑ بنت اسد ، حضرت فاطمہؑ بنت محمد، حضرت زینبؑ بنت علیؑ۔ صلوٰۃ اللہ علیہن کی زندگیوں کا اگر سرسری نظر سے بھی مطالعہ فرمادیں گے تو یہ مخدرات عصمت وطہارت آپ کو دین حنیف کی پاسداری و حفاظت میں انبیاء اور آئمہ سے کسی قدر بھی کم نظر نہیں آئیں گی۔ آپ واقعۂ کربلا کو ہی لے لیجئے جہاں دین کی خاطر نواسۂ رسول جگر گوشہ بتولؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانیوں کے تذکرے واحسانات لاتعد بے شمار آپ کو ملیں گے اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ثانی زہراؑ حضرت زینبؑ بنت علیؑ علیہ السلام کی قربانیاں آپ کو ملیں گی۔ ایک رُباعی سنو!

اس طرح طے منزلِ صبر رضا زینبؑ نے کی — اُمت جد کیلئے حق سے دُعا زینبؑ نے کی
کربلا کے واقعہ میں رنگ دونوں نے بھرا — ابتدا شبیرؑ نے کی انتہا زینبؑ نے کی

(صلوٰۃ)

حضرت زینبؑ وہ بی بی ہے جس کی پیدائش کی خبر سُن کر تاجدارِ رسالت خوشی سے جھُوم گئے اور معصومہ کو گود میں لے کر پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا ۔ اَنْتِ زَیْنُ اَبٍ ۔ یعنی تو باپ کی زینت ہے ۔ محافل و مجالس صد ۲۳۲ ، معصومہ نے نانے سے پہلے ہی روز یہ کلمہ سن کر اس فقرے فرمانِ مصطفیٰ کی وہ لاج رکھی کہ کائنات کی ہر مستورسے قربانی ایثار ، علم ، حلم ، زہد و تقوٰی ، حیا و عفت ، عبادت ریاضت سخاوت و کرامت ، جلال و استقلال ، اخلاق و کردار میں بڑھ گئیں ، تاریخ شاہد ہے کہ واقعہ کربلا میں بنت بتولؑ حفاظتِ اسلام میں حسینؑ ابن علیؑ سے کم نہیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا ، محسنہ اسلام ، لسانِ رسولؐ چوس چوس کر پلی تھی ۔ عورت کی بلندی کردار میں چار ہستیوں کا حصّہ ہوتا ہے ۔ پہلا بچّی ہو کر جس گود میں اس نے پرورش پائی ہے وہ کیسے تھے کیونکہ ماں باپ کی تربیت کا وجود انسانی کی نشو و نما میں خاصہ حصّہ ہوتا ہے دوسرا بیوی بن کر جس کے گھر میں رہی اس کا شوہر کیسا تھا کیونکہ شوہر کا کردار و اخلاق عورت کی اخلاقی سلطنت میں معاون و ممد ہوتا ہے ۔ تیسرا اس کی گود میں پلنے والے کس اخلاق و کردار کے مالک تھے ظاہر ہے کہ ماں کی گود کا اثر بچّے کی تمدنی معاشرتی زندگی کا رہبر ہوا کرتا ہے محاورہ ہے جیسی گود ویسی پود ، اور چوتھا یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہ خود کس اخلاق و کردار سے آراستہ و مزین ہے ۔ آپ ان اصولوں کو ذہن میں رکھ کر صحن عالم میں نظر دوڑائیں کہ ثانی زہراؑ جو بعد میں ام المصائب کے لقب سے مشہور ہوئیں ۔ اس کے ماں باپ بہن بھائی کیسے تھے اس کا شوہر کیسا تھا اس کی اولاد کیسی تھی اور اس کا اپنا کردار و اخلاق علم و حلم استقلال کیسا تھا ۔ یقیناً پوری کائنات میں ان کمالات سے سرفراز آپ کو کوئی مستور نہ ملے گی ۔ زینبؑ سلام اللہ کی ماں ہے تو فاطمہ زہراؑ جس کے دروازے پر آکر ملائکہ جاروب کش کرنے کو فخر سمجھتے تھے جس کی چکیاں جبرئیلِ امین چلاتے تھے جس بی بی کا طواف آیتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہ الخ کرتی تھی ۔ زینبؑ اس ماں کی بیٹی ہے مسلمانو زینبؑ نے اس بی بی کی گود میں پرورش پائی ہے جن بی بی کی تعظیم کو رحمتہ للعالمین کھڑے ہو جایا کرتے تھے بھائیو! زینبؑ نے اس باپ سے کسب علم کیا جسے نبیؐ نے فرمایا تھا ۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا ۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے ۔ منصب امامت صد ۴۲ روایت ہے کہ زمانۂ خلافت جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام میں کوفہ کی عورتوں کو حضرت زینب سلام اللہ علیہا کھٰیٰعص کی تفسیر سمجھا رہی تھی کہ حضرت امیر بھی تشریف لے آئے اور فرمایا اے نور دیدہ میں نے اس تفسیر کو

سُنا جو تم عورتوں کے سامنے بیان کر رہی تھی پھر فرمایا اے میری لختِ جگر ان حروف میں لبطور رمز اشارہ ان مصائب کا کیا گیا ہے جو تیری ذات اور آلِ محمدؐ پر وارد ہونے والے تھے۔ مظلوم کربلا صد ۵۹، غالباً اسی واقعہ کو کربلا کی شیر دل خاتون کے صد ۱۱۱ پر عائشہ مصری نے لکھا ہے وہ اس طرح ہے کہ ایک روز حضرت زینبؑ قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھ رہی تھیں اور ان کی تفسیر اپنے پدر بزرگوار سے دریافت کی حضرت علیؑ نے کربلا کے المناک واقعہ کا اشارۃً تذکرہ کر دیا اور وہ بہت متعجب ہوئے تو حضرت زینبؑ نے عرض کیا بابا آپ فکر نہ کریں میں جانتی ہوں میری ماں نے مجھ کو اس واقعہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ بابا کربلا جانے میں کربلا میں اسلام کو چار چاند نہ لگا دوں تو زینبؑ نہ کہنا۔ ہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ثانی زہرؑا کے ماں باپ وہ ہیں جن کا مقابلہ صحن عالم میں کوئی بشر نہیں کر سکتا۔

عبداللہ ابن جعفر کی سخاوت

دوسرا قدرت نے ثانی زہرؑا کو شوہر دیا تو عبداللہ ابن جعفرؓ جس کی سخاوت و کردار کے آجتک عرب قصے سنایا کرتے ہیں۔ عرب کی ہر ماں اپنے بچے کو گود میں لے کر عبداللہ ابن جعفرؓ کی سخاوت کی کہانیاں سنایا کرتی ہے تاکہ ہماری اولاد بھی اسی بحرِ کرم اور ابرِ رحمت کے سخاوت کے واقعات سن کر شرافت و سخاوت کا درس سیکھ لے۔ منقول ہے کہ مدینہ کے محتاج و فقیر لوگ مالداروں سے عطائے عبداللہ ابن جعفر پر قرضہ لیا کرتے تھے کہ جب عبداللہ ابن جعفر دست سخاوت ہماری طرف بڑھائیں گے تو اسی روز آپ کا قرضہ ادا کر دیں گے۔ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ ابن جعفر نے کسی آدمی کو دیکھا کہ وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر سب کر رہا ہے، حضرت عبداللہ نے فرمایا خدا سے ڈر اور اپنی عاقبت برباد نہ کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اس حضرت کی شان میں خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں تین صد ساٹھ آیتیں نازل کی ہیں اور رسولِ خداؐ نے انہیں اپنا بھائی۔ وصی، وزیر، ساقی کوثر حامل الوٰا الحمد، قسیم النار والجنۃ قرار دیا ہے اس نے کہا کہ بنی اُمیہ مجھے چالیس ۴۰ دینار سالانہ دیتے ہیں اس لئے میں حضرت علیؑ پر سب کرتا ہوں۔ جناب عبداللہ نے فرمایا کہ تو مجھ سے چالیس ۴۰ دینار کے حساب سے چالیس سال کا اکٹھا روپیہ لے لے اور میرے عمِّ محترم پر سب نہ کیا کر۔ بس اسی وقت آپ نے اُسے بتیس ۳۲ ہزار روپیہ دے کر فرمایا کہ اگر تجھے کچھ اور ضرورت پیش آئے تو مجھ سے آکر لے جانا مگر آئندہ امیر المومنینؑ علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر سب نہ کرنا۔ یہ تھا حضرت زینبؑ کا شوہر۔ تیسرا یہ کہ اس کی گود میں پلنے والی اولاد کیسی تھی۔ ہاں اگر ثانی زہرؑا کی تربیت کے نتائج

عونؓ و محمدؓ

کو دیکھنا ہے تو ذرا کربلا کی فوج پر نگاہ ڈالو، تمہیں دو چھوٹے سپاہی نظر آئیں گے۔ جن کو عونؓ و محمدؓ کے نام سے تاریخ نے یاد کیا ہے۔ یہی وہ عونؓ و محمدؓ ہیں جنہوں نے تین دن کی بھوک و پیاس میں لاکھوں اشقیا کی فوج کو منتشر کر کے عمر بن سعد ملعون کے خیمہ پر حملہ کر دیا تھا۔ اور عمر بن سعد کو اپنے خیمہ کے پیچھے سے بھاگنا پڑا تھا۔ یہی وہ عونؓ و محمدؓ ہیں۔ جنہوں نے شجاعانِ عرب کی کثیر تعداد کو درہم برہم کر کے اپنے حملے کے لئے پکارا تھا اور کسی بہادر کی جرأت نہیں پڑتی تھی کہ جعفرؑ طیارؑ کے پوتوں اور حیدر کرار کے نواسوں کا مقابلہ کرے۔ ارے یہی وہ عونؓ و محمدؓ ہیں جن پر حجّت علیہ السلام نے زیارت ناحیہٗ مقدسہ میں سلام بھیجا تھا۔ اصحاب الیمین صنہ۱۳۱، اب چوتھا ہے اپنا کردار تو اس سلسلہ میں تاریخ عالم گواہ ہے کہ ثانی زہرا۔ علم و فہم۔ زہد و تقویٰ اور مکارم اخلاق میں تمام خاندانِ بنی ہاشم کی عورتوں پر فضیلت رکھتی تھیں۔ رُباعی

جس نے کیا ہے حق کی قیادت کا اہتمام سبط نبیؐ کے بعد ہے بنت علیؑ کا نام
کرب و بلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک محکوم میں نے دیکھے ہیں زینبؑ کے دو امام

تصدّق شیرازی

جس انسان کے اوصاف و کمالات، عقل و فہم، شان و عزت، درجات و منزلت نمایاں خصوصیت کے حامل ہوں لوگ اپنے آپ کو اُسی انداز میں پیش کرنے کو فخر سمجھتے ہیں اسی طرح حضرت ثانی زہرا بننے کی بھی عورتوں نے کوشش کی۔ روایت میں ہے کہ قبیلہ بنی کلب کی ایک عورت نے دعوے کیا کہ میں زینبؑ بنت علیؑ ہوں۔ شام کے سفر میں بنی کلب کے صحرا میں رہ گئی تھی یہ واقعہ متوکل عباسی کے سامنے بیان کیا گیا تو اس نے کہا کہ اس عورت کو پیش کیا جائے جب وہ متوکل کے دربار میں حاضر ہوئی تو متوکل نے دریافت کیا کہ زینبؑ بنت علیؑ کو تو تقریباً ڈیڑھ سو سال گزر چکا ہے اور تم جوان ہو اس نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے مجھے دعا دی تھی اس کا اثر ہے کہ میں ہر پچاس سال کے بعد جوان ہو جاتی ہوں اس پر متوکل نے حکم دیا کہ قبائل ابوطالبؑ کے نمایاں لوگوں کو بلایا جائے فتح بن خاقان نے بادشاہ سے کہا کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو بلا کر اس کی تصدیق کرنی چاہیئے لہٰذا امام بلائے گئے۔ امام علیہ السلام نے واقعہ سُن کر ارشاد فرمایا کہ درندوں پر اولاد علیؑ کا گوشت حرام ہے اسے درندوں کے کٹہرے میں ڈال دیا جائے اگر اس کا دعوے سچا ہوگا تو اسے درندوں سے

زینب (نقلی)

کچھ نقصان نہ ہوگا۔ اس عورت نے کہا کہ آپ بھی تو اولادِ علیؑ سے ہیں آپ خود درندوں میں جاکر اس حدیث کی صحت کا ثبوت مہیا کریں، امام نے فرمایا ضرور ایسا ہونا چاہیئے بس خلق عظیم اس واقعہ کے مشاہدہ کیلئے جمع ہوگئی اِدھر امام درندوں کی طرف بڑھے اُدھر درندے سر جھکائے ہوئے کھڑے ہوگئے جونہی امام نے درندوں کے کٹہرے میں قدم رکھا تمام درندے حضور کا طواف کرنے لگے جیسے حاجی کعبہ کا طواف کرتے ہیں اس واقعہ کو دیکھ کر بہت سے لوگ ایمان لے آئے ابوالقاسم بن اعلم فلسفی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس عورت کو درندوں کے حوالے کیا گیا۔ سب درندوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اُسے پھاڑ ڈالا اور وہ زینبؑ کذابیہ مشہور ہوگئی۔ کربلا کی شیر دل خاتون صہ ٣، رُباعی۔

رباعی

فنا سے بچ کے رہ سکتے نہیں جن و بشر باقی ... رہیں گے کب زمین و آسماں شمس و قمر باقی
مگر زینبؑ تیری تقریر ہرگز مٹ نہیں سکتی ... قیامت تک رہے گا تیرے خطبے کا اثر باقی

تصدق شیرازی

اہلسنت والجماعت کے ایک مشہور عالم بیان فرمایا کرتے تھے کہ ثانی زہراؑ اکثر عورتوں سے بھی پردہ کرتی تھیں ایک مرتبہ کوفہ کی بارہ ١٢ عورتیں جناب زینبؑ عُلیا کی زیارت کو آئیں گیارہ عورتوں کو تو اندر آنے کی اجازت مل گئی اور بارہویں عورت کو اندر آنے سے منع کیا گیا جب اس عورت نے اصرار کیا تو فرمایا میں نہیں مناسب سمجھتی کہ ان بے دین عورتوں سے ملاقات کروں جو اپنے شوہروں کو غیر محرم عورتوں کی شکل و صورت بتایا کرتی ہیں۔ مؤلف سعادۃ الدارین نے اپنی کتاب کے صہ ٥٤ پر مرقوم فرمایا ہے کہ یحییٰ مازنی کا بیان ہے میں مدینہ منورہ میں حضرت امیرؑ المومنین کے جوار میں مدت مدید تک رہا۔ میرے اور حضرت علیؑ کے گھر میں صرف دیوار حائل تھی زندگی کا کافی حصہ میں نے جوار امیر علیہ السلام میں گزارا۔ مگر پوری مدت، میں نے نہ تو کبھی رسول زادیوں کو گھر سے باہر نکلتے دیکھا اور نہ ہی کبھی بتولؑ کی بچیوں کی آواز سنی۔ حالانکہ رسول زادیاں اسی مکان میں رہا کرتی تھیں اللہ اکبر۔ مسدس

مسدس

کونسی بی بی بجز زینبؑ تھی اس توقیر کی ... تھی جو وارث بعد زہراؑ چادرِ تطہیر کی
انگلیاں زہرا کی تھیں طاقت تھی خیبر گیر کی ... پا گئی ورنہ برابر کا بھن شبیر کی

باپ کی گردن پہ تھا بیٹی کے بازو کا نشان
آہ کرتی تو پلٹ دیتی زمین و آسمان (صلوٰۃ)

واعظین حضرات اور ذاکرین عظام بیان کیا کرتے ہیں کہ رسولؐ زادی اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نصف مصائب آلام میں شریک تھیں اسی لئے اُسے شریکتہ الحسین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مجھے اپنے محترم واعظین سے اختلاف کی سکت تو نہیں ہے مگر بصد احترام میں عرض کیا کرتا ہوں کہ اس میں شک نہیں کہ محسن اسلام محافظِ قرآن، پاسبان شریعت، حامی توحید، نگہبان بیت اللہ، وارث رسول۔ واقعی حسینؑ ابن علیؑ کی ذات والا صفات ہے مگر کسی کے کمال کو چھپانا دیانت نہیں ہے میری تحقیق ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ بتولؑ کی بیٹی اپنے بھائی سے زیادہ مصائب کی حامل ہے۔ مدینہ سے لے کر کربلا کی دسویں محرم تک اپنے بھائی کی برابر کی شریک ہے۔ اور شام غریباں سے لے کر اپنی موت تک زینبؑ کے علیحدہ مصائب ہیں۔ عزادارو! مدینہ سے لے کر کربلا تک بھی برابر کی شریک نہیں بلکہ اپنے بھائی سے زیادہ مصائب برداشت کئے ہیں، مسلمانو حسینؑ ابن علیؑ مدینہ سے چلا ہے۔ بحیثیت جانشین رسولؐ کے حسینؑ جانشین رسول ہو کر مدینہ سے نکلا زینبؑ بحیثیت بتولؑ کے مدینہ سے چلیں عزادارو! میرے مولا امام حسین علیہ السلام کی شہادت دسویں محرم اکسٹھ ہجری کو کربلا میں واقعہ ہوئی۔ آپ کہیں گے شام میں ہرگز ہرگز نہیں۔ عزادارو! حقیقت میں زینبؑ اس وقت مرگئی تھی جب ماں کے گھر سے باہر قدم رکھا۔ زینبؑ کی موت ہے گھر سے باہر نکلنا کربلا میں تو زینبؑ کی میت آتی ہے کوفہ شام میں تو خطبے زینبؑ کی میت نے دیئے تھے لکھا ہے کہ جناب سیدہ کی شہادت ہجری گیارہ میں ہوئی تو اس وقت جناب زینبؑ پانچ سال کی بھی نہیں تھی۔ جناب امیر علیہ السلام نے بتولؑ کو غسل و کفن دیا۔ غسل و کفن کے بعد جناب امیرؑ نے فرمایا یا اُمِّ کُلثُوم یا زَینَب یا حَسَن یا حُسَین هَلُمُّوا تَذَوَّدُوا مِن اُمِّکُم فَهٰذَا الفِرَاقُ وَاللِّقَاءُ فِی الجَنَّۃِ۔ اے کلثومؑ زینبؑ اے حسنؑ حسینؑ اور کلثوم نے اپنے آپ کو ماں کی لاش پہ گرا دیا۔ حضرت امیر نے فرمایا بیٹی زینبؑ آپ کیوں نہیں آگے بڑھتیں۔ عزادارو! ثانی زہراؑ خاموش رہیں جب باپ نے دوسری مرتبہ دریافت کیا تو امام حسنؑ نے عرض کی بابا آپ میری ماں کے سرہانے کھڑے ہیں بابا آپ ایک قدم پیچھے ہٹ جائیں تاکہ زینبؑ اپنی ماں سے

شریکتہ الحسینؑ

ہنگام وفات جناب فاطمہ زہراؑ

وداع کر لے۔ عزادارانِ حسینؑ خدا جانے زینبؑ پر کیا گذری ہوگی جب کوفہ کے بازار میں ہزاروں کے ہجوم میں سر کھُلے خطبے سناتے ہوں گے۔ لوگو کوفہ و شام میں زینبؑ کی میت تھی حقیقت میں اس وقت مرگئی تھی جب ماں کے گھر سے باہر قدم رکھا تھا۔ مسدس

ہے بنتِ علیؑ آیاتِ تطہیر کی وارث ۔۔۔ مریمؑ کے سوا عظمت توقیر کی وارث

بھائی کی طرح دین کی تقدیر کی وارث ۔۔۔ زہراؑ، علیؑ، احمد دستگیر کی وارث

کل نسل تیری دین کے کام آ گئی زینبؑ

دارین پہ تقریر تیری چھا گئی زینبؑ

میں ایک انوکھے انداز میں ثانی زہراؑ کی عظمت پیش کرتا ہوں مسلمانوں زینبؑ مدینہ سے چلی تو جانشین بتولؑ تھی۔ مدینہ سے لے کر مکہ تک کسی سے کوئی بات نہیں کی صرف سوچتی تھی کہ میں اٹھارہ بھائیوں کی بہن میں یہ کیا سُن رہی ہوں کہ میری چادر چھن جائے گی میرے خیام کو آگ لگے گی میری بچی سکینہ کے دُر چھن جائیں گے میری بھاوج کو میرے سامنے ہاتھوں میں رسیاں پہنائی جائیں گی۔ میرے بھائی کی لاش پہ گھوڑے دوڑیں گے عزادارو! زینبؑ مدینہ سے چلی تو بتولؑ تھی۔ مگر جب بھائی نے حج کو عمرہ سے بدل کر احرام اتارے تو اب زینبؑ بتولؑ نہیں رہی اب زینبؑ وارثِ رسولؐ تھی۔ اب زینبؑ نے بھائی سے باتیں بھی کیں ہیں اور بھائی کو مشورے بھی دیئے ہیں۔ ابن عباسؓ نے جب امام حسینؑ سے کہا کہ اگر آپ نے جانا ہی ہے تو رسولؐ زادیوں کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں تو اس وقت جناب زینبؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن عباس کیا تیرا خیال ہے کہ حسینؑ سے جُدا ہو کر زینبؑ زندہ رہ سکتی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ حُرؓ کا لشکر جب بتولؑ کی بیٹی نے دیکھا اپنے بھائی سے دریافت فرمایا ماں جائے یہ کس کا لشکر ہے امام نے فرمایا بہن یہ دشمن کی فوج ہے جو ہمارے قتل کا ارادہ رکھتی ہے یہ سن کر پیغمبر زادی نے فرمایا ماں جائے یہ تو پیاسے نظر آ رہے ہیں اگر انہیں چند لمحہ پانی نہ ملا تو یہ سب پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے، کہو زینبؑ کیا خیال ہے۔ خلق عظیم کی مالکہ کریم ابن کریم کی بیٹی نے فرمایا میرے ماں جائے حسینؑ اٹھو اور دشمنوں کو سیراب کرو۔ یہ ہمارے قاتل ہیں، ہم تو ان کے قتل کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اٹھو عباسؑ اٹھو بیٹا علی اکبرؑ! بیٹا قاسمؑ، اے ابوطالبؑ کی اولاد۔ تم سب اٹھو اور اپنے قاتلوں کو پانی پلاؤ یہ کیا

عظمت جناب زینبؑ

[illegible]

یاد کریں گے کہ ساقیٔ کوثر کی بیٹی کی موجودگی میں ہم پیاسے مر گئے میں کہا کرتا ہوں۔ زینبؑ اور حسینؑ
دونوں کی رگوں میں ایک ہی خون دوڑتا تھا۔ دونوں بہن بھائی اسلام و شرافت، رحم و کرم کے سانچے
میں ڈھلے ہوئے تھے عزادارو! زینبؑ مدینہ سے چلی تو جانشین بتولؑ تھی مکہ سے چلی تو جانشین رسول
تھی اور جب ۲ محرم کو کربلا پہنچی تو نہ بتولؑ رہی اور نہ رسولؐ رہی اب آٹھ دن پورے زینبؑ نے اپنے
بھائی حسنؑ کا کردار ادا کیا ہے کربلا میں پہنچ کر اپنے بھائی کو مشورے بھی دیئے اور جنگ کے طریقے
بھی بچوں کو سکھلائے کہتے ہیں کہ کربلا میں پہنچ کر جو حضرت امام حسینؑ نے حبیب ابن مظاہر کو خط لکھا تھا۔
اس خط کے لکھنے کا مشورہ زینبؑ نے اپنے مظلوم بھائی کو دیا تھا۔ اسی طرح کا ایک خط میرے مولا نے
اہل کوفہ کو بھی تحریر کیا تھا۔ اصحاب الیمین ص۲۶ بس مدینے سے چلی تو بتولؑ تھی مکہ سے چلی تو جانشین رسولؐ
تھی کربلا میں آٹھ دن حسنؑ رہی اور شام غریباں کو صرف ایک رات کیلئے زینبؑ عباسؑ بنی تھی آقائے دربندی اسرار الشہادت
کے ص۳۶۶ پر لکھتے ہیں کہ شام غریباں کو جب زینبؑ عباسؑ کے لہجے میں پہرہ دیتے ہوئے فرمایا
الحافظ والحفیظ تو بیٹی کی آواز سن کر نجف والے کو نجف بھول گیا باعجاز امامت گھوڑے پر سوار ہو کر
چہرے پہ نقاب ڈال کے، بیٹی کا پہرہ دینا دیکھنے کیلئے آگیا۔ لکھا ہے کہ زینبؑ نے جو دور سے دیکھا کہ کوئی
سوار ہماری طرف آرہا ہے تو فرمایا آنے والے رک جا اگر لوٹنے کا ارادہ ہے تو صبح آکر لوٹ لینا اب نہ آ۔
کیونکہ آل رسولؐ کے یتیم بچے بے ہوش پڑے ہیں۔ عزادارو! سوار آگے بڑھتا رہا آخر رسولؐ کی بیٹی نے جلال
میں آکر گھوڑے کی لجام میں ہاتھ ڈال کر فرمایا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ میں عباسؑ کی بہن ہوں فرمایا عباسؑ کی
بہن کہتے ہیں کہ کئی بار گھوڑے والے نے دریافت کیا کہ کس کی بہن ہو۔ عزادارو! جب گھوڑے
والے کی چیخیں بلند ہوئیں تو زینبؑ سمجھی کہ کوئی میرا ہی آگیا ہے۔ گھوڑے کی لجام چھوڑ کر ایک قدم پیچھے
ہٹ کر کہا سوار اللہ واسطے بتا تو ہم غریبوں پہ رونے والا کون ہے بس اتنا سننا تھا کہ حضرت علیؑ
نے چہرے سے نقاب اٹھایا اور فرمایا بیٹی نہیں پہچانا میں تیرا باپ تیرا پہرہ دینے آیا ہوں عزادارو
زینبؑ کے سر پہ چادر نہ تھی جونہی باپ کو دیکھا۔ دوڑ کے سیدانیوں میں چلی گئی اور آواز دے کر
فرمایا سیدانیو میرا بابا علیؑ آگیا ہے اگر کسی کے پاس کوئی چادر ہو تو دو۔ سر ننگے باپ کے سامنے
زینب کس طرح جائے۔ عزادارو! جب چادر نہ ملی تو زینبؑ نے سر میں خاک ڈالی خاک کا پردہ
بنا کر بابا سے لپٹ گئی بابا اس وقت آیا جب میرا بھرا گھر اجڑ گیا۔ بابا میرے بھائی مارے گئے بابا

زینبؑ کی چادر لٹ گئی اور رو کر فرمایا ہائے پردہ ہائے میرا پردہ ۔ چودہ ستارے ص۱۹۰ مصباح المجالس ج ۳ ص۱۲۴ ۔ مدینے سے چلی تو بتول تھی ۔ مکہ سے چلی تو جانشین رسولؐ تھی کربلا آئی تو حسنؑ ۔ شام غریباں کو عباس بنی پھر اس کے بعد گیارہ محرم سے لے کر نانے کے روضے تک زینبؑ علی بنی ہے اب علیؑ کا خطبہ علیؑ کا لہجہ علیؑ کے تیور علیؑ کا جلال علیؑ کا بیان تھا اندھے صحابی پکار اُٹھے کہ کیا علیؑ دوبارہ زندہ ہو گیا ۔ اب آخری فقرہ سُن لو ، مدینے سے چلی تو بتولؑ تھی مکہ سے چلی تو جانشین رسولؐ تھی کربلا میں آٹھ دن حسنؑ تھی ۔ شام غریباں کو عباسؑ تھی اور پھر نانے کے روضے تک علیؑ بنی اور جب نانے کا روضہ آیا نہ بتولؑ رہی نہ جانشین رسولؐ رہی نہ حسنؑ رہی نہ عباس رہی نہ علیؑ رہی نانے کے روضہ کو دیکھ کر زینبؑ پھر زینبؑ ہو گئی تربت رسول کو گلے لگا کر کہا نانا ۔ زینبؑ اُجڑ کر آگئی ہے ۔ نانا زینبؑ کی چادر چھن گئی ۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

چوتھی مجلس

موت وحیات کی اقسام ۔ آثارھم کی وضاحت ۔ نحن نکتب کی تفسیر یتیم کا بسم اللہ پڑھنا ، بہلول کا ابوحنیفہ کو ڈھیلا مارنا ۔ امام مبین ۔ انصار حسینؑ کی مسابقت ۔ قضایا امیر المومنین علیہ السلام ۔ کربلا میں تین قسم کی افواج ۔ مصائب بازار دمشق ۔ ثانی زہراء کا امتحان ،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ط وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۔ پارہ ۲۲ رکوع ۱۸ ۔ بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ وہ آگے بھیجتے ہیں اور جو آثار ان کے پیچھے رہ جاتے ہیں ۔ ان سب کو ہم لکھتے جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں جمع کر لیا ہے (ترجمہ مقبول احمد)

قدرت کا ارشاد ہے کہ ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم ہی زندگی بخشتے ہیں ۔ ہمارے بغیر نہ کوئی موت کو روک سکتا ہے اور نہ کوئی زندگی کو لا سکتا ہے ۔ جسے ہم بھیجنا چاہیں ۔ اُسے کائنات کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی اور جسے ہم لے جانا چاہیں ۔ اُسے کوئی ٹھہرا نہیں سکتا ۔ آنے والا آکے رہے گا ۔ چاہے فرعونی ، نمرودی قوتیں کیوں نہ روکنے میں ختم ہو جائیں اور جانے والا جا کے رہے گا اگرچہ لقمان ، افلاطون ، ارسطو جیسے حکما کیوں نہ ٹھہرانے میں اپنی پوری حکمت صرف کر دیں بس خدا تعالےٰ ہی کی ذات والا صفات کا موت وحیات پہ قبضہ قدرت ہے ۔ ہاں اللہ کی طرف سے کھلا اعلان ہے کہ اگر تم توحید کو نہیں مانتے تو موت وحیات پہ کنٹرول کر کے دکھلاؤ چاند میں جانے والو ، ظلمات میں گھوڑے دوڑانے والو ، راکٹ ایٹم بم بنانے والو ، ذرا ادھر بھی

موت وحیات

کوشش کر کے کامیابی حاصل کرو۔ روکو صدر کینیڈی کو۔ اے تاشقند کے ڈاکٹرو روکو لال بہادر شاستری کو سنو! اگر نہ روک سکو۔ یقیناً نہیں روک سکو گے پھر مان جاؤ کوئی غیبی طاقت ہے جس کے آگے دنیا والوں کی طاقتیں ٹھہر نہیں سکتیں وہ ہے خدا واحد لاشریک۔ بس موت اور حیاتی پر اللہ تعالےٰ ہی کا قبضہ ہے۔ آج پہلے زندگی اور موت کی تشریح سُن لیں بعد میں آثارھم اور بعد میں امام مبین کی تشریح کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ سنو ہم زندگی کی دو ہی قسمیں جانتے ہیں چونکہ ان دونوں طریقوں کے علاوہ زندگی کا کوئی دوسرا طریقہ دیکھنے میں نہیں آتا۔ بس ہم سمجھتے ہیں کہ زندگی صرف دو ہی قسم کی ہے پہلی قسم زندگی کی ہے نر اور مادہ کا سبب دجوڑ کہ بچہ پیدا ہوا اور دوسرا طریقہ ہے نر۔ مادہ کے جوڑ سے انڈا نکلا اور بچہ پیدا ہو گیا۔ یعنی ہم صرف یہ سمجھتے ہیں کہ یا ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور یا پھر انڈے سے بچہ نکلتا ہے۔ ایسا نہیں ہے ایک کیڑا مٹی کے رنگ کا ہے جو بڑھتا رہتا ہے جب وہ اپنے پورے شباب پر پہنچتا ہے تو خود بخود درمیان سے کٹ کر دو ہو جاتا ہے پھر یہ دونوں بڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ یہ چار ہو جاتے ہیں لو یہ بھی ایک تیسری قسم ہے پیدائش کی۔ آپ برساتی مینڈک پکڑ کر اُسے مار کر سکھا لیں اور اس کو پیس کر آٹا بنا دیں موسم برسات میں بارش کے پانی پر اس آٹے کو چھڑک دیں جتنے ذرات ہوں گے اتنے ہی مینڈک پیدا ہو جائیں گے یہ زندگی کی چوتھی قسم ہے اور سُنیں منقول ہے کہ جعد بن درہم نے ایک شیشے میں مٹی اور پانی ملا کے رکھ چھوڑا۔ وہ سڑا تو اس میں کیڑے پیدا ہو گئے وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ ان کیڑوں کا خالق میں ہوں میں نے انہیں پیدا کیا ہے جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ جب تو نے انہیں پیدا کیا ہے تو بتا ان میں نر کتنے ہیں اور مادہ کتنے ہیں اور یہ بھی بتا کہ ان کا وزن کتنا ہے تو نے انہیں کتنی عُمریں عطا کی ہیں اور ان میں سے ہر ایک سے کتنے اور بچے پیدا کرے گا جب تو نے انہیں پیدا کیا ہے اور بھی کسی قسم کی مخلوق پیدا کر کے دکھلا یہ سُن کر وہ مبہوت ہو گیا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ لواعج الاحزان جلد ا صد ۲۳۴۔ مٹی سے بغیر ماں باپ کے کیڑے پیدا ہوتے ہیں تو یہ زندگی کی پانچویں قسم ہے روایت میں ہے کہ جب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ابتدا ایام میں آنجناب کھجور کے ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے

[illegible]

پھر عرصہ کے بعد صحابہ نے عرض کی ۔ یارسول اللہ لوگوں کی کثرت ہوگئی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ خطبہ بیان جب آپ فرمارہے ہوتے ہیں وہ آپ کی طرف دیکھیں اگر اجازت ہوتو ہم چند پایوں کا ایک ممبر بنوالیں اور آپ اس پر تشریف لے جاکر خطبہ فرمایا کریں تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھ سکیں حضورؐ پرنورؐ نے ممبر بنانے کی اجازت دی اور ممبر تیار ہوگیا ۔ جب جمعہ کا دن آیا اور حضرت مسجد میں تشریف لائے تو اس ستون کے پاس سے گزر کر ممبر پر تشریف فرما ہوئے ۔ وہ چوب خرما آنحضرت کی مفارقت میں رونے لگا ۔ اس طرح زور سے رویا جیسے وہ عورت روتی ہے جس کا جوان بچہ مرچکا ہو ۔ یہاں تک کہ اس کی گریہ زاری سے تمام اہل مسجد رونے لگے ۔ آنحضرت یہ حال دیکھ کر ممبر سے اترے اور ستون کو گلے لگایا اور اپنا دستِ شفقت اس پر پھیرا ۔ اور فرمایا اے محبت کرنے والے اللہ کے رسولؐ سے میں نے تیری ذلت واستخفاف عزت کے لئے تجھے ترک نہیں کیا ۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ بندگانِ خدا کی مصلحت کامل طور پر سرانجام پائے اور تیری عزت وجلالت کسی طرح برطرف نہیں ہوسکتی ۔ کیونکہ تو ایک عرصہ سے رسولِ خداؐ کا تکیہ گاہ رہا ہے ۔ یہ فرمان رسولؐ سن کر ستون خاموش ہوگیا آنحضرتؐ نے فرمایا لوگو اگر میں دستِ نبوت نہ پھیرتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا ۔ آثار حیدری صـ ۱۶۳ ، بخاری مترجم پارہ ۱۴ صـ ۲۵ حیات القلوب جلد ۲ صـ ۲۹۳ ، رسول مقبول صـ ۲۱۶ ، حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اس ستون کا نام حنانہ پڑگیا اور لوگ اس کی زیارت کو آیا کرتے تھے تو یہ زندگی کی چھٹی قسم ہے حضرت ابوبکر سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظلم اور ستم سے قریشیوں کے گھر چھوڑ کر میدان میں جاکے ایک درخت کے نیچے سو رہے اور تلوار اپنی درخت کی شاخ پر لٹکا دی ایک یہودی نے حضرت کو سویا ہوا پاکر حضرت کی تلوار لے کر آپ کو قتل کرنے کے لئے اٹھائی ۔ فوراً درخت نے اپنی شاخوں سے اس یہودی کو ایسا مارا کہ مغز اس کا منہ سے نکل آیا اور عذاب ابدی میں گرفتار ہوا ۔ قصص الانبیاء صـ ۴۷ تو یہ زندگی کی ساتویں قسم ہے لو میں قرآن مجید سے زندگی کی چند قسمیں پیش کرتا ہوں وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ پارہ ۱۷ رکوع ۶ اور واسطے سلیمن کے ہوا تند کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے چلتی تھی ہوائیں پہچان کی قوت ہے کہ یہ حکم سلیمان نبی ہی کا ہے تو یہ زندگی کی آٹھویں قسم ہے اور قرآن سنو وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ پارہ ۱۷ رکوع ۶ اور مسخر کیا ہم نے ساتھ داؤد کے پہاڑوں کو تسبیح کہتے تھے اور جانوروں کو ـــــ اور

سنو۔ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ پارہ ۲۲ رکوع ۸ اور نرم کیا ہم نے واسطے اس کے لوہے کو۔ معلوم ہوا کہ لوہے
میں بھی زندگی تھی کہ وہ حضرت داؤد کے ہاتھ کو پہچان کر نرم ہو جاتا تھا۔ اللہ اکبر! یہ زندگی کی نادر قسم ہے
حضرت موسیٰ کا عصا کبھی سانپ بنتا ہے کبھی درخت بنتا ہے۔ کبھی گھوڑا بنتا ہے۔ حضرت صالح کی ناقہ
پتھر سے پیدا ہوئی پھر یہ کمال کہ ناقہ نے بچہ جنا۔ بتاؤ اس بچے کا باپ کون جانور اونٹ تھا اور اسی طرح
حضرت اسماعیلؑ کی جگہ ذبح ہونے والا دنبہ کس بھیڑ کا بچہ تھا۔ پس ثابت ہوا کہ زندگی کی بے شمار
قسمیں ہیں۔ مسلمانو جس طرح زندگی کی بے شمار قسمیں ہیں اس طرح موت کی بھی بے شمار قسمیں ہیں۔ میں
اپنے ناقص علم کے مطابق چند قسمیں عرض کرتا ہوں۔ سنو۔ اگر ہوا نہ ہو تو انسان مر جائے یہ موت
کی ایک قسم ہے خالق کی بے شمار مخلوق ایسی ہے کہ جس کی زندگی کا دارومدار ہوا پر ہے یعنی ہوا
نہ ہو تو مخلوق مر جائے مگر مچھلی ہوا میں مر جائے گی اس کی زندگی پانی ہے۔ یہ موت کی دوسری قسم

اقسام موت

ہے ظلمات میں رہنے والی مخلوق اگر ظلمات سے باہر نکل آئے تو مر جائے میں کہتا ہوں ظلمات
میں رہنے والی مخلوق اگر ظلمات میں ہی دو میل اوپر آجائے تو مر جائے کیونکہ ان کی زندگی ظلمات
ہے یہ موت کی تیسری قسم ہے کچھ مخلوق اللہ نے ایسی پیدا کی ہے کہ ان کی زندگی سردی ہے
اگر وہ سردی سے نکال دی جائے تو وہ مخلوق مر جائے گی۔ چند سال پہلے کی بات ہے کہ انگریز نے
ایک برفانی پہاڑ پر کسی ذریعہ سے کچھ چھوٹے قد کی مخلوق دیکھی انگریز نے چاہا کہ اس مخلوق کی تحقیق

برفانی پہاڑ پر زندگی

کرنی چاہیے اس نے نہایت اچھا انتظام کر کے ساٹھ آدمی پہاڑ پر چڑھنے کو بھیجے تا حدِ امکان
کوشش تھی کہ یہ ساٹھ آدمی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر برفانی مخلوق کی تحقیق کریں مگر باوجود انتظام ہونے
کے ترپن آدمی ایک مقام پر پہنچ کر سردی سے مر گئے سات آدمی آگے بڑھے اور پہاڑ سے
انہوں نے نو چھوٹے قد کے انسان وہاں سے پکڑے اور واپس لے کر چلے۔ جہاں سردی کی
شدت سے باوجود اعلیٰ پیمانہ کے انتظام کے ترپن آدمی مر گئے تھے یہ نو وہاں پہنچ کر گرمی کو نہ
برداشت کرتے ہوئے تمام مر گئے معلوم ہوا کہ اس مخلوق کی زندگی برف ہی ہے تو یہ موت کی چوتھی
قسم ہے قرآن مجید میں ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ پارہ ۲۷ رکوع ۱۸
جانو یہ کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے بعد اس کی موت کے کیا فرمادیں گے ملاں لوگ کہ زمین سانس
لیتی ہے یہ موت کی پانچویں قسم ہے۔ قرآن پاک اور سنو! یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا

وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ پارہ ۹ رکوع ۱۷۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو
جب اللہ اور اس کا رسولؐ تمہیں پکارے تو ان کو جواب دو تاکہ وہ تمہیں زندگی بخشیں۔ اللہ اکبر۔
قدرت کا فرمان ہے کہ جب میرا رسولؐ تم کو پکارے اس کا پکارنا قبول کرو تاکہ وہ تمہیں زندہ کرے
فرمادیں یہ کس مخلوق کو خطاب ہے قبرستان والوں کو یا جو کہ اپنے آپ کو زندہ سمجھتے ہیں ان کو
ثابت ہوا کہ کچھ مخلوق ہے زندہ مگر نگاہ قدرت میں مردہ ہے تبھی تو فرمایا کہ میرے رسولؐ کو جواب
دو تاکہ وہ تمہیں زندہ کرے دوسرے مقام پر قدرت کا ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ پارہ ۴ رکوع ۸ اور مت
گمان کرو مردہ ان لوگوں پر کہ جو قتل ہوئے راہ خدا میں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے ہاں رزق
پاتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو زندہ کہہ رہا ہے جو خدا کے راستہ میں قتل ہوئے معلوم ہوا کہ کچھ مخلوق زندہ
ہے مگر اللہ تعالےٰ انہیں مردہ کہہ رہا ہے اور کچھ لوگ قتل ہوگئے مگر خدا تعالےٰ ان کو زندہ کہہ
رہا ہے یہ موت کی چھٹی اور ساتویں قسم ہے میں کہا کرتا ہوں کہ جن کو حضرتِ لقمان نے دوا پلا کر
زندہ کیا آخر مر گئے اور جن کو حضرت عیسےٰ نے ٹھوکر مار کر زندہ کیا آخر مر گئے اور جن کو محمدؐ و آلِ
محمدؐ نے زندہ کیا قدرت کا ارشاد ہے بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ پارہ ۲ رکوع ۲۔
ارے تمہیں شعور نہیں بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہیں۔ زیرِ عنوان آیت کہ ہم ہی زندگی اور موت دیتے
ہیں آگے ہے وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ہم لکھ لیتے ہیں جو کچھ آگے بھیجتے ہیں یا جو
اثر چھوڑتے ہیں۔ مسلمانو! انسان کا زندگی میں تو ہر عمل لکھا جاتا ہے مگر قدرت یہ اعلان بھی کر رہی
ہے کہ ہم زندگی کے عمل ہی نہیں لکھتے بلکہ ہم وہ بھی لکھتے ہیں جو تم اثر چھوڑتے ہو۔ ہاں اثر سنو
کیا ہے کنواں لگوایا تاکہ مخلوق خدا سیراب ہو۔ ہسپتال بنوایا تاکہ مخلوق خدا کا علاج ہو۔ مسجد بنائی تاکہ
مسلمانوں کی نماز معراج ہو۔ مدرسہ کھلوایا تاکہ مخلوق خدا کی دین اور دنیا آباد ہو۔ دینی کتاب چھپوائی تاکہ
آنے والی نسل اس سے فیضیاب ہو اپنے لڑکے کو عالمِ دین بنایا تاکہ مذہب و ملت پر اعتراض کرنے
والوں کا سدِ باب ہو۔ یہ ہیں اچھے اثر جن کا فائدہ چھوڑنے والے کو قیامت تک ملتا رہے گا مرنے
والا مر چکا مگر اس کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کی زیادتی ہو رہی ہے۔ ہزاروں سال گزر گئے ایک مسجد
کو بنے ہوئے آج اس میں بارہ چودہ آدمیوں نے نماز پڑھی۔ قدرت نے جتنا ثواب پڑھنے والوں کو

اثر کی وضاحت

عطا کیا اتنا ہی اُس کے نامۂ اعمال میں درج کر دیا جس نے اس مسجد کو تعمیر کیا تھا مسلمانو اگر اثر چھوڑنے کا ثواب ملتا رہتا ہے ہاں یقیناً ملتا رہتا ہے تو بتاؤ جس نے اپنا گھر لٹا کر قیامت تک حق کو حق اور باطل کو باطل کر دیا اس کو کتنا ثواب ملنا چاہیئے قدرت کے قانون میں جتنا ثواب ساری دنیا کے نیک لوگوں کو ملے گا اتنا اکیلے حسینؑ ابن علیؑ کا حق ہے کیونکہ حسن و حق و صداقت کا پاسبان و محافظ فرزند رسولؐ جگر گوشہ بتولؑ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جب گھٹائیں چھا رہی تھیں کفر کی اسلام پر
فتنہ شر کیلئے تھا مستعد ہر اک بشر

ظلم و استبداد پر دنیا نے باندھی تھی کمر
حق پرستی چھوڑ کر باطل پہ تھی سب کی نظر

ایسے پُرآشوب وقتوں میں اٹھا اک حق پرست
جس نے دی ظلمت جبر و تشدّد کو شکست

تھی ضرورت اک رہبر کی زمانے کے لئے
مصطفٰے کے دین کا سکّہ بٹھانے کے لئے

نقش باطل کو زمانے سے مٹانے کیلئے
شاہراہ حق پہ دنیا کو چلانے کے لئے

بس حسینؑ ابن علیؑ پر پڑ گئی حق کی نگاہ
کشتِ زار کفر کٹ کے رہ گئی مانند کاہ

ہاں وہی جو تھا محمدؐ مصطفٰے کا لاڈلا
فاطمہؑ کی گود کا پالا علیؑ کا مہ لقا

مجتبٰی کی قوّتِ بازو خلیلؑ کربلا
ضبط و ہمّت کا مرقع پیکرِ صبر و رضا

جس کا ہر کلمہ ہمارے واسطے پیغام ہے
جس کے دم سے آج زندہ ملّت اسلام ہے

(صلوٰۃ)

جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے تو سب اعمال اس کے منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا فائدہ، اس کو قبر میں بھی پہنچتا رہتا ہے۔ ایک فرزند صالح جو مرنے والے باپ کے لئے دعائے مغفرت کرے اس کا اجر دوسرا صدقہ جاریہ جو مرنے والے نے اثر کے طور پر چھوڑا تھا۔ مثلاً کنواں، مسافر خانہ، پُل، میوہ دار درخت یا علم۔ کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ جیسے تالیف کتاب ہدایت اور علم اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے تین فرزند غیر بالغ پہلے اس سے مر گئے ہوں تو وہ دوزخ میں نہ رہے گا تفسیر عمدۃ البیان جلد ا صد ۲۰۱۔ جس طرح اچھے اثر چھوڑنے کا ثواب نامۂ اعمال میں مرنے کے بعد بھی درج ہوتا رہتا ہے اسی طرح بُرے اثر چھوڑنے مثل، ناچ گھر، شراب گھر، سینما یا کوئی ایسی

کتاب جس کے مطالعہ سے گمراہی پھیلے یا کوئی دین میں ایسی بدعت چاہے کہتا رہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے وغیرہ مگر اس کا عذاب اُسے ملتا ہی رہتا ہے اور یہ عدالتِ الٰہی کے عین مطابق ہے صلوٰۃ

قابلِ غور امر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فرمان وَنَکْتُبُ ہم لکھ لیتے ہیں خداوند قدس کا فرمان ہے کہ ہم لکھ لیتے ہیں فرماویں حضرات کیا پروردگار اپنے دستِ قدرت سے لکھتا ہے اور اگر خود لکھتا ہے تو یہ کس کتاب کا حوالہ ہے۔ ارے خدا کے حکم سے فرشتے لکھتے ہیں سنو لکھتے فرشتے ہیں اور خدا کہتا ہے کہ ہم لکھ لیتے ہیں حالانکہ ملائکہ اعمال لکھتے ہیں۔ آپ فرماویں گے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے فرشتے اعمال لکھا کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالےٰ کے حکم سے آلِ محمد دنیا کی مشکل کشائی کرتے ہیں۔ خدا کے حکم سے ہماری مدد کرتے ہیں باذن اللہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے عطا کئے ہوئے علم سے غائب جانتے ہیں۔ رُباعی

اللہ رے ہے لطف و کرم عام علیؑ کا   اور عقدہ کشائی ہے سدا کام علیؑ کا
لا لاکھ کی اک بات بتاؤں تجھے مومن   مشکل جو بنے کوئی تو نام علیؑ کا

(صلوٰۃ)

میں عرض کر رہا تھا کہ قدرت نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم لکھ لیتے ہیں جو تم آگے بھیجتے ہو یا اثر چھوڑتے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی قیامت تک حساب و کتاب نہیں ہوتا کیونکہ ابھی اعمال نیک و بد کا سلسلہ جاری ہے اگر انسان کام کا ہو گیا ہوتا تو فوراً اس کا حساب ہو کر اچھے کو جنّت اور بُرے کو جہنّم میں اللہ تعالےٰ بھیج دیتا مگر ایسا نہیں ہے بلکہ حساب محشر میں ہو گا کیونکہ سلسلۂ اعمال جاری ہے منقول ہے کہ حضرت عیسےٰؑ ایک مردہ کی قبر پر سے گزرے دیکھا کہ اس پر قدرت کی طرف سے عتاب ہو رہا ہے۔ آپ خاموشی سے فوراً گزر گئے جب کچھ عرصہ کے بعد واپس تشریف لائے اور وہاں سے گزرنے لگے تو کیا دیکھا کہ اسی قبر پر ملائکہ رحمت اس کی قبر پر رحمت کے طبق لا رہے ہیں حضرت عیسےٰؑ کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہُوا اور اپنے پروردگار سے اس رحمت کا سبب پوچھا وحی ہوئی اے عیسیٰ یہ بندہ میرا بڑا گنہگار تھا اس وجہ سے یہ مرنے کے بعد قبر میں بے چین تھا حسنِ اتفاق سے جب یہ مرا تو اس کی بیوی حاملہ تھی اور اس کے گھر میں لڑکا پیدا ہُوا جب یہ لڑکا پڑھنے کے قابل ہُوا تو اُسے معلّم کے پاس پہنچایا گیا معلّم نے اُسے کہا۔ کہو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جب

اس کے بچے نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا تو میری رحمت جوش میں آئی اور میں نے اسے معاف کر دیا۔ اللہ اکبر۔ یہ ہے نیک اثر خدا کرے ہماری اولاد بھی ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہو تفسیر عمدۃ البیان جلد ا صفحہ ۹۔ قدرت کا اعلان ہے کہ مرنے کے بعد بھی انسان کے اعمال نیک و بد بڑھتے گھٹتے رہتے ہیں مگر ایک صاحب صاف مُکر گئے کہ انسان فاعل مختار نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہوتا ہے یہ سب کچھ خدا کی ذات انسان سے کراتی ہے منقول ہے کہ ایک روز ابو حنیفہ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ مجھ کو امام جعفر صادق کی تین باتیں پسند نہیں ہیں۔ شاگردوں نے کہا کہ وہ کونسی باتیں ہیں کہا کہ ایک تو یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ دیکھنے میں نہ آیا ہے اور نہ ہی کبھی دیکھ سکیں گے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو چیز موجود ہو اور وہ دیکھنے میں نہ آئے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ شیطان کو عذاب جہنم ہوگا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ شیطان خود بھی تو آگ سے پیدا ہوا ہے اور دوزخ میں بھی آگ ہوگی بس آگ سے آگ مل جائے گی عذاب کیسا؟ تیسرے یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ انسان فاعل مختار ہے اپنے فعل کا مگر میں کہتا ہوں انسان اپنے فعل میں اختیار نہیں رکھتا جو کچھ ہوتا ہے خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ عاجز انسان بھلا کیا فاعل مختار ہوگا۔ اتفاق سے بہلول دانا اس تقریر کو سُن رہے تھے بہلول نے ایک ڈھیلا اٹھا کر ابو حنیفہ کی پیشانی پر دے مارا۔ اس پر لوگوں نے بہلول کو پکڑ لیا اور خلیفہ کی سرکار میں لے گئے۔ جب خلیفہ نے بہلول سے ڈھیلا مارنے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے تو اس کے اعتراض اور سوالوں کا جواب دیا ہے کہا وہ کیسے کہا کہ اس کا ایمان ہے کہ خدا دیکھنے میں آئے گا جو چیز ہو وہ کیونکر نظر نہ آئے اگر یہ سچ ہے تو بتائیے ڈھیلا مارنے سے جو درد پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے دکھلائے کہاں ہے کیسا ہے؟ دوسرا یہ کہتا ہے کہ شیطان بھی آگ سے پیدا ہوا ہے اُسے دوزخ کی آگ کیا نقصان دے گی بس آگ سے آگ مل جائے گی عذاب کیسا؟ خلیفہ صاحب ابو حنیفہ بھی مٹی سے بنا ہے اور ڈھیلا بھی مٹی کا تھا درد کیسا؟ بس مٹی سے مٹی مل گئی۔ تیسرا یہ کہتا ہے کہ انسان جو کچھ فعل کرتا ہے اس سے خدا کراتا ہے بندہ تو محض مجبور و بے بس ہے جب ہے ہی ایسا تو یہ فعل ڈھیلا مارنے کا مجھ سے خدا نے یہ کام کرایا ہے اس سے بدلہ لے ہاں اگر میرے امام کی صداقت کی گواہی دے دے تو میں اس کا مجرم ہوں یہ سُن کر ابو حنیفہ نادم ہوا۔ اور

ابو حنیفہ کو بہلول کا ڈھیلا مارنا

بہلول مسکراتے ہوئے چلتے بنے ۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ صـ ۴۲۸ صلوٰۃ ۔ جب تم اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ کی تفسیر سن چکے تو اب سنو وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِىْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ کی قدرت کا ارشاد ہے کہ ہم نے ہر شے کا احصاء امام مبین میں کر دیا ہے ۔ امام مبین پوری کائنات کی پوری حقیقت سے واقف ہے ملاں لوگ امام مبین کا ترجمہ کرتے ہیں ۔ لوح محفوظ یعنی خدا تعالےٰ نے ہر شے کا تذکرہ و حقیقت لوح محفوظ میں تحریر کر رکھی ہے پالنے والے اگر امام مبین سے لوح محفوظ ہی مراد ہے تو کیا اچھا ہوتا ۔ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِىْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ کی بجائے تو وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۔ کہہ دیتا کیونکہ لوح محفوظ بھی عربی لفظ ہے اور تیری ذات نے قرآن مجید میں نازل بھی کئی ایک مقام پر فرمایا ہے پارہ ۳۰ رکوع ۱۰ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۔ بلکہ وہ قرآن مجید بیچ لوح محفوظ کے ہے ۔ چونکہ امیر المومنین علیہ السلام دنیا کی نیتوں سے واقف تھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ اَنَا اللَّوْحُ مَحْفُوْظٌ میں لوح محفوظ ہوں ۔ فضائل مرتضوی صـ ۱۳۷ چونکہ بحر تعصب کے شناور ملاں خود بھی لوح محفوظ کو امام مبین کہتے ہوئے مطمئن نہ تھے اس لئے ارشاد فرمایا کہ امام مبین سے مراد قرآن مجید ہے ۔ لہٰذا اس حرکت میں بھی برکت نہ ہوسکی کیونکہ میرے مولا حیدر کرار فرماتے ہیں اَنَا الصِّدِّيْقُ الْاَكْبَرُ لَا يَقُوْلُهُمَا بَعْدِىْ اِلَّا كَذَّابٌ وَاَنَا قُرْاٰنٌ نَاطِقٌ ابن ماجہ صـ ۱۲ میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد جو کہے کہ میں صدیق اکبر ہوں وہ کاذب نہیں بلکہ کذاب ہے اور میں ہی قرآن ناطق ہوں ۔ اگر صامت قرآن امام مبین ہوسکتا ہے تو ناطق قرآن بدرجہ اولیٰ امام مبین ہوگا ۔ صلوٰۃ

امام مبین کے بارے میں میرے مولا کا فرمان سنو ! فِىْ حَدِيْثِ الْبُرْهَانِ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّهٗ قَالَ اَنَا وَاللّٰهِ الْاِمَامُ الْمُبِيْنُ بَيْنَ الْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ ۔ تفسیر انوار النجف جلد ۱ صـ ۷۵ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۳ صـ ۱۰۱ برہان میں ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ۔ واللہ ۔ میں ہی وہ امام مبین ہوں جو حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر سکے ۔ آگے فرمایا وَرِثْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اور یہ چیز مجھے جناب رسالتمآب سے وراثت میں پہنچی ہے حق و باطل میں میرے مولا جیسا کون فیصلہ کر سکتا ہے ایک فیصلہ بھی مولا کا سن لیں منقول ہے کہ ایک غلام کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس لائے اور کہا کہ اُس نے اپنے آقا

امام مبین

کو قتل کیا ہے اور گواہوں نے اس امر پر گواہی دی اور غلام نے بھی اقرار کیا کہ ہاں وہ میرے ہاتھ سے قتل ہوا ہے حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ تو نے اُسے کیوں قتل کیا ہے کہا کہ وہ مجھ سے زبردستی اغلام کرنا چاہتا تھا اور میں اس کو منع کرتا تھا اور وقت دفع کرنے اور منع کرنے کے میرے ہاتھ سے مارا گیا۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ اس امر پر گواہ چاہئیں۔ غلام نے کہا کہ گواہ کہاں سے لاؤں۔ خالی گھر میں اندھیرے میں رات کے وقت مجھ سے یہ فعل کرنا چاہتا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جس وقت تو نے اُسے زخم لگایا تھا اس وقت تو نے اُس سے توبہ کا لفظ سُنا تھا یا نہیں۔ غلام نے کہا کہ میں نے یہ لفظ اس سے نہیں سُنا فرمایا اللہ اکبر۔ کہ حقیقت کا پتہ چل گیا معلوم ہو جائے گا کہ تو سچ کہتا ہے یا کہ جھوٹ بولتا ہے۔ پھر مولا نے فرمایا کہ جاؤ اس کی قبر کھودو اگر اس کی لاش قبر میں موجود ہے تو غلام دروغ کہتا ہے اور قصاص اس سے لینا چاہیئے اور اگر وہ اپنی قبر میں موجود نہیں ہے تو غلام سچ کہتا ہے اس کو رہائی دینی چاہیئے لوگوں نے از راہ تعجب کہا کہ آج تک علیؑ زندوں پر حکم کرتے تھے اور اب مردوں پر بھی حکم کرنے لگے ہیں لکھا ہے کہ جب اس کی قبر کو کھودا گیا تو اس کو قبر میں نہ پایا۔ حضرت امیرؑ کو خبر کی تو فرمایا غلام کو چھوڑ دو کہ وہ اس امر میں راست گو ہے لوگوں نے عرض کیا کہ مولا کائنات یہ امر آپ نے کہاں سے دریافت کیا۔ فرمایا کہ میں نے جناب رسولخدا صلعم سے سُنا ہے کہ کوئی قوم لوط کا عمل کرے اور بغیر توبہ کئے دنیا سے اٹھ جائے تو حق تعالٰے اس کو قوم لوط کے پاس پہنچاتا ہے کہ ان کے پاس رہے اور حشر اس کا ان کے ہمراہ ہو۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ صفحہ ۲۰۹۔ ہاں میں امام مبین کے بارے میں دلائل پیش کر رہا تھا تفسیر برہان میں ہے کہ جب یہ آیت اتری وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور دریافت کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ کیا اس سے مراد توارت ہے آپ نے فرمایا نہیں پھر سوال کیا کہ کیا انجیل ہے تو آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا قرآن مجید مراد ہے فرمایا نہیں اتنے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے فرمایا یہ وہ امام مبین ہے جس کے اندر اللہ تعالٰے نے ہر شے کا علم احصاء کیا ہے۔ تفسیر انوار النجف جلد ۱ صفحہ ۵۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۳ صفحہ ۲۰۱ صلوٰۃ۔ اتنے قوی ثبوت کے بعد تو مُلّاں اس جانگ کی طرح پھنس گئے جس نے پاکستان بننے کے بعد مشرقی پنجاب سے آکر سید بن کر زمین الاٹ کرالی۔

تھا پاولی بن گیا سید۔ زمین ہو گئی الاٹ پیچھے سے اس کی زمین کا حکم آگیا کہ فلاں ابن فلاں پاولی کی اتنی زمین ہے اس بیچارے کیلئے مصیبت آگئی اب اگر سید رہتا ہے تو زمین پاولی کے نام ہے زمین جاتی ہے اور اگر زمین لیتا ہے تو مریدوں میں عزت جاتی ہے اسی طرح اگر اب انکار کرے کہ امام مبین سے علیؑ مراد نہیں تو فرمانِ مصطفیٰؐ موجود ہے ایمان رخصت ہوتا ہے اور اگر مان جائے کہ امام مبین سے مراد مولا علیؑ کی ذاتِ والاصفات ہے تو علی کو کائنات کی ہر شے کا عالم ماننا پڑتا ہے اور یہ اس کے مذہب کے خلاف ہے لہٰذا مذہب جاتا ہے مگر دنیا والے میاں جی کی ضد کو کیا جانیں۔ مولوی کے پاس من حیث المجاز اور تاویل و تفسیر کا میدان وسیع ہے۔ میں امام مبین کے بارے میں حضرت عمارؓ یاسر کی روایت بھی پیش کئے دیتا ہوں۔ جناب عمارؓ یاسر کا بیان ہے کہ میں حضرت امیرالمومنین کے ہمراہ بعض غزوات میں تھا۔ پس ہم ایک ایسی وادی سے گزرے جو چیونٹیوں سے بھری ہوئی تھی میں نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ آپ ان کی کثرت ملاحظہ فرما رہے ہیں کیا مخلوقات میں کوئی ایسا آدمی ہے جو ان کی تعداد جانتا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں اس مرد کو جانتا ہوں جو ان چیونٹیوں کی تعداد جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ ان میں نر کتنے ہیں اور مادہ کتنی ہیں پس میں نے عرض کی یا مولا وہ مرد کون ہے؟ آپ نے فرمایا اے عمار تم نے سورہ یٰسٓ میں یہ آیت نہیں پڑھی وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ۔ میں نے عرض کی مولا پڑھی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ امام مبین میں ہی ہوں حقائق الوسائط صد ۱۰۳۔ صلوٰۃ۔ اب میں امام کا لغوی معنی عرض کرتا ہوں۔ امام کا ترجمہ ہے پیشوا۔ ہادی رہنما، تسبیح کا سب سے بڑا منکا۔ امام کا بہترین ترجمہ ہے ساہل جو معماروں کے پاس ہوتی ہے جس کو دھاگا بندھا ہوتا ہے جس سے دیوار کا ٹیڑھا پن معلوم کیا جاتا ہے جو دیوار کا ٹیڑھا پن بتائے وہ دیوار کا امام ہے اور جو انسانوں کا ٹیڑھا پن بتلائے وہ انسانوں کا امام ہے۔ صلوٰۃ۔

ذرا اور وضاحت سنو! نبی محتاج وحی ہوتا ہے خدا کی طرف سے وحی ہوگی تو نبی کام کرے گا ورنہ خاموش رہے گا مگر امام بغیر وحی کے پوری کائنات کو دیکھتا ہے فرش سے عرش تک امام کی نظر کام کرتی ہے یہ اور بات ہے کہ ایک انسان نبی ہو اور امام بھی ہو اور امام مبین بھی ہو اور امام مبین کا مولا بھی ہو۔ جیسے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اس وقت بحث نبی کی اور امام کی ہے جب حضرت خلیل اللہؑ صرف نبی تھے تو وحی سے کام کرتے تھے اور جب امام بنے تو

قرآن گواہ ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيْ إِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ پارہ ۷، ارکوع ۱۵۔ اسی طرح دکھاتے تھے ہم ابراہیمؑ کو بادشاہی آسمانوں کی اور زمینوں کی اور تاکہ ہو وہ یقین لانے والوں ادھر خلیل کو دستار امامت ملی اُدھر کائنات کے ذرہ ذرہ کو دیکھتے ہیں۔ خلیلؑ اللہ کے سامنے دیوار کا ہونا نہ ہونے کے برابر تھا کیونکہ امام تھے جناب صادق آل محمدؑ سے روایت ہے کہ حضرت خلیلؑ نے ایک مرتبہ عالم میں جو نظر کی تو دیکھا کہ ایک شخص زنا کر رہا ہے آپ نے بد دعا کی وہ شخص مر گیا خلیلؑ نے پھر کہیں دوسری طرف نظر کی اور کسی کو اس فعل میں مبتلا دیکھا غصہ میں آکر پھر بد دعا کی وہ بھی مر گیا پھر جو کسی طرف نظر اٹھائی تو تین آدمیوں کو زنا کرتے دیکھا حضرت خلیلؑ نے انہیں بھی بد دعا کی وہ بھی مر گئے۔ قدرت کی طرف سے وحی ہوئی میرے خلیلؑ۔ بندے میں اور رب جلیل میں یہی تو فرق ہے ابراہیمؑ دعا تمہاری قبول ہے مگر کہاں تک میری مخلوق کو ہلاک کرو گے اگر میں چاہتا تو ان کو پیدا ہی نہ کرتا۔ خلیلؑ میں خالق بھی تو اپنے گنہگار بندوں کو دیکھتا ہوں اور پھر انہیں وافر رزق بھی عطا کرتا ہوں نہ ان کی عبادت سے مجھے فائدہ ہے اور نہ ان کے بد افعال سے میری ربوبیت کو کوئی نقصان ہے۔ لوائج الاحزان جلد ۲ صہ ۶۹ حیات القلوب جلد ا صہ ۲۲۳، تفسیر عمدۃ البیان جلد ا صہ ۳۵۶، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی نظر کو اتنی قوت عطا کر دی گئی تھی کہ وہ آسمانوں سے پار گزر جاتی تھی جو کچھ آسمانوں میں ہے اُسے بھی دیکھتے تھے اور عرش کرسی کو بھی دیکھا کرتے تھے پھر فرمایا کہ جو کچھ عرش کے اُوپر ہے وہ بھی دیکھتے تھے۔ لوائج الاحزان جلد ۲ صہ ۶۸ یہ ہے امام کا مقام۔ صدقہ کی روٹیوں پہ گزارا کرنے والے امام ذرہ قدرت کے بنائے ہوئے امام کی عظمت رفعت کا ملاحظہ کریں۔ ارے حق کا امام وہ ہوتا ہے جس کی شان میں ہو۔ وَكَذٰلِكَ نُرِيْ إِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ پارہ ۷، ارکوع ۱۵ اجس بچارے کو چادلوں کے نیچے بوٹیاں نظر نہ آئیں وہ بھی امامت کے دعوے کر رہا ہے میں عرض کر رہا تھا کہ حق کا امام وہ ہوتا ہے جس کی نگاہ کائنات کی ہر چیز کو دیکھتی ہو اور امام مبین وہ ہو گا کہ جس کی اپنی نگاہ ہی نہ کائنات کی ہر شے کو دیکھتی ہو بلکہ جسے وہ چاہے پوری کائنات کی ہر چیز دیکھا دے امام صرف دیکھتا ہے اور امام مبین دیکھتا بھی ہے اور دوسروں کو دکھلا بھی سکتا ہے۔ مناقب میں یزید بن جعفر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں

امام محمد باقر علیہ السلام کا معجزہ

کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو حضرت نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور فرمایا، اپنا سر اٹھا۔ میں نے جو سر اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اس مکان کی چھت الگ ہو گئی ہے میری نظر ایک سوراخ سے پار ہو کر۔ ایک نور پہ پڑی جو ٹھہر نہ سکی پلٹ گئی۔ فرمایا بس اس طرح ابراہیمؑ نے آسمانوں کی سلطنت کو دیکھا تھا اس کے بعد فرمایا۔ اب تو زمین کی طرف پھر اپنا سر جھکا لے۔ اب جو میں نے سر اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چھت جیسی پہلے تھی ویسی ہی موجود ہے پھر حضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر اور مجھے اس گھر سے باہر نکالا اور ایک کپڑا پہنایا پھر کہا کہ اپنی دونوں آنکھیں تھوڑی دیر کے لئے بند رکھ اس کے بعد فرمایا کہ اب کھول دے اب تو ظلمات میں پہنچ گیا ہے۔ جیسے ذوالقرنین نے دیکھا تھا میں نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں تو وہاں کوئی چیز نہ دیکھ سکا۔ پھر چند قدم آگے بڑھے تو فرمایا کہ اب تو آب حیات کے چشمے پر پہنچ گیا ہے جہاں سے حضرت خضرؑ نے پانی پیا تھا پھر ہم اس عالم سے نکلے یہاں تک کہ ہم پانچ عالموں سے گزرے۔ فرمایا یہ سب ملکوت الارض میں داخل ہیں۔ پھر فرمایا کہ اپنی دونوں آنکھیں بند کر لے اور میرا ہاتھ حضرت نے پکڑ لیا آنکھیں جو کھولنے کا حکم دیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہم اسی مکان میں آ گئے ہیں جس میں پہلے تھے اور لباس جو مجھے پہنایا گیا تھا اتروا لیا گیا۔ میں نے عرض کی اے فرزند رسولؐ دن کا کتنا حصہ گزرا ہے ارشاد فرمایا فقط تین ساعت۔ اللہ اکبر۔ لواعج الاحزان جلد ۲ ص ۶۸، تفسیر عمدۃ البیان جلد ا ص ۳۵۶

انصار حسینؑ کی سابقت جانب موت

علل الشرائع اور امالی وغیرہ میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفرؑ سے عرض کی کہ فرزند رسولؐ سنتا ہوں کہ بروز عاشور۔ کربلا میں انصار امام حسین علیہ السلام ایک دوسرے سے پہل و سبقت کرتے تھے ایک سپاہی دوسرے سے کہتا ہے کہ پہلے مجھے مولا سے اجازت لیکر میدانِ کارزار میں جانے دے اس قربانی و سرفروشی عجلت کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ موت سے ہر انسان گھبراتا ہے اور کربلا کے میدان میں ہر انسان شدت سے موت کی تمنا کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے امام نے فرمایا کہ پاؤں ان کے طرف موت کے اس وجہ سے بڑھتے جاتے تھے کہ ان کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ سب اپنے منازل و مراتب کو جنت میں دیکھتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جناب امیر المومنین۔ امام حسن علیہم السلام کی زیارت کر رہے تھے وہ حضرات انہیں کوثر پیش کر رہے تھے کہ جلدی آؤ تاکہ ہم تمہیں کوثر سے سیراب کریں۔ پس ہر دلاور

ان میں سے ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا کہ درجہ شہادت پہ فائز ہو کر حورانِ جنت سے معانقہ کروں اور اپنی منزل و باغ جنت میں پہنچ جاؤں۔ شرعتہ المصائب صـ ۳۲۲۔ ایک مسدس بھی سُن لو تاکہ میں آگے بڑھ سکوں۔

دشتِ بلا کو عرش کا زینہ بنا دیا   جنگل میں مصطفیٰؐ کا مدینہ بنا دیا

ہر ذرہ کو نجف کا نگینہ بنا دیا   تو نے حسینؑ مرنے کو جینا بنا دیا

کنکر کو چھو لیا تو اُسے در بنا دیا

خاطی جو آیا چل کے اُسے حرؓ بنا دیا   (صلوٰۃ)

بس امام مبین وہ ہوگا جو کائنات کو اس طرح دیکھتا ہو جس طرح ہمارے سامنے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی ہے میں یہاں جناب امیر المومنین علیہ السّلام کے دو، ایک ایسے واقعات عرض کرتا ہوں جو سوائے امام مبین کے کوئی پیش نہیں کرسکتا۔ روایت ہے کہ ایک لڑکا خلیفہ ثانی کے پاس آیا۔ اور بیان کیا کہ میں فلاں شخص کا بیٹا ہوں میرے باپ نے کوفہ میں وفات پائی ہے جو کچھ اس کا مال آپ کے پاس بطور امانت جمع ہے وہ مہربانی فرما کر مجھے دے دیجئے کیونکہ میں مال کا شرعًا وارث ہوں خلیفہ ثانی نے یہ سُن کر اس کو ڈانٹا اور کہا کہ میں تجھ کو نہیں جانتا۔ غلاموں کو حکم دیا کہ اس کو مار کر دار الخلافہ سے نکال دیں۔ لڑکا روتا ہوا امیر المومنینؑ کی خدمت میں آیا اور اس ظلم کی شکایت کی۔ حضرت امیر، عمر کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ آج میں تمہارے اور لڑکے کے درمیان فیصلہ کروں گا جو خداوند عالم ساتویں آسمان پر کرتا ہے اس کے بعد بعض اصحاب کو ہمراہ لے کر اس لڑکے کے باپ کی قبر پر تشریف لائے اور لڑکے سے دریافت کیا کہ کیا یہی تیرے باپ کی قبر ہے لڑکے نے کہا ہاں حضور یہی میرے باپ کی قبر ہے آپ نے فرمایا اس قبر کو کھودا جائے اور اس میّت کی ایک ہڈی میرے پاس لاؤ۔ لوگ اس میّت کی ہڈی مولا کے پاس لائے آپ نے لڑکے سے فرمایا اس ہڈی کو سونگھو۔ جونہی لڑکے نے ہڈی کو سونگھا تو لڑکے کے دونوں نتھنوں سے خون گرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا بے شک یہ لڑکا اسی کا ہے حضرت عمر نے کہا تو کیا میں اس خون کے نکلنے سے اس کو مال دے دوں گا اس طرح اس کو ہرگز مال نہیں ملے گا۔ امیر المومنینؑ نے کہا کہ یہ مال تجھے ضرور دینا پڑے گا وہ بہ نسبت تیرے اس مال کا زیادہ مستحق ہے کہا یا علیؑ

باب مدینۃ العلم کا فیصلہ

کیا یہ ممکن نہیں کہ اس ہڈی کو سونگھنے کے سوا اس لڑکے کے اور کسی کے نتھنوں سے خون گرے۔ فرمایا اس کا امتحان ابھی ہو جاتا ہے۔ آپ نے تمام حاضرین کو اس ہڈی کے سونگھنے کا حکم دیا مگر کسی کے ناک سے خون نہ نکلا۔ دوسری مرتبہ پھر اسی لڑکے کو وہ ہڈی سونگھائی گئی۔ اب کی مرتبہ بہ نسبت سابق کے اور زیادہ خون گرا۔ اب تو سب حیران ہو گئے اور یہ کہنا پڑا کہ بے شک یہ اسی میت کا لڑکا ہے اور وہ مال خلیفہ ثانی سے دلایا گیا۔ قضایائے امیر المومنینؑ صفحہ ۲۳! لوگوں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ۔ اس طرح کے فیصلے تو دربار خلافت سے تو نہیں ہوا کرتے فرمایا۔ لوگو ان کا اور ہمارا فرق ہے وہ بندوں کے چُنے ہوئے ہیں اور ہمیں اللہ تعالےٰ نے امام مبین بنایا ہے عرض کی کہ مولا وہ بھی چنے ہوئے۔ چاہے بندوں کے چنے ہوئے سہی اور آپ بھی چنے ہوئے فرق کیا ہوا۔ ارشاد فرمایا جتنا فرق چننے والوں میں ہے اتنا ہی فرق چنے ہوؤں میں ہے یعنی جتنا فرق بندے اور خدا میں ہے اتنا ہی فرق ہم میں اور ان میں ہے۔ رُباعی۔

بڑھائے تو علیؑ سے ان دکھاوے کے جراروں کو — نہیں آتا پکڑنا تیغ کا بھی جن بچاروں کو
بہادر تو کہتا ہے انہیں لیکن کسی دن میں — کبھی لڑتے نہیں دیکھا ہے ان تیس ماروں کو

(صلوٰۃ)

اب میں آخر میں حضرت امیر علیہ السلام کے علم و فہم کا ایک واقعہ عرض کر کے مصائب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ منقول ہے کہ حضرت عمر کے سامنے ایک عورت اور ایک لڑکا پیش کیا گیا۔ لڑکا کہتا تھا کہ یہ میری ماں ہے نو مہینے اس نے مجھے بطن میں رکھا اور دو برس کامل اس نے مجھے دودھ پلایا۔ اب یہ میری ولادت سے انکار کرتی ہے اور گھر سے مجھے نکالے دیتی ہے کہتی ہے کہ میں تجھ کو جانتی ہی نہیں پھر اس نے اپنے چار بھائیوں کو پیش کیا۔ انہوں نے چالیس قسموں کے ساتھ اس کی گواہی دی کہ یہ لڑکا جھوٹا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ ہماری بہن کو تمام قبیلہ میں رسوا کرے کیونکہ ہماری اس بہن کی تزویج اب تک کسی کے نہیں ہوئی۔ عمر نے یہ واقعہ سُن کر حکم دیا کہ اس لڑکے پر حد جاری کی جائے۔ اتفاق سے حلّال مشکلات حضرت امیر المومنینؑ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا اُدھر سے گزر ہوا اور لڑکے کی نظر حضرت پر پڑ گئی۔ فریاد کی یا علیؑ آپ میرے اور میری ماں کے درمیان فیصلہ کیجئے۔ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو اللہ تعالےٰ نے لوح محفوظ

پر لکھ رکھا ہے۔ اس کے بعد آپ رسولؐ اللہ کی جگہ پر بیٹھے اور کہا کہ اس عورت کے چاروں بھائیوں کو بلاؤ۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو ان سے فرمایا کہ میں جو کچھ تمہاری بہن کے بارے میں حکم کروں گا کیا تم مانو گے۔ انہوں نے کہا بے شک یا امیرالمومنینؑ ہمیں تسلیم ہوگا۔ فرمایا اس معاملہ میں خدا اور حاضرین مجلس کو گواہ کرتا ہوں کہ اس عورت کی تزویج میں نے اس لڑکے سے کر دی اور چار سو درہم اس کا مہر مقرر کر دیا مہر کل میں اپنے پاس سے دیتا ہوں چنانچہ قنبر کو حکم دیا کہ چار سو درہم لے آؤ۔ جب چار سو درہم آگئے تو اس لڑکے سے فرمایا کہ ان درہموں کو لے کر اس عورت کی گود میں ڈال دے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے گھر لے جایہ۔

فیصلۂ امیرالمومنینؑ

فیصلہ سُن کر عورت چلائی۔ الامان۔ الامان۔ یا امیرالمومنینؑ۔ خدا کی قسم یہ میرا ہی لڑکا ہے میرے بھائیوں نے خود میری شادی کی تھی اور یہ لڑکا میرے ہی بطن سے ہے لیکن میرے بھائی کسی ذاتی اغراض کے تحت اس کو دوست نہیں رکھتے۔ اس لئے انہوں نے اس سے انکار کیا ہے۔ اور مجھے بھی اپنا ہم خیال ہونے پر مجبور کیا ہے میں نے ان کے خوف سے اسے اپنا لڑکا ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ کہہ کر اس عورت نے لڑکے کا ہاتھ پکڑا۔ اور چلی گئی۔ تب عمر نے کہا لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔ اگر آج علیؑ نہ ہوتے تو اس فیصلہ کو غلط کرنے کی وجہ سے میں ہلاک ہو جاتا۔

عورت کا اقرار

قضایائے امیرؑ صد۲ کس قدر بے مروت ہے دنیا کہ علیؑ المرتضیٰ جیسے مقدس انسان سے بغض و عناد رکھا۔ ہاں اگر دنیا حیدر کرار سے ہر فن کے علوم سیکھتی تو صحن عالم میں گلشن اسلام ہی کی ہر طرف بہار ہوتی۔ میں کہتا ہوں دنیا میں وہ انسان بدنصیب و بدبخت ہے جس کے ارض دل میں ولائے علیؑ کی نمی نہ ہو۔ رباعی عرض ہے۔

تیرے دل کی عمارت کی ابھی تعمیر باقی ہے ۔۔۔ مسلماں تیرے خوابوں کی ابھی تعبیر باقی ہے
بچا کر دیس اپنا یہ فراموشی نہیں اچھی ۔۔۔ علیؑ کو بھولنے والو ابھی کشمیر باقی ہے

(صلواۃ)

پوری تقریر کا نتیجہ سنو۔ امام کسی نبی کا پیرو ہوتا ہے یہ اور بات ہے کہ ایک انسان امام بھی ہو اور نبی بھی ہو۔ بلکہ ہر نبی اپنی قوم کا امام ہوتا ہے مگر ہر امام نبی نہیں ہوتا امام ہوتا ہے نبی کا مطیع اور نبی ہوتا ہے کسی اولوالعزم نبی کے تحت یعنی صاحبِ شریعت رسول کی شریعت کے تابع

پھر سنو۔ امام کسی نبی کے تابع ، نبی کسی صاحب شریعت رسول کے تابع ، صاحب شریعت رسولؐ حضرت ختمی المرتبت محمدؐ مصطفٰے کے تابع اور جب محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و منزلت ، عظمت و رفعت ، درجات و کمالات کا اندازہ کرلو تو ایک وقت ایسا آیا کہ خدا تعالٰے نے اعلان کیا ۔ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۔ پارہ ۶ رکوع ۱۴ ۔ اے رسولؐ جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا اور تم ڈرو نہیں خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا ۔ خدا ہرگز کافروں کی قوم کو مقصود تک نہیں پہنچاتا ۔ سنو اور غور سے علیؑ کی وِلا کے منکرو سنو کہ اللہ تعالٰے کس طرح انداز گفتگو کو ظاہر کر رہا ہے یہ حکم ہے اعلانِ ولائے حیدرؑ کرار ۔ اندازہ کرو علی المرتضٰی کا مقام قدرت کی نگاہ میں کیا ہوگا ایک بار ذہن میں پھر نقش کرلو ۔ امام ہوتا ہے نبی کے تابع نبی ہوتا ہے کسی صاحب شریعت رسول کے تابع اور صاحب شریعت رسول ہیں محمدؐ مصطفٰی کے تابع اور محمدؐ مصطفٰے کا دین کامل و اکمل ہوتا ہے امام مبین حیدرؑ کرار کی ولایت و خلافت کا اعلان کرکے ۔ اللہ اکبر ۔ رُباعی عرض ہے ۔

چھیڑا نہ کرو حیدری مستانے کو سامنے لاؤ تو سہی کسی بیگانے کو
گر فضیلت ہے تو پھرو کعبہ سے سجدہ کرتے ہو کیوں حیدرؑ کے زچہ خانے کو

اگر مسلمان امام مبین کی وِلا کے قائل ہوتے تو اس کی اولاد کو کیوں قتل کرتے اس کی بچیوں کو کیوں دربدر پھراتے ۔ عزادارو مسلمانوں نے تو چمن بتولؑ کے اجاڑنے کی حد کردی ۔ مگر آلِ محمدؐ جو مشن لے کر اٹھے تھے اسے قیامت تک کامیاب زندہ جاوید کرکے دکھلایا ۔ کربلا میں تین فوجیں آئی ہیں ہر فوج کی علیحدہ علیحدہ غرض اور مقصد تھا ۔ پہلی فوج یزید لعین کی جس کی تعداد آٹھ لاکھ تک بھی لکھی گئی ہے المجالس المرضیہ صہ ۳۱۲ جو ہر طرح سے سامان جنگ رسد خوراک سے بے نیاز تھی ۔ نیزے ، بھالے ، تلواریں ، زرہیں ، تیر کمان ، خود ودیگر اسلحہ جنگ ان کے پاس وافر تھا ۔ پانی ، خوراک رسد کی کوئی کمی نہ تھی ان کی غرض اور غرض صرف یہ تھی کہ شجر اسلام کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے اور اپنے آباؤ اجداد کے مٹتے ہوئے دین کو دوبارہ دنیا میں رواج دیا جائے

اور اس کے ساتھ ساتھ جذبہ انتقام کہ حضرت علیؑ نے ان کے بڑے بڑے بزرگوں کو پرچم توحید کے نیچے لانے کے لئے اور نصرتِ دینِ مصطفیٰؐ کے لئے قتل کیا تھا لہٰذا یہ بدلہ بھی لینا مقصود تھا دوسری فوج حضرت امام حسینؑ فرزند رسول جگر گوشہ علیؑ بتولؑ کی تھی جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ ایک سو دو نفر اور کم از کم بہتر جانثار تھے جن میں اسی پچاسی سال سے لے کر چھ ماہ کے شیر خوار تک سپاہی تھے اسلحہ جنگ کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی کے پاس تلوار ہے تو تیر کمان نہیں تیر کمان ہے تو زرہ نہیں زرہ ہے تو نیزہ نہیں اور رسد خوراک کا یہ عالم ہے کہ تین دن کے بھوکے پیاسے خاک کربلا سے تیمم کر کے خالق بے نیاز کی بارگاہ میں سجدہ ریز نظر آتے تھے اس فوج کا پروگرام یہ تھا کہ ہم قتل ہو جائیں ہماری لاشوں پر گھوڑے دوڑا دیئے جائیں ہماری گود کے پالے ہماری سامنے تین دن کے بھوکے پیاسے ذبح کر دیئے جائیں مگر توحید رب العلیٰ دین محمد مصطفیٰ قائم دائم زندہ جاوید رہے اور اسی میں ہماری کامیابی کا راز مضمر ہے اس کے علاوہ ایک تیسری فوج بھی تھی اس فوج کا نام ہے سپاہ زینبؑ اس فوج کی تعداد تقریباً ساٹھ تھی۔ المجالس المرضیہ ص۴ اس فوج کا منشور یہ تھا کہ چاہے ہماری چادریں چھن جائیں ہمارے زیور لٹ جائیں ہمارے خیمے جل جائیں ہمارے وارثوں کے سر نوک نیزے پر بلند ہو جائیں ہمارے ہاتھوں میں رسیاں باندھی جائیں۔ ہمیں کوفہ و شام کے بازاروں میں برہنہ سر پھرایا جائے مگر ہم نے حسینؑ اور حسینی مشن کو ایسی زندگی عطا کرنی ہے کہ خود زندگی کو اس پر رشک ہو گا۔ اس فوج نے کھلے سر بندھے ہاتھوں سے لاش حسینؑ پر کھڑے ہو کر وعدہ کیا کہ اے شہید مظلوم راہ خدا۔ ہم یہ نہیں کہتی کہ آپ ازلی ہیں مگر یاد رکھ حسینؑ اب اگر یہ نہتی فوج تجھے ابدی زندگی نہ بخش دے تو ہمیں سپاہ زینبیہ نہ کہنا۔ اللہ اکبر۔ رُباعی

کربل کے سفر میں اگر ہمشیر نہ ہوتی   تو شام بازاروں میں تقریر نہ ہوتی
زینبؑ ہی کے صدقے سے اسلام ہے باقی   ورنہ کوئی اسلام کی توقیر نہ ہوتی

مدینہ سے جب چلے تو فرزند رسولؐ نے اپنی فوج کو ترتیب دی تو زینب نے اپنی فوج کو سنبھالا۔ گھر سے چلنے لگے حسینؑ سے زینب نے دریافت کیا کہ ماں جائے کہاں کا ارادہ ہے فرمایا زینبؑ اسلام بچانے جا رہا ہوں۔ زینبؑ نے چادر تطہیر سنبھالی۔ حسینؑ نے دریافت کیا بہن آپ کا کہاں کا ارادہ ہے کہا حسینؑ تو اسلام کو بچا میں حسینؑ کو بچاؤں گی۔ بس تینوں فوجیں کربلا کے میدان

حاشیہ: جانثاران حسینؑ — سپاہ زینبیہ — رباعی

میں اپنے اپنے پروگرام کے مطابق آگئیں ۔ روز عاشور لڑائی ہوئی عصر کے وقت لڑائی ختم حسینؑ ابن علیؑ نے اسلام کو بحر ضلالت گمراہی سے نکال کر اس کا وہ بند و بست کیا کہ قیامت تک اسلام سے متصادم ہونے والی ہر طاقت کا نام یزیدؔ ملعون تجویز ہوتا رہے گا۔ رُباعی

پانی سے تین روز ہوئے جس کے لب نہ تر تیغ تیر کو سونپ دیا جس نے گھر کا گھر
لی سانس جس نے رشتۂ شاہی کو توڑ کر جس نے کلائی موت کی رکھ دی مروڑ کر

بھوکے پیاسے بہتر سپاہی آٹھ لاکھ کی فوج کو نیست و نابود کرنے کے بعد اپنی منزل پر پہنچ گئے اب آئی سپاہ زینبیہؑ کی باری۔ جو کل تک زینبؑ تھی آج گیارہ محرم کو علیؑ بن گئی اور اپنی کمزور صنف کھلے سر بندھے ہاتھوں والی فوج سے کوفہ و شام پہ حملہ کر دیا۔ حسینؑ نے حملہ کیا تھا گزرگاہ یہ کوفہ میں گورنر تھا۔ زینبؑ نے حملہ کیا شام پہ شام کفر و ضلالت ، ظلم ، جور ، کا صدر مقام تھا یوں سمجھو کہ حسینؑ نے نے یزیدؔ پر حملہ کیا اور زینبؑ نے یزیدیت پہ حملہ کیا۔ لکھا ہے گیارہ محرم کربلا سے لے کر شام تک میرے مولا کا سر نوک نیزے پر قرآن پڑھتا تھا۔ اور نظر اپنی مظلومہ بہن کے چہرے انور پر رہتی تھی۔ شاید حسینؑ دیکھتے ہوں کہ ماں جائی کثرتِ ہجوم سے گھبرائی تو نہیں۔ کوئی بچہ مر گیا۔ زینبؑ کا دل تو نہیں بیٹھا۔ کوفہ و شام کے بازاروں میں خطبہ میں لکنت تو نہیں پیدا ہوئی۔ عورتوں کے ہجوم، پتھراؤ کو دیکھ کر زینبؑ نے بد دعا کیلئے ہاتھ تو بلند نہیں کر دیئے۔ ملعون کی نجس درندہ نما فوج میں رباب کو دیکھ کر غیرت سے زینبؑ کا چہرہ تو نہیں اترا۔ کہتے ہیں کہ پورے راستہ میں حسینؑ زینبؑ کو داد تحسین دیتا آیا۔ عزادارو! ایک مقام ایسا آیا کہ وہاں حسینؑ جیسے غیور امام نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ مقام تھا بازار دمشق کہتے ہیں کہ بچے مرد ، عورتیں ، نئے لباس پہن کر اٹھارہ لاکھ کی تعداد میں بازاروں میں نکلے ادھر اٹھارہ لاکھ کا ہجوم اُدھر محمدؐ کی بیٹیاں سر کھلے بازار شام میں دیکھ کر حسینؑ سے نہ رہا گیا۔ عزادارو! میرے مظلوم امام نے قرآن کی تلاوت تیز کر دی اور آنکھیں بند کر لیں زینبؑ نے جو دیکھا کہ حسینؑ کی غیرت سے آنکھیں بند ہو گئی ہیں آواز دے کر فرمایا ماں جائے حسینؑ آنکھیں کھول بھیا میں نے کوئی تیری باری آنکھیں بند کی تھیں۔ حسینؑ تو قاسم کی لاش لایا زینبؑ دیکھتی رہی۔ حسینؑ تو عونؑ و محمدؑ کی لاشیں لایا زینبؑ دیکھتی رہی، حسینؑ اصغر کو تیر لگا تیری دُکھیا بہن دیکھتی رہی، حسینؑ تو آخری سجدہ دیتا رہا۔ زینبؑ دیکھتی رہی حسینؑ لاشوں پر گھوڑے دوڑتے رہے زینبؑ

بازار شام

دیکھتی رہی مانجائے میری باری کیوں آنکھیں بند کی ہیں۔ بھیّا آنکھیں کھول اور دیکھیا بہن کا حملہ دیکھ حسینؑ قیامت تک یزیدیت نہ مٹا دوں تو زینبؑ نام نہیں، مانجائے تیرے اور میرے حملے میں بڑا فرق ہے حسینؑ تیری فوج میں عباسؑ، علیؑ اکبرؑ۔ قاسمؑ۔ حبیبؓ۔ جونؓ۔ زہیرؓ۔ عابس جیسے بہادر تھے تیری فوج میں مرد مقابلہ مردوں سے حسینؑ میری فوج میں سکینہؑ، میری فوج میں ربابؑ، میری فوج میں رقیہؑ مقابلہ ملعونوں سے حسینؑ تیری فوج کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ مانجائے میری فوج کے ہاتھ بھی پس پشت بندھے ہوئے ہیں مگر حسینؑ وعدہ ہوا۔ آج یزیدیت ختم کرکے رہوں گی لکھا ہے کہ دمشق میں جب یزیدؑ کے شادیانے ڈھول بجے۔ تو یزیدؑ نے خوشی میں آکر کہا بی بی سُن یہ میری فتح کا نقارہ بج رہا ہے مگر تھوڑی دیر کے بعد مسجد میں مؤذن نے اذان دی جب اس نے کہا اشہد ان محمد رسولؐ اللہ تو زینبؑ نے کہا سجادؑ اس ملعون سے کہہ دے کہ یہ زینبؑ کی فتح کا نقارہ بج رہا ہے یزیدؑ تیری فتح کے نقارے ختم ہو گئے مگر قیامت تک زینبؑ کی فتح کا نقارہ بجتا رہے گا۔ عزادارو! جب تم کبھی اذان کی آواز سنو تو شام کو منہ کرکے کہا کرو رسول کی بیٹی یہ تیری فتح کا نقارہ بج رہا ہے۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

پانچویں مجلس

حضرت علیؑ کی تعریف از قرآن ، از سردار انبیاء ، اولیاء کی زبانی ، لوگوں کے خلفاؑ کی زبانی ، ایک روٹی کے بدلے چھ آیات ، نصیریوں کا شرک اور اس کی وجہ ، جمجمہ بن کرکرہ ، تین چیزوں پر نور برستا ہے شیر خدا کی جنات سے جنگ ، مدینہ میں زلزلہ ۔ مصائب اسیرانِ کربلا کی مدینہ میں واپسی ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا پارہ ۲۹ رکوع ۱۹ ۔ کیا ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ الانسان کا ذکر نہ ہوتا ہو بلکہ ہر زمانے میں الانسان کا ذکر ہو رہا ہے تفسیر عمدۃ البیان جلد ۳ صہ ۴۶۲ ۔ کلمہ طیبہ پڑھنے والا ہر انسان اپنے اپنے اعتقاد و علم کے مطابق مولا علیؑ کی تعریف کرتا ہے کوئی مولا کی تعریف اشعار سے کرتا ہے کوئی رباعی سے کرتا ہے کوئی نظم سے کرتا ہے کوئی نثر سے کرتا ہے کوئی حکایت سے کرتا ہے کوئی روایت سے کرتا ہے کوئی درایت سے کرتا ہے ۔ کوئی حدیث اور آیت سے کرتا ہے میں آج اپنے مولا کی تعریف اللہ کے قرآن ۔ محمد کے فرمان ۔ ازواج رسولؐ کی زبان ۔ صحابہ کرام کے بیان ۔ دنیا کے اماموں کے اعلان اور کائنات کے ہر ولی کے ایمان سے پیش کرتا ہوں دیکھنا ابھی ابھی تلاوت کلام پاک ہو گا ۔ ساتھ ساتھ محمد مصطفٰیؐ کا فرمان ہو گا ۔ صحابہ کا بیان ہو گا دنیا کے اماموں اور ولیوں کا اعلان ہو گا ۔ اور میرے مولا حیدر کرار کا شان ہو گا ۔ آج کا مضمون نرالا ہو گا ۔ یہ میرے مولا کا کرم ہے کہ میں انوکھے انداز میں مولا کی شان پیش کرتا ہوں نظم

عرش سے مضمون نو مجرائی آتے ہی رہے ہم سخن ذہن رسا پہ رشک کھاتے ہی رہے

زندگی میں، جانکنی میں، قبر میں اور روزِ حشر　　حیدرِ صفدر پئے امداد آتے ہی رہے
حُبِّ حیدر کی مسند پہ مل گئی جنت مجھے　　نامۂ عصیاں میرا قدسی سُناتے ہی رہے
باغیوں نے کی نہ کوتاہی اُجاڑا بارہا　　پھل ہمیشہ گلشنِ زہرؑا میں آتے ہی رہے

پرسشِ اعمال پہ سبطین دے دینا جواب
ہم غمِ شبیرؑ میں سدا روتے رُلاتے ہی رہے

دنیا والوں کا اعتراض ہے کہ شیعہ حضرات مولا علیؑ کی تعریف، حد سے زیادہ بیان کرتے۔ ارے اتنے فضائل تو جناب رسولِ خدا کے بھی یہ لوگ بیان نہیں کرتے جتنے حضرت علیؑ کے کمالات کا پرچار کرتے ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ نہ تو شیعہ اپنی طرف سے کسی کو بڑھاتے ہیں اور نہ ہی کسی کو گھٹاتے ہیں نہ ہم کسی کو کافر بناتے ہیں اور نہ ہی کسی کو مولا بناتے ہیں بس جسکو اللہ نے نبی کہا ہم اُسے نبی مانتے ہیں اور جسے اللہ نے ولی کہا ہم اُسے ولی مانتے اور جسے خدا نے علیؑ کہا ہم اُسے علیؑ مانتے ہیں جسے خدا نے کچھ نہیں کہا۔ ہم اُسے کچھ نہیں مانتے، مسلمانو! ہم کسی کافر کو بناتے نہیں صرف بتلاتے ہیں کافر وہ خود بنتا ہے ہم تو کافر بننے والے کا پتہ بتلاتے ہیں کہ یہ شخص مکمل طور سے کافر بن گیا ہے۔ میں آج مولا علیؑ کے فضائل خداوند تعالیٰ سے لے کر ایک عام انسان تک کے ارشادات پیش کر کے فیصلہ چاہتا ہوں کہ فرماؤ۔ اگر حیدرِ کرار کے فضائل بیان کرنے والا گنہگار ہے تو ان بزرگوں کے بارے میں فتویٰ صادر فرمادیں کہ یہ بزرگ کیا ہوئے۔ ارے علیؑ ہے ہی ایک ایسی نرالی ہستی کہ جس جس کی نگاہ پڑی وہی میرے مولا کے فضائل بیان کرنے کو اپنی سعادت سمجھنے لگا۔ بندے تو بندے رہے مولا علیؑ پہ خالقِ کائنات کی نگاہ پڑی تو قدرت نے بھی مولا کے قصیدے قرآن پاک میں نرالے رنگ میں بیان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو فرشِ محمد پر سوتا ہوا دیکھا تو فرمایا۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ پارہ ۲ رکوع ۹ اور آدمیوں میں ایسا بھی ہے جو اللہ کی خوشنودی کیلئے اپنی جان کو فروخت کرتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اگر مولا علیؑ کو قدرت نے میدان میں لڑتے دیکھا تو اعلان کر دیا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ پارہ ۲۸ رکوع ۹ کہ وہ عمارت میں سیسہ پلائی ہوئی اور اگر مسندِ علم پہ دیکھا تو فرمایا وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ پارہ ۱۳ رکوع ۱۲ وہ شخص کہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے اگر اس کی طہارت پر نگاہ پڑی تو کہہ دیا اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا اے اہلبیت محمد اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو ہر رجس سے دُور رکھے جیسے دُور رکھنے

کا حق ہے اللہ اکبر مسندِ امامت قدرت نے حیدرِ کرار کو دیکھا تو فرمایا وَکُلَّ شَیْئٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ پ ۲۲ رکوع ۱۸ ہم نے ہر شئی کا علم امام مبین میں احصاء کر رکھا ہے اور اگر قدرت نے حیدرِ کرار کی رکوع کی سخاوت کو دیکھا تو ازراہ لطف فرمایا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ پارہ ۶ رکوع ۱۲ ۔ سوائے اس کے نہیں کہ ولی تمہارا اللہ ہے اور رسول اور وہ لوگ جو ایمان والے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں حالانکہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں ۔ سبحان اللہ ۔ اور اگر علی المرتضیٰ کے گھر سے جو کی پانچ روٹیاں نکلیں تو خوش ہو کر فرمایا وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۔ پارہ ۲۹ رکوع ۱۹ اور کھلاتے ہیں کھانا اوپر محبت اس کی کے فقیروں کو اور یتیموں کو اور قیدیوں کو ۔ بتولؑ کے گھر کی جو کی روٹیوں کا کیا کہنا کہ گھر سے نکلی تو جو کی پانچ روٹیاں مگر جب قدرت نے وزن کیا تو قرآن مجید کی تیس آیتوں کے برابر اُتریں ۔ جس گھر کی جو کی ایک روٹی کا وزن چھ آیات قرآنی کے برابر ہو اس گھر والے کتنے وزنی ہوں گے ۔ مشہور واقعہ ہے عزیز مصر کا جبکہ یوسفؑ بردہ بن کر مصر میں فروخت ہونے کے لئے لائے گئے تو عزیز مصر نے یوسفؑ کو خریدنا چاہا ۔ ترازو کے ایک پلڑے میں دولتِ مصر اور دوسرے پلڑے میں حضرت یوسفؑ رکھے گئے منقول ہے کہ عزیز مصر کے خزانے ختم ہو گئے مگر پیغمبر کے پائے اقدس کو جنبش نہ آئی ۔ عزیز مصر نے یہ منظر دیکھ کر اپنی محرومی پر آہ سرد بھری ۔ کہ ہائے میں کامیاب نہ ہو سکا خزانے بھی ختم ہو گئے اور یوسف بھی ہاتھ نہ آیا ۔ حضرت یوسفؑ نے عزیز مصر کے چہرے پر رحمت بھری نگاہ ڈالی ۔ تو پیغمبر کو ترس آگیا ۔ ارشاد فرمایا اے عزیز کاغذ قلم دوات لے آؤ ۔ پیغمبر کی آواز کا فر نے سُنی فوراً قلم دوات اور کاغذ پیش کر دیا ۔ حضرت یوسف نے کاغذ پر لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ایک پلڑے میں یوسفؑ اور ترازو کے دوسرے پلڑے میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اب کائنات نے دیکھا کہ بسم اللہ والا پلڑا جھک گیا اور حضرت یوسف والا پلڑا اٹھ گیا ۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی ایک آیت کے برابر یوسف جیسا نبی نکلا تو جب پیغمبر کا وزن ایک آیت کے وزن کے برابر ہے تو اس گھر کے مالک کا کتنا وزن ہوگا ؛ کہ جس کے گھر کی ایک جو کی روٹی چھ آیتوں کے وزن کے برابر ہو ۔ تاریخ اسلام کرا روی جلد ۱ صفحہ ۲۸۵ ۔ اہلسنت کے اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کی شان میں تین صد ساٹھ آیتیں اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی ہیں ۔ لگاؤ او مسلمانوں کفر کا فتویٰ کہ اللہ تعالےٰ علیؑ کی شان میں جا بجا قرآنی قصیدے

جو کی روٹی کے برابر چھ آیتیں

حضرت یوسفؑ کے دوسرے پلڑے میں ایک آیت

نازل فرما رہا ہے۔ حدیث قدسی بھی سنو: وِلَایَۃُ عَلِیٍّ حِصْنِیْ مَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ۔ علیؑ کی ولایت میرا حصار ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے بچ گیا۔ رُباعی

نبی کے تذکرے سے ظلمتیں کافور ہوتی ہیں — فضائیں نعرۂ تکبیر سے پر نور ہوتی ہیں
مگر جب گردشِ دوراں جکڑ لیتی ہے انسان کو — علیؑ کا نام لینے سے بلائیں دور ہوتی ہیں

(صلوٰۃ)

نبی کی نگاہ جب چہرہ حیدر کرار پر پڑی تو فرمایا۔ یَا عَلِیُّ مَا عَرَفَکَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَا۔ اے علیؑ تیری حقیقت کو کماحقہٗ کوئی نہیں جانتا۔ مگر اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ۔ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلمانؓ محمدی عبادت سے فارغ ہو کر مسجد نبوی سے باہر نکلے اور بازار کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں دو بزرگ مل گئے جو مسجد کی طرف تشریف لا رہے تھے انہوں نے دریافت فرمایا اے سلمانؓ، کہاں سے آ رہے ہو کہا کہ مسجد رسولؐ سے۔ کہا کہ مسجد میں کتنے آدمی عبادت میں مشغول ہیں۔ سلمانؓ نے کہا کہ مسجد میں ایک اللہ تعالےٰ کا رسولؐ ہے اور دوسرا وہ انسان بھی عبادت کر رہا ہے جس کو میں کماحقہٗ نہیں جانتا۔ ان بزرگوں نے سمجھا کہ کوئی اعرابی ہو گا جس سے سلمانؓ متعارف نہیں ہو گا مگر جب وہ مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ مسجد میں ایک تو رسولِ خداؐ اور دوسرے شیرِ خدا یعنی شمس نبوّت اور قمر امامت دونوں بھائی عبادت میں مشغول تھے دونوں بزرگوں نے تاجدار رسالتؐ کو سلام عرض کیا اور کہا آپ تو ارشاد فرماتے ہیں کہ سلمانؓ میرے اہلبیت سے ہے مگر آج تو حد ہو گئی کہ سلمانؓ نے سفید جھوٹ بولا ہے۔ نبی نے فرمایا کہ میرے سلمانؓ کا قلب پاک و طاہر ہے اس کی زبان سے کبھی جھوٹ زیب نہیں دیتا۔ ہاں اس کی بات میں سو سو راز ہوتا ہے کہو تو سہی اس نے کیا کہا ہے انہوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ، ہم نے اس سے دریافت کیا کہ کوئی شخص مسجد میں موجود ہے تو اس نے کہا کہ ایک اللہ کا رسولؐ ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جس کو میں نہیں جانتا۔ کیا رسول اللہ! سلمانؓ حضرت علیؑ کو نہیں جانتا۔ ہر روز اپنی ریش سے در بتول پہ جاروب کشی کرتا ہے علیؑ کے بچوں کو کاندھوں پر اٹھا کر بازاروں میں پھراتا ہے علیؑ کے قدموں کی مٹی کو سرمہ بناتا ہے۔ ہر وقت علیؑ ہی کے فضائل بیان کرتا رہتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ دوسرا وہ شخص مسجد رسولؐ میں ہے جس کو کماحقہٗ میں نہیں جانتا

یا علی ما عرفک الا اللہ وانا

سلمانؓ کا بیان اور علیؑ کی شان

نبی نے فرمایا۔ سلمانؓ کو بلاؤ۔ جب سلمان بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو رسولِ خدا نے فرمایا۔ سلمان یہ دونوں بزرگ تجھ پر سخت ناراض ہیں۔ سلمانؓ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ یارسولؐ اللہ۔ حقیقت میں یہ راضی آپ پر نہیں ہیں۔ نبی اکرمؐ نے دریافت کیا کہ اے سلمانؓ یہ کہتے ہیں کہ تونے کذب بیانی سے کام لیا ہے اور حق کو چھپایا ہے سلمانؓ نے عرض کی یارسولؐ اللہ میں نے حق کو واضح کیا ہے کہا کیسے عرض کی کہ ان بزرگوں نے دریافت کیا کہ مسجد میں کوئی شخص ہے میں نے کہا کہ ایک اللہ تعالیٰ کا حبیب اور دوسرے وہ ہیں جن کو کما حقہٗ میں نہیں جانتا دونوں نے کہا سنا ہے یارسول اللہ کیا یہ حضرت امیر علیہ السلام کو نہیں جانتا۔ نبیؐ نے فرمایا سلمانؓ انہیں سمجھا دے کہ تو علیؑ کے بارے میں کیا کہتا ہے عرض کی مولا آپؐ نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا یا علیؑ مَا عَرَفَكَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَا۔ علی تیری حقیقت کو کما حقہٗ یا خدا جانتا ہے اور یا پھر اس کا رسول جانتا ہے۔ آقا نہ میں نبی اور نہ میں خدا۔ پھر نہ کہوں کہ وہ تشریف فرما ہے جس کو کما حقہٗ میں نہیں جانتا، اسرار الحق صـ۱۲، ایک اور فرمان مصطفیٰ سن لو، تاکہ حیدرِ کرار کی فضیلت کا کچھ اندازہ ہو جائے۔

سردارِ انبیاء کی زبان سے

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ بَعْدِيْ مَنْ اَبٰى فَقَدْ كَفَرَ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرے بعد علی تمام انسانوں سے افضل ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ بے شک کافر ہے۔ فضائل مرتضوی صـ۱۶۴۔ اللہ اکبر، ایک فرمانِ مصطفیٰ اور بھی سن لو، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوِاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰى حُبِّ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ لَمَا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر سب آدمی علیؑ کی دوستی پر جمع ہو جاتے تو خدا دوزخ پیدا ہی نہ کرتا۔ مناقب مرتضوی صـ۱۸۲، مودۃ القربیٰ صـ۵، کیوں مسلمانو اگر مولا علیؑ کے فضائل بیان کرنا گناہ ہے تو نبی اکرمؐ کے بارے میں میاں جی کا کیا خیال ہے

علیؑ کی شان بی بی عائشہ کی زبانی

اب امّ المومنین حضرت عائشہ کی زبانی میرے مولا کی کہانی سنو! عَنْ جُمَيْعِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْتُ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صـ۲۷۳، ترمذی۔ حضرت جمیع ابن عمیر کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ بی بی عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کس شخص سے زیادہ محبت تھی حضرت

عائشہ نے کہا کہ فاطمہؑ سے پھر میں نے پوچھا کہ مردوں میں سے انہوں نے کہا کہ اس کے شوہر سے لوگو یہ حضرت عائشہ کی زبان ہے اور میرے مولا حیدر کرار کی شان ہے مسلمانو! اگر حضرت امیرؑ کو افضل کائنات بعد از رسولؐ کہنے والا کافر ہے تو لگاؤ کفر کا فتویٰ۔ حضرت ابوبکر کا فرمان سنو! اِنَّ اَبَا بَکْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَایَجُوْزُ اَحَدُنِ الصِّرَاطَ اِلَّا مَنْ کَتَبَ لَہٗ عَلِیُّ نِ الْجَوَازَ۔ الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۲۴۔ حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں نے رسولخدا سے سُنا ہے کہ کوئی بھی شخص پُل صراط سے نہیں گزر سکتا جب تک کہ اس کے ہاتھ میں علیؑ المرتضیٰ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی راہ داری (جواز) نہ ہوگا۔ مسلمانو کوئی نہیں گزر سکتا تو پھر کوئی بھی نہیں گزر سکتا بھلا انصاف سے بتلاؤ کہ جبکہ نبی کا فرمانِ حقیقت بیان یَا عَلِیُّ اَنْتَ قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّۃِ الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۲۴۔ اے علیؑ تو ہی جنت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہے، کتابوں میں موجود ہے تو جنت کا تقسیم کرنے والا جنت کے بھیکاریوں کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔ ماننا پڑے گا کہ علی داتا ہے اور علیؑ سے مانگنے والے بھیکاری ہیں۔ رُباعی

قرآن سے متاعِ فصاحت بھی چھین لو — نفسِ رسولؐ کی یہ فضیلت بھی چھین لو
کچھ اختیار ہے تو سنو اے ستم گرو — کعبہ سے مرتضیٰؑ کی ولادت بھی چھین لو

(صلوٰۃ)

باپ بیٹی دونوں کا مکالمہ سنو! منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولخداؐ اور حضرت علی المرتضیٰ بی بی عائشہ کے ہاں تشریف فرما تھے کہ حضرت ابوبکر اسی اثنا میں تشریف لائے اور حضرت علیؑ کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگے تو حضرت عائشہ نے اپنے باپ ابوبکر سے کہا کہ بابا یہ کیا کہ آپ حضرت علیؑ ہی کے چہرے کو دیکھتے ہیں فرمایا بیٹی میں تو عبادتِ خدا کر رہا ہوں۔ عائشہ نے کہا کہ وہ کیسے کہا کہ میں نے نبی اکرمؐ سے سُنا ہے اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ۔ المجالس المرضیہ صفحہ ۲۷۲ کوکب دُرّی صفحہ ۱۶۱ حضرت عائشہ نے کہا بابا جان میں نے بھی رسولخداؐ سے ایک حدیث سُنی ہے کہ فرمایا ذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ۔ بابا صرف علی کی طرف دیکھنا ہی عبادت نہیں بلکہ علی کا ذکر بھی عبادت ہے کوکب دری صفحہ ۱۶۱ نبی اکرمؐ نے مسکرا کر فرمایا کہ صرف میں نے یہی نہیں کہا بلکہ حُبُّ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ۔ علیؑ کی محبت بھی عبادت ہے مسلمانو تین چیزوں کی طرف دیکھنا عبادت ہے (۱) علیؑ کا چہرہ،

ہا قرآن مجید کے حروف (۳) بیت اللہ کا پردہ۔ کیونکہ ان تینوں پہ خدا کا نور برستا ہے کعبہ پہ نور برسا تو بیت اللہ ہو گیا۔ قرآن پہ نور برسا تو کلام اللہ ہو گیا اور علیؑ کے چہرے پہ نور برسا تو وجہہ اللہ ہو گیا۔ صلوٰۃ۔

حضرت عمر کی زبانی

جب آپ نے باپ بیٹی کی سن لی تو حضرت عمر کی بھی سنو! عَنْ عُمَرُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا وَّالرِّیَاضُ اَقْلَامًا وَالْاِنْسُ کُتَّابًا وَالْجِنُّ حُسَّابًا مَا اَحْصَوْا فَضَائِلَکَ یَا اَبَا الْحَسَنِ المجالس المرضیہ صـ۲۲۴، مودۃ القربیٰ صـ۴۲، تذکرۃ الخواص صـ۳۶، حضرت عمر نے کہا کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمام درخت قلمیں، تمام سمندر سیاہی، تمام انسان لکھنے والے اور تمام جن حساب کرنے والے ہو جائیں تو بھی علیؑ ابن ابی طالبؑ کے فضائل کا احصاء نہیں ہو سکتا۔ مسلمانو ہم حضرت علیؑ کے فضائل بناتے نہیں بلکہ غیروں کے گھر سے دکھلاتے ہیں۔ ملاں لوگ فتویٰ دیں کہ حضرت عمر نے ابوالحسن کے متعلق جو گواہی دی ہے اس پر ان کا کتنا ایمان و یقین ہے

حضرت عثمان کی زبانی

چلو حضرت عثمان کی ہی سن لو فرمایا کہ وَاعْلَمُوْا اَنَّہٗ لَا یَتِمُّ شَرَفٌ اِلَّا بِوَلَایَۃِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ الصواعق المحرقہ صـ۱۲۶۔ جانو یہ کہ کوئی شرف تمام نہیں ہو سکتا مگر علی ابن ابی طالب کی ولایت کے ساتھ۔ حضرت ثانی صاحب نے بھی ایسا فرمایا ہے جب حیدر کرار کی ولاء کے بغیر کوئی آدمی شریف نہیں بن سکتا تو ہمیں کیوں برا کہتے ہو ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ شرافت علیؑ کے دروازے کی ایک ادنیٰ کنیز ہے مسلمانو علیؑ اتنا بلند ہے کہ جس جس کی نگاہ پڑی اُسی اُسی نے مچل مچل کر مولائے کائنات کے قصیدے پڑھے۔ میں کہتا ہوں جبرئیل نے حیدر کرار کو جنگ کرتے دیکھا تو جھوم کر کہہ دیا۔ لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ حقائق الوسائط صـ۴۲۴، کوکب دری صـ۲۱۳، تفسیر انوار النجف جلد ۴ صـ۴۰، علامہ حسین بخش صاحب نے تفسیر انوار النجف جلد ۴ صـ۴۱ پر تحریر کیا ہے کہ میدانِ اُحد میں جنگ کے دوران جناب رسالتمآبؐ کو یہ ندا پہنچی: نَادِ عَلِیًّا مَظْہَرَ الْعَجَائِبِ۔ تَجِدْہُ عَوْنًا لَکَ فِی النَّوَائِبِ۔ کُلُّ ہَمٍّ وَّغَمٍّ سَیَنْجَلِیْ۔ بِوَلَایَتِکَ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ۔

نادِ علی

اللہ اکبر! کیوں مسلمانو حضرت امیرالمومنینؑ کی تعریف صرف شیعہ ہی کرتے ہیں یا کہ کائنات کا ہر شریف فرد مولا کی ثنا کرنا فخر سمجھتا ہے۔ حدیث قدسی سنو! یَا اَحْمَدُ اَرْسَلْتُ عَلِیًّا مَعَ کُلِّ نَبِیٍّ سِرًّا وَّمَعَکَ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً۔ اے احمد میں نے علیؑ کو ہر نبی کے ساتھ پوشیدہ طور پہ بھیجا ہے اور

تیرے ساتھ پوشیدہ اور ظاہر دونوں طرح ۔ الانوار النعمانیہ ۔ حقائق الوسائط صہ ۴۲۳ ، کوکب دُری صہ ۲۳۸
میرے مولا نے ہر نبی کی مدد چھپ چھپ کے کی اور رسولِ خدا کی مدد چھپ کے بھی کی اور ظاہر بظاہر
بھی کی ۔ صلوٰۃ ۔ مُلّاں لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا وجہ تھی کہ دوسرے انبیاء کی ظاہر ہو کر مدد نہیں کی گئی
جواباً عرض ہے کہ جناب حیدرِ کرار نے ایک نبی کی مدد ظاہر کر کے دیکھ لیا کہ فرقہ مشرک بن گیا ۔ علیؑ
کے کمالات دیکھ کر نصیری سنبھل نہ سکے مولا علیؑ کو خدا کہہ کر مشرک ہو گئے ۔ یہ تو صرف ایک نبی
کی ظاہر بظاہر مدد پر دنیا والوں کو دھوکا لگا اور اگر حضرت امیر علیہ السّلام تمام انبیاء کی بھی ظاہر
ہو کر مدد کرتے تو خدا جانے دنیا کا کیا اعتقاد و ایمان ہوتا ۔ رُباعی

تمام انبیاء کی امداد کی

تو حقیقتوں سے ہے بے خبر نہ علیؑ کو دیکھ مجاز میں	یہ وہ رازِ حق ہے جو نہ آ سکے تیری سمجھ شعبدہ باز میں
در کعبہ پہ جو رکھے جبیں تو حرم کی اس کو کہے زمیں	تیرے دل میں حُبِ علی نہیں تجھے کیا ملے گا نماز میں

رُباعی

(صلوٰۃ)

او بے معرفت مسلماں میرے مولا کا فرمان ۔ حقیقتِ بیان سُن کر فیصلہ دے کہ علیؑ کیا ہے ۔

فَقَالَ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاللّٰهِ قَدْ كُنْتُ مَعَ إِبْرَاهِيمَ فِي النَّارِ وَأَنَا الَّذِي جَعَلْتُهُ بَرْدًا وَسَلَامًا وَكُنْتُ مَعَ يُوسُفَ فِي الْجُبِّ فَأَنْجَيْتُهُ مِنْ كَيْدِ إِخْوَتِهِ وَكُنْتُ مَعَ مُوسٰى عَلَى الطُّورِ وَأَنَا كَلَّمْتُهُ وَكُنْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ عَلَى الْبِسَاطِ وَسَخَّرْتُ لَهُ الرِّيَاحَ وَكُنْتُ عِيسٰى فِي الْمَهْدِ وَعَلَّمْتُهُ الْإِنْجِيلَ ۔ حقائق الوسائط جلد ا صہ ۴۲۴ ، کوکب دری صہ ۲۰۴ ،

خطبہ البیان

الانوار النعمانیہ ۔ فرمایا حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہ خدا کی قسم میں ہی ابراہیمؑ کے ساتھ تھا جبکہ ان کو آگ
میں ڈالا گیا اور میں نے ہی آگ کو گلزار کیا ۔ اور میں ہی یوسفؑ کے ساتھ کنوئیں میں تھا ۔ میں نے ان کو
مکر و فریب برادران سے پناہ دی اور میں نے ہی موسیٰؑ کے ساتھ طور پر ان سے کلام کیا اور میں ہی
سلیمان پیغمبر کے ساتھ تھا ۔ میں نے تختِ سلیمان کے لئے ہواؤں کو تابع فرمان بنا دیا اور میں
ہی عیسیٰؑ کے ساتھ تھا اور اس کو جھولے میں انجیل پڑھائی ۔ صلوٰۃ ۔ مسلمانو حقیقتِ مرتضیٰؑ کو
نصیری نہ سمجھ سکے اور حد سے آگے بڑھ کر مشرک ہو گئے ۔ چلو نصیریوں کے مشرک ہونے کا
واقعہ بھی سُن لو ۔ علی حجازی سے مروی ہے ایک مرتبہ سرور غالب علیؑ ابن ابی طالبؑ اپنے صحابہ کے
ہمراہ فرات کے کنارے پر پہنچے چونکہ دریائے فرات میں کشتیوں کا انتظام نہ تھا ۔ مولا امیر المومنینؑ کے

نصیر کی زبان سے کلمۂ شرک ادا ہونے کا واقعہ

ایک ساعت نصیر کے دل میں خیال آیا کہ ہم فرات کو کس راہ سے عبور کریں گے دیکھیں اب شاہ ولایت کس گھاٹ کی طرف متوجہ ہوں گے تو شاہ ولایت نور فراست جناب حیدر کرار نے نصیر سے فرمایا کہ تو فرات کے کنارے فلاں مقام پر بلند آواز سے کہہ کہ اے جمجمہؑ. علیؑ ابن ابی طالبؑ دریافت کرتا ہے کہ بتا ہم کس گھاٹ کی طرف جائیں اور دریائے فرات کو کہاں سے عبور کریں. جب نصیر نے دریا کے کنارے پر جاکر آواز دی اور جمجمہؑ کو پکارا تو سات ہزار جمجمہ نامی شخصوں نے جواب دیا فرات میں جمجمہ نامی اشخاص بہت ہیں۔ شاہ دلدل سوار کس جمجمہؑ کو چاہتے ہیں نصیر نے مولا سے آکر عرض کی تو فرمایا کہ جمجمہ ابن کرکرہ کو چاہتا ہوں۔ نصیر نے پھر آکر آواز دی جمجمہ ابن کرکرہ کو طلب کرتے ہیں۔ فرات سے آواز آئی کہ جمجمہ ابن کرکرہ بھی بے حد بے شمار ہیں کونسا کرکرہ جناب کو مطلوب ہے۔ نصیر نے جناب امیر علیہ السلام سے پھر عرض کی تو فرمایا۔ جمجمہ ابن کرکرہ ابن مرمرہ کو چاہتا ہوں۔ جب نصیر نے جمجمہ ابن کرکرہ ابن مرمرہ کو پکارا تو ایک شخص نے لبیک کہا اور بولا اے غلام بیان کر مولائے کائنات کا کیا حکم ہے۔ نصیر نے کہا کہ مولا دریافت کرتے ہیں بتا فرات کا گزرگاہ کہاں ہے اور خلق خدا کے عبور کرنے کا مقام کونسا ہے آواز آئی اے مرد خدا تیری عقل کو کیا ہو گیا ہے کیا تو دیوانہ تو نہیں ہے بھلا جو شخص میرا اور میرے باپ اور میرے دادے کا نام جانتا ہے تو اُسے اتنی بھی خبر نہیں کہ فرات سے عبور کرنے کا کونسا راستہ ہے۔ اے نصیر میں ایک ہزار سات سو برس سے دریا میں رہتا ہوں شاہ ولایت نور فراست میری حقیقت سے واقف ہیں تو وہ فرات کے گھاٹ سے کس طرح ناواقف ہوں گے۔ اے نصیر حقیقتِ مرتضٰی کو پہچان اور خارجی نہ بن۔ نصیر یہ باتیں سُن کر حیران رہ گیا اور مولا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مولا آپ جمجمہ کو زندہ کریں آپ نے دُعا کی تو جمجمہ زندہ ہو کر دریا سے نکلا اور آکر حضرت کی رکاب کو بوسہ دیا جب نصیر نے یہ عجیب وغریب واقعہ مشاہدہ کیا تو سنبھل نہ سکا اور فوراً کہہ دیا یا علیؑ آپ ہی تو خدا ہیں رہنما ہیں رحیم وکریم ہیں اور جبار وقہار آپ ہی ہیں جب جناب امیرؑ نے نصیر کی زبان سے مشرکانہ کلمات سُنے تو ذوالفقار سے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور پھر دعا فرما کر زندہ کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے نصیر کو ستر مرتبہ قتل کیا اور ستر مرتبہ زندہ فرمایا مگر وہ ہر بار کلمہ شرک دہراتا رہا آخر کار نصیر کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلانے کا حکم دیا۔ لکھا ہے جمجمہ جس کو مولا نے زندہ کیا تھا وہ حضرت کے ساتھ

جمجمہ بن کرکرہ کا واقعہ

رہا۔ اور حضرت کی شہادت کے بعد بھی کافی مدت تک زندہ رہا اور ستر سال زندگی گزارنے کے بعد فوت ہو گیا۔ کتاب الانوار النعمانیہ، کوکب دری صہ ۲۹۷۔ اللہ اکبر۔ ارے اللہ تعالیٰ نے امیر خیبر گیر کو وہ کمالات عنایت کئے ہیں کہ انسانی اذہان ان کا احصاء کرنے سے مجبور و معذور ہیں۔ بس جس جس نے بھی حضرت علیؑ کے کمالات کو دیکھا حتیٰ المقدور اُسی اُسی نے حضرت امیرؑ کے فضائل بیان کرنا سعادت و عبادت سمجھا اب امامت کے دعویداروں کی سنو! حضرت شافعی کی نگاہ پڑی تو ہوش اڑ گئے بہک گیا اور جھوم کے فرمایا وَمَاتَ الشَّافِعِيُّ وَلَيْسَ يَدْرِيْ - عَلِيٌّ رَبُّهُ اَمْ رَبُّهُ اللهُ - کوکب دری صہ ۱۴۶ مر گیا شافعی اور نہ سمجھ سکا کہ علیؑ رب ہے یا اللہ رب ہے مسلمانو! خدا کے واسطے فرماؤ۔ علیؑ کو رب ماننے والا کیا بنا۔ ہمارے مذہب میں تو علیؑ کو اللہ ماننے والا مشرک۔ نجس العین ہے بس شیعوں کا خدا واحد لاشریک لہ ہے۔ ارے ہمارا وہ خدا ہے جس نے علی جیسا بندہ پیدا کیا ہے شیعوں کو رافضی کہنے والو، اپنے امام کی خبر لو۔ فرماتے ہیں۔ لَوْكَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ - فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّيْ رَافِضِيٌّ ۔ کوکب دری صہ ۲۷۔ اگر آلِ محمد کی محبت رفض ہے تو دونوں عالم جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔ لگاؤ مسلمانو امام شافعی پہ کفر کا فتویٰ کہ رافضی بن گیا امام شافعی کی ایک رُباعی بھی سن لیں فرماتے ہیں،

عَلِيٌّ حُبُّهُ جُنَّةٌ قَسِيْمُ النَّارِ وَالْجَنَّةِ
وَصِيُّ الْمُصْطَفٰى حَقًّا اِمَامُ الْاِنْسِ وَالْجِنَّةِ

کوکب دری صہ ۲۱۶، اب مولانا جامی کی بھی قصیدہ خوانی سن لو کہ وہ مولائے کائنات کے متعلق فرماتے ہیں۔

علیؑ شاہ مرداں اماماً کبیراً   کہ بعد از نبیؐ شد بشیراً نذیراً
زمین آسماں عرش کرسی بحکمش   علیؑ ذاں علی کُل شیءٍ قدیراً

فرماؤ مولویو یہ بزرگ آپ کا ہے یا ہمارا ہے۔ ارے ہم تو علیؑ کو رسولؐ اللہ کا خلیفہ بلافصل مانتے اور جانتے اور پہچانتے ہیں مگر تمہارا جامی تو علی کُل شیءٍ قدیر کہہ رہا ہے۔ اس بزرگ کی ایک رُباعی اور سُن لو۔

جہاں روشن است از جمال محمدؐ   دلم زندہ شد از وصال محمدؐ

شافعی کی زبانی

مولانا جامی کی زبانی

بصدق و صفا می تواں بود جامی غلام غلامانِ آلِ محمدؐ

(صلوٰۃ)

مولانا روم اور شمس نامی ملنگ

جامی کی سن لی تو رومی کی سنو! لکھا ہے کہ مولانا روم صاحب طلبہ کو مسجد میں درس دے رہے تھے کہ اتفاق سے مولا علیؑ کا دیوانہ شمس نامی آگیا۔ مولوی رومی کو سلام کہہ کر کتابوں کے انبار کی طرف اشارہ کر کے رومی سے پوچھا۔ ایں چیست یہ کیا ہے؟ رُومی نے تیوری چڑھاتے ہوئے غصہ سے فرمایا تم نہیں جانتے۔ شمس نے کہا کہ مولانا اسے ہم نہیں جانتے رومی نے فرمایا تم اسے ہرگز نہیں جانتے یہ سُن کر شمس نے کتابیں اٹھائیں اور مسجد کے تالاب میں پھینک دیں۔ کہ جنہیں ہم نہیں جانتے وہ دنیا میں کیوں رہیں۔ ادھر کتابیں سُپردِ آب ہوئیں اُدھر مولوی کا پتا آب ہوگیا اور چیخ کر فرمایا او ملنگ تو نے تو میری ساری زندگی کا سرمایہ ضائع کر دیا۔ نایاب کتابوں کو پانی میں غوطے کھاتے ہوئے دیکھ کر مولوی کے بارہ بج گئے۔ چہرہ اُتر گیا، رنگ زرد پڑ گیا، آنکھیں پتھرا گئیں۔ لگے مولوی صاحب ماتم کرنے کہ ہائے میں اُجڑ گیا تو شمس کو ترس آگیا۔ نظرِ التفات سے فرمایا رومی گھبراؤ نہیں یہ کہہ کر تالاب میں ہاتھ ڈال کر ایک کتاب کو نکال کر جو جھاڑا۔ نکلنا تھا پانی مگر نکلی گرد۔ دوسری کتاب نکالی بجائے پانی کے گرد نکلی شمس کتابیں پانی سے خشک نکالتا گیا اور رومی صاحب دیکھتے رہے جب تمام کتابیں پانی سے خشک برآمد ہو چکیں تو حیرت سے رومی نے دریافت کیا۔ ملنگ سائیں۔ ایں چیست۔ یہ کیا، فرمایا اسے تم نہیں جانتے رومی نے قدموں پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ کیا کسی طرح میں جان بھی سکتا ہوں۔ فرمایا فقیر کی جوتیاں صاف کیا کرو بس اب رومی ہے اور حیدرِ کرار کے غلام شمس کی غلامی ہے۔ بارہ برس خدمت کرنے کے بعد مثنوی لکھی جس کا ایک شعر پیشِ خدمت ہے۔

شمس تبریز

مولوی ہرگز نہ شُد مولانا روم تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد

فرمایا مولوی مولانا روم ہرگز نہ بن سکا۔ جب تک کہ شمس تبریزی کی غلامی نہ کر لی۔ جب مولانا روم مولا علیؑ کے غلام شمس تبریزؒ کو دیکھ کر نہ سنبھل سکا تو فیصلہ دو کہ علیؑ کیسا ہوگا۔ آگے چلو۔ شاہ رکن عالم فرماتے ہیں۔

شاہ رکن عالم

من علیؑ را دوست دارم خلق گوید رافضی خود خدا و مصطفیٰؐ جبرئیلؑ باشد رافضی

فرمایا میں علیؑ سے دوستی رکھتا ہوں اور دنیا مجھے رافضی کہتی ہے اگر علیؑ کی دوستی و محبت ہی رفض ہے تو خدا تعالےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور جبرئیل بھی رافضی ہیں کیونکہ وہ بھی مولائے علی سے محبت رکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ آپ دیوانِ حافظ کا ایک شعر ملاحظہ فرما کر آسانی سے کفر کا فتویٰ لگا سکیں گے۔ دیوان حافظ وہ کتاب ہے جس سے مسلمان فال لیا کرتے ہیں حافظ فرماتے ہیں

حافظ شیرازی

آں را کہ دوستی علیؑ نیست کافر است   گو زاہد زمانہ گو شیخ راہ باش

اللہ اکبر۔ دیوان حافظ صہ۲۸۱ فرمایا جس کے دل میں علیؑ کی محبت نہیں ہے وہ کافر ہے۔ چاہے زمانے کا زاہد ہی کیوں نہ ہو یا دنیا کا شیخ ہی کیوں نہ ہو۔ مولویو۔ لگاؤ کفر کا فتویٰ۔ فرماؤ شیعہ۔ حیدرِ کرار کی زیادہ تعریف کرتے ہیں۔ یا کائنات کا ہر ولی مولا کی قصیدہ خوانی کرتا ہوا فخر سے جھوم رہا ہے۔ اللہ اکبر۔ لکھا ہے کہ حضرت فرید شکر گنج سے اُس کے کسی مُرید نے عرض کی کہ حضور آپ کثرت سے علیؑ علیؑ کرتے ہیں یہ آپ کا وظیفہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ آپ بھی ولی اور حضرت علیؑ بھی ولی پھر علیؑ علیؑ کرنے کے کیا معنی؟ فرید با تدبیر نے فرمایا تم کون ہو۔ عرض کی میں جناب کا مرید ہوں اور میری سکونت ملکہ ہانس میں ہے جو پاکپتن کے قریب ایک مشہور بستی ہے فرید نے فرمایا تیرا کاروبار کیا ہے؟ عرض کی میں بڑھئی یعنی ترکھان ہوں۔ زمینداروں کا کام درج کر کے بسر اوقات کرتا ہوں اور میں ملکہ ہانس کے زمینداروں کا کمی کہلاتا ہوں اس پر فقیر فرید پُر تاثیر نے فرمایا کہ تیری خوراک کس چیز کی ہے عرض کی حضور گندم۔ فرمایا زمینداروں کی خوراک کیا ہے عرض کی ان کی خوراک بھی گندم ہی ہے فرمایا تیری خوراک بھی گندم اور تیرے مالک زمیندار کی خوراک بھی گندم۔ مگر فرق بے انتہا کہ تو کمی کہلائے اور وہ زمیندار کہلاتے ہیں۔ ترکھان نے عرض کی حضور فرق اس لئے ہے کہ وہ گندم تو کھاتا ہے مگر اپنے گھر سے کھاتا ہے اور میں گندم زمینداروں سے مانگ کر کھاتا ہوں۔ فرید نے فرمایا بس یہی فرق مولائے کائنات حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ اور ساری دنیا کے ولیوں کا ہے۔ اے بھائی علیؑ کی ولایت گھر کی ہے اور ساری دنیا مولا کے در سے بھیک مانگ کر لیتی ہے۔ ارے علیؑ ولی ہی نہیں بلکہ اپنی نظر رحمت سے لوگوں کو ولی بنا دیا کرتا ہے۔ علیؑ ولی ہی نہیں بلکہ کل ولایت ہے دنیا کا کوئی انسان ولی بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ مولائے کائنات کی غلامی کا پٹہ گلے میں نہ ڈالے۔ بس دنیا کے تمام

فرید گنج شکر کا ورد علی علی تھا

مولانا محمد یار

ولی مولا علیؑ کے در کے بھیکاری ہیں۔ حیدر کرار سے بغض و عناد رکھنے والو اور سنو۔ مولانا محمد یار گڑھی اختیار خاں اپنے دیوان ۔ محمدی کے صـ ۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں

اے فخر ہر نبیؐ ولی یا علیؑ مدد علام ہر خفی و جلی یا علیؑ مدد

ہر مشکلے کہ حل نہ شود از تو حل شود حلال مشکلات کلی یا علیؑ مدد

قطب الاقطاب

لگاؤ کفر کا فتویٰ اپنے پیر طریقت پر۔ کیونکہ علیؑ علیؑ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ دنیا کے ایک اور ولی سید قطب علی شاہ صاحب جن کو پنجاب کے اکثر لوگ قطب الاقطاب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ اپنی مایہ ناز کتاب اسرار المعرفت کے صـ ۱۳۲ پر پوری نظم تحریر کرتے ہیں جسکا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

الف میم عین ایک سبھی فرق نہ جانو زیر زبر کا

قطب حیاتی رہے نہ ساتھی کر سامان سفر کا

یعنی الف اللہ ۔میم محمد ۔ عین علیؑ، یہ تینوں ایک ہی ہیں ۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ استغفر اللہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ محمدؐ مصطفیٰ اور علیؑ المرتضیٰ ایک ہی ہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔ ہمارا خدا واحد لاشریک لہٗ ہے۔ ہمارا محمدؐ مصطفیٰ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ہے اور مولا مرتضیٰؑ وصیؐ سید المرسلین ہے ہم تو مولا علیؑ کو نبی بھی نہیں مانتے بلکہ امام حق خلیفہ بلافصل اور جانشین محمدؐ مصطفیٰ مانتے ہیں اور تمہارا پیر قطب علی شاہ علیؑ کو خدا کہہ رہا ہے بتلاؤ مشرک نصیری کون ہوا۔ میں نے دنیا کے ولیوں کے ارشادات مولائے کائنات کے بارے میں بہت کچھ سنائے۔ جاتے جاتے

شہباز قلندر

ایک قلندر کی بات بھی سن لو کہ وہ مولا علیؑ کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔ حضرت شاہ شہباز قلندر فرماتے ہیں۔ شعر

ہر آں کتاب کہ در او نہ بود ذکر مرتضےٰ لعنت بر اوں کتاب و صاحب کتاب کن

فرمایا جس کتاب میں علیؑ کا ذکر نہ ہو اس کتاب پہ بھی لعنت کرو اور اس کتاب کے لکھنے والے پہ بھی لعنت کرو۔ صلوٰۃ ۔ مولانا محمد حسین صاحب ڈھکو جن کو شیعہ حضرات وہابی شیعہ کہتے ہیں انہوں نے بھی تو اتنا تسلیم کر لیا کہ ممکن ہے کہ کبھی عالم ارواح میں (اللہ تعالےٰ نے) سید اولیاء کو بھیج کر اپنے کسی برگزیدہ نبی کی مدد فرمائی ہو۔ کتاب اصول الشریعۃ صـ ۱۴۷، مولانا صاحب تو ممکن کہہ کر دبی زبان سے مولا علیؑ کو مشکل کشائے انبیاء تسلیم کرتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ حیدر کرار نے ہر نبی کی مشکل

میں مدد کی ہے۔ رُباعی

نائب ختم رُسل شہ ھدا کہتے ہیں ہم تمہیں دستِ خدا عقدہ کشا کہتے ہیں
یا علیؑ ہم سے چھپاتے ہو حقیقت اپنی ہے کوئی بات نصیری جو خدا کہتے ہیں

(صلوٰۃ)

بس قدرت نے الانسان کا ذکر کیا کہ دنیا اس کے دامن سے لگ جائے۔ آدمؑ نے الانسان کا ذکر کیا تو حوّا مل گئی۔ نوحؑ نے ذکر کیا تو کشتی بھنور سے پار ہو گئی۔ خلیلؑ نے ذکر کیا تو آگ گلزار بن گئی۔ کلیمؑ نے الانسان کا ذکر کیا تو دریا شگافتہ ہو گیا۔ فرعون غرق ہُوا اور کلیمؑ کو نجات مل گئی حضرت عیسیٰؑ نے ذکر کیا چرخِ چہارم پر سکونت مل گئی۔ آمنہؑ کے لال نے الانسان کا ذکر کیا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ پارہ ۶ رکوع ۵ کی سند مل گئی۔ دین کامل و اکمل ہو گیا، نعمتیں تمام ہو گئیں، نبوت ختم ہو گئی، منشائے توحید مکمل ہو گئی، الغرض جس جس نے الانسان کا ذکر کیا، اُس اُس کا مقصد حل ہو گیا۔ میں نے الانسان کا ذکر کیا۔ مقرر بن گیا۔ عاقبت سنور گئی۔ اللہ اکبر۔ کمالات انسانی کہ جس سے انسان کے بلند و بالا ارفع و اعلیٰ ہونے کا پتہ چلتا ہے وہ چار ہیں۔ اوّل علم، دوسرا شجاعت، تیسرا عبادت اور چوتھا ہے سخاوت، کائنات میں بعد از رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی فرد دکھلاؤ جو مولا علیؑ سے علم میں یا شجاعت میں یا عبادت میں یا سخاوت میں بلند ہو۔ ہاں اگر بلند نہ ملے تو برابر ہی دکھلا دو۔ میرے مولاؑ کے علم کا یہ مقام ہے ستر مرتبہ ثانی کو کہنا پڑا۔ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔ ثانی کو ہلاکت سے بچانے والا ثانی کے برابر کیسے۔ ثانی کی بیعت کیسی، میں یہاں جناب حیدرِ کرار کے علم اور شجاعت کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ سلمانؓ فارسی کا بیان ہے کہ ایک روز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ البطح میں تشریف فرما تھے کہ ہوا کے بگولہ سے ایک شخص چہرے پہ نقاب ڈالے ہوئے برآمد ہُوا اور رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے کے بعد درخواست پیش کی کہ اے اللہ کے رسولؐ میں اپنی قوم کا قاصد بن کر آپ کی خدمت میں پناہ طلب کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا اپنا واقعہ بیان کر۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگ قوم جن سے ہیں اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے ہیں۔ میرا

غطرفہ جن کی آمد

نام غطرفہ بن شمراج ہے میں بنو نجاح کا ایک فرد ہوں۔ ہمارے دوسرے قبیلہ کے لوگ گمراہ ہیں اور تعداد میں ہم سے زیادہ ہیں۔ ہماری سکونت تحت الارض یعنی زمین کے نیچے ہے ہمارے دشمنوں نے ہمارے اموال و باغات اور چشموں پر قبضہ کر رکھا ہے آپ اپنے کسی ایلچی کو میرے ساتھ روانہ کریں تاکہ وہ ہمارے مخالفوں کو سمجھا کر ہمارے اموال ہمیں واپس دلائے۔ رسولؐ اللہ نے غطرفہ جن کی باتیں سُن کر حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تم ان کے ساتھ جاکر تحت الارض کے نیچے ان دونوں کا عدل و انصاف سے فیصلہ کرا آؤ حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ! میں تحت الارض کے مقام پر کس طرح جاسکتا ہوں۔ میں ان کی زبان بھی نہیں جانتا۔ میں جنوں کے درمیان کیسے فیصلہ کرا سکتا ہوں۔ مولا مجھے معاف رکھئے اس کے بعد آنحضرت نے عمر سے کہا کہ تم چلے جاؤ۔ حضرت عمر نے بھی وہی جواب دیا جو ابوبکر نے دیا تھا اس کے بعد حضور عثمان کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت عثمان نے بھی وہی کچھ کہا جو کچھ ان دونوں نے عرض کیا تھا اس کے بعد حضورؐ پر نور نے حضرت علیؑ سے فرمایا بھائی علیؑ تم غطرفہ کے ساتھ جاؤ اور چھان بین کر کے انصاف سے ان کے درمیان فیصلہ کرا آؤ۔ بس حضرت امیر المومنینؑ تلوار لگا کر غطرفہ جن کے ساتھ چل دیئے۔ سلمانؓ کا بیان ہے میں ان دونوں کے پیچھے چلتا رہا۔ حضرت نے ایک وادی میں پہنچ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا اے ابوعبداللہ۔ اللہ تعالٰی تیری کوشش کا شکر گزار ہے اب تم واپس چلے جاؤ۔ سلمانؓ کا بیان ہے کہ میں رُک گیا اور دونوں کو دیکھتا رہا۔ بس زمین میں شگاف پڑ گیا۔ دونوں زمین کے اندر چلے گئے پھر زمین اسی طرح ہموار ہو گئی اور میں واپس چلا آیا لیکن میرا دل امیر المومنینؑ کی ہلاکت کے خوف سے حسرت و غم میں مبتلا تھا سلمانؓ کہتا ہے کہ رات گزر گئی اور صبح کی نماز آنحضرتؐ نے پڑھائی اور کوہ صفا پر آکر تشریف فرما ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا کہ علیؑ آنے والے ہیں مگر نماز ظہر کے وقت حضرت علیؑ نہ آئے اور آپ نے نماز ظہر اور نماز عصر بھی پڑھا دی۔ لوگوں میں اضطراب پیدا ہوا کہ شاید علیؑ کسی مصیبت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئے جب سورج غروب ہونے لگا تو اسی اثنا میں کوہ صفا شگافتہ ہوا اور حضرت امیرؑ المومنین نمودار ہوئے اور آپ کی تلوار سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور غطرفہ جن بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ رسولؐ اللہ نے آگے بڑھ کر علیؑ کی دونوں آنکھوں اور پیشانی کا بوسہ لیا فرمایا اے علیؑ اتنی دیر کیوں لگائی۔ حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ

شیر خدا کی جنات سے جنگ

جن جنات کی طرف میں گیا تھا۔ ان کی تعداد بہت تھی میں نے اُن منافقین اور بغاوت کرنے والوں کو سمجھایا۔ لیکن انہوں نے میری ایک نہ مانی۔ آخر کار ان سے جنگ کرنا پڑی چونکہ ان کی تعداد کافی تھی اس لئے جنگ کرتے کرتے دیر ہو گئی۔ جناب رسولخدا نے فرمایا اے علیؑ آخر کیا ہُوا۔ عرض کی کہ باغیوں کے جن اسّی ہزار سے زیادہ قتل ہو گئے اور باقی صلح پر آمادہ ہو گئے اور ایمان لا کر آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اس وقت تک کے تمام جھگڑے آپس کے ختم ہو گئے۔ غطرفہ نے حضرت امیرؑ کے قول کی تصدیق کی اور حضور کا شکر ادا کر کے اجازت لے کر واپس چلا گیا۔ اللہ اکبر۔ عیوان المعجزات صفحہ ۵ مسلمانو! جب علی المرتضیٰؑ علم۔ شجاعت عبادت اور سخاوت میں یکتائے روزگار ہیں تو کسی غیر سے مقابلہ کیسا۔ برابری کیونکر۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ خاکی کا مقابلہ خاکیوں سے کیا کرو اور نوری کا مقابلہ نوریوں سے کیا کرو۔ حضرت ابوبکر کا جوڑ برابری ہے عمر سے عثمان کا جوڑ ہے عبدالرحمٰن سے۔ مروان کا سفیان سے۔ طلحہ کا جوڑ بہتر ہے زبیر سے۔ عمارؓ کا جوڑ مقداد سے۔ سلیمانؓ کا جوڑ ابوذر غفاری سے اور علیؑ کا جوڑ ہے محمدؐ مصطفیٰ سے بس خاکیوں کو خاکیوں سے ملاؤ اور نوریوں کو نوریوں سے ملاؤ۔ سنو آدمؑ کا جوڑ ہے نوحؑ سے ابراہیمؑ کا جوڑ اسماعیلؑ سے۔ یعقوبؑ کا جوڑ یوسفؑ سے۔ داؤدؑ کا جوڑ سلیمانؑ۔ زکریاؑ کا جوڑ یحییٰؑ سے۔ موسیٰؑ کا جوڑ حضرت عیسےٰؑ سے اور محمدؐ مصطفیٰ کا جوڑ ہے علیؑ سے یہ ہے کامل جوڑ۔ اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ نبی کی حدیث ہے یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۲۔ صلوٰۃ۔ اب الانسان کی وضاحت سنو اور مجلس ختم۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ٥ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ٥ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا ٥ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ٥ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی لَهَا ٥ پارہ ۳۰ رکوع ۲۴ ترجمہ:۔ جس وقت ہلائی جائے گی زمین بھونچال اپنے سے اور نکال ڈالے گی زمین بوجھ اپنے اور کہے گا الانسان کیا ہُوا اس کو اور وحی کی گئی زمین کو حال بیان کرنے کی۔ حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ابوبکر کے دور خلافت میں ایک بار مدینہ میں زلزلہ آیا۔ لوگ ترساں وہراساں ابوبکر و عمر کے پاس پہنچے کہ حالات آگاہ کر کے کوئی صورت امن کی نکالیں کیا دیکھا کہ وہ بھی خوف زدہ ہو کر حضرت علیؑ کی طرف جا رہے ہیں۔ حضرت امیرؑ سے عرض کی اے علیؑ بللہ مدد کیجئے حضرت علیؑ ایک ٹیلے پر تشریف لے گئے اور لب ہائے مبارک کو جنبش دی اور زمین پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا مَالَكِ لَا تَسْكُنِیْ۔ تجھے کیا ہو گیا ہے کیا تو ساکن نہیں ہو گی پس وہ ساکن ہو گئی اور خوف جاتا رہا

مدینہ میں زلزلہ

اس کے بعد آپ نے فرمایا اور الانسان سے مراد میں ہوں اور قیامت کو زمین مجھے تمام حالات بتلائے گی تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ ص۵۲۵، کتاب عیوان المعجزات ص۳۷، مصباح المجالس جلد ۲ ص۱۰۱۔ زمین پر جو کچھ ہوا سب کچھ الانسان کو بتلائے گی تو کربلا کے واقعات بھی تو بتلائے گی کہ مولا تیری بیٹی زینبؑ اُجڑ گئی۔ بتولؑ کی بچیوں کی چادریں چھینی گئیں۔ مولا سکینہؑ کے در چھینے گئے۔ حسینؑ کی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ خیام اہلبیت کو نذر آتش کیا گیا۔ محمدؐ کی بیٹیاں سر ننگے در بدر پھیرائی گئیں۔ مولا حسینؑ کی انگشت مقدس جمال ملعون نے قطع کر لی۔ ہاں زمین سب کچھ ہی تو بیان کرے گی اس وقت مجھے مدینہ کا منظر یاد آگیا کہ جب نبیؐ کی بیٹیاں شام سے رہا ہو کر مدینے آئیں اور اپنے حالات نانے کو سنائے تھے۔ منقول ہے کہ جب لٹا ہوا قافلہ مدینہ کے قریب پہنچا اور مدینہ کے در و دیوار نظر آئے تو حضرت کلثومؑ نے نانے کے روضے پر نگاہ ڈال کر فرمایا۔ مَدِیْنَۃَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا۔ فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا - خَرَجْنَا مِنْكِ بِالْاَهْلِیْنَ جَمْعًا - رَجَعْنَا لَا رِجَالَ وَلَا بَنِیْنَا۔ اے نانا کے مدینہ ہم تجھ میں آنے کے قابل نہ رہے۔ کیونکہ ہم حسرت و اندوہ کے مارے ہوئے ہیں۔ جب یہاں سے چلے تھے تو بھرا کنبہ ساتھ تھا اور اب اس طرح واپس آئے ہیں کہ نہ کوئی مردوں میں باقی ہے اور نہ اولاد باقی ہے روایت میں ہے کہ حضرت امام علیؑ زین العابدینؑ نے بشیر بن جذلم سے فرمایا کہ تیرا باپ بھی شاعر تھا کیا تو بھی شاعری کر لیتا ہے عرض کی مولا۔ ہاں میں بھی شعر کہہ لیتا ہوں۔ فرمایا بشیر مدینہ جا کر ہمارے آنے کی خبر کر دے۔ الغرض اہل حرم نے بیرونِ شہر قیام کیا اور بشیر نے مدینہ میں آکر گلی کوچوں میں بلند آواز سے کہا۔ یَا اَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ بِهَا۔ قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَاَدْمُعِیْ مِدْرَارُ۔ مدینے والو اب مدینہ رہنے کی جگہ نہیں رہا۔ پس حسینؑ قتل کر دیئے گئے میرے آنسو ان کے غم میں جاری ہیں۔ عزادارو! اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ مدینہ کے زن و مرد بچے پریشان حال نکلے اور ہر طرف سے آواز بلند ہوئی۔ اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِاَرْضِ کَرْبَلَا - اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِاَرْضِ کَرْبَلَا۔ اس وقت بنی ہاشم کی مستورات کا پریشان حال تھا۔ لکھا ہے کہ فاطمہ صغریٰ ہائے بابا ہائے بابا کہہ کر نکلیں اور روتی ہوئی قافلہ کی طرف چلیں۔ کہتے ہیں کہ جناب صغریٰ کو دیکھ کر جناب زینبؑ نے مستورات سے فرمایا تم ذرہ خاموش رہنا دیکھتے ہیں کہ کیا فاطمہؑ ہمیں پہچانتی بھی ہے یا کہ نہیں۔ عزادارو! جب فاطمہ صغریٰ

ربط مصائب

مدینۃ جدنا لا تقبلینا

بشیر بن جذلم

قافلہ میں پہنچی تو کسی بی بی کو پہچان نہ سکی۔ اور واپس جانے لگیں تو حضرت باقرؑ نے دامن پکڑ لیا اور رو کر فرمایا پھوپھی کیا ہمیں بھول گئیں۔ کہا تو کون ہے؟ کہا کہ تیرا بھتیجا باقر یہ تیرا بھائی سجادؑ ہے اتنا سُننا تھا کہ فاطمہؑ غش کھا کر گر پڑی۔ سجادؑ نے بہن کا سر گود میں لیا اور آنسوؤں کا پانی چھڑک کر بہن کو ہوش میں لایا۔ مومنین ۔۔۔! فاطمہؑ صغریٰ جب ذرا سنبھلی تو ایک ایک بی بی کی گود دیکھتی تھیں۔ جناب زینبؑ نے پوچھا بیٹی کیا دیکھتی ہو عرض کیا کہ پھوپھی اماں اپنے چھوٹے بھائی اصغر کو تلاش کرتی ہوں۔ عزادارو! اتنا سُننا تھا کہ حضرت رباب کھڑی ہوگئیں اور دامن جھاڑ کر فرمایا۔ صغریٰ میرا دامن خالی ہے اصغر کربلا میں تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہوگیا۔ آخرکار یہ لٹا ہوا قافلہ مدینہ میں داخل ہوا رات کو سیدانیاں نانے کے روضے پر گئیں اور نانے کی تربت کو گلے لگا کر جی بھر کر روئیں۔ اور زینبؑ نے کہا نانا اُجڑی زینبؑ کا سلام قبول کر نانا۔ شعر۔

با برادر رفتہ بودم بے برادر آمدم تاج بر سر رفتہ بودم خاک در سر آمدم

اس کے بعد تمام سیدانیاں تربت بتولؑ پر پہنچیں اور ایسے دلخراش بین کئے کہ تربت بتولؑ سے آواز آئی زینبؑ بیٹی میں بھی تیرے ہر سفر میں ساتھ تھی۔ مصباح المجالس جلد ا صـ۲۸۶ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

شعر ؎

چھیڑ دوں گا حشر میں ذکر غمِ حسینؑ
موقعہ ہی کب ملے گا سوال و جواب کا

چھٹی مجلس

قرآن مجید، ترجمہ، تفسیر، تاویل، یتلو کا صحیح ترجمہ، شَاهِدٌ مِنهُ کا معنی، عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ کا اثبات، دہریے کا ایمان لانا، آل اور اصحاب میں فرق، سید الشہدا کی قربانیاں، مصائب اسیران کربلا کی رہائی دمشق میں صف ماتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَفَمَنۡ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ وَیَتۡلُوۡہُ شَاہِدٌ مِّنۡہُ وَمِنۡ قَبۡلِہٖ کِتٰبُ مُوۡسٰۤی اِمَامًا وَّرَحۡمَۃً ؕ پارہ ۱۲ رکوع ۲۔ اس کے برابر کون ہو سکتا ہے جو اپنے رب کی طرف سے کھلے معجزے لے کر آیا ہو اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا گواہ آتا ہو جو اس کا جزو ہو۔ قبل اس کے موسیٰ کی کتاب جو امام و رحمت تھی اس کی گواہی دیتی ہو۔

اللہ تعالےٰ کی کلام کے چار درجے ہیں اول قرآن مجید، دوسرا ترجمہ، تیسرا تفسیر اور چوتھی ہے تاویل، قرآن مجید اور ہے ترجمہ اور ہے تفسیر اور شئے ہے اور تاویل اور ہوا کرتی ہے۔ ان چاروں کے مراتب و درجات علیحدہ علیحدہ ہوا کرتے ہیں۔ سنئے قرآن مجید صرف وہی ہے جس کو عربی میں آپ پڑھتے ہیں۔ مثلاً اَفَمَنۡ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ۔ یہ قرآن مجید ہے اس کے نیچے جو اردو میں لکھا ہوا ہے وہ قرآن نہیں بلکہ ترجمہ ہے۔ ترجمہ تو قرآن نہیں ہے ترجمہ اور ہے قرآن مجید اور ہے۔ یعنی اوپر والا اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ نیچے والا مولوی صاحب کا کلام ہے۔ دنیا گمراہ اس لئے ہوگئی۔ کہ مولوی کے کلام کو اللہ کا کلام کہنا شروع کر دیا۔ جتنا بندے اور اللہ تعالےٰ میں فرق ہے اتنا ہی قرآن مجید اور ترجمے میں فرق ہے بیں ان چاروں درجوں کی وضاحت قرآن مجید ہی سے پیش کرتا ہوں۔ سنئیے

قَالَ الۡمَلِکُ اِنِّیۡۤ اَرٰی سَبۡعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاۡکُلُہُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٌ پارہ ۱۲ رکوع ۱۶ یہ ہے قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا کلام اور اس کا ترجمہ ہے کہ بادشاہ نے کہا دیکھا میں نے کہ سات موٹی

کہ ان کو کھاتی ہیں۔ سات دُبلی گائیں اور تفسیر اس کی یہ ہے کہ عزیزِ مصر کو خواب آیا اور اُس نے خواب کی تعبیر دریافت کی۔ جس کو سوائے یوسفؑ کے کسی نے نہ بتلایا اور تاویل اس کی وہ ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے بتلائی تھی کہ سات سال فراوانی سے غلّہ ہوگا اور پھر سات برس قحط رہے گا اے عزیزِ مصر تمہیں اس کی فکر کرنی چاہیئے اور اگر تمہاری سمجھ میں نہیں آتا تو میں اس کا بندوبست کر دیتا ہوں۔ جب قرآن مجید، ترجمہ، تفسیر اور تاویل کو آپ سمجھ چکے تو اب میں سلسلہ کلام کو آگے بڑھاتا ہوں۔ سنیئے ان چاروں میں آسان ہے ترجمہ اس سے مشکل ہے تفسیر پھر تفسیر سے مشکل ہے تاویل اور تاویل سے مشکل ہے قرآن مجید، ترجمہ، تفسیر، تاویل تینوں بندوں کے کمالات ہیں صرف اکیلا کلام مجید اللہ تعالےٰ کا کمال ہے۔ ہاں یہ تینوں تو برابر کہلا سکتے ہیں کیونکہ بندوں کے بنائے ہوئے ہیں مگر قرآن پاک کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ خدا کا بنایا ہوا ہے دنیا گمراہ اس لئے ہوگئی کہ ان تینوں کو قرآن کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ حضرت امیرؑ المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ اَنَا الصِّدِّيْقُ الْاَكْبَرُ لَا يَقُوْلُهَا بَعْدِىْ اِلَّا كَذَّابٌ وَاَنَا قُرْاٰنٌ نَاطِقٌ۔ منصب امامت ص۴۲ ابن ماجہ ص۱۲ فرمایا میں صدیق اکبر ہوں نہیں کہلائے گا میرے بعدی کوئی صدیق اکبر مگر کذّاب اور میں قرآن ناطق ہوں جب بندوں کا کلام قرآن صامت کا مقابلہ نہ کر سکا تو دنیا والے قرآنِ ناطق کا کیا مقابلہ کر سکیں گے۔ رُباعی

ادھر دیکھا اُدھر دیکھا یہاں دیکھا وہاں دیکھا   نگاہوں نے علیؑ جیسا مقدر ہے کہاں دیکھا
مع نعلین جو پہنچا تھا سدرہ کی بلندی پہ   اُسی کے دوشِ انور پہ علیؑ کو جانِ جاں دیکھا

(نعیمی) صلوٰۃ

میں آج ایک آیت پیش کرتا ہوں جس کا صرف اور صرف ترجمہ ہی کوئی مولوی صاحب مجھے کر کے دکھلائے ترجمہ تو ان چاروں سے آسان تر ہے ہرگز ہرگز کوئی دنیا کا مولوی اس کا ترجمہ صحیح نہیں کر سکتا قرآن مجید کا صحیح ترجمہ صرف معصوم ہی کی ذات کر سکتی ہے سنو۔ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ بتاؤ اس کا ترجمہ کیا ہے نہیں کر سکو گے حضور تیلو صیغہ واحد مذکر مضارع معلوم ہے فرماؤ اس کا مصدر کیا ہے اس کے دو مصدر ہو سکتے ہیں اور دونوں درست ہیں۔ دونوں کے معنی شاہد منہ پہ ٹھیک منطبق ہوتے ہیں۔ سنیئے۔ تلا یتلو تلوٌ تو تُلُوًّا بھی مصدر ہو سکتا ہے معنی ہوگا اس کا گواہ پیچھے پیچھے آتا ہے

قرآن مجید، ترجمہ، تفسیر، تاویل

رباعی

اسی طرح تِلاَ یَتلُوْ۔ تِلاَوَۃً بھی مصدر ہو سکتا ہے معنی ہو گا اس کا گواہ تلاوت کرتا ہے۔ یہ بھی درست اور ٹھیک ہے تُلُوّاً مصدر ہو یا تِلاَوَۃً مصدر ہو دونوں ٹھیک دونوں ترجمے درست دونوں کا سیاق و سباق صحیح۔ بتاؤ مسلمانو خدا نے یَتلُوْ کو کس مصدر کے کس معنی میں نازل فرمایا ہے اگر آپ تُلُوّاً کے مصدر سے کہیں گے تو تِلاَوَۃً۔ مصدر بتانے والے کو کیا جواب دو گے اور اگر تُلُوّاً کی بجائے تِلاَوَۃً کا مصدر فرماویں گے تو تُلُوّاً مصدر بتانے والے کو کیسے مطمئن کرو گے فرماؤ اللہ تعالےٰ نے کس معنی میں تیلو کو نازل کیا ہے ہاں اگر نہ بتا سکو اور ہرگز نہ بتا سکو گے تو پھر نہ کہا کرو کہ قرآن کافی ہے اس کو دُرست و صحیح وہی بتلائے گا جو قدرت کے ارادے و منشا سے واقف ہو اور وہ ہے معصوم کی ذات۔ مسلمانو ہمیں دونوں طرح کے معنی مصدر منظور و مقبول ہیں۔ واقعی حضورؐ نبی اکرم کا گواہ ان کے پیچھے پیچھے آتا ہے کردار کے لحاظ سے بھی اور زندگی کے اعتبار سے بھی۔ گواہ نقشِ قدم مصطفےٰ پر چلتا ہے اور گواہ کی تلاوت بھی انوکھی ہے ارے دو ہی تو بندے ہیں جن کی تلاوت نرالی ہے کوئی بشر ان کی تلاوت کا مقابلہ نہیں کر سکے گا بیٹے نے نوک نیزہ پر کربلا سے شام تک تلاوت کی۔ اور باپ نے گود مصطفےٰؐ میں قرآن مجید کے نازل ہونے سے بارہ برس پہلے تلاوت فرمائی اپنے بیگانے سب تسلیم کر چکے کہ ایک قدم رکاب میں رکھ کر تلاوت شروع کرتا تھا اور دوسرا قدم رکاب میں پہنچنے سے پہلے قرآن ختم ہو جاتا ہے اللہ اکبر۔ المجالس المرضیہ صد ۱۵۳، شواہد النبوۃ جامی، کوکب دری صد ۲۵۴۔ اب ذرا اختلاف معنی کی تشریح سنیئے آپ جانتے ہیں کہ ہر زبان میں بہت سے جملے فقرے ہوا کرتے ہیں جن کے کئی ایک معنی ہو سکتے ہیں اور قرینہ سے معنی معلوم کئے جاتے ہیں۔ چلو میں پنجابی زبان میں بالکل آسان طریقے سے سمجھاتا ہوں غور کریں۔

میں چلیا سفر نوں گھروں لیاں سویاں وٹ — بتی نوں دیکھیا اس دی سی چھوٹی وَٹ

وٹے وٹے ٹریا جاندا ساں اتوں سی بڑا وٹ — اگوں ہک مینوں بندہ ملیا اس دے نال سی ہیرا وٹ

میں اس نوں وٹ کے مکّا ماریا — وٹ کھا کے وٹ تے جا پیا

یہاں آٹھ مقام پر لفظ وٹ استعمال ہوا ہے مگر ہر مقام پر وٹ کا علیحدہ ترجمہ ہے جو سیاق و سباق سے معلوم کیا جاتا ہے اور بعض مقام پر سیاق و سباق سے بھی پتہ چلتا کہ یہاں کیا معنی ہیں تو وہاں ملاں لوگ اندازے سے کام چلاتے ہیں ایک دو مثالیں یہ بھی سماعت فرماویں۔ غار کا ترجمہ ہے گڑھا نیچی

تلو کا معنی بتانا مشکل

لفظ وٹ کا معنی سمجھانا مشکل

جگہ اور غار کا ترجمہ ایک قسم کی گھاس بھی ہے جس کے جلانے سے خوشبو آتی ہے۔ گھاس بھی جو جنگل میں ہوا کرتی ہے اور گڑھا یعنی نیچی جگہ بھی جنگل میں۔ اب ایک آدمی نے جنگل میں اِدھر اُدھر نظر کرکے کہا کہ یہاں غار نظر نہیں آتی فرماؤ کیا ترجمہ کرو گے قرینہ دونوں کا ایک ہے کیا معلوم مخاطب کی مراد گھاس ہے یا گڑھا اور سُنیں۔ غنا کا معنی دولت بے نیازی ہے اور حُسنِ صوت بھی ہے اگر کوئی کہے غنا اچھی چیز نہیں اس سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔ فرماؤ متکلم کی مراد حسن صوت ہے یا فراوانی دولت ہے معلوم ہوا کہ جہاں الفاظ کا سمجھنا ضروری ہے۔ وہاں متکلم کی منشا کا معلوم کرنا بھی ضروری ہوا کرتا ہے جب ہم اپنی مادری دملکی زبان کو کما حقہٗ نہیں سمجھ سکتے تو خالق کے کلام کو کما حقہٗ کس طرح سمجھ سکیں گے بس تیلو کا صحیح ترجمہ وہی کرے گا جو خالق کائنات کی منشا و ارادہ سے واقف ہوگا۔ میرے مولا امیر المومنین فرماتے ہیں۔ لَوْ ثُنِيَتْ لِيَ الْوِسَادَةُ فَجَلَسْتُ عَلَيْهَا لَحَكَمْتُ بَيْنَ اَهْلِ التَّوْرٰةِ بِتَوْرٰتِهِمْ وَبَيْنَ اَهْلِ الْاِنْجِيْلِ بِاِنْجِيْلِهِمْ وَبَيْنَ اَهْلِ الزَّبُوْرِ بِزَبُوْرِهِمْ وَبَيْنَ اَهْلِ الْفُرْقَانِ بِفُرْقَانِهِمْ تذکرۃ الخواص ص۱۴۴ المجالس المرضیہ ص۲۰۲، ارجح المطالب ص۱۱۱

زاذان کہتا ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو کہتے ہوئے سُنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور نفسِ انسانی کو پیدا کیا اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے تو میں اہل تورات کے درمیان ان کی تورات سے فیصلہ کروں۔ اہل انجیل کے درمیان ان کی انجیل سے اہل زبور کے درمیان ان کی زبور سے اور اہل قرآن کے درمیان ان کے قرآن سے کہ ہر کتاب پکار اٹھے کہ جو کچھ علیؑ نے فیصلہ دیا ہے یہی حق ہے اور اللہ تعالےٰ کے حکم کے عین مطابق ہے۔ اس فرمان حقیقت بیان سے ثابت ہو گیا کہ میرے مولا حیدرِ کرار اللہ کے منشاء و ارادہ سے واقف تھے۔ صلوٰۃ۔ بس تیلو کا صحیح ترجمہ وہی بتلائے گا جو قدرت کی منشا سے واقفیت رکھتا ہو میں کہتا ہوں جو جی چاہے یتلو کا ترجمہ کر لیا کرو ہمیں دونوں طرح سے منظور ہے دونوں طرح سے ہی میرے مولا کی شان روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے۔

آگے ہے شَاهِدٌ مِّنْهُ محمد کا گواہ ہے۔ مسلمانو یہ گواہ محمد بن عبداللہ کا نہیں ہے بلکہ محمد رسول اللہ کا ہے نبوت کا گواہ ہے رسالت کا گواہ۔ اِدھر محمد مصطفٰےؐ تاج نبوت پہن رہے تھے اور اُدھر گواہ نبوّت دیکھ رہا تھا اِدھر محمد مصطفٰےؐ عبائے رسالت زیب تن فرما رہے تھے اور گواہ رسالت دیکھ رہا تھا۔ لوگو! مکہ کا گواہ نہیں بلکہ ارشادِ نبوی ہے كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ ینابیع المودۃ ص۱۰ فرمایا میں

کُنْتُ وَصِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ

اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم آب و گل میں تھے اور گواہ رسالت نے کہا کُنْتُ وَصِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ ۔ کوکب دری صہ ۱۸۹ ، مودۃ القربیٰ صہ ۳۶ میں اس وقت بھی وصی تھا جبکہ آدم آب و گل میں تھے دنیا کی عدالت میں عینی گواہ کی گواہی قابل قبول ہوا کرتی ہے بھلا کسی قاضی کے سامنے یہ کہہ کر فتویٰ تو صادر کراؤ کہ میں نے سُنا ہے کہ فلاں شخص نے چوری کی ہے عدالت کہے گی جس سے تم نے سُنا ہے ۔ وہ کیوں نہ گواہی دے ۔ جب دنیا کی عدالت میں سماعی گواہ کو کوئی نہیں پوچھتا تو قدرت کی عدالت میں سماعی گواہ کیسے قبول ہو جائے گا ۔ تلاش کر کے بتلاؤ گواہ رسالت کون ہے ؟ اگر تیرے مرشدوں سے نہ ملے تو میرے مولا کا فرمان واجب اذعان تسلیم کرلے کہ مولا فرماتے ہیں عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے مراد رسولخداؐ اور شَاهِدٌ مِّنْهُ سے میں علیؑ ابن ابی طالبؑ مراد ہوں ۔ تذکرۃ الخواص صہ ۱۶ ، تفسیر در منثور جلد ۳ صہ ۳۲۴ سطر ۱۶ مطبوعہ مصر تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صہ ۵۴ لفظ مِنْهُ نہایت قابل غور ہے کہ اس مِنْهُ کے معنی کیا ہوئے ۔ تمام مفسرین نے مِنْهُ کے معنی جزو کے کئے ہیں یعنی عَلٰی بَیِّنَةٍ کا شَاهِدٌ مِّنْهُ جزو ہے دنیا جب مِنْهُ کو نہ سمجھ سکی تو مِنِّی کو کیا سمجھے گی فرمایا حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صہ ۲۷۶ فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں جب جزو سمجھ میں نہ آسکا تو کل کیسے سمجھ میں آسکے گا دھڑ دار ملاں اپنے مطلب کی سوچ چکا ہے آل محمدؐ کے فضائل بیان کرنے سے تو اس کا اپنا معاملہ کرکرا ہوتا ہے

حکایت

حکایت ایک آدمی کہیں بانسری بجا رہا تھا کسی مولوی صاحب کی نگاہ پڑ گئی انہوں نے ارشاد فرمایا بھائی بانسری نہ بجایا کرو یہ شیطانی فعل ہے ابلیسؑ کا کہنا ماننے والے جہنم میں جائیں گے مومن وہی ہے جو شیطان کی مخالفت کرے ، بانسری بجانے والا خاموش ہو گیا اور دوسرے دن مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی مولانا آپ نے حکم دیا تھا کہ شیطان کا کہا نہ مانا کرو فرمایا ہاں ٹھیک ہے شیطان کی مخالفت کرنا مومن کی علامت ہے عرض کی حضور ساری رات مجھے شیطان نے سونے نہیں دیا ۔ کہتا ہے کہ جو تیرے پاس لال رنگ کی گائے ہے وہ مولوی صاحب کو دے دو اور آپ کہتے ہیں کہ شیطان کا کہنا نہ مانا کرو ۔ اب میں کیا کروں مولوی صاحب نے جب دیکھا کہ کام بنتا ہے تو کہہ دیا کہ ہاں کبھی کبھی شیطان کی بات بھی مان لیا کرو کہ حق اس کے مُنہ سے بھی کبھی کبھار نکل جاتا ہے جب میاں جی کی یہ حالت ہو تو ۔ دین کا خدا ہی محافظ ہے مسلمانو ہر مفسر نے چاہے سنی ہو یا شیعہ سب نے یہاں مِن کو تبعیضیہ لکھا ہے کہ گواہ محمدؐ کا محمدؐ کا جزو یعنی حصہ ہے تو جو کمال کُل میں ہو گا وہی کمال اُس کے جزو میں ہو گا کل نوری ہے تو جزو بھی نوری ہی ہو گا

بس کل کو دیکھتے جاؤ اور جزو کو پہچانتے جاؤ۔ صلوٰۃ ۔ اب میں قرآن مجید سے کل اور جزو کا تقابل کرتا ہوں سنو اور ایمان کو تازہ کرو۔ قرآن مجید میں کُل یعنی محمد مصطفیٰ کی شان میں ہے ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ پارہ ۳ رکوع ۱۲ ۔ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو حبیب ان سے کہہ دو کہ میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کریگا نبی اکرمؐ سے محبت گویا خدا تعالےٰ سے محبت کرنا ہے اور اگر نبی اکرمؐ سے بغض ہے تو خدا تعالےٰ سے بغض ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت وہی کریگا جو حلال زادہ ہوگا اور نبی اکرمؐ کا گستاخ وہی ہوگا جو حرام زادہ ہوگا۔ منقول ہے کہ مدینہ منورہ کے بازار میں چند بچے کھیل رہے تھے کہ جناب سرور کائنات، فخر موجودات، علت غائی ممکنات کا وہاں سے گزر ہُوا۔ تمام بچے راستہ چھوڑ کر ایک طرف سر جھکا کر کھڑے ہو گئے ایک لڑکے نے آگے بڑھ کر کہا السلام علیکم یارسول اللہ کہا چونکہ اس لڑکے کی آواز اور لہجہ گستاخانہ تھا حضورؐ نے جواب دیا علیک السلام یا ولدالحرام جب صحابہ نے یہ سُنا تو انہی لڑکے کے والد سے ذکر کیا کہ آج نبی اکرمؐ نے تیرے بیٹے کو ولدالحرام فرمایا ہے تو وہ مرد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کی کہ مولا۔ میں نہیں سمجھا کہ یہ میرا بیٹا کس طرح حرام زادہ ہے فرمایا گستاخ مصطفیٰ جو ہے عرض کی آقا اس کے حرام زادے ہونے میں میرا قصور ہے یا اس کی ماں کا فرمایا تیرا کہ جس رات اس کا نطفہ ماں کے رحم میں باپ کے صُلب سے منتقل ہوا ہے اس دن تیری غذا حلال کی کمائی سے نہ تھی یہ حرام غذا کی تاثیر ہے کہ یہ نبیؐ اکرم کا گستاخ ہے بس فیصلہ ہو گیا کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گستاخ ہوگا وہی حرام زادہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے ثابت ہے کہ نبی کی محبت تمام مسلمانو پر واجب ہے بسنو اگر نبیؐ کے بارے میں قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ تو جزو کی شان ہے ۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ۔ پارہ ۲۵ رکوع ۴ میرے حبیب ان سے کہہ دے کہ میں تم سے کوئی اجر رسالت نہیں چاہتا صرف یہ کہ میرے قریبیوں سے مودت کرو۔ کُل کی مودت واجب ہے تو جزو کی مودت بھی واجب ۔ (۲) ہاں کُلّ کیلئے ہے طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى پارہ ۱۶ رکوع ۱۰ ۔ میرے طاہر بندے میں نے اس لئے قرآن نازل نہیں کیا کہ تو تکلیف اٹھائے یہاں قدرت نے کُل کی طہارت و پاکیزگی کا اعلان کیا ہے تو جزو کیلئے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۔ پارہ ۲۲ رکوع ۱ ۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کا ارادہ ہے اے اہلبیت محمدؐ کہ تم سے رجس کو دُور رکھے اور تمہیں ایسا پاک رکھے ۔ جیسا پاک رکھنے کا حق ہے جیسا

کُل طاہر و پاک ہے ویسا ہی جزو پاک و طاہر ہے اسی لئے تو فرمایا کرتے تھے حدیث نبوی ہے ۔ یَا عَلِیُّ دَمُکَ دَمِی لَحْمُکَ لَحْمِی قَلْبُکَ قَلْبِی نَفْسُکَ نَفْسِی رُوْحُکَ رُوْحِی ۔ کوکب دری ص۱۹۲ فرمایا اے علیؑ تیرا خون میرا خون ہے تیرا گوشت میرا گوشت ہے تیرا دل میرا دل ہے، تیرا جسم میرا جسم ہے، تیری روح میری روح ہے اللہ اکبر۔ اور سنئے کل کیلئے ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ سلام ہو تجھ پر اے نبی اکرمؐ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں تو جزو کی شان میں ہے سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسِیْنَ پارہ ۲۳ رکوع ۸ سلام ہو تم پر اے آل یٰسین ۔ دیکھیں سُنی کتاب ارجح المطالب ص۸۰ بحوالہ الصواعق المحرقہ ۔ مسلمانو۔ جس کو اللہ تعالیٰ سلام کہے اگر چند بندے اُسے سلام نہ کہیں تو اس کا کیا بگڑتا ہے چند سال ہوئے حکومت سعودی عرب نے مسجد نبوی کی توسیع کی اور چند دروازے بنائے ان کے نام رکھے ایک کا نام باب ابوبکرؓ، دوسرے کا نام باب عمرؓ تیسرے کا نام باب عثمان اور چوتھے کا نام باب سعود اور پانچویں کا نام باب عزیز رکھا اور چھٹا باب ہے باب جبرئیلؑ یہ پرانا نام ہے اور اسی دروازے سے شیعہ حضرات مسجد رسول میں داخل ہوتے ہیں۔ سعودی حکومت نے تمام دروازوں کے نام اپنے ہی کنبہ کے ناموں پر رکھ کر علیؑ کو فراموش کر کے دل کی بھڑاس نکال لی اور خوشی منائی کہ علیؑ کی شان گھٹ گئی۔ ان دروازوں کے ناموں کی فہرست پڑھ کر حضرات اہلسنت نے بھی بُرا منایا کہ جناب امیرؑ کے نام پر بھی باب ہونا ضروری ہے مگر حکومت نے کسی کی نہ سُنی اور دروازوں کے ناموں کا اعلان کر دیا میں نے ایک خط شاہ عزیز کو لکھا کہ میرا مولا محتاج نہیں ہے اگر تو نے اپنے ضمیر کی آواز ظاہر کر دی ۔ تو سُن کہ میرے مولا کا نام جنّت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ بِاَلْفَیْ عَامٍ کوکب دری ص۱۵۲ مودۃ القربیٰ ص۱۵، تذکرۃ الخواص ص۲۹ ۔ ارے تمہارا تو ایمان ہے کہ جس مسجد پر علیؑ کا نام ہو وہ مسجد شیعوں کی جس مکان پر علیؑ کا نام ہو وہ مکان شیعوں کا ۔ جس موٹر پر علیؑ کا نام ہو وہ موٹر شیعوں کی جس دکان پر علیؑ کا نام ہو وہ دکان شیعوں کی تو جس جنت پر علیؑ کا نام ہو تو وہ جنّت بھی شیعوں کی ۔ علیؑ کے نام سے گھبرانے والو ۔ اگر جنّت کے دروازے تک جانا نصیب ہو تو جنّت کے دروازے پر علیؑ کے نام کا بورڈ پڑھ کر پلٹ جانا اور یہی غیرت مندی کا دستور ہے ہم تو بھائی جنّت کے دروازے پر مولا علیؑ کا نام پڑھ کر یہی سمجھیں گے یہ امام بارگاہ ہے ہماری عبادت کی جگہ ہے چلو مولا کے قصیدے ہی سُنیں گے ۔ مولوی صاحب نے فرمایا واقعی جنّت کے دروازے پر کلمہ ہے مگر علیؑ ولی اللہ تو نہیں ہے اخو رسول اللہ ہی ہے

دروازہ جنت پر علی ولی اللہ

حضرت علیؑ شیعوں کے پیشوا ہیں

جواباً عرض ہے کہ جن کتابوں کا میں نے حوالہ پیش کیا ہے یہ کتابیں سُنی مذہب کی ہیں۔ لو میں شیعہ سُنی دونوں مذاہب کی کتابوں سے عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ دکھلائے دیتا ہوں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کلمہ طیبہ مومن کا یہ قول ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ترجمہ حاشیہ مقبول احمد صاحب پارہ ۲۲ رکوع ۱۴ صـ۸۶۸ اور سنو، تفسیر برہان میں بروایت قمی، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فطرت جس پر اللہ نے لوگوں کو خلق فرمایا ہے وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیُّ اللّٰہِ۔ تفسیر انوار النجف جلد ۱۱ صـ۱۱ اور سنو احتجاج میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاند کو پیدا کیا تو اس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ لکھ دیا۔ ترجمہ حاشیہ مقبول احمد صاحب پارہ ۱۵ رکوع ۲ صـ۵۶۳ اور سنو بروایت کافی میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ ولایت علیؑ تمام انبیاء کی کتابوں میں درج ہے وَلَمْ یَبْعَثِ اللّٰہُ رَسُوْلًا اِلَّا بِنُبُوَّۃِ مُحَمَّدٍ وَّ وَلَایَۃِ وَصِیِّہٖ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ یعنی خدا نے کسی کو عہدہ رسالت عطا نہیں فرمایا مگر نبوت محمدؐ اور ولایت علیؑ کے ساتھ۔ برہان۔ تفسیر انوار النجف جلد ۱ صـ۲۱۲ اور سنو۔ منقول ہے کہ جب رسول خدا معراج پر تشریف لے گئے تو انہوں نے آسمان پر زمین سے ایک نور ساطع دیکھا اور حضرت جبرئیل سے اس نور کی کیفیت دریافت کی۔ جبرئیل نے عرض کی کہ بنی اسرائیل میں سے وہ لوگ جنہوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی۔ وہ اولاد حضرت یوسفؑ اور بنیامین سے تھی اور وہ لوگ کوہ قاف میں عبادت گزاری کرتے رہے اب ان کی اولاد اسی جگہ آباد ہے یہ نور جو زمین سے آ رہا ہے انہیں کی عبادت گزاری اور تقدس کا نتیجہ ہے جناب رسول کریم نے فرمایا کہ اے جبرئیل میں ان سے مل کر ان کے دین کی تکمیل کروں گا۔ چنانچہ رسولؐ کریم معراج سے واپسی پر ان سے ملے اور حضرت جبرئیل نے ان کو حضرت کا تعارف کرایا کہ یہ تمہارا نبی عربی قرشی ہے یہ سنتے ہی ان لوگوں نے بتعلیم جبرئیل اس طرح کلمہ پڑھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ۔ تاریخ اسلام جلد اول کراروی صـ۳۸۷ اور سنو کتاب سراج القلوب مصنفہ ابو النصر ابن محمد القطان الغزنوی سے مستفاد ہوتا ہے کہ کوہ قاف جو دنیا کے گرد واقع ہے اس میں جھنڈے گڑے ہوئے ہیں جن پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ حَقًّا حَقًّا لکھا ہوا ہے تاریخ اسلام کراروی جلد ۱ صـ۳۸۸ اور سنو حضرت موسےٰ کو جو عصا حضرت شعیب کی طرف سے ملا تھا۔ وہ حضرت آدمؑ کا جنت سے لایا ہوا تھا بروایت سراج القلوب وہ دس گز کا لمبا تھا اور اس پر سبز عبارت میں

عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ خلیفہ رسول اللّٰہ

جناب امیر کا چشمہ سے پتھر ہٹانا اور دیرانی کا ایمان لانا

تین سطریں مرقوم تھیں پہلی سطر میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ۔ دوسری سطر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ اور تیسری سطر میں
عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہِ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سِبْطَا رَسُوْلِ اللہِ تاریخ اسلام کراروی جلد ا صفحہ ۲۹۴ ۔ اب دو چار حوالے
اہلسنت کی کتابوں سے بھی ملاحظہ فرماویں کہ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہِ جائز ہے کہ نہیں ۔ قَالَ اِمَامُ الرَّاشِدِیْنَ کَرَّمَ
اللہُ وَجْہَہٗ اَنَا اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللہُ حُجَّتَہٗ وَکَتَبَ عَلٰی حَوَاشِیْہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہِ وَوَصِیُّہٗ فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ عرش کے چاروں طرف یہ کلمہ لکھا ہوا
ہے ۔ کوکب دری صفحہ ۲ ۔ ینابیع المودۃ صفحہ ۲۵ پر بھی عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہِ مرقوم ہے ۔ اس کے علاوہ ملا عبدالرحمٰن
جامی کی کتاب شواہد النبوۃ کے صفحہ ۱۶۴ سے سُنیں ۔ منقول ہے کہ صفین کو جاتے ہوئے راستہ میں حضرت امیر علیہ السلام
کی فوج کا پانی ختم ہو گیا ہر چند اِدھر اُدھر لوگ دوڑے مگر پانی کا کہیں نشان نہ ملا ۔ حضرت نے ان کو ذرا
راستہ سے ایک طرف کو ہٹ کر چلنے کا حکم دیا ۔ بیابان میں ایک دیر نظر پڑا ۔ اصحاب نے دیرانی سے پانی
کے بارے میں پوچھا ۔ اُس نے کہا کہ پانی یہاں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے ۔ صحابہ نے عرض کی
یا امیر المومنینؑ پیشتر اس کے کہ ہم میں طاقت نہ رہے پانی پر پہنچنے کی اجازت دیجئے ۔ فرمایا یہ پتھر جو میرے
پاؤں کے نیچے ہے پانی کے اُوپر ہے اس کو اکھاڑنے کی کوشش کرو ۔ بہت سے اصحاب نے مل کر ہر چند
زور لگایا مگر اس پتھر کو حرکت نہ دے سکے ۔ یہ حالت اصحاب کی دیکھ حضرت امیرؑ آگے بڑھے اور اپنی دو انگلیوں
سے اس پتھر کو چشمہ پر سے دُور ڈال دیا ۔ اس کے نیچے سے نہایت صاف اور شیریں پانی نکلا ۔ چونکہ اس
سفر میں اس سے بہتر پانی نہ پیا تھا اس لئے ساقی کوثر کی عنایت سے سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا ۔
اور جتنا چاہا بھر کر ساتھ لیا ۔ پھر آنجناب نے اس بھاری پتھر کو اٹھا کر بدستور سابق چشمہ رُوح افزا پر رکھ دیا اور
آپ کے حکم سے اس کو مٹی سے پاٹ دیا ۔ جب راہب نے یہ حال مشاہدہ کیا تو اپنے دیر سے نیچے اُترا ۔
اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ پھر آپ ہی اپنا تعارف کرائیں کہ آپ کون ہیں فرمایا میں محمد بن عبداللہ
خاتم الانبیاء صلوٰت اللہ علیہ کا وصی ہوں ۔ دیرانی نے یہ سُن کر عرض کی کہ ہاتھ بڑھائیے کہ میں مسلمان ہوتا ہوں
پس مولا علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اُس نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللہِ
وَاَشْھَدُ اَنَّکَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللہِ ۔ اس کے بعد جناب امیرؑ نے اس سے پوچھا کہ تو نے آج کس وجہ سے
اپنے باپ دادا کا مذہب ترک کر کے اسلام اختیار کیا ہے اُس نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ ہم نے اپنی کتابوں
میں دیکھا ہے اور اپنے علماء سے سُنا ہے کہ اس جگہ ایک چشمہ ہے اور اس کے اُوپر پتھر ہے جس کو پیغمبر یا وصی

پیغمبر کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی اُسے اُکھاڑ سکتا ہے جب یہ کام میں نے آپ سے مشاہدہ کیا تو میں اپنی مراد کو پہنچ گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ کوکب دری ص۳۰۳، اور سنو! کتاب احسن الکبار میں حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ ایک روز زمانہ خلافت ظاہری میں امیرالمؤمنینؑ بازار کوفہ میں جا رہے تھے ایک یہودی کو دیکھا کہ وہ سر پر ہاتھ مار کر کہہ رہا ہے مسلمانو تم جاہلیت کے طریق پر عمل کر رہے ہو اور اسلام کا قاعدہ نہیں برتتے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا یہودی تجھے کیا تکلیف پیش آئی اُس نے جواب دیا میں سوداگر ہوں میرے ساٹھ گدھے جو مال اور اسباب سے بھرے ہوئے تھے جب ساباط مدائن سے گزرا تو رہزن ان کو اُڑا لے گئے۔ امیرؑ نے فرمایا، خاطر جمع رکھ تیرا مال ضائع نہ ہوگا اور قنبر کو حکم دیا کہ دلدل پر زین ڈالو جب دلدل تیار ہو گیا تو مولا امیرالمؤمنینؑ نے سوار ہو کر قنبر اور اصبغ بن نباتہ سے فرمایا کہ تم اس یہودی کو میرے آگے لے چلو۔ جب چلتے چلتے اس مقام پر پہنچے جہاں مال گم ہوا تھا تو چابک سے ایک خط زمین پر فرمایا کہ تم سب اس خط کے اندر آ جاؤ اور اس سے باہر نہ آنا۔ ورنہ جن تم کو اڑا لے جائیں گے پھر دُلدل کو جولان دے کر فرمایا اے جنو خدا کی قسم اگر اس یہودی کے گدھے تم نے نہ دیئے تو جو عہد کہ میرے اور تمہارے درمیان ہے ٹوٹ جائے گا اور تم کو ذوالفقار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ جن یکبارگی پکار اُٹھے یا وصی خیر المرسلین ہم خدا اور رسولؐ کے فرمانبردار اور طاعت گزار ہیں ہماری تقصیر معاف کیجیئے اور ساٹھ گدھے لدے لدائے بے کم و کاست نمودار ہوئے۔ امیرالمؤمنینؑ نے ان کو یہودی کے حوالے کر کے فرمایا دیکھ تو سہی کیا تیرا سب مال قائم ہے کچھ کم تو نہیں ہوا۔ یہ واقعہ دیکھ کر یہودی نے عرض کی کہ آپ کا نام اور رسول اللہ کا نام اور آپ کے بیٹوں کا نام توریت میں کیا ہے فرمایا رسول اللہ کا نام طاب طاب ہے اور میرا نام ایلیا ہے اور میرے بیٹوں کا نام بصیر اور مستقیق ہے پس یہودی نے تصدیق کر کے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ کوکب دری ص۳۰۴ اور سنو حضرت سلمان فارسی کا بیان ہے کہ ایک روز میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ جنگل میں تھا کہ آپ نے ایک جانور سے فرمایا کہ اس جنگل ویرانے میں نہ پانی ہے نہ دانہ تو نے کیونکر اسے مسکن بنایا تو اس جانور نے فصیح زبان میں جواب دیا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّهٗ کی قسم ہے کہ جب ہم کو بھوک لگتی ہے تو آپ کے دشمنوں پر لعنت کرتے ہیں بس سیر اور سیراب ہو جاتے ہیں کوکب دری ص۳۰۵۔ صلوٰۃ۔ میں عَلِیٌّ وَلِیٌّ

جنات اور یہودی کے گدھے

جانور

اللہ شیعہ سنی حضرات کی کتابوں سے ثابت کرتا ہوا بہت دور نکل گیا۔ اب اصل مقصد کی طرف آتا ہوں کہ اگر گل پہ قدرت کی طرف سے سلام ہے تو جزو کیلئے بھی سلام کا اعلان ہو رہا ہے۔ ہاں نبی اکرم پر درود وسلام ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا پارہ ۲۲ رکوع ۴ یعنی اللہ تعالٰے اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی نبی پر صلوٰۃ وسلام بھیجو صواعق محرقہ میں کعب سے روایت ہے کہ آیۂ مذکور کے نازل ہونے کے بعد صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ تعلیم فرمائیں کہ آپ پر کیونکر صلوٰۃ وسلام بھیجیں فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ منقول ہے کہ ایک شخص نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہا یہ سن کر آنحضرت نے فرمایا مَنْ فَرَّقَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اٰلِیْ بِعَلٰی فَلَیْسَ مِنْ اُمَّتِیْ جو کوئی مجھ میں اور میری آل میں لفظ علی جدائی ڈالے پس وہ میری اُمت سے نہیں ہے کوکب دری صا۱۲ مسلمانو آل اور اصحاب میں کتنا واضح فرق ہے کہ اگر آلِ محمدؐ پر نماز میں درود نہ بھیجا جائے تو نماز باطل ہوگی اور اگر نماز میں اصحاب محمدؐ پر درود بھیجا جائے تو نماز باطل ہوگی۔ اس فرق کے ہوتے ہوئے آل اور اصحاب کو برابر وہی کہے گا جو رات اور دن میں برابری کا مدعی ہو۔ پس جس کی آنکھوں میں نور نہ ہو وہ دن اور رات میں تمیز نہیں کر سکے گا اور جس کے دل میں نورِ ایمان نہ ہو وہ آل اور اصحاب میں فرق وتمیز نہیں کر سکے گا۔ آج کا مُلّاں کہتا ہے کہ آل میں تو تمام اُمت ہی داخل ہے کیونکہ قرآن مجید میں ماننے والوں کو خدا نے اس کی آل فرمایا ہے جس کو کوئی ماننے قرآن مجید کی آیت بطور دلیل کے پیش کی جاتی ہے وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ پارہ ۱ رکوع ۶ اور غرق کیا ہم نے فرعون کی آل کو اور تم دیکھتے رہے۔ یعنی جو دریائے نیل میں غرق ہوئے تھے وہ تمام فرعون کے رشتہ دار تھے بلکہ فرعون کے ماننے والے تھے تو خداوند تعالٰے نے فرعون کے ماننے والوں کو فرعون کی آل فرمایا ہے جواباً عرض ہے کہ دوسرے مقام پر قدرت کا فرمان ہے۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗ۔ پارہ ۲۴ رکوع ۹ اور کہا ایک مرد نے جو مومن تھا آل فرعون سے اور اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا تو اس مقام پر اللہ تعالٰے نے ایک مرد مومن کو آلِ فرعون فرمایا ہے۔ نتیجہ نکلا۔ کہ ماننے والے اور نہ ماننے والے دونوں طرح کے لوگ آل فرعون کہلاتے تھے اور قرآن مجید نے دونوں کی تصدیق فرما دی۔ ہم نے تلاش کرنا ہے آل محمدؐ کو کہ ہمارے نبیؐ کی کونسی آل ہے کیا تمام اُمت آل محمدؐ ہے یا کچھ مخصوص لوگ آلِ محمدؐ میں شامل ہیں۔ اب نبیؐ اکرم کا فرمان حقیقت بیان سنو! عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ

صدقہ آل محمدؐ پر حرام اور اصحاب مزے سے کھاتے رہے

رَبِیعَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذِہِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا ھِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّھَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ مشکوٰۃ شریف جلد۱ صفحہ ۴۲۸، حضرت عبدالمطلب بن کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ صدقات یعنی زکوٰۃ وغیرہ آدمیوں کا میل ہے اور ان کا کھانا محمدؐ اور آل محمدؐ کے لئے جائز نہیں ہے۔ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث میں آل کا ترجمہ اولاد کیا ہے یعنی صدقہ محمدؐ اور آل محمدؐ کے لئے جائز نہیں ہے تو اس فرمانِ مصطفےٰ سے ثابت ہوا کہ صدقہ محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر حرام ہے پس جس پر صدقہ حرام ہے وہ آل میں داخل ہے دوسری حدیث سنو تاکہ بالکل معاملہ صاف ہو جائے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْہُ اَھَدِیَّۃٌ اَمْ صَدَقَۃٌ فَاِنْ قِیْلَ صَدَقَۃٌ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ کُلُوْا وَلَمْ یَاْکُلْ وَاِنْ قِیْلَ ھَدِیَّۃٌ ضَرَبَ بِیَدِہٖ فَاَکَلَ مَعَھُمْ متفق علیہ بخاری مسلم، حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کوئی شخص کھانا لے کر آتا تو آپ اس سے دریافت فرماتے یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ صحابہ سے فرماتے کہ تم کھاؤ اور خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو آپ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھا دیتے اور صحابہ کے ساتھ کھا لیتے مشکوٰۃ شریف جلد۱ صفحہ ۴۲۸۔ مسلمانو صدقہ آلِ محمد پر حرام ہے صحابہ کرام کو روکو کہ صدقہ نہ کھائیں۔ مولوی صاحب آپ کے پیرو مرشد تو ساری زندگی صدقہ کھاتے رہے اور صدقہ آلِ محمد پر حرام ہے جب صحابہ آل میں داخل نہ ہو سکے تو آج کا ملاں ہمیشہ صدقے کی روٹیاں کھانے والا کس طرح آل محمدؐ میں داخل ہو جائے گا آؤ نبی اکرمؐ سے دریافت کریں یا رسولؐ اللہ آپ ارشاد فرما دیں آپ کی آل کے نام کیا ہیں؟ سنو اور اگر رمق ایمان باقی ہے تو نبیؐ کے فرمان کو تسلیم کرنے کا اعلان کرو۔ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُبَیْتِیْ عَلِیٌّ وَّ فَاطِمَۃُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَھُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَھُمْ۔ مشکوٰۃ شریف جلد۳ صفحہ ۲۷۳۔ حدیث کساء۔ فرمایا اے میرے اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ۔ جس نے ان سے جنگ کیا اس نے مجھ سے جنگ کیا اور جس نے ان سے صلح کی اس نے مجھ سے صلح کی اللہ اکبر کوئی ملاں اس طرح کا فرمان مصطفےٰ دوسرے بزرگوں کی شان میں دکھلائے اور آل محمدؐ میں شامل ہو جائے ورنہ خواہ مخواہ حقیقت و صداقت اور شرافت کا منہ نہ چڑھائے۔ تاریخ الخلفاء کے صفحہ ۵۰ پر مرقوم ہے کہ حضرت ابوبکر منبر رسولؐ کی اس سیڑھی پر کبھی نہیں بیٹھے تھے جس پر رسول خدا تشریف فرما ہوا کرتے تھے اس کے

اہلبیت رسول کون ہیں؟ حضرات پنجتن

بعد حضرت عمر وہاں نہیں بیٹھتے تھے جہاں حضرت ابوبکر بیٹھتے تھے اور حضرت عثمان منبر رسولؐ کی سب سے نچلی سیڑھی پر بیٹھتے تھے ______ مگر جب حضرت علیؑ کی باری آئی اور ظاہری خلافت آپ کے حوالے کی گئی تو آپ نے عثمان، عمر، ابوبکر والی سیڑھی پر قدم رکھا اور وہاں جاکر بیٹھے جس جگہ رسولخداؐ بیٹھ کر خطبہ دیا کرتے تھے لوگ حیران ہوئے کہ یہ کیا غضب ہوا کہ نبی اکرمؐ کے مکان پر علیؑ بیٹھ گئے۔ لوگوں کے تیور دیکھ کر آپ نے مسکرا کر فرمایا ھٰذَا الْخَشَبُ ارے یہ تو لکڑی کا منبر ہے اور میں وہ علیؑ ہوں کہ دوشِ مصطفیٰ پر سوار ہوچکا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ میں رسولخداؐ کا جزو ہوں اور نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ۔ اے علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ تاریخ الخلفاء ص۱۰۹، شیخ نجم الحسن عسکری اپنی کتاب علی اور خلفاءؑ کے ص۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ میں ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ نبی اکرم صلعم کے پاس کھجوریں رکھی تھی آنجناب نے ایک مٹھی کھجوروں کی مجھے عنایت کی میں نے ان کو شمار کیا تو وہ تیرہ کھجوریں تھیں اس کے بعد مجھے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت اطہر میں پیش ہونے کا موقعہ ملا حضرت علیؑ کے پاس بھی کھجوروں کا ٹوکرہ رکھا تھا جناب امیر علیہ السلام نے بھی مجھے ایک مٹھی کھجوروں کی عطا فرمائی میں نے ان کو جو شمار کیا تو کل تیرہ نکلیں میں حیران ہوگیا اور حضرت امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ مہربانی فرما کر کچھ اور کھجوریں عنایت فرمادیں۔ آنجناب نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ اے ابوہریرہ اگر رسول اللہؐ نے تیرہ کھجوروں سے زیادہ تجھے بخشی ہیں تو مجھ سے بھی سوال کر ورنہ میں رسول اللہؐ کا جزو ہوں جو کمال کل میں ہوگا وہی کمال جزو میں ہوا کرتا ہے۔ صلوٰۃ۔ بس ہم تو اس حیدرؑ کی ولا میں مخمور ہیں۔ رباعی

کون کہتا ہے کہ ہم نہیں پیتے — ہاں مگر جام جسم نہیں پیتے
مستانے ولائے حیدرؑ ہیں حضور — چوداں ساغر سے کبھی کم نہیں پیتے

روایت میں ہے کہ ہارون رشید کے دربار میں کسی شخص نے ایک بال پیش کیا اور دعوےٰ کیا کہ یہ بال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے تمام حاضرین بال کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ واقعی جناب ختمی المرتبت کا بال مبارک ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ رسولخداؐ کا بال ہوگا تو آگ میں ڈالنے سے ہرگز نہ جلے گا۔ اسے آگ میں ڈال کر نتیجہ برآمد کرلو۔ مگر جب بال کو آگ میں ڈالا گیا تو وہ فوراً جل گیا۔ بال لانے والے نے اعتراض کیا کہ آپ

بھی تو رسولِ خدا کے جزو کہلاتے ہیں آپ اگر نبیؐ کا جزو ہیں تو آپ کا امتحان بھی آگ ہی سے کرنا چاہیئے۔
مفضل بن عمر کہتا ہے کہ حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا جب لکڑیاں جمع ہو گئیں
تو آپ نے فرمایا ان کو آگ لگا دو جب آگ کے شعلے اُٹھے تو آپ کپڑوں سمیت آگ میں چلے گئے اور درمیان
میں جا کر بیٹھ گئے اور دیر تک باتیں کرتے رہے اور پھر کپڑے جھاڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور صحیح سالم باہر
تشریف لائے کنوز المعجزات صفحہ ۱۰۳ اور حاضرین سے ارشاد فرمایا جو میرے مقابلہ میں امامت کا دعویٰ کرتا ہے
اسے بھی کہو کہ اس طرح آگ میں چلا جائے عبداللہ افطح یہ سُن کر کھسک گیا کیونکہ اس نے حضورؑ کے مقابلہ
میں دعوئے امامت کر رکھا تھا لوگو دعوئے کرنا اور بات ہے مگر دلیل پیش کرنا اور بات ہے مشہور واقعہ
قرطاس ہے کہ حضورؐ نبی کریمؐ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں صحابہ سے فرمایا کہ تم کاغذ قلم دوات لے آؤ
تاکہ میں تمہیں ایک وصیت تحریر کر دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس فرمانِ مصطفیٰ
کو سُن کر صحابہ میں اختلاف پیدا ہوا کہ کاغذ، قلم، دوات لانی چاہیئے کہ نہ، اس پر شور و غل ہوا تو حضورؐ نے
فرمایا قُومُوا عَنِّی میرے پاس سے اُٹھ جاؤ، صحابہ کرام کے تشریف لے جانے کے بعد ایک معصوم نے
دیکھا کہ حضورؐ کے چہرہ انور پر پریشانی کے آثار ظاہر ہیں۔ آگے بڑھ کر عرض کی نانا جان گھبرا کیوں گئے فرمایا
حسینؑ تم نہیں سُن رہے تھے کہ میرے سامنے مسلمانوں نے کہا کہ اس کو ہذیان ہو گیا ہے۔ حسینؑ میری
محنت تو برباد ہو گئی۔ حسینؑ دین خطرے میں پڑ گیا۔ اپنے نانے سے یہ سُن کر حسینؑ نے عرض کی نانا گھبرائیں
نہیں دین جانے اور حسینؑ جانے، نانا۔ شعر

پتے پتے سے نہ خون نکلے تو مجرم جاننا — ذبح میں ہو لوں پھر رنگ گلستان دیکھنا

نبی اکرمؐ نے فرمایا بیٹا خلیلؑ نے اپنے معصوم بچے کی قربانی پیش کی مگر پھر بھی اللہ کو اپنی توحید
کے بچاؤ کی خاطر نبی بھیجنے پڑے حسینؑ نے عرض کی نانا وہ خلیلؑ تھا میں فخرِ خلیلؑ ہوں اس نے آنکھوں
پر پٹی باندھی تھی مگر نانا کربلا میں آکر دیکھ لینا اگر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے کڑیل جوان کے سینے سے
حسبی اللہ کہہ کر ٹوٹا ہوا نیزہ نہ نکالوں تو حسینؑ نہ کہنا۔ شعر

ہاتھ اگر ملے تو قلم ہاتھ کردوں — ہاتھ سے ذبح کروں لب سے مناجات کروں

نبیؐ نے فرمایا بیٹا حسینؑ اگر دین کی کشتی بھنور میں آگئی تو کس طرح بچاؤ گے عرض کی نانا فکر نہ کرو اپنے
بتیس سال کے بھائی کے بازوؤں کے چپو لگا کر دین کی کشتی کو بھنور سے نکال کر کنارے لگا دوں گا رباعی

قانونِ مشیّت کا شناسا ایسا   قدموں میں ہو کوثر پیاسا ایسا
کیوں نہ فخر سے جھومے رسولِ عربیؐ   قسمت سے ملتا ہے نواسہ ایسا

اس کے بعد نبیؐ نے فرمایا حسینؑ اگر تیرے بتیس سال کے بھائی کی شہادت دین کو بچانے کے لئے کافی نہ ہوئی تو کیا کرو گے۔ عرض کی نانا آپ فکر نہ کریں کڑیل جوان کے سینے کا سہارا دے کر دین کی کشتی کو ظلمت کی آندھیوں سے بچالوں گا۔ نبیؐ نے فرمایا اگر اس قربانی پر بھی مکمل طور سے دین نہ بچا تو پھر کیا کرو گے حسینؑ نے کہا نانا میرا وعدہ ہے جوان تو جوان ہوئے میں تو چھ ماہ کے بچے کی بھی قربانی سے دریغ نہیں کروں گا۔ فرمایا درست ہے اگر ان تمام قربانیوں کے باوجود دین نہ بچا تو پھر کیا کرو گے حسینؑ نے عرض کی نانا آخر میں اپنا گلا کٹاؤں گا اور آپ کے دین کو ہر حالت میں بچاؤں گا کہتے ہیں نبیؐ نے پھر کہا حسینؑ بیٹا اگر تیرے سر کے کٹ جانے کے بعد بھی کچھ کسر باقی رہ گئی تو پھر کیا کرو گے عزادارو یہ فرمان مصطفےٰؐ سن کر حسینؑ خاموش ہوگئے پردہ کے اندر سے ایک بچی نکلی حسینؑ کا دامن پکڑ کر کہا ماں جائے حسینؑ نانے سے وعدہ کرلو کہ اگر حسینؑ کی قربانیوں کے بعد کچھ فرق رہ گیا تو زینبؑ کی چادر دین کو بچائے گی۔ رباعی

بنتِ بتولؑ دین کی تقدیر بن گئی   قرآن کی دمشق میں تفسیر بن گئی
جوہر کھلے کمال کے دربارِ شام میں   توحید کی زبان کی تحریر بن گئی

(تصدّق شیرازی)

عزادارو! وہ وقت آیا کہ محمدؐ کی نواسی ہر مصیبت کو جھیلتی ہوئی شام پہنچی۔ یہ کتنے تعجب کا مقام ہے کہ جو بی بی دن کو کبھی نانے کے روضے پر بھی نہ گئی ہو اُسے مسلمانوں نے ساڑھے چار ہزار میل چلایا۔ سنو مدینہ سے مکہ دو صد تین میل ہے مکہ سے کربلا چھ صد چھیالیس میل ہے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق براہ دجلہ جس سے اہلبیت رسولؐ کو لے گئے تھے وہ چودہ صد انچاس میل ہے اور اگر اتنا ہی سفر واپسی کا ہو تو کل میزان بنے گا چار ہزار پانچ صد چھیانوے میل اسی سفر میں مسلمانوں نے اولاد رسولؐ کو پیدل چلنے پر مجبور کیا۔ اللہ اکبر۔ اس میں شک نہیں کہ ہر مصیبت کے بعد آنے والی مصیبت نے آلِ رسول کو پہلی مصیبت بھلادی مگر ہر آنے والی مصیبت کا بتولؑ کی بچیوں نے خندہ پیشانی سے استقبال فرمایا۔ عزادارو! دن کو مدینہ سے نکلنا زینبؑ کی موت تھی مگر مکہ میں حج کے احرام کو عمرہ کے احرام سے بدل کر مکہ سے کربلا کی طرف روانہ ہونا اس سے زیادہ مصیبت تھی۔ مکہ سے احرام توڑ کر نکلنے سے محمدؐ کی بیٹی کو مدینہ کی

مصیبت بھول گئی یہ مُصیبت بہت زیادہ تھی مگر حرؑ جس وقت فوج کا دستہ لے کر آیا تو نبی کی بیٹیوں کو مکہ کی مُصیبت بھُول گئی۔ محبان حسینؑ ابھی ایک ہزار کی فوج کا دستہ تھا اور محمدؐ کی بیٹیاں بے چین تھیں کہ کربلا میں ہزاروں کا ہجوم ہوگیا۔ بے پناہ افواج اشقیا دیکھ کر زینبؑ کو حرؑ کی فوج کا دستہ بھُول گیا ابھی فوج کی کثرت کا ہی غم کیا کم تھا کہ نہر سے خیام اکھاڑنے کا حکم ملا۔ زینبؑ کو اشقیا کی فوج بھُول گئی بچوں کی پیاس کی فکر لاحق ہوئی۔ ہائے پانی کے بند ہونے پر سابقہ تمام ظلم محمدؐ کی بیٹیاں بھُول گئیں۔ ابھی پیاس کی مُصیبت سے دل کباب ہو رہے تھے کہ عونؑ و محمدؑ کی لاشیں حسینؑ کے کاندھے پر زینبؑ نے دیکھیں۔ عزادارو! دُکھیا زینبؑ ابھی عونؑ۔ محمدؑ کی لاشوں کو درست کر ہی رہی تھی کہ قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑے آگئے۔ قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑے دیکھ کر زینبؑ کو عونؑ۔ محمدؑ بھول گئے۔ ابھی قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑے سنبھال ہی رہی تھی کہ ہمشکل پیمبر علی اکبر کی لاش ضعیف باپ کے کاندھے پر دکھائی دی۔ بس زینبؑ کو قاسم بھُول گیا۔ عزاداران حسینؑ ابھی رسولؐ اللہ کی شبیہ کی زیارت محمد کی بیٹیاں کر ہی رہی تھیں کہ علی اصغر کا وہ رومال آگیا جس پر حرملے کا تیر لگا تھا۔ رومال میں تیر کا سوراخ دیکھ کر سیدانیوں کے دل بیٹھ گئے ابھی علیؑ اصغر کو رو ہی رہی تھیں کہ کربلا کی زمین میں بھونچال آگیا اور جبرئیل کی آواز بلند ہوئی قَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِاَرْضِ کَرْبَلَا - قَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِاَرْضِ کَرْبَلَا۔ عزادارو! ابھی سیدانیاں بھائی کی موت سُن کر مدینہ کو مُنہ کر اپنے نانا کو پکار ہی رہی تھیں کہ ظلم اور بڑھ گیا ملعون آگے بڑھے اور خیام اہلبیت کو نذر آتش کرنا شروع کر دیا ادھر آگ کے شعلے اُٹھے اُدھر سجادؑ نے فرمایا۔ اے اہلبیت محمدؐ خیام سے باہر نکل جاؤ پردہ ساقط ہوگیا۔ سر کھُلے نبیؐ کی بیٹیوں کا خیام سے باہر نکلنا تھا کہ ایک مرتبہ زینبؑ نے مدینہ کو مُنہ کر کے فرمایا ہائے میرا پردہ ہائے میرا پردہ۔ عزادارو! ابھی بتولؑ کی بچیاں خیام سے باہر نکل ہی رہی تھیں کہ ظلم اور بڑھا کہ اشقیا نیزے لے کر آگے بڑھے اور آل محمدؐ کی مستورات کی چادریں چھیننی شروع کر دیں۔ چادریں سیدانیوں کے سروں سے اُترتی رہیں اور زینب بے کسی سے دیکھتی رہی آپ کیا سمجھے کہ اب اولاد رسول پر مصیبتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ گیارہویں محرم کی مصیبتوں نے سابقہ تمام مُصیبتیں بھُلا دیں گیارہویں محرم کو بے گور و کفن بھائی کی لاش کو دیکھ کر دور سے سلام کر کے دُکھیا زینبؑ گزر گئی تصدق کی رباعی سُنئے :۔

نازاں ہیں نبی سارے زینبؑ کی کمائی پہ   جو رو نہ سکی بن میں شبیر سے بھائی پر

صحرا میں تیرے سر پہ چادر نہ رہی۔ لیکن احسان قیامت تک تیرا ہے خدائی پہ

عزادارو! رسولؐ زادی ہر مصیبت کا مقابلہ کرتی ہوئی۔ بازار کوفہ سے گزرتی ہوئی۔ سفر کی مصیبتوں کو برداشت کرتی ہوئی۔ یزید اور یزیدیت کے تمام پروگرام کو ملیامیٹ کرتی ہوئی دمشق میں پہنچی۔ یزیدؔ ملعون کو زعم باطل تھا کہ میں فاتح بن گیا۔ مگر اس وقت یزیدؔ کو احساس شکست ہوا کہ جب اس کی عورت اور اس کے بیٹے نے یزیدؔ پر نفرین کی اور دمشق میں ہر طرف سے ہائے مظلوم کربلا ہائے مظلوم کربلا کی آوازیں بلند ہوئیں۔ لکھا ہے کہ یزید ملعون نے ایک روز اپنے غلام کو زندان میں بھیج کر امامؑ کو بلایا۔ سیدانیوں نے جب سُنا کہ سجادؑ کو یزیدؔ نے بلایا ہے تو اُن کے دل دھڑکنے لگے کہ خدا جانے وہ ظالم مظلوم امام کے ساتھ کیا سلوک کرے جب امام زین العابدینؑ نے جانے کا ارادہ کیا تو جناب زینبؑ نے فرمایا۔ بیٹا میں تمہیں تنہا نہ جانے دوں گی۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ امام نے کہا پھوپھی اماں مجھے جانے دیجئے۔ میں علم امامت سے جانتا ہوں کہ یزیدؔ میرا قاتل نہیں ہے الغرض امام زمانہ یزیدؔ کے غلام کے ساتھ چلنے لگے تو حکم ملا کہ بیمار کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں اتار دو۔ آج ہتھکڑیاں اُتر گئیں اور سید سجادؑ کے گلے کے طوق نکال لئے گئے اس کے بعد امام یزیدؔ کے دربار میں پہنچے تو ملعون آپ کو آتا دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے تخت پہ بٹھانا چاہا۔ امام نے فرمایا او یزیدؔ ہمارے زخموں پر نمک نہ چھڑک۔ چند روز پہلے اسی تخت کی سیڑھی پر میرے باپ کا سر رکھا ہُوا تھا۔ اس کے بعد یزیدؔ نے کہا کہ اے علیؑ ابن الحسینؑ میں چاہتا ہوں کہ حسینؑ کا خون بہا آپ مجھ سے لے لیں میرا خزانہ کھُلا ہے جتنا روپیہ آپ چاہیں میں آپ کو دے دوں۔ عزادارو! اس ملعون کی یہ گفتگو سُن کر امام رونے لگے اور فرمایا او یزیدؔ۔ حسینؑ کا خون بہا لینے والا میں کون ہوں۔ یہ حشر کے روز رسولؐ خدا کو دینا جنہوں نے حسینؑ کو اپنی لسانِ اقدس چُسا چُسا کر پالا تھا۔ یزیدؔ حسینؑ کا خون بہا اُسے دینا جو کہتا تھا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ حسینؑ کا خون بہا فاطمہ زہراؑ کو دینا جنہوں نے چکیاں پیس پیس کر حسینؑ کو پالا تھا اس کے بعد یزیدؔ نے کہا سجادؑ میں نے تجھے رہا کیا۔ تجھے اختیار ہے چاہے یہاں رہو چاہے مدینہ چلے جاؤ۔ فرمایا اس بارے میں اپنی پھوپھی سے مشورہ کر کے فیصلہ دوں گا۔ اس کے بعد آپ زندان میں تشریف لائے۔ جناب زینبؑ نے سجادؑ کو آتے دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا اور دریافت فرمایا بیٹا سجاد یزیدؔ نے کیوں بلایا تھا فرمایا پھوپھی آج اُس نے ہم کو رہا کر دیا اب یہ بتائیے کہ آپ یہاں رہنا چاہتی ہیں یا مدینہ جانے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ فرمایا بیٹا میں تو ابھی شہیدوں کی صفِ ماتم بھی نہیں بچھا سکی ابھی تک تو اپنے مانجائے

اسیرانِ کربلا کی رہائی

دمشق میں صف ماتم

کو رو بھی نہیں سکی۔ بیٹا، سجاد یزید سے کہو کہ دمشق میں مکان خالی کرا دے تاکہ ہم مجلس غم برپا کر سکیں۔ امام نے جب یزید سے مکان کے بارے میں کہا تو اُس نے ایک مکان خالی کرا دیا۔ عزادارو! ایک مدت کے بعد، مصیبت کی ماری بیبیاں زنداں سے نکلیں اور اس مکان میں منتقل ہوئیں۔ جناب زینبؑ نے فرمایا کہ اس مکان پر ایک سیاہ عَلَم نصب کر دو تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ بہتّر کے سوگوار اس مکان میں مصروف نوحہ و بکا ہیں اور یزید سے کہو کہ زنانِ دمشق کو ہمارے پاس آنے سے نہ روکے ہمارے لُوٹے ہوئے تبرکات ہمیں واپس کر دے اور ہمارے شہیدوں کے سر ہمارے پاس بھیج دے۔ عزادارو! جب دمشق کی عورتوں کو پتہ چلا کہ قیدی، قید سے چھوٹ کر فلاں گھر میں آ گئے ہیں تو شہر کی وہ عورتیں جن کو آلِ محمد سے ہمدردی تھی آنا شروع ہوئیں اور ایک ایک بی بی سے پُرسان حال ہوئیں کوئی جناب ربابؑ سے پوچھتی تھی کہ بی بی تیرا کون مارا گیا اور تم پر کیا مصیبت گزری اور کوئی بی بی اُم لیلیٰ سے دریافت کرتی تھی کہ تیرا کیا نقصان ہوا کسی نے اُم فروہ سے پوچھا کسی نے اُمّ کلثوم سے دریافت کیا ایک بی بی نے حضرت زینبؑ سے پوچھا تم کس کی سوگوار ہو۔ فرمایا کس کس کا تم سے ذکر کروں میری ماں کا بھرا باغ اُجڑ گیا۔ اے دمشق کی رہنے والیو یزید نے نواسۂ رسولؐ کو تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کرا دیا۔ بی بیو! میں تمہیں کس کس کا نام بتلاؤں دوپہر میں بہتّر جنازے میرے گھر سے نکلے کسی نے ان کو غسل کفن نہیں دیا۔ مصباح المجالس جلد۴ ص۲۳۷

اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْن وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

ساتویں مجلس

عظیم کی وضاحت، نبأ عظیم سے کیا مراد ہے، نبأ عظیم سے مراد جناب امیر کی
خلافت اور محبّت ہے، غزوہ خیبر کا مفصّل ذکر، بڑے بڑے صحابہ بھاگ آئے
یہودیہ عورت کی منّت، براؑ کی نماز جنازہ، مصائب معصومہ قمؑ، آپ کی تدفین کا معاملہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝
ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ پارہ ۳۰ رکوع ۱ یہ لوگ آپس میں کس چیز کا حال پوچھتے ہیں ایک بڑی خبر کا حال۔
جس میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں۔ دیکھو انہیں عنقریب ہی معلوم ہو جائیگا پھر انہیں عنقریب ہی ضرور معلوم ہو جائیگا

انسان جب کسی انوکھی و نرالی چیز کو دیکھتا ہے تو تعجب سے بے ساختہ کہہ دیتا ہے سبحان اللہ! یہ چیز کتنی با عظمت و بلند ہے معلوم ہوا کہ سبحان اللہ کہنے والے کی نگاہ میں یہ چیز عجیب و غریب تھی۔ تبھی تو دیکھتے ہی اس کے مُنہ سے نکل گیا۔ سبحان اللہ، مثلاً ایک آدمی پہلی مرتبہ لاہور آیا ہو تو مال روڈ انارکلی کی عمارتوں اور زیبائش کو دیکھ کر حیران ہو کر فوراً کہے گا۔ سبحان اللہ! یہ کتنی اچھی خوبصورت عمارتیں اور بارونق بازار ہیں۔ بلندی و عظمت کا اقرار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ سبحان اللہ کہنے والے نے ایسی بازار کی رونق اور بہترین عمارتوں کو پہلی بار دیکھا ہے برخلاف اس کے اس انارکلی کے رہنے والے تعجب سے سبحان اللہ نہیں کہا کرتے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں یہ رونق اور عمارتیں تعجب کی چیز نہیں۔ ہاں البتہ انارکلی لاہور میں رہنے والا لندن کے عجائبات دیکھ کر سبحان اللہ کہہ کر اعتراف عظمت کرے گا کیونکہ اس کے لئے وہ مقام عجیب و غریب اور دلفریب ہوگا اور اگر لندن کا رہنے والا پیرس جائے گا تو وہاں کے عجائبات کو دیکھ کر ان کی عظمت کا اعتراف کرے گا۔ اسی طرح پیرس کا رہنے والا خلد بریں کو دیکھ کر سبحان اللہ کہے گا مگر جو لوگ جنت کے مالک و وارث ہیں۔ ارے جن کا جنت میں ہر روز آنا جانا ہے اور لمبا اوقات

ان کے لئے لباس اور کھانا جنت سے ہی آیا کرتا ہے وہ جنت کو دیکھ کر سبحان اللہ نہیں فرمادیں گے۔ بلکہ وہ تو انوار الٰہی اور حقیقت لامتناہی کو ہی دیکھ کر سبحان اللہ فرمادیں گے۔ یعنی جتنی کسی کی نگاہ میں وسعت اور علم معلومات میں بلندی ہو گی۔ اتنا ہی اس کا دائرہ اعتراف عظمت بلند ہوتا جائے گا

سنو میرا کسی چیز کو دیکھ کر عظیم کہنا اور بات ہے دنیا بھر کی سیر کرنے والے انسان کا عظیم کہنا اور بات ہے امام اور نبی کا اعتراف عظمت کرنا اور بات ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی کی شان میں لفظ عظیم استعمال فرمانا اور بات ہے۔ مسلمانو جس کو اللہ تعالیٰ عظیم فرمائے، ذرا غور تو کرو کہ وہ کتنا عظیم ہوگا اللہ اکبر! اب میں قرآن مجید سے لفظ عظیم کی چند آیات پیش کرتا ہوں سنو۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ پارہ ۲۹ رکوع ۴ میرے حبیب تو خلق عظیم پر فائز ہے اور سنیئے :- اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ پارہ ۲۱ رکوع ۱۱۔ یقیناً شرک ظلم عظیم ہے اور سنیئے :- وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ پارہ ۱۱ رکوع ۵ اور رب ہے عرش عظیم کا اور سنیئے :- وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ پارہ ۲۳ رکوع ۷ ہم نے بدل دیا اس کو قربانی عظیم سے اور سنیئے عَذَابٌ عَظِيْمٌ پارہ ۱ رکوع ۱ قدرت کی طرف سے آنے والا عذاب عظیم ہوگا اور سنیئے :- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ پارہ ۱۷ رکوع ۸ اے لوگو ڈرو پروردگار اپنے سے، تحقیق زلزلہ قیامت کا عظیم شئی ہے اور سنیئے :- وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا پارہ ۵ رکوع ۱۴ اور سکھایا تجھ کو جو کچھ کہ نہ تھا تو جانتا اور ہے فضل اللہ کا اوپر تیرے عظیم بس اسی طرح قرآن مجید میں لفظ نبأ عظیم بھی آیا ہے یعنی عظیم خبر۔ میں نے آٹھ آیتیں پیش کی ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے لفظ عظیم ارشاد فرمایا ہے یہ عظیم انسان کا عظیم کہنا نہیں ہے بلکہ قادر مطلق نے اس کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔

میں ہر آیت کے عظیم کی عظمت کو اپنی کم علمی کی وجہ سے بیان تو نہیں کر سکتا اور نہ ہی اتنا وقت میرے پاس ہے مختصر سے دو ایک واقعات عظیم کے متعلق سن لو۔ انہی سے باقی عظماء کا اندازہ لگالینا۔ سنیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو خلق عظیم پر فائز فرمایا ہے۔ نبیؐ اکرم کے خلق کا یہ عالم ہے کہ منافقین کے سردار۔ عبداللہ ابن ابی بن سلول جو مشہور منافق تھا اور ہمیشہ اسلام کو دھوکہ دیا کرتا تھا یہ وہی منافق ہے کہ جو میدان احد سے اپنی قوم کے تین صد منافقین واپس لے کر گیا تھا جب مسلمانوں نے اس کو شرم دلائی تو اس نے کہا کہ ہم نے رسول خدا کا کلمہ اس لئے تو نہیں پڑھا کہ اپنے بچے یتیم کرائیں اور ہماری عورتیں بیوہ ہو جائیں۔ دس ہزار جرار لشکر کے مقابلہ میں ایک ہزار نہتے انسان کس طرح لڑ سکیں گے۔ عبداللہ ابن ابی کی

پوری زندگی تخریب اسلام اور بانی اسلام کو اذیت پہنچانے میں گزری مگر جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو خلق عظیم کا مالک اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ جب حضورؐ پرنور اس کی مزاج پرسی کر چکے تو اس نے عرض کی کہ آپ مجھے اپنا ایک کرتہ میرے کفن کے واسطے عنایت فرمائیں اور جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے پر نماز پڑھائیں۔ آنحضرتؐ نے کرتہ عبداللہ ابن ابی کو عنایت فرمایا۔ مگر جب نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ پارہ ۱۰ رکوع ۱۷ اے رسولؐ اُن منافقین میں سے جو مر جائے تو نہ کبھی کسی پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر جا کر کھڑے ہونا۔ پس رسولؐ خدا پیچھے ہٹ گئے جب لوگوں نے کرتے کے باب میں اعتراض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا میں جانتا ہوں کہ اس سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ مگر سائل کے سوال کو رد کرنا میرے خُلق کے خلاف ہے لکھا ہے کہ نبیؐ اکرم کے رحم و کرم اور اس خلق عظیم کو دیکھ کر خزرج کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ صفحہ ۴۲۶ ترجمہ حافظ فرمان علی صاحب حاشیہ صفحہ ۳۱۸ تفسیر قادری جلد ۱ صفحہ ۳۸۶ اس ارشاد رسولؐ سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ جب تک ایمان درست نہ ہو اس وقت تک نہ تو نبیؐ کا لباس فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی نماز جنازہ پیغمبر کا پڑھانا سود مند ہو سکتا ہے دوسرا یہ بھی یقین ہو گیا کہ محمدؐ کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھاتے مومن کا جنازہ تو مدینہ سے مدائن پہنچ کر پڑھا دیا کرتے تھے اور منافق کی لاش چاہے تین دن تک پڑی رہے کوئی محمدؐ بھی جنازہ نہیں پڑھا سکتا کیونکہ خدا نے منع فرمایا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ شیعوں کی بے علمی کا سوال ہے جو یہ کہتے ہیں کہ منافقین نے رسولِ خداؐ کا جنازہ نہیں پڑھا۔ بھلا جب رسولِ خداؐ منافقین کا جنازہ نہیں پڑھتے تو وہ کیوں رسولؐ اللہ کا جنازہ پڑھیں یہ تو ادلے کا بدلہ ہے ہاں صحابہ کرام کا رسولِ خداؐ بھی جنازہ پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کرام نے بھی نبیؐ اکرم کا جنازہ پڑھا ہے تو یہ خُلق مصطفیٰ کی ایک مثال ہے۔

اب دوسری مثال بھی سُن لو تاکہ آنے والی بات میں پختگی پیدا ہو جائے۔ روایت مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک فرشتے نے سیر جنّت کی خواہش کی تو اللہ تعالےٰ نے اُسے اجازت بخشی۔ پس ستر ہزار سال پرواز کرتا رہا آخر کار تھک گیا پھر دوبارہ حسب خواہش طاقت ملی اور اتنی مقدار پرواز کی پھر تیسری بار پرواز کر کے ایک دیوار پر سیر کی حسرت لے کر بیٹھ گیا تو ایک عورت نکلی اور از راہِ تعجب فرشتے سے طول پرواز کی وجہ دریافت کی اس نے سیر جنت کی خواہش کو دہرایا تو اس نیک بخت نے جواب دیا کہ ابھی تک تو میرے گھر کا بھی احاطہ نہیں کر سکا تو پھر تو باقی جنّت کو کب دیکھ سکے گا فرشتے نے عورت سے دریافت کیا کہ تو

منافق پر نماز جنازہ سے ممانعت

سیر جنت کے لئے فرشتے کی پرواز

کون ہے اس نے کہا کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے ایک کنیز ہوں۔ اللہ اکبر۔ تفسیر انوار النجف جلد ۹ صہ ۱۵۱ مسلمانو جب کل جنت ذہن میں آجائے تو پھر اندازہ کرنا کہ جس عرش کے دامن میں یہ جنت ہے وہ عرش عظیم کتنی عظمت والا ہوگا۔ اَلعظمۃ للہ۔ صلوٰۃ

اب میں رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم عظیم پر کچھ عرض کرتا ہوں تاکہ ایک تو لفظ عظیم کی تشریح ہو جائے اور دوسرے آنحضرت کے علم غائب کی تشریح بھی ہو جائے۔ سنئے اور فیصلہ دیجئے۔ منقول ہے کہ جنگ بدر میں کفار مکّہ کی طرف سے حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی مسلمانو سے لڑنے کے لئے آئے۔ اور بدر کے میدان میں گرفتار ہو گئے۔ جب رسولخدا نے رہا کرنے کے لئے ان سے فدیہ مانگا تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس رکھا ہی کیا ہے میں تو بالکل غریب و تنگ دست ہوں۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اُس رقم سے فدیہ ادا کرو جو اُم فضل کو دے کر آئے ہو۔ عباس نے کہا کہ آپ کو کس طرح معلوم ہے کہ میں اُم فضل کو کچھ روپیہ دے کر آیا ہوں۔ بلکہ مجھے یہ بھی علم ہے کہ تو نے جو اُسے وصیّت کی ہے کہ اگر مجھے موت آجائے تو اتنا روپیہ فضل کا حصّہ ہے اور اتنا روپیہ عبداللہ اور عبیداللہ کو دینا۔ یہ سُن کر عباس نے کہا قسم ہے اللہ تعالےٰ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسالت پہ فائز کیا ہے اس بات کو میرے اور اُمّ فضل کے بغیر اور کوئی نہیں جانتا تھا اور اب مجھے اس بات کا پختہ یقین ہو چکا ہے۔ کہ آپ اللہ تعالےٰ کے رسولؐ ہیں۔ کنوز المعجزات صہ ۱۱، مصباح المجالس جلد ۴ صہ ۱۴۲

ایک واقعہ اور بھی سُن لیں روایت میں ہے کہ فروز نامی ایک شخص کو شہنشاہ کسریٰ نے خط لکھا کہ اس غلام کو گرفتار کر کے میرے پاس پہنچا دو۔ جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کیا ہے۔ میں اس سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اُس نے اس بات کی کیوں جسارت کی ہے کہ میرے دین کے علاوہ بھی ایک دین کی دعوت دیتا ہے فروز رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہا کہ میرے مالک نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو پکڑ کر اس کے پاس لے جاؤں یہ سُن کر رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ میرے مالک نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ تیرا مالک گزشتہ رات قتل کر دیا گیا ہے فروز نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ کسریٰ کے فرزند شیرویہ نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا ہے پس فروز اور اس کے ساتھی مسلمان ہو گئے۔ اللہ اکبر۔ کنوز المعجزات صہ ۱۱

اس کے بعد اب میں نبأ عظیم کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں سنیئے اور غور فرما کر فیصلہ دیجئے

سیرت النبی

قرآن مجید شاہد ہے کہ صحابہ کرام میں نبأ عظیم کے بارے میں اختلاف ہے جس کو اللہ تعالےٰ بیان فرما رہا ہے پھر ارشاد فرمایا کہ یقیناً عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ نبأ عظیم کیا چیز ہے نبأ عظیم یعنی بڑی خبر ہاں جس خبر میں صحابہ میں اختلاف ہے یہ کوئی انوکھی اور نئی شئے ہوگی میں چند ایک خبروں کا ذکر کرتا ہوں دیکھیں کہیں توحید نہ خبر عظیم نہ ہو مگر قرآن مجید میں توحید کے بارے میں فرمان قدرت ہے کہ توحید تو عام ہے مسلمان توحید پرست تھے ہی مگر کفار تک توحید کے قائل تھے قرآن سنو مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى پارہ ۲۳ رکوع ۱۵ کہتے ہیں نہیں عبادت کرتے ہم ان کی مگر یہ کہ نزدیک کریں طرف اللہ کے ہم کو۔ معلوم ہوا کہ توحید کا عام چرچا تھا یہاں تک کہ کفار مکہ تک بھی اس سے واقف تھے یہ کوئی خبر عظیم نہیں ہو سکتی کیونکہ نبأ عظیم میں تو اختلاف ہے اور اختلاف نئی اور انوکھی شیئ میں ہوا کرتا ہے اب دیکھیں کہیں نبوت نبأ عظیم نہ ہو۔ مگر قرآن پاک نبوت کے بارے میں فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنَا فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِىٍّ۔ پارہ ۹ رکوع ۲ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا اِلَّا اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ مگر وہاں کے رہنے والوں کو کہنا نہ ماننے پر سختی اور مصیبت میں مبتلا کیا۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قریہ قریہ میں نبی بھیجے تو جب نبوت اتنی عام تھی تو اس میں اختلاف کیونکر ہو سکتا ہے چلو دیکھیں کہیں نماز اور زکوٰۃ نہ خبر عظیم ہو کہ اس میں صحابہ میں اختلاف ہوا ہو۔ قرآن مجید سنو وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَىْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِىْ۔ پارہ ۶ رکوع ۸ اور اس میں شک نہیں کہ خدا نے بنی اسرائیل سے بھی ایمان کا عہد و پیمان لے لیا تھا اور ہم نے ان میں بارہ سردار ان پر مقرر کئے اور خدا نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ میں تو یقیناً تمہارے ساتھ ہوں مگر تم بھی پابندی سے نمازیں پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ معلوم ہوا کہ نماز اور زکوٰۃ کوئی شیئ نہیں یہ تو بنی اسرائیل بھی نمازیں پڑھا کرتے تھے اور زکوٰۃ بھی دیا کرتے تھے لہٰذا یہ کوئی نئی اور انوکھی شیئ نہیں ہے آؤ دیکھیں کہیں روزہ نہ نبأ عظیم ہو۔ قرآن مجید اس بارے میں بھی رہنمائی فرمائے گا۔ سنیے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ پارہ ۲ رکوع ۷ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے معلوم ہوا کہ روزے صرف مسلمانوں پر ہی فرض نہیں ہوئے بلکہ پہلی اُمتوں پر بھی روزے فرض تھے تو جب پہلی اُمتیں روزے رکھا کرتی تھیں تو یہ کیونکر انوکھی اور خبر عظیم ہو سکیں گے اور اس

میں اختلاف کیونکر ہوگا اور آؤ دیکھیں کہیں قیامت نبأ عظیم نہ ہو اس سلسلہ میں بھی کلام مجید سنو! وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى پارہ ۳۰ رکوع ۱۲ اور آخرت بہت بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی تحقیق یہ البتہ کے تذکرے تمام انبیاء اپنی اپنی اُمتوں میں چلے گئے اور جس چیز کا چرچا عام رہا ہو وہ انوکھی اور اختلاف والی شیئ نہیں ہوا کرتی۔

میں یہاں ایک اور بات واضح کردینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جب ہر نبیؑ اپنی امت کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ نیک اعمال کا حکم اور برُے افعال سے منع کرتا تھا اور یہی انبیاء علیہم السلام کی بنیادی ڈیوٹی اور غرض بعثت ہی تھی۔ تو اس کی کیا وجہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت ناسخ ہوئی وہ کونسی شے ہے جو پہلے نبیوں کے پاس نہ تھی اور اس نبی کے پاس ہے کہ جس کی وجہ سے یہ ناسخ اور وہ منسوخ ہوگئے بس وہ ہے نبأ عظیم اللہ اکبر۔
اب میں زیادہ دیر تک آپ کو انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا بلکہ مولائے کائنات کے سب سے بڑے دشمن کی زبانی نبأ عظیم کا فیصلہ سناتا ہوں اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَآءُ۔ کمال وہی تو ہوا کرتا ہے کہ جس کا اعتراف دشمن کریں۔ سنیئے۔ راوی نے حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس چیز کا لوگوں سے قبر میں سوال کیا جائے گا۔ وہ علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت ہے کوئی مرد شرق، غرب خشکی اور دریا میں ایسا نہ ہوگا جس سے منکر نکیر آنے کے بعد علیؑ کی ولایت کا سوال نہ کریں چنانچہ میّت سے پوچھیں گے کہ تیرا دین کیا ہے اور تیرے نبی کون ہیں؟ اور تیرے امام کون ہیں۔ اسی بناء پر عمرو بن عاص نے جس کو جناب امیر علیہ السلام سے ایک خاص عداوت تھی مگر حق بر زبان جاری شد۔
عمرو بن عاص نے حضرت کی شان میں کہا هُوَ النَّبَاُ الْعَظِيْمُ وَفُلْكُ نُوْحٍ وَبَابُ اللّٰهِ وَانْقَطَعَ الْخِطَابُ مولا علیؑ کو دیکھ عمرو بن عاص نے کہا یہی نبأ عظیم ہے اور نوحؑ کی کشتی ہے اور خدا کے دروازے ہیں اور خطاب منقطع ہوگئے۔ ناطق قرآن صد ۲۸۵، تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صد ۴۸۲۔ حافظ ابونعیم سنی المذہب نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں روایت کی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلعم نے فرمایا کہ مراد نبأ عظیم سے خلافت اور دوستی علی ابن ابی طالب کی ہے کہ مخلوق سے قبروں میں سوال ہوگا کوئی میّت نہیں کہ چاہے، مشرق، مغرب، دریا اور خشکی میں ہو مگر منکر ونکیر، اس کے پروردگار اس کے پیغمبرؐ سے اور خلافت دوستی علیؑ ابن ابی طالب سے سوال کریں گے۔ پس خوشا حال ہے اس شخص کا اس کی خلافت کی جس نے تصدیق

کی ہو اور اس کو اپنا امام جانا ہو اور وائے ہے اس شخص پر کہ جس نے ان کا انکار کیا ہو۔
اسی طرح علقمہ نے روایت کی ہے کہ بروز جنگ صفین ایک مرد لشکر شام سے جنگ کرنے کو باہر نکلا جو ہتھیار لگائے ہوئے اور قرآن مجید کو گردن میں ڈالے ہوئے تھا اور رجز کی بجائے سورہ عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ کو پڑھتا تھا علقمہ کہتا ہے کہ میں نے چاہا کہ ان سے جنگ کروں۔ مگر حضرت امیر المومنین نے فرمایا توقف کر اور خود حضرت امیر علیہ السلام آگے بڑھے اور اس سے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ نباء عظیم کیا شئے ہے اس نے کہا کہ میں نبأ عظیم کو نہیں جانتا فرمایا واللہ میں ہوں نباء عظیم کیا شیئ ہے اور میری خلافت میں تم نے جھگڑا کیا ہے اور میری دوستی سے تم اقرار کرنے کے بعد پھر گئے ہو اور قیامت کے دن تم سے بازپرس کی جائے گی بے شک میرے دشمنوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اس کے بعد آپ نے تلوار سے وار کرکے اس کو قتل کر دیا۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صہ ۴۸۲۔ ایک مسدس عرض خدمت ہے۔

مسدس

معرکوں میں موت کو جو چھیڑتا تھا جان کر ۔۔۔ سرکشوں کے سر جھکا دیتا جو پہچان کر
موت کوئی چیز ہے یہ بات دل میں ٹھان کر ۔۔۔ بستر احمد پہ جو سویا ہے چادر تان کر
موت عین زندگی ہے جس کا یہ فرمان تھا
چھاؤں میں تیغوں کے نیند آنا اُسے آسان تھا ۔۔۔ (صلوٰۃ)

مولائے حیدر کرار نبأ عظیم ہے اور اتنی خبر عظیم ہے کہ مشکل میں انبیاء کے کام آئے ہر نبیؐ نے مشکل کے وقت ان کو وسیلہ قرار دیا۔ آج میں نباء عظیم کی تشریح ایک انوکھے انداز میں پیش کرتا ہوں۔ تاکہ آپ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مولائے حیدر کرار کتنی بڑی خبر ہیں۔ سنیئے اور غور کرکے فیصلہ دیجئے کہ مولائے کائنات کے سوا بھی کوئی خبر عظیم ہو سکتی ہے لَنْ یَضُرُّوْکُمْ اِلَّآ اَذًی وَاِنْ یُّقَاتِلُوْکُمْ یُوَلُّوْکُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ۔ پارہ ۴ رکوع ۳ میرے حبیب یہودی تمہیں ہرگز ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر ایذا تھوڑی سی اور اگر لڑائی کریں گے تم سے تو پھیر دیں گے تم کو پیٹھ پھر نہیں مدد دیئے جاویں گے قدرت کی طرف سے واضح اعلان ہے کہ جب بھی یہودی مسلمانوں سے لڑے گا یہ پیٹھ دکھا کر بھاگے گا اور اس کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ اس ارشاد خداوندی کو ذہن میں رکھ کر غور فرمادیں کہ یہودی مسلمانوں سے کب لڑا تھا بس صرف اور صرف خیبر میں ہی یہودی مسلمانوں سے لڑا ہے اس کے علاوہ نبی اکرمؐ کے زمانے میں یہودی کہیں نہیں لڑا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ مدینہ ہی سے بنو نضیر اور بنو قریظہ

جلا وطن ہو کر خیبر میں جا کر آباد ہوئے تھے ۔ اور قبیلہ غطفان بھی ان سے مل گیا تھا ۔ یہ لوگ مدینہ سے یہ اعلان سُن کر آئے تھے کہ جب بھی مسلمانوں سے ہماری جنگ ہوگی تو مسلمانو کا قرآن بحکم خدا واشگاف الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ یہودی پیٹھ دکھا کر بھاگے گا ۔ اس لئے انہوں نے خیبر میں مستحکم سات قلعے تعمیر کئے ۔ مورخین نے ان کے نام یہ بیان کئے ہیں ۔ ۱ ۔ ناعم ۲ ۔ کتیبہ ۳ ۔ شق ۴ ۔ نطاۃ ۵ ۔ وطیح ۶ ۔ سلالم ۷ ۔ قموص ۔ مدینہ منورہ سے اسّی میل کے فاصلہ پر خیبر واقع ہے لکھا ہے کہ خیبر میں چوداں ہزار یہودی آباد تھے ۔ سیرت امیر المومنین ص۲۴۲ یہودیوں نے بنی غطفان کو ساتھ ملا کر قلعہ قموص میں بیس ہزار فوج جمع کر لی کتاب سید الاحیاء ص۶۲ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام آنکھوں میں درد شدید کی وجہ سے مدینہ ہی رہ گئے جو بعد میں تشریف لائے تھے کتاب سید الاحیاء ص۶۲ سیرت امیر المومنین مفتی جعفر حسین صاحب ص۲۴۲ ۔ تعداد فوج اسلام کی صرف سولاں سو تھی جن میں صرف دو صد سوار اور باقی پیادے تھے سیرت امیر المومنین ص۲۴۳ ۔ حضرت علیؑ آشوب چشم کی وجہ سے مدینہ رہ گئے تھے رسول مقبول ص۱۶۶ ، مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۲۱۲ ۔

نبیؐ اکرم ایک ماہ تک صحابہ کرام کو عَلم دے کر بھیجتے رہے مگر وہ بزرگ نامراد اور مایوس ہی پلٹتے رہے ۔ کوئی عَلم کا ڈنڈا چھوڑ آیا اور کوئی ڈنڈا لے آیا اور پھریرا چھوڑ کر بھاگا ۔ تاریخ طبری میں اس طرح واقعہ درج ہے کہ حضرت عمر کچھ لوگوں کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور خیبریوں سے مڈبھیڑ ہوتے ہی حضرت عمر اور اُن کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے اور رسولؐ اللہ کے پاس واپس چلے آئے اس موقعہ پر فوج والے کہتے تھے کہ عمرؓ نے بزدلی دکھائی ہے اور عمر کہتے تھے کہ فوج بزدل نکلی ہے ۔ سیرت امیر المومنینؑ ص۲۴۴ ۔ تصدق شیرازی بھاگنے والوں کے لئے ایک رُباعی لکھتے ہیں ۔

نکالا دریچے سے مرحب نے جب سر تو ہم نے بہادر پہاڑوں پہ دیکھے
تماشا تھی لنگر کے شیروں کو کوئی لپکتے ہوئے آج غاروں پہ دیکھے
کئی بار گر اُٹھے اُٹھ کے دوڑے مگر میں نے رفتار بڑھتے ہی دیکھی
اُلجھتی رہی ڈاڑھیاں جھاڑیوں میں پڑے کچھ بال رہگذاروں پہ دیکھے (صلوٰۃ)

اس حالت کو دیکھ کر یہودی کہتے تھے کیوں مسلمانو تم تو ہمیں قرآن سناتے تھے کہ جب یہودی مُسلمانوں سے لڑے گا تو قتل کیا جائے گا اور پیٹھ دکھا کر بھاگے گا ۔ کہاں گیا تمہارا خُدا ۔ علیٰ کُلِّ شَیءٍ قدیر ۔

خیبر کے قلعے

تعداد یہودیان

لشکر اسلام کا علم لے کر جانا اور ناکام واپس آنا

کہاں گیا تمہارا نبی، جسے تم صدیق کہتے ہو بتاؤ مسلمانو تمہارا قرآن کہاں گیا جس کا تم نے نام فرقان رکھ رکھا ہے

مدارج النبوۃ جلد ۲ صہ ۲۱۱ پر حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن علم اٹھا کر حضرت عمر لشکر اسلام کو لے کر قلعہ پر آئے ہرچند سعی وکوشش کی مگر مراد حاصل نہ ہوئی دوسرے دن حضرت ابوبکر علم لے کر شجاع وصف شکن اصحاب کے ساتھ ابطال وقتال وجدال ارباب ضلال کے لئے آئے بطور مقاتلہ عظیمہ سرانجام دیا مگر بے نیل ومرام لوٹ آئے۔ تیسرے روز پھر حضرت عمر بن خطاب نے صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ سخت ترین محاصرہ قتال کیا مگر عنان مراد ہاتھ نہ آئی اور لوٹ آئے اسی طرح رسول مقبول کے صہ ۱۹۶ پر لکھا ہے کہ ایک ماہ تک لڑائی رہی۔

امام اہلسنت علامہ اسمٰعیل بن علی اپنی کتاب تاریخ الفداء کے صہ ۱۱۳ پر رقمطراز ہیں کہ قلعہ قموص کا محاصرہ دس دن رہا مگر کامیابی نہ ہوسکی۔ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام بھی اکتا گئے ہوں گے اس پریشانی کو مدنظر رکھتے ہوئے شاعر اہلبیت تصدق نے ایک رباعی حقیقت حال کو واضح کرنے کیلئے پیش کی ہے سنیئے

یہ فرمایا فخر رسالت نے سن لو بڑے جنگجو ہو میرے خانشارو

تمہارے قدم کو چومنے کو ہے نصرت نہ بھاگو نہ دوڑو نہ ہمت کو ہارو

کہا حق نے احمد سے اپنی مدد کا علیؑ نام رکھا ہے میں نے جہاں میں

علیؑ کو پکارو علیؑ کو پکارو، علیؑ کو پکارو، علیؑ کو پکارو (صلوٰۃ)

کتاب رسول مقبول کے صہ ۱۹۶ پر مصنف نے تحریر کیا ہے کہ نبیؐ اکرم نے۔ مدینہ کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرُ الْعَجَائِبِ ۔ سَتَجِدُهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ ۔ كُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجَلِي بِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ ۔ الشیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت جلد ۲ صہ ۲۱۲ پر تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ المرتضیٰ درد چشم کی بنا پر خیبر کے سفر سے تخلف کر کے مدینہ طیبہ میں ہی رہ گئے تھے انہیں سخت ترین آشوب چشم تھا اور وہ اپنے سے کہا کرتے تھے کہ افسوس میں خیبر میں ہوتا بس سفر کی تیاری کر کے چل دیئے مگر ہمارے بعض مورخین مثل مصنف رسول مقبول فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے ناد علی پڑھ کر مولا علیؑ کو بلایا۔ کہتے ہیں صحابہ کرام کو تسلی دیتے ہوئے حضور پرنور نے فرمایا لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا كَرَّارًا غَيْرَ فَرَّارٍ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ۔ مشکوٰۃ جلد ۳ صہ ۲۵۹ فرمایا کل میں یہ علم عطا کردں گا ایسے

لاعطین الرایۃ

مرد کو جو کرار غیر فرار ہے فتح کرے گا۔ اللہ اس کے ہاتھ پر وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہیں۔ حدیث شریف کے الفاظ دونوں طرف کے بزرگوں کی نقاب کشائی کر رہے ہیں کل جس کو علم ملے گا وہ مرد ہوگا۔ کرار غیر فرار ہوگا۔ اللہ اور رسولؐ سے محبت کرتا ہے اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہیں دوسری طرف جن کو پہلے علم دیئے گئے وہ ان اوصاف کے حامل نہ تھے نہ مرد تھے نہ کرار غیر فرار تھے نہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے تھے اور نہ اللہ اور اس کا رسولؐ ان سے محبت رکھتے ہیں۔ بہرحال حدیث کے الفاظ نہایت ہی عمیق و دقیق ہیں جن کو پڑھ کر کچھ گھبراہٹ تو ہو ہی جاتی ہے۔ صلوٰۃ۔

جناب امیرؑ کا خیبر میں پہنچنا

بہرحال نبیؐ نے اپنے ویر وزیر حیدر کرار کو پکارا۔ کہتے ہیں مولا علیؑ صبح کی نماز کیلئے مسجد میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک قدم مسجد کے اندر دوسرا ابھی باہر ہی تھا کہ آپ نے خیبر کی طرف منہ پھیر کر تین بار فرمایا لبیک لبیک لبیک یا رسولؐ اللہ۔ غلام قنبر سے عرض کی مولا یہ کیا فرمایا قنبر جلدی جاؤ۔ میرا گھوڑا اور ذوالفقار لے کر آؤ رسولخداؐ خیبر میں مجھے بلا رہے ہیں۔ مجھے جلدی پہنچنا ہے مولا کا ارشاد سن کر قنبر نے جلدی سے دلدل اور ذوالفقار لا کر مولا کے پیش کی بس امیر المومنین دلدل پر سوار ہوئے قنبر نے عرض کی مولا آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں فرمایا خیبر میں کہا مولا مجھے بھی ساتھ لے چلئے فرمایا میرے گھوڑے کی زین کا تنگ پکڑ لے اور ساتھ چل عرض کیا مولا خیبر کافی دور ہے۔ گھوڑے کا تنگ پکڑ کر میں کتنا دوڑ لوں گا آقا میرا تو دوسرے میل پہ جنازہ نکل جائے گا فرمایا قنبر عرض کیا جی وصی پیغمبر فرمایا تو ایک سے لے کر دس تک گن دے اگر تو دس تک گن لے اور خیبر میں رسولؐ اللہ کا خیمہ نظر نہ آئے تو علیؑ دعوئے امامت ہی چھوڑ دے گا بس قنبر نے ایک دو تین تک جلدی سے گنا ابھی تین پر پہنچے ہی تھے کہ فرمایا تین کو چھوڑ قنبرؓ نبی کا وہ خیمہ آ ہی گیا ہے۔ صلوٰۃ۔ ادھر مولائے کائنات مدینہ سے باعجاز امامت خیبر پہنچے اُدھر ایک بزرگ صحابی کی نگاہ پڑی مچل کے رُباعی

مبارک مبارک رسول معظمؐ مدینے سے شیر جلی آگیا ہے

ولایت کا مخزن ہے مومن کا مولا اولی الامر حق کا ولی آگیا ہے

مصائب میں مشکل کشا انبیا کا مدد کیلئے آن واحد میں پہنچا

علیؑ آگیا ہے علیؑ آگیا ہے، علیؑ آگیا ہے، علیؑ آگیا ہے (صلوٰۃ)

بس مولا علیؑ کی آمد پر فوج کی جان میں جان آئی ۔ مولا علیؑ نے رسولخداؐ کو جھک کر سلام کیا ۔ دستِ نبوت کے بوسے لئے نبیؐ نے فرمایا علیؑ آنکھوں کی کیا حالت ہے عرض کیا مولا اسی طرح ہیں جس طرح پہلے روز تھیں ۔ سُنی شیعہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبیؐ اکرم نے حضرت علیؑ کی آنکھوں پر آب دہن لگایا تو فوراً آنکھیں ٹھیک ہوگئیں اور پھر زندگی دُکھنے نہ پائیں ۔ بھائیو یہ لعاب دہن مصطفیٰؐ کی برکت ہے کہ کسی کے آنکھوں پر لگایا تو نظر تیز ہوگئی اور کسی کے قدموں پہ لگایا تو رفتار تیز ہوگئی ۔ صلوٰۃ ۔ میرے مولا نے عرض کی یا رسولؐ اللہ خادم حاضر ہے حکم فرماویں کہا علیؑ قلعہ قموص فتح نہیں ہو رہا ۔ اس میں مدد فرمائیں عرض کی مولا ابھی فجر کی نماز کا وقت باقی ہے آپ ارشاد فرماویں تو فجر کی نماز قلعہ قموص کو فتح کر کے نہ پڑھوں ایک بزرگ نے بڑھ کر کہا یا علیؑ ایسا نہ کرو قلعہ قموص بڑا سخت ہے دو مرتبہ میں بھی قسمت آزما چکا ہوں ۔ یا علیؑ قلعہ کے تین طرف پہاڑ ہیں اور چوتھی جانب یہودیوں نے بیس۲۰ گز چوڑی کھائی کھود رکھی ہے سپاہی لڑے تو کیسے اور کھائی سے پار جائے تو کیونکر ۔ مولانا قبلہ سید محمد باقر اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں کہ کھائی بیس گز چوڑی تھی ۔ المجالس المرضیہ صـ۲۹۸ کہتے ہیں رسولخداؐ حضرت علیؑ کو اپنے خیمے میں لے گئے اور اس طرح سجایا کہ اپنا لباس اتار کر علیؑ کو پہنایا اپنی نعلین بخشی اپنی زرہ عطا کی کمر میں اپنا پٹکا باندھا اور بازو پکڑ کر صحابہ کے مجمع میں لے آئے اور اپنا عمامہ اُتار کر علیؑ کے سر پہ رکھا ۔ سُنا ہے کہ سلیمانؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ یہ کیا آپ نے علیؑ کو نعلین پہنائی تو خیمہ کے اندر زرہ پہنائی تو خیمہ کے اندر باقی لباس پہنایا تو خیمہ کے اندر اس کی کیا وجہ کہ عمامہ باہر آ کر صحابہ کے مجمع میں حیدر کرار کے سر پہ رکھا فرمایا سلمانؓ میرے بعد میری عبا قبا کا جھگڑا نہیں ہوگا میرے بعد میری نعلین کا جھگڑا نہیں ہوگا میرے بعد میری زرہ کا جھگڑا نہیں ہوگا ۔ بلکہ میرے بعد میری دستار کا جھگڑا ہوگا ۔ اس لئے آج بھرے مجمع میں علیؑ کے سر پہ اپنے ہاتھوں سے رکھ کر دنیا والوں کو دکھلا رہا ہوں کہ میرے بعد میری دستار کا وارث حیدرؑ کرار ہی ہے ۔ صلوٰۃ ۔

بس رسولؐ اللہ نے اجازت جنگ فرمائی مولا علیؑ نے عرض کیا ۔ مولا کب تک ان سے لڑنا ہے فرمایا علیؑ جب تک کلمہ نہ پڑھ لیں ۔ منقول ہے کہ میرے مولا دُلدل پہ سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور دُلدل سے فرمایا کیا خیال ہے کھائی پار کرے گا گھوڑے اپنی زبان بے زبانی سے کہا مولا اشارہ آپ کریں اور پرواز میرا دیکھیں کھائی کیا انشاء اللہ قلعہ قموص پہ اگلے قدم ٹکاؤں گا ۔ اِدھر مولا نے اشارہ

حارث قتل ہوگیا

کیا اُدھر گھوڑا کھائی سے پار۔ میرے مولا نے ایک پتھر پر علم گاڑا۔ معترض کو جواب کہ اگر موسیٰؑ کا عصا پتھر کو شگافتہ کر سکتا ہے تو حیدر کرار کا علم بھی پتھر میں گڑ سکتا ہے۔ اعتراض کہ اتنا جلدی خیبر میں مدینے سے کس طرح آگیا جواب سنو کہ اگر آصف بن برخیا سینکڑوں میل کی مسافت آنکھ کی حرکت سے پہلے طے کر کے تخت بلقیس لا سکتا ہے تو حیدر کرار بھی مدینہ سے آسکتا ہے لکھا ہے مولا ابھی علم کو گاڑ کر کھڑے ہی تھے کہ حارث آگیا اور اُسی پرانی عادت کو دہرایا مولا نے فرمایا وہ اور تھے میں اور ہوں اِدھر، اُدھر کہا اور حارث جہنم پہنچ گیا مولا نے فرمایا خیبر کے یہودیو کوئی اور ہے۔ حارث کا سر قلم کر کے فوج اسلام کی طرف پھینکا جو تاجدار رسالت کے قدموں میں پہنچا۔ حارث کی موت کی خبر سن کر مرحب پیچ و تاب کھاتا ہوا بھائی کا انتقام لینے کو نکلا۔ احبار یہودیوں سے ایک نے مرحب سے کہا کہ خدا کی قسم اس مرد کی فتح ہوگی کیونکہ اس کی نشانیاں ہم نے توریت میں بھی دیکھی ہیں اور انجیل میں بھی پڑھی ہیں۔ دیکھو تیرے بھائی حارث کا تین من کا نیزہ کام نہ آیا بے پرواہی سے اس مرد نے اسے قتل کر دیا۔ مدارج النبوۃ۔ جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ مگر مرحب جوش انتقام میں آگے بڑھا اور رجز پڑھا۔ اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ مَرْحَبَا۔ مولا نے فرمایا اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ۔ مرحب نے جب آپ کا نام حیدرؑ سنا تو واپس چلا۔ کیونکہ اُسے اُس کی ماں نے حیدرؑ کے نام سے ڈرایا تھا۔ حضرت ابلیس نے انسانی شکل میں آکر کہا کہ کہاں جاتے ہو۔ کہا میں اس شخص سے ڈرتا ہوں جس کا نام حیدرؑ ہے۔ کہا حیدرؑ دنیا میں بہت ہیں یہ وہ حیدرؑ نہیں ہیں جن کی تم کو خبر ملی ہے واپس جاؤ اور اُسے قتل کر کے بھائی کے قتل کا بدلہ لو۔ کنوز المعجزات صفحہ ۵۰۔

مقابلہ علی و مرحب

ابلیس نے حیدر کا شکار واپس کر دیا۔ مرحب جب مولا کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا۔ رُباعی

سُنا ہے یہ میں نے کہ تو مُسلموں کو بڑے رعب سے تو بھگاتا رہا ہے

جہاں میں میرا کوئی ثانی نہیں ہے یہ تو بزدلوں کو بتا رہا ہے

مرے ہوں گے اکثر تیرے ہاتھ سے لوگ مگر یاد رکھنا علیؑ کہہ رہا ہے

یہ وہ مرد حق ہے کہ قدموں کی ٹھوکر سے مدت کے مردے جلاتا رہا ہے (صلوٰۃ)

مرحب نے وار کیا مولا نے اس کے وار کو رد کیا۔ بس مولا کی تلوار اُٹھی۔ رُباعی

فضا میں جو حیدر کی تلوار چمکی ضرب الٰہی حق کے ولی نے لگائی

کئی بار صلوٰۃ پڑھ پڑھ کے دیکھی ملائک نے دست خدا کی صفائی

گئی چیرتی خود سر اور سینہ مچلتی ہوئی خاکِ خیبر پہ اُتری

علیؑ کی ادا پر تصدق تھے قدسی مُسرت کے عالم میں جھومی خدائی (صلوٰۃ)

عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ کے ص۱۴ پر لکھتے ہیں کہ مرحب کے برابر سات پہلوان اور تھے جو حضرت امیر پر ٹوٹ پڑے مگر حیدرِ کرار نے دستِ یداللہ سے اک آن میں سب کو جہنم پہنچا دیا۔ ان کے باقی ہزیمت اُٹھا کے قلعہ میں داخل ہونے لگے حضرت علی المرتضیٰ بھی ان کے تعاقب میں بڑھتے گئے اسی عالم میں ایک یہودی نے آپ کے دستِ اقدس پہ وار کیا اور آپ کی ڈھال زمین پہ گر پڑی دوسرا یہودی اس ڈھال کو اُٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت امیرؑ کو جوش آیا اور قلعہ کے آہنی دروازے میں ہاتھ ڈالا کہ اس کے ایک پٹ کو اُکھاڑ ڈالا۔

دروازہ کو ڈھال بنایا

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب علی المرتضیٰ نے درِ خیبر کو اُکھاڑنے کے جھنجھوڑا تو سارا قلعہ کانپنے لگا چنانچہ صیفہ بنت حی بن اخطب تخت سے گر پڑی اور اس کا چہرہ زخمی ہو گیا علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی معارج النبوۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہ پاٹ جس کو حیدرِ کرار نے اکھاڑ کر ڈھال بنا کر جنگ کیا تھا وہ آٹھ سو من کا تھا دیکھو۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۱۴۵۔ سیرتِ رسولؐ ص۱۱ پر ادیب اعظم نے روضۃ الصفا کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ دروازہ تین ہزار من کا تھا صاحب کوکب دری نے ص۴۹ پر تین ہزار من وزن دروازے کا بیان کیا ہے ہمارے مشہور شاعر انیسؔ فرماتے ہیں شعر

یوں در اُکھاڑا تھا جو گراں سنگِ سخت سے جیسے کہ توڑ لے کوئی پتہ درخت سے (صلوٰۃ)

شیرِ الٰہی کے حملے کو دیکھ کر ہر طرف سے آواز آنے لگی۔ الامان الامان۔ بس خیبر فتح ہو گیا۔

حضرت مولانا سید محمد باقر اعلی اللہ مقامہٗ فرماتے ہیں کہ خندق بیس گز چوڑی تھی اور دروازہ اٹھارہ گز لمبا تھا مولائے کائنات خندق میں اتر گئے اور ہاتھوں پر دروازہ لے کر فوج کو پار اتارنے لگے حتیٰ کہ فوج اسلام کے آٹھ ہزار[1] سات سو آدمی مع گھوڑوں کے گزر گئے۔ کسی صحابی نے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ ہمیں حیرانی ہے کہ اتنے وزنی دروازے کو کس طرح علیؑ نے اکھاڑا اور اب ایک ہاتھ پہ لے کر لشکر گزر رہا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا۔ اے بندۂ خدا تو نے علیؑ کے ہاتھ کی طرف نگاہ کی ہے ذرا علیؑ کے پاؤں کی طرف تو دیکھو۔ جب اس نے دیکھا تو حضرت علیؑ کے پاؤں زمین پر نہیں تھے تو

دروازے کو ایک ہاتھ پر رکھا

[1] ممکن ہے کہ یہی تعداد درست ہو یا بعد میں اور فوج آ گئی ہو۔ نعیمی

حیرت سے عرض کی یارسول اللہ علیؑ کے قدم تو ہوا پہ ہیں۔ فرمایا ہوا پہ نہیں بلکہ حیدر کرار کے قدم جبرئیل
کے پروں پر ہیں۔ کتاب المجالس المرضیہ صہ ۲۹۸۔ صلوٰۃ۔

لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آہنی دروازے کو کنڈا نہ تھا مولا مشکل کشا کی انگلیاں کس طرح لوہے
میں دھنس گئیں جواب عرض ہے کہ اگر حضرت داؤد کے لئے لوہا نرم ہو سکتا ہے تو میرے مولا کے لئے
بھی لوہا نرم ہو سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ فوج اسلام مولا علیؑ کھائی سے پار اتارتے رہے اور رسولِؐ خدا
مسکراتے رہے کسی نے عرض کی یارسولؐ اللہ۔ بھلا یہ بھی کوئی مسکرانے کا مقام ہے فرمایا میں تمہاری کمزوری
اور علیؑ کی شہہ زوری پہ مسکرا رہا ہوں فرمایا میرے صحابیو جب تم بن محمد کے ہوتے ہوئے علیؑ کے بغیر
مرحب کی کھائی پار نہ کر سکے تو علیؑ کے بغیر پُل صراط کس طرح پار کرو گے۔ صلوٰۃ۔

میں کہا کرتا ہوں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تھا۔ خیبر کا دروازہ بند۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تھا خیبر کا دروازہ بند کب کھلا
جب آیا عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ۔ جب علیؑ کے بغیر خیبر کا دروازہ نہ کھل سکا تو علیؑ کے بغیر جنت کا دروازہ کیسے
کھول لوگے۔ صلوٰۃ۔ یہی وجہ ہے کہ نبیؐ اکرم نے فرمایا یَا عَلِیُّ اَنْتَ قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّۃِ فَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ
تَقُوْلُ لِلنَّارِ ھٰذَا لِیْ وَھٰذَا لَكِ۔ الصواعق المحرقہ صہ ۱۲۴۔ اے علیؑ تو دوزخ اور جنت کو تقسیم کرنے والا
ہے قیامت کے روز تو ہی جہنم سے کہے گا کہ یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے۔ اللہ اکبر۔ میرے مولا فرماتے
ہیں مَا قَلَعْتُ بَابَ خَیْبَرَ بِقُوَّۃٍ اِنْسَانِیَّۃٍ بَلْ بِقُوَّۃٍ رَبَّانِیَّۃٍ میں نے باب خیبر کو قوتِ انسانی سے
نہیں اُکھاڑا بلکہ قوتِ ربانی سے اُکھاڑا ہے المجالس المرضیہ صہ ۲۹۸۔ سیرت امیر المومنین صہ ۲۵۱۔ مدارج
النبوت جلد ۲ صہ ۱۵۱ میرے مولا حیدر کرار نے خیبر کو فتح کر کے دینِ اسلام کی لاج رکھ لی اسی لئے نبیؐ
اکرم نے فرمایا یَا عَلِیُّ اَنْتَ حُجَّۃُ اللّٰہِ وَاَنْتَ بَابُ اللّٰہِ وَاَنْتَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ وَاَنْتَ النَّبَاُ
الْعَظِیْمُ اے علیؑ تو ہی حجتہ خدا ہے اور تو ہی اللہ کا دروازہ ہے اور تو ہی صراط مستقیم ہے اور تو ہی
نباءِ عظیم ہے لواعج الاحزان جلد ۲ صہ ۱۲۳ یہ ہے سب سے انوکھی اور بڑی خبر۔

ایک واقعہ نبا عظیم کا اور سُن لیں منقول ہے کہ جب رسالتمآب نے فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ
کی طرف مراجعت فرمائی تو ایک یہودیہ عورت حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگی کہ یارسولؐ اللہ میں آپ
پر ایمان لے آئی ہوں اور میری مَنّت تھی کہ اللہ تعالےٰ آپ کو خیبر پہ فتح دے تو اپنے بکری کے
بچے کو جو مجھے اپنے بچوں کی طرح پیارا ہے اُسے ذبح کر کے اس کا گوشت بھون کر پیشِ خدمت

یہودیہ عورت کا گوشت

کروں گی کیونکہ آپ کو بازوئے بریان بہت ہی بھاتا ہے مولا میں اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے یہ گوشت بھون کر لائی ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر مع اپنے صحابہ کے اسے تناول فرما کر مجھے سرفراز فرماویں حقیقت یہ تھی کہ اس یہودی عورت نے گوشت میں زہر ملا کر پیش کیا تھا اس وقت حضرت کے پاس حضرت علیؑ اور براؓ ابن معرور صحابی بھی موجود تھے براء نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک لقمہ اس سے اٹھا کر کھانا شروع کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا براء تاجدار رسالت پر کسی کام میں سبقت نہیں کرنی چاہیئے براء نے عرض کی یا علیؑ، رسولِ خداؐ بخیل نہیں ہیں اور مجھے بھوک لگی ہے مولا علیؑ نے فرمایا براء تعظیم و تکریم مصطفیٰؐ کا خیال ضروری ہے۔ براء نے معذرت کر دی کہ حضورؐ بخیل نہیں ہیں چونکہ کھانے میں زہر تھا۔ لقمہ چباتے ہی براء سکرات موت میں مبتلا ہو کر گرا اور مر گیا۔ آنحضرتؐ نے اس یہودیہ عورت کو بلوایا۔ اور دریافت کیا کہ یہ تونے کیا کیا اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ۔ آپ نے میرے باپ، چچا، بھائی، شوہر اور بیٹے کو قتل کیا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو میں بدلہ لے لوں گی اور اگر خدا کے نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس زہر سے محفوظ رکھے گا اور یہ میرے ایمان میں اضافہ کا باعث ہوگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تو سچ کہتی ہے۔ اسی اثنا میں حضرت علیؑ کسی کام کو باہر تشریف لے گئے اور صحابہ کرام نے براؓ کو غسل و کفن دیا۔

براء کی نماز جنازہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے براء ابن معرور کے جنازے پر رسولِ خداؐ کو نماز کے واسطے بلایا گیا تو آپ نے فرمایا علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ اصحاب نے عرض کی کہ وہ کسی مسلمان کے کام کے لئے قبا کی طرف گئے ہیں یہ سن کر حضرت بیٹھ گئے اور نماز نہ پڑھی اور فرمایا کہ اس نے جو علیؑ کا کہا نہیں مانا جب تک علیؑ اس گستاخی کو معاف نہیں کرے گا محمدؐ اس وقت تک اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھے گا کسی شخص نے جو براء کی اس گفتگو کے وقت حاضر خدمت تھا عرض کی کہ اس نے تو علیؑ سے مزاح ہنسی کیا تھا اور وہ باتیں حقیقی اور واقعی نہ تھیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ باتیں حقیقی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ براء کے تمام اعمال کو حبط کر دیتا۔ اگرچہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش تک کے فاصلہ کو سونے چاندی سے بھر کر راہ خدا میں خرچ کیا ہوتا۔ لیکن یہ مزاح تھا اس لئے تو کہتا ہوں کہ علیؑ اس کو اگر معاف کرے تو میں اس کا جنازہ پڑھوں گا ورنہ کسی اور سے پڑھوا لو۔ معصوم فرماتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے اگر اس کو معاف کیا تو نبی اکرمؐ نے اس کا جنازہ پڑھا اور جنت کی خوشخبری دی۔ آثار حیدری صفحہ ۱۵۴۔ آخر میں نبأ عظیم کے بارے میں ایک آیت اور سن لیں۔ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ۝ وَّاَنْتُمْ عَنْهُ

مُعۡرِضُونَ پارہ ۲۳ رکوع ۱۴ میرے حبیب کہہ دو کہ وہ خبر عظیم ہے جس سے تم منہ پھیرنے والے ہو امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبأ عظیم سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صہ ۱۵۲ نبأ عظیم سے مسلمانوں نے وہ انحراف کیا کہ سینکڑوں برس تک اولاد مرتضیٰ کو چین نصیب نہ ہوا۔ کسی کی قبر کربلا میں کسی کی شام میں کوئی سامرہ میں تو کوئی بغداد کی دیوار میں کوئی کاظمین میں تو کوئی مشہد مقدس میں۔

آج مجھے شہزادی قم کے مصائب عرض کرنا ہیں۔ ان کا نام جناب سیدہ کے نام پہ فاطمہ رکھا گیا تھا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی پینتیس اولادیں تھیں۔ مگر کہیں بھی دو کی اکٹھی مزار نظر نہیں آتی لکھا ہے کہ ہجری ۲۰۱ میں شہزادی قم اپنے بھائی امام رضا علیہ السلام کی ملاقات کو آمادہ سفر ہوئیں۔ راستہ کی تکلیفیں منزلوں کی صعوبتیں برداشت کرتی کرتی جب منزل سادہ پہ پہنچی تو بیمار ہو گئیں۔ خادمہ کو حکم دیا کہ ان لوگوں سے دریافت کرو کہ یہاں سے قم کتنی دور ہے لوگوں نے کہا دس فرسخ ہے بی بی قم میں کیا کام ہے خادمہ نے کہا غریب بغداد کی بیٹی اپنے بھائی امام رضا کو ملنے جا رہی ہے مگر اب سفر کی صعوبتوں سے بیمار ہو گئی ہے جب ان لوگوں نے شہزادی کا نام سنا تو تڑپ گئے اتفاق سے موسیٰ ابن خزرج بن سعد جو رئیس قوم تھے وہ وہیں موجود تھے جب اُسے معلوم ہوا کہ شہزادی رسولؐ زادی ہماری مہمان ہونا چاہتی ہے تو اس نے خادمہ سے عرض کی کہ معصومہ سے میری طرف سے عرض کیجیو کہ آپ میرے غریب خانہ کو سرفراز فرماویں۔ بیمار سیدانی نے وطن سے سینکڑوں میل دور بھائی کی ملاقات میں بے چین جب موسیٰ ابن خزرج کی درخواست کو قبول فرمایا تو اس نے شرفا قم کی عورتوں کے زمرہ میں شہزادی کو قم لانے کا اہتمام کیا۔ عزادار و جب وہ معصومہ داخل شہر ہوئیں تو دیکھا کہ سارے اہل شہر لباس سیاہ ماتمی پہنے ہوئے ہیں۔ اور سب مرد و زن بے اختیار رو رہے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بادشاہ مر گیا ہے یہ حالت دیکھ کر معصومہ بے قرار ہو گئیں اور پوچھا کہ یہ کس رئیس قوم کا ماتم ہے کہ ہر گھر سے گریہ و بکا کی آواز آرہی ہے یہ سن کر تمام عورتیں خاموش ہو گئیں پھر ان معظمہ نے فرمایا قسم ہے تم کو ہمارے حق کی جلد بتاؤ یہ کس کا ماتم ہے جب ان معصومہ نے اصرار کیا تو سب عورتیں چیخیں مار مار کر رونے لگیں اور سروں سے چادریں پھینک دیں اور کہا اے سیدہ کئی روز گزر رہے ہیں کہ ماموں ملعون نے تیرے بھائی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کر دیا ہے۔ بی بی ہر گھر میں امام رضا کا ماتم ہے یہ سنتے ہی معصومہ ڈھاڑیں مار کے رونے لگیں اور کہتی تھیں وَا اَخَاہُ وَا عَلِیَّاہُ وَا مَظْلُوْمَاہُ۔ ہائے میرے بھائی۔ ہائے سید

مصائب معصومہ قم

غریب ہائے مظلوم۔ ہائے افسوس آپ کی پردیس میں آپ کی موت کی خبر سننے کیلئے زندہ رہی۔ عزادارو! معصومہ بھائی کی موت کی خبر سننے کے بعد سترہ روز زندہ رہی اور بھائی غریب کو روتے روتے غریب پردیسن بہن انتقال کر گئی میں کہتا ہوں بی بی تو نے پردیس میں بھائی کی موت کی خبر سنی مگر تیری جدہ جناب زینبؑ نے اپنے بھائی کو ذبح ہوتے دیکھا گلوئے حسینؑ پر شمرؒ کا خنجر چل رہا تھا اور بہن خیمے کے دروازے پر کھڑی رو رہی تھی اور بار بار کہتی تھی ہائے میری ماں جایا حسینؑ بہن بے وس ہے عزادارو حضرت رضاؑ کی بہن کی موت پر اہل قم میں اور ماتم بپا ہوا۔ آخر الامراء کی عورتوں نے شہزادی کو غسل دیا۔ کفن کیا، بعد غسل کفن اہل شہر جنازے کو اٹھا کر قبر تک لائے جنازہ پڑھا، قبر کھودی، اب اس میں اختلاف ہوا کہ معصومہ کو قبر میں کون اتارے کیونکہ میت مستور کو وارث ہی قبر میں اتار سکتا ہے شہر کے معمر ضعیف العمر عالم کو بلوا کر پوچھا گیا کہ بنار سولؐ زادی کو کون قبر میں اتارے اس نے کہا کہ میرے ساتھ اس پہاڑ کی بلندی پر آؤ۔ عزادارو سب نے بلندی پر جا کر استغاثہ کیا کہ امام زمانہ مشکل بن گئی آکر اپنی پھوپھی کو دفن کیجئے ابھی رونے والوں کی صدا بلند ہی تھی کہ ایک طرف سے گرد اٹھی غور کیا تو کیا دیکھا کہ دو گھوڑوں پر سوار آرہے ہیں تعجب نہیں کہ میرا امام حضرت محمد تقی علیہ السلام اپنے باپ کے ساتھ ہوں دونوں نے نماز جنازہ پڑھی اور معصومہ کو دفن کر کے چلے گئے کتاب لواعج الاحزان جلد ۲ ص۲۷۳ مجالس فاخرہ ص۱۵ بحوالہ بحار الانوار جلد ۱۴۔ عزادار ان حسینؑ آپ نے سن لیا کہ اہل قم نے شہزادی قم کی بڑی عزت کی اور ہر ممکن شہزادی کو آرام پہنچایا اور وفات کے بعد ادب سے غسل و کفن کا اہتمام کیا مگر ہائے زینبؑ اپنے بھائی کی لاش کو بے گور و کفن چھوڑ کر کربلا سے چلی اور اہل کوفہ نے بے مقنعہ و چادر ناقہ بے کجاوہ پر سوار کر کے دیار بدیار شہر بہ شہر پھرایا ہائے اس بہن کے دل پر کیا گزری ہو گی جس کی آنکھوں کے سامنے نوک نیزہ پر بھائی کا سر مدت تک رہا ہو گا۔ کاش کوئی شام و کوفہ میں بھی ہوتی ابن خزرج جیسا مومن ہوتا تو محمد کی بیٹیوں کا احترام کرتا عَلَىٰ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

رباعی۔ خدا نے بھیجا ہے جس پہ سلام زینبؑ ہے — جہاں میں درد کی پہلی امام زینبؑ ہے
علیؑ کی بیٹی کا احسان ہے قیامت تک — حسینیت کی بقائے دوام زینبؑ ہے۔ (تصدق)

۱؎ شہزادی قم کے حالات تفصیل سے بحار الانوار کی چودہویں جلد میں اسی طرح مسطور ہیں بظاہر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جس بی بی کے اکیس بھائی ہوں وہ اکیلی کسطرح خادمہ کو ساتھ لیکر مدینہ سے مشہد مقدس کی طرف چل پڑی ممکن ہے شہزادی کیساتھ اپنے ورثا میں سے بھی کوئی ساتھ ہو مگر روایت میں مذکور نہیں ہے اور شہزادی کی قبر انور بھی قم میں موجود ہے جسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے آل محمد کے فضائل کی جسطرح انتہا نہیں ہے اسی طرح آل محمد کے مصائب بھی میری سمجھ سے باہر ہیں۔ واللہ اعلم۔ نعیمی۔

آٹھویں مجلس

محبت، ماں کی محبت، زلیخا کی محبت، زائر حسین علیہ السلام کیلئے نوّے ۹۰ حج کا ثواب، علامہ حلّی علیہ الرحمہ کا واقعہ، حضرت سلمان کی محبّت، مدائن کی گورنری، کُتّوں کو حکم دینا، وڈّوں کو حکم دینا، جناب امیر علیہ السّلام کا سلمان کی نمازِ جنازہ پڑھنا، اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیاءؑ کی آزمائش لی، مصائب اسیرانِ کربلا، منزل عین الورد، اور حلب میں اور حرّہ مومنہ کا حاضر ہونا، سہل ابن سعد کا واقعہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ پارہ ۲۰ رکوع ۱۳ ترجمہ کیا گمان کیا ہے لوگوں نے کہ چھوڑے جاویں اتنے پر کہ منہ سے کہہ لیویں کہ ہم ایمان لائے اور نہ وہ آزمائے جاویں اور البتہ تحقیق آزمایا تھا ہم نے ان لوگوں کو کہ پہلے ان سے تھے پس البتہ ظاہر کر دے گا اللہ ان لوگوں کو کہ سچ بولے ہیں اور البتہ ظاہر کر دے گا جھوٹوں کو (ترجمہ رفیع الدین) خالق نے اپنی مخلوقات میں نعمتِ محبت ودیعت کی ہے ہر انسان دولتِ محبت فطرت میں لے کر پیدا ہوا ہے میں کہتا ہوں انسان تو کیا نعمتِ محبت و انس سے حیوان تک بھی آشنا و مانوس ہیں مگر حقیقتِ محبت کو کم لوگ سمجھتے ہیں غرض کا نام بھی محبت رکھا جاتا ہے۔ سنو محبت کی دو قسمیں ہیں ایک محبت کی جاتی ہے جس کا نام غرض ہے اور دوسرے محبت ہو جاتی ہے۔ حاضرین! دکاندار گاہک سے محبت کرتا ہے حاکم سے محکوم محبت کرتا ہے، پٹواری سے زمیندار محبت کرتا ہے۔ تھانیدار سے ملزم محبت کرتا ہے یہ محبت کی گئی کی مثالیں ہیں کہ ادھر پٹواری کا تبادلہ ہو گیا ہے دوسری جو محبت ہو جاتی ہے وہ ہے ماں کی محبت، ماں اپنے

بچے سے محبت کرتی نہیں بلکہ ماں کو بچے سے محبت ہو جاتی ہے محبت ہو جاتی ہے کو میں ایک حکایت سے واضح کرتا ہوں۔

ماں کی محبت

سنیئے دہلی کے مشہور حکیم جناب اجمل خاں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ دریا گنگا میں زبردست سیلاب آیا جس کی وجہ سے سینکڑوں انسان دریا میں بہہ گئے ہزاروں مویشی سینکڑوں مکانات زیر آب آگئے۔ دریا میں بہنے والوں کو نکالنا بڑا مشکل تھا ہم لوگ دریا کے پل پر رسے لے کر کھڑے ہو گئے اگر کوئی آدمی یا عورت بچہ، بچی کسی تختے پر دریا میں بہتا ہوا آتا دکھائی دیتا تو ہم رسے کو دریا میں ڈال کر اُسے بلند آواز سے پکارتے کہ کوشش کر کے رسے کو پکڑ لینا ہم اُوپر کھینچ کر تجھے نکال لیں گے اس طریقے سے کافی لوگوں کو ہم نے دریا سے نکال لیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک تختے پر ایک عورت بہتی ہوئی آرہی ہے۔ اور اس کی گود میں ایک بچہ بھی ہے اسے دیکھ کر ہم نے دور سے اُسے پکار کر کہا کہ بی بی رسے کو پکڑنا۔ ہم تمہیں کھینچ کر نکال لیں گے۔ اتفاق سے اس عورت نے رسے کو پکڑ لیا ایک ہاتھ سے رسے کو پکڑا دوسرے ہاتھ میں بچہ تھا۔ جب پانی سے بلند ہوئی تو اس کے ہاتھ سے بچہ چھوٹ گیا اِدھر بچے کا دریا میں گرنا تھا کہ ماں نے حسرت سے یہ کہا کہ بچے کے بعد زندگی حرام ہے یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ رسے سے جدا کر لیا اور دریا میں ڈوب گئی یہ ہے ماں کی محبت۔ صلوٰۃ۔

دو عورتوں کے درمیان جناب امیرؑ کا فیصلہ

جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے ایک فیصلہ سے محبت ہو جاتی ہے کا ایک فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ منقول ہے کہ عمر ابن الخطاب کے عہد میں دو شخص جو عیالدار تھے ایک ہی گھر میں رہتے تھے اکٹھے سفر کو گئے اور ان کی عورتیں ایک ہی گھر میں رہتی تھیں ان میں ایک عورت نوماہ کی حاملہ تھیں۔ دوسری کے پاس ایک مہینے کا بچہ تھا۔ اتفاقاً انہی دنوں وہ بچہ فوت ہو گیا اور حاملہ عورت کو اللہ تعالٰے نے لڑکا عطا کیا تو پسر مردہ عورت نے اس جننے والی عورت سے کہا کہ اپنے بیٹے کو میرے حوالے کر دے تو میرا دل بھی مطمئن ہو جائے گا اور تو دودھ پلانے کی تکلیف سے بچی رہے گی چونکہ دونوں میں نہایت الفت تھی لڑکے کی ماں نے اس کی دلجوئی کیلئے بچہ اس کو دے دیا۔ چند ماہ کے بعد جب وہ لڑکا اس سے مانوس ہو گیا تو دونوں عورتوں میں بشریت کی وجہ سے کسی کام میں تنازع ہو گیا لڑکے کی ماں نے اپنا لڑکا طلب کیا۔ اس نے کہا کہ تو باؤلی ہو گئی ہے جو لڑکا مجھ سے مانگتی ہے لڑکا تو میرا ہے اگر تیرا لڑکا ہوتا تو میں دودھ کاہے کو پلاتی اور تیرا دودھ کیوں خشک ہو جاتا۔ لڑکے کی ماں نے

منہ پیٹ لیا اور روتی ہوئی خلیفۂ وقت کے ثانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر فریاد کی کہ فلاں عورت کے پاس میرا لڑکا ہے اور وہ مجھے نہیں واپس کرتی ۔حضرت عمر نے اس عورت کو بلایا اس عورت نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے حاکم وقت یہ عورت پاگل ہے لڑکا میرا ہے میرے ہی ساتھ مانوس ہے میرا دودھ پیتا ہے اس کا تو دودھ بھی خشک ہے یہ خواہ مخواہ مجھ سے نزاع کرتی ہے دونوں کے بیان سن کر حضرت عمر نے کہا کہ معاملہ بڑا مشکل ہے مشکل کشا کے بغیر حل نہیں ہو گا کہا کہ تم دونوں عورتیں حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرو وہ تمہارا فیصلہ کریں گے یہ دونوں عورتیں مولائے مومنین امام المتقین کے پاس حاضر ہوئیں جناب حیدر کرار نے دونوں کے بیان سن کر فرمایا قنبرؓ میری تلوار لے آؤ تا کہ تلوار سے بچے کے دو ٹکڑے کر کے آدھا آدھا ان کو دیا جائے جس کا بچہ نہیں تھا وہ تو اس فیصلہ پر راضی ہو گئی لیکن جو عورت اصلی ماں تھی خاک سر پر ڈالی اور رونا پیٹنا شروع کیا اور عرض کی یا امیر المومنین میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ لڑکا اسی عورت کا ہے لیکن آپ اس کو دو ٹکڑے نہ کیجئے جہاں رہے زندہ تو رہے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے عورت تو سچ کہتی ہے بے شک یہ تیرا ہی بیٹا ہے اس کو لے اور چلی جا ۔فرمایا لوگو یہ ماں کی محبت ہے کہ بچے کو مرنے سے بچانے کے لئے غیر کی گود میں پلنا گوارا کر سکتی ہے مگر اس کی زندگی چاہتی ہے کوکب دری صد ۱۱۵ یہی وجہ ہے کہ خلافت ظاہری کو میرے مولا نے غیر کو حوالے کرنا گوارا کیا مگر شجر اسلام جس کی ابھی نئی نئی کونپلیں تھیں اُسے جڑ سے اکھڑنے نہ دیا اگر حضرت علیؑ تلوار کے زور سے اپنا حق چھین لیتے تو آج اسلام کا نام و نشان نہ ہوتا تو مسلم تو یہی سمجھتے کہ حکومت حاصل کرنے کے لئے یہ سارا پروگرام بنایا گیا تھا اور یہودی نصاریٰ سابقہ انبیاء کے واقعات صبر مسلمانوں کو سنا کر سمجھا کر انہیں دین سے منحرف کرنے میں کامیاب ہو جاتے ۔مولا علیؑ کا خاموش رہنا اسلام پر بہت بڑا احسان ہے اور یہ خاموشی و صبر رسولؐ اللہ کی وصیت کے عین مطابق تھی جیسا کہ حدیث مفضل سے ظاہر ہے۔

ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ جو محبت کی جاتی ہے وہ محبت نہیں بلکہ غرض ہے کون کہتا ہے کہ پروانے کو شمع سے محبت ہے اب پروانے تو اس لئے جلتے ہیں کہ شمع کیوں جل رہی ہے بظاہر شمع کے ساتھ پروانے نظر آتے ہیں دیکھو جہاں شمع ہو گی وہیں پروانے ہوں گے شمع گھر میں پروانے گھر میں، شمع نے ہجرت کی یہ ساتھ ۔ دنیا نے سمجھا کہ محبت ہے مگر پتہ تو انتقال کے وقت چلا کہ ادھر شمع نے آنکھ بند کی یہ جنازہ چھوڑ کر چل دیئے کچھ لالچی پروانوں نے شمع کے مقام کو حاصل کرنے کی

پروانوں کی محبت

کوشش کی شمع کو جلال آگیا جلا کر اِردگرد ڈھیر کر لیا۔ اسی طرح لوگ کہتے ہیں کہ بلبل کو گل سے محبت ہے ارے اگر بلبل کو گل سے محبت ہوتی تو سر پہ چڑھ کر کیوں چیختی پھول کی پتیوں کو پامال نہ کرتی یہ تو محبت جتلاتی ہے کہ گل سے فائدہ ہو۔ گل کے جنازے پر اگر بلبل نظر آئے تو سمجھنا کہ گل سے محبت ہے حضور یہ گل کو گل کرنے آتی ہے۔ صلوٰۃ۔

زلیخا کی محبت

آج میں محب حقیقی واضح کرنا چاہتا ہوں اور غرض کی نقاب کشائی مطلوب ہے۔ میں مانتا ہوں کہ حضرت زلیخا نے جناب یوسفؑ سے اظہار محبت کی مگر جب نظر عمیق سے دیکھا گیا تو غرض نکلی۔ یہ درست ہے کہ حضرت زلیخا نے دام درمے قدمے سخنے حضرت یوسفؑ پر فدا ہوئیں۔ روایت میں ہے کہ زلیخا نے قیمتی چار سو جوڑے کپڑوں کے حضرت یوسفؑ کے لئے تیار کرائے تھے اور ایک شیشے کا مکان بھی بنوایا تھا جناب زلیخا محبت سے حضرت یوسفؑ کو ایک جوڑا پہناتیں اور شیشے کے مکان میں چلنے کو کہتیں حضرت چلتے تو مکان میں چاروں طرف یوسفؑ ہی یوسفؑ نظر آتے۔ جناب زلیخا کا دل سینکڑوں یوسفؑ دیکھ کر خوش ہوتا۔ کتابوں میں یہ بھی ملتا ہے کہ جناب زلیخا کو حضرت یوسفؑ سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ زلیخا نے فصد کھلوائی زمین پر جو خون گرا تو وہ خود بخود خون سے یوسف لکھا گیا قدرت نے بھی اس قصہ کو احسن القصص یعنی قصوں سے حسین تر قصہ فرمایا ہے یہ سب کچھ سہی مگر میدان امتحان میں زلیخا کی

زلیخا کی محبت

بھی محبت ثابت نہ ہوئی بلکہ نکلی غرض کیونکہ جب حضرت زلیخا حضرت یوسفؑ کو مکان کے اندر لے گئیں اور حضرت یوسفؑ دامن چھڑا کر بھاگے اور دروازے پر آئے تو عزیز مصر کو کھڑا پایا جونہی زلیخا کی نگاہ عزیز پر پڑی تو رونا شروع کر دیا اور عزیز مصر سے کہا کہ یوسفؑ خائن ہے اس نے آپ کی عزت کی طرف نظر غیر سے دیکھا ہے کیوں مسلمانو فرماؤ قصور کس کا تھا خائن کون تھا؟ اور امین کون تھا؟ اگر جھولے والا بچہ گواہی نہ دیتا تو یوسفؑ تو بدنام ہو ہی گیا تھا۔ حضور اگر جناب زلیخا کو یوسفؑ سے محبت ہوتی تو عزیز سے کہہ دیتی کہ عزیز میں مجبور ہوں مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے محبت نہ نکلی بلکہ غرض ثابت ہوئی۔ غرض کو محبت کا نام دینے والو لفظِ محبت کو بدنام نہ کرو۔ جب جناب یوسفؑ کو حضرت زلیخا نے قید کرا دیا تو قید خانہ میں کسی آدمی نے حضرت سے فرمایا کہ اے قیدی مجھے آپ سے محبت ہے یوسفؑ نے رو کر فرمایا کہ بھائی معاف کرنا میرے ساتھ پھوپھی نے محبت کی تو پٹکا کمر میں باندھ کر چور بنا دیا۔ باپ کو محبت ہوئی تو بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا زلیخا کو محبت ہوئی تو قید خانہ میں بھجوا دیا۔ کیا اب تو میری جان لینا چاہتا ہے۔ اللہ اکبر۔ میں محبت کی قدرے تشریح

اور کٹنے دیتا ہوں۔ سنیئے جہاں غرض کی آخری منزل ہے وہاں سے محبت شروع ہوتی ہے اور جہاں محبت کی آخری حد ہے وہاں سے مودّت شروع ہوتی ہے اور جہاں مودّت کی آخری حد ہے وہاں سے منزلِ عشق شروع ہوتی ہے ارے محب وہ ہے جو محبوب پر جان و مال اولاد اور عزت قربان کرتے ہوئے فخر محسوس کرے یہ ہے محب کی تعریف کامل اور ساری کائنات میں ایسا صرف اور صرف مولا کائنات حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا خاندان و گھرانہ ہے جس میں حسینؑ کی شخصیت نمایاں ہے رُباعی عرض ہے۔

سر کٹا کر بھی نہ تونے سر جھکایا اے حسینؑ　　　بے کسی میں تونے اپنا گھر لٹایا اے حسینؑ
کربلا میں موت کو تونے بنا کر زندگی　　　غیرتِ اسلام کو سوکر جگایا اے حسینؑ

(صلوٰۃ بر محمدؐ و آلِ محمدؐ)

ہاں میں محبت ہو جاتی ہے کے بارے میں عرض کر رہا تھا۔ منقول ہے ایک مرتبہ حضرت ابوذرؓ غفاری جناب سلمانؓ فارسی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ اے سلمانؓ محمدی میں اپنی حالت پہ حیران ہوں ڈرتا ہوں کہیں گنہگار تو نہیں ہو رہا ہوں سلمانؓ نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے جس کی وجہ سے تمہیں گھبراہٹ ہے ابوذرؓ غفاری نے کہا کہ اللہ تعالٰے کا حکم ہے کہ ساری دنیا سے افضل و اکمل میرا حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات والاصفات ہے اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام بعد میں حضرت امام حسن علیہ السلام اور پھر حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی ذات گرامی ہے مگر یہ میرے بس کی بات نہیں کہ مجھے حسینؑ علیہ السلام سے محبت ہو گئی ہے۔ شہزادہ بتولؑ مجھے بہت پیارا لگتا ہے حالانکہ میرا ایمان وہی ہے جو میں نے بیان کیا ہے مگر سلمانؓ کیا کروں حسینؑ سے محبت ہو گئی ہے حضرت سلمانؓ نے کہا اے ابوذرؓ میرا اور تیرا ایک ہی معاملہ ہے۔ بے شک میرا ایمان یہی ہے بلکہ تمام مومنین کا یہی ایمان ہے کہ ساری کائنات میں سب سے افضل انسان محمدؐ مصطفیٰ ہی کی ذاتِ والاصفات ہے۔ پھر علیؑ پھر حسنؑ پھر حسینؑ علیہ السلام مگر حسینؑ کی ادا ہی کچھ ایسی ہے کہ مجھے حسینؑ سے والہانہ عقیدت و محبت ہے۔ چلو مولا علیؑ سے دریافت کریں بس دونوں بزرگ مولا علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کرنے کے بعد اپنا حال بیان کیا۔ مولائے کائنات حیدرِ کرار نے فرمایا سلمانؓ جو تمہارا حال ہے وہی میرا حال ہے چلو رسولخداؐ سے عرض کریں اب تینوں بزرگ بن کر رسولخداؐ کے پاس آئے اور کعبہ کائنات کا

طواف وسلام وصلوٰۃ پڑھنے کے بعد حقیقت حال عرض کی۔ تو رسولِ خدا متبسم ہوئے اور فرمایا اے علیؑ جس مرض کی تم مریض ہو میں بھی اُسی مرض کا مریض ہوں۔ لاریب حسینؑ کی ادائیں ایسی ہی ہیں کہ مجھے بھی اس سے محبت ہو گئی ہے میرے ذہن میں اس سے بلند دلیل محبت ہو جاتی ہے کی کوئی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرنے سے نوے حج اور نوے عمرے کا ثواب قدرت کی طرف سے زائر کو ملتا ہے۔ اللہ اکبر۔ ممکن ہے کہ کسی بزرگ کی طبیعت وعقل اسے باور نہ کرے تو میں ثبوت پیش کئے دیتا ہوں۔

سنیئے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن ——— امام حسین علیہ السلام آغوش رسولؐ میں بیٹھے تھے اور حضرت ان سے کھیل رہے تھے اور اس معصوم کو ہنساتے تھے حضرت عائشہ نے یہ حال دیکھ کر عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ کس قدر اس طفل کو دوست رکھتے ہیں فرمایا اے عائشہ کیونکر اس کو دوست نہ رکھوں کیونکہ یہ میرا نور چشم میوۂ دل ہے میری امت اسے قتل کرے گی پس جو شخص بعد شہادت اس مظلوم کی زیارت کرے گا حق تعالےٰ ثواب ایک حج کا میرے حجوں سے ان کے نامۂ اعمال میں لکھے گا بی بی عائشہ نے متعجب ہو کر کہا یا رسولؐ اللہ زوارِ حسینؑ کو اس قدر ثواب عطا ہو گا فرمایا بلکہ دو حج کا ثواب، پھر بی بی عائشہ نے متعجب پوچھا فرمایا چار حج کا ثواب میرے حجوں سے اس پہ ہر مرتبہ بی بی عائشہ تعجب کرتی رہیں اور حضرت ثواب زائر کو زیادہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ نوّے حج کا ثواب میرے حجوں سے زائر کو ملے گا۔ جو مع عمرہ کے بجالایا ہوں صلوٰۃ۔ اللہ اکبر۔ کتاب بحار الانوار جلد ۱۰ حصہ ۱ ص ۸۶، رباعی عرض ہے۔

زائر حسینؑ کو نوے حج کا ثواب

بزم عزا میں آئیں تو کیا کیا جزا ملے ۔۔۔ عصیاں کی مرض دور ہو ایسی شفا ملے
گر مجلس شبیرؑ میں گریہ بکا کریں ۔۔۔ جنت کیا شبیرؑ ملے اور خدا ملے (صلوٰۃ)

کہتے ہیں کہ اس حدیث ثواب کو پڑھ کر علامہ حلیؒ بھی متعجب ہوئے تھے اسی تردّد میں انہوں نے سوچا کہ روایت میں جو ہے کہ جو شخص چالیس جمعرات عبادت مسجد کوفہ میں کرے اسے امام ولی العصر علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوتی ہے میں اس مسئلہ کو امام زمانہ ہی سے کیوں نہ دریافت کر لوں بس علامہ صاحب نے ہر شب جمعرات کو مسجد کوفہ میں شب بیداری کرنا شروع کر دی جب آخری شب جمعرات کو عبادت سے فارغ ہو کر چلے تو راستہ میں ایک بزرگ ملے اور علامہ سے سبب بیداری دریافت کیا علامہ

علامہ حلیؒ و امام العصرؑ کا واقعہ

نے کہا کہ مجھے مولا حسینؑ علیہ السلام کی زیارت کے کثیر ثواب میں تردد ہے کہ نوے حج کا ثواب زائر کو کیونکر مل جاتا ہے یہ مسئلہ میں نے اپنے امام سے دریافت کرنا تھا مگر آج تو چالیس جمعراتیں بھی ختم ہو گئیں اس بزرگ نے کہا کہ علامہ صاحب میں آپ کو ایک حکایت سُناتا ہوں۔ غور سے سُننا اور خود فیصلہ کر لینا۔ وہ یہ کہ ایک بادشاہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شکار کو نکلا اتفاق سے بادشاہ کے سامنے سے ہرن نکلا بادشاہ نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑا دیا ہرن تیز دوڑتا رہا اور بادشاہ اُسے پکڑنے کی خاطر گھوڑا دوڑاتا رہا یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں سے کافی دور نکل گیا۔ علامہ صاحب ہرن تو جنگل میں کہیں چُھپ گیا اب بادشاہ کو پیاس کا غلبہ ہوا ویرانہ جنگل میں کہیں پانی نہ تھا۔ اِدھر اُدھر بادشاہ نے پانی تلاش کیا مگر کہیں دستیاب نہ ہو سکا آخر جنگل میں ایک جھونپڑی نظر آئی اس کے دروازے پر پہنچا اور آواز دی اُس جھونپڑی سے ایک عورت ضعیفہ نکلی بادشاہ نے اپنی پیاس کا ذکر کیا ضعیفہ نے کہا کہ اس وقت پانی تو میرے پاس بھی موجود نہیں ہے یہ میری ایک ہی بکری ہے اسے دوہہ کر اس کا دودھ آپ کو پلائے دیتی ہوں، ضعیفہ نے بکری دوہہ کر بادشاہ کو دودھ پلایا بادشاہ کی جان میں جان آئی اور کہا ضعیفہ مجھے شدّت کی بھوک لگی ہے اگر کوئی کھانے کی چیز ہو تو تیری مہربانی ہو گی۔ ضعیفہ نے کہا کہ میرے پاس صرف یہی ایک بکری ہے جس کا تجھے دُودھ پلایا ہے اب اسے ذبح کر کے اس کے کباب بنا کر تجھے کھلائے دیتی ہوں۔ علامہ صاحب ضعیفہ نے بکری کو ذبح کر کے اس کا گوشت بھون کر بادشاہ کو کھلا دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے چلتے ہوئے ضعیفہ سے کہا کہ تو نے اپنا تمام اثاثہ جو صرف ایک بکری تھی میرے لئے قربان کر دیا اگر کسی وقت ضرورت پڑے تو میرے پاس آنا میں تجھے وافر انعام دوں گا علامہ صاحب فیصلہ دو کہ جو کچھ اُس ضعیفہ کے پاس تھا وہ سب اس نے بادشاہ پر خرچ کر دیا اب اگر ضعیفہ بادشاہ کے پاس آکر سوال کرے تو اُسے کیا دینا چاہیئے علامہ حلّی نے فرمایا جو کچھ ضعیفہ کے پاس تھا وہ تمام اُس نے بادشاہ کے حوالے کر دیا۔ اب انصاف تو یہ ہے کہ جو کچھ بادشاہ کے پاس ہے وہ سب اس ضعیفہ کے حوالے کر دے۔ فرمایا علامہ پھر امام سے کیوں دریافت کرتا ہے بتا امام حسین علیہ السلام نے خدا سے کیا کچھ چھپا رکھا تھا۔ جان مال۔ بچے۔ بچیاں۔ عزت سب کچھ حسینؑ نے توحید کے حوالے کر دیا اب تو جو کچھ خدا تعالےٰ کے پاس ہے وہ سب حسینؑ کے حوالے کر دینا چاہیئے یہ کہا اور غائب ہو گئے۔ مسدس

مر کے زندہ کیا اسلام دوبارہ کس نے　　دین خالق کو دیا مر کے سہارا کس نے

دے کے سر، سر کیا ظلمت کا کنارا کس نے — موت تو مارتی ہے موت کو مارا کس نے

رہ گئی موت فنا تک یہ بقا تک پہنچا

موت کو مار کے شبیرؑ خدا تک پہنچا — (صلوٰۃ بر محمدؐ وآل محمدؐ)

محبت ہو جاتی ہے اور محبت کی جاتی ہے کی تشریح کرتے کرتے میں بہت دور نکل گیا۔ میرے محترم دوستو محبت نہ رنگ کی محتاج نہ ڈھنگ کی محبت نہ عقل کی محتاج ہے نہ شکل کی۔ محبت نہ بعید کی محتاج ہے نہ قریب کی محبت نہ قوم کی محتاج نہ قبیلہ کی۔ بس محبت ایک مقناطیسی جوہر ہے۔ جو کائنات کے ہر گوشے میں گھوم کر اپنے محبوب کو حلقۂ محبت میں داخل کر لیتا ہے دنیا میں آپ کو کافی مثالیں ایسی مل جائیں گی کہ محب نے اپنے محبوب کو دیکھا تک نہیں مگر پردہ غیبت میں رہ کر بھی محب اپنے محبوب سے رشتۂ محبت قائم کئے ہوئے نظر آتا ہے ان میں حضرت اویسؓ قرنی اور حضرت سلمانؓ فارسی جیسی مقدس ہستیاں بھی ہیں کہ جنہوں نے آنحضرت سے بن دیکھے محبت کی ہے۔

آج مجھے حضرت سلمانؓ فارسی کے بارے میں ہی عرض کرنا ہے۔ سنئے منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنینؑ علیہ السلام نے جناب سلمانؓ سے ان کے اسلام لانے کا سبب دریافت فرمایا سلمانؓ نے کہا میں شیراز کے ایک دہقان کا لڑکا ہوں۔ میرے ماں باپ مجھ سے بہت پیار کرتے تھے ایک مرتبہ عید کے دن میں ایک راہب کے دیر میں پہنچا۔ وہاں ایک شخص کو کہتے سُنا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ وَاَنَّ مُحَمَّدًا حَبِیْبُ اللّٰهِ۔ محمد کا نام سُنتے ہی ان کی محبت میرے رگ و ریشہ میں دوڑ گئی۔ جب میں گھر واپس آیا تو میں نے چھت میں لٹکی ہوئی ایک تحریر دیکھی۔ میں نے والدہ سے پوچھا یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا اس کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ تیرا باپ تجھے قتل کر دے گا میں اس وقت تو چُپ رہا مگر جب رات ہوئی تو میں نے وہ تحریر وہاں سے لے کر پڑھنا شروع کی اس میں لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ عہد ہے اللہ کا آدم کے لئے کہ میں اس کے صلب سے ایک نبی پیدا کرنے والا ہوں جس کا نام محمد ہوگا وہ مکارم اخلاق کی تعلیم دے گا اور لوگوں کو بُت پرستی سے روکے گا اے روزبہ (سلمان کا نام) تو وصی عیسےٰ سے مل اور اس پر ایمان لا اور مجوسیت کو چھوڑ دے میں یہ پڑھ کر حیران رہ گیا۔ اب میرے ماں باپ کو میرے ارادے کا علم ہُوا کہ میں گھر سے جانے والا ہوں تو انہوں نے پہلے تو مجھ پر سختی کی پھر ایک کنوئیں میں مجھے قید کر کے کہا کہ اگر تو اپنے ارادے سے باز

حضرت سلمانؓ کی محبت کا واقعہ

نہ آیا تو ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے۔ جب مجھ پر یہ مصیبت آئی تو میں نے خدا سے دعا کی کہ میرے اللہ محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطے مجھے اس مصیبت سے نجات دے ناگاہ ایک شخص سفید پوش مجھے نظر آیا جس نے میرا ہاتھ پکڑا اور کنوئیں سے باہر نکال دیا پھر مجھے ایک راہب کے دیر میں لے گیا میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ وَاَنَّ مُحَمَّدً حَبِیْبُ اللّٰهِ۔ اس راہب نے کہا اے روزبہ تو میرے پاس رہے چنانچہ میں دو سال اس کے پاس رہا جب وہ مرنے لگا تو اس نے وصیت کی کہ میں انطاکیہ کے راہب کے پاس چلا جاؤں۔ میں راہب کو دفن کرنے کے بعد انطاکیہ کے راہب کے پاس چلا گیا دو سال اس کے پاس رہا۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے وصیت کی کہ میں اسے دفن کرنے کے بعد تختی جو پہرے کر اسکندریہ کے راہب کے پاس چلا جاؤں میں نے ایسا ہی کیا اور اسکندریہ کے راہب کے پاس آ کر لوح جواہر اس کے حوالے کر دی جب یہ مرنے لگا تو میں نے پوچھا کہ اب کہاں جاؤں اس نے کہا کہ اب ولادت محمد مصطفیٰ کا زمانہ قریب ہے اس کی حجاز میں تلاش کر جب تو اس سے ملے تو میرا اسلام کہہ دینا اور یہ لوح اس کو دے دینا۔

میں اس کے دفن کے بعد وہاں سے چل دیا راہ میں ایک منزل پر کچھ لوگ ملے میں ان کے ہمراہ ہو گیا انہوں نے بکری ذبح کر کے پکائی اور سب کھانے بیٹھے تو مجھ سے کہا کہ تم بھی کھاؤ میں نے کہا میں مرد راہب ہوں گوشت نہیں کھاتا۔ پھر انہوں نے شراب پیش کی میں نے اس سے بھی انکار کیا اس پر وہ غصے ہوئے اور انہوں نے مجھے خوب پیٹا میں نے اس خوف سے کہ مجھے قتل نہ کر دیں ان میں سے ایک کی غلامی قبول کی اس نے مجھے ایک یہودی کے ہاتھوں تین سو درہم میں بیچ دیا۔ یہودی نے مجھ سے حال دریافت کیا تو میں نے سارا واقعہ دہرا دیا کہ سوائے محبت مصطفیٰ کے میرا قصور کوئی نہیں ہے یہودی نے کہا میں تیرا بھی دشمن ہوں اور تیرے محمد کا بھی۔ صبح کو اس نے ریت کا ایک ڈھیر مجھے دکھا کر کہا کہ شام تک یہ سب یہاں سے ہٹ جائے ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ میں نے دن بھر اسے اٹھایا مگر ختم نہ ہوا میں نے اللہ تعالےٰ کو محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیا ناگاہ آندھی اٹھی اس بقیہ ریت کو اڑا کر لے گئی صبح کو جب یہودی نے دیکھا تو کہنے لگا تو ساحر ہے میں تجھ سے خائف ہوں پس اس نے مجھے ایک عورت کے ہاتھ بیچ دیا اس عورت کا ایک باغ تھا اس نے باغ کی نگرانی میرے سپرد کر دی اسی طرح مدت گزر گئی اور میں فراق مصطفیٰ میں ہمیشہ بے چین و مغموم رہتا تھا۔ اتنی طویل مدت

شاید ہی کسی کا امتحان محبت ہوا ہو۔

آخر وہ روز مبارک آیا کہ باغ میں سات آدمی آئے ان کے سروں پر ابر سایہ فگن تھا ان میں ایک میری محبت کا مرکز حضرت محمدؐ مصطفےٰ۔ دوسرے آپ کی ذات یعنی حضرت علیؑ المرتضیٰ۔ تیسرے ابوؓذر غفاری چوتھے مقدادؓ، پانچویں عقیلؓ، چھٹے حمزہؓ اور ساتویں زیدؓ تھے میں نے اپنی مراد کی تحقیق کرنے کے لئے خرموں کا ایک تھال ان کے سامنے رکھا اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے اوروں نے تو کھا لیا مگر رسول خداؐ اور علیؑ المرتضیٰ یعنی آپ کی ذات نے نہ کھایا میں نے دل میں خیال کیا کہ اب ہدیہ لایا جائے میں نے دوسرا کھجوروں کا تھال یہ کہہ کر پیش کیا کہ یہ ہدیہ ہے بس وہ انہوں نے بسم اللہ کہہ کر کھائے میں نے دل میں کہا کہ نبی آخرالزماں کی تین علامتوں میں سے دو تو پائی گئی ایک ابر کا سایہ کرنا دوسرا صدقہ ان پر حرام ہونا۔ اب میں تیسری علامت کے لئے مہر نبوت کی جستجو کرنے لگا۔ اس وقت میری عجیب کیفیت تھی کبھی حضرت کے آگے آتا کبھی پیچھے جاتا آخر آپ نے فرمایا اے روزبہ کیا مہر نبوت کی تلاش ہے یہ فرما کر آپ نے اپنے شانے سے کپڑا ہٹا دیا اور میں نے مہر نبوت کی زیارت کر لی اور حضرت کے قدموں میں گر پڑا۔ مدت کے بعد میری مراد ہاتھ لگی۔ اب اس کے بعد میری آزادی کا مسئلہ تھا نبی اکرمؐ نے فرمایا تم اپنی مالکہ سے کہو کہ محمد بن عبداللہ دریافت کرتے ہیں کہ تم اپنے غلام کو بیچنا چاہتی ہو۔ اس عورت سے جب دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ بیچتی ہوں۔ قیمت چار سو درخت خرما ہے میں نے حضرت سے آکر بیان کیا تو فرمایا یہ بالکل آسان ہے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ چار سو گٹھلیاں جمع کرو اور ان کو لو کر پانی دو۔ حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا۔ درخت فوراً پھوٹ نکلے اور بڑھ کر لہلہانے لگے آپ نے مجھ سے کہا کہ جاکر اس عورت سے کہو کہ تیری خواہش پوری ہوئی اب ہماری چیز ہمارے حوالے کر بس میں اس روز سے حضرت کی خدمت میں آگیا۔ مجمع الفضائل جلد ۴ ، کنوز المعجزات صـ ۳۲ ، صـ ۳۰۲۔

اس واقعہ سے چند باتیں قابل غور ہیں ایک تو یہ کہ سعید روحیں حقیقت کو غائب میں تلاش کرتی ہیں دوسرا سلمانؓ کو کنویں سے نکالنے والا بزرگ کون تھا تیسرا راہب بھی حضور سرور کائنات کی آس لگائے بیٹھے تھے چوتھا سلمانؓ کی دعائیں قبل از ملاقات مصطفیٰ یہ تاثیر تھی کہ ہوا نے ریت کا ٹیلہ اٹھا کر علیحدہ کر دیا۔ پانچواں نبی اکرمؐ کا اپنے محب کو خود لے جانا۔ چھٹا معجزہ علیؑ کہ فوراً کھجوریں اگ کر بارآور ہو گئیں۔ ساتواں دستور قدرت ہے کہ ہم نے ہر محب کو اس کی محبت میں آزمایا۔ یہ اس لئے کہ دعوئے محبت میں سچا ہے

یا کہ کاذب ہے۔ صلوٰۃ۔ مسلمانو یہ سلمانؓ اپنی ڈاڑھی سے بتولؑ کے دروازے کو صاف کرتا تھا۔ نبی اکرم
سے کہلوالیا۔ سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ سلمانؓ میری اہلبیت سے ہے۔ روایت میں ہے کہ سلمانؓ کو
مولا امیرالمومنین علیہ السلام سے والہانہ عقیدت تھی۔

مدائن کی گورنری

حضرت عمر کے زمانہ میں جب اُسے مدائن کا حاکم بنا کر بھیجا جانے لگا تو آپ نے حضرت علیؑ سے
عرض کی مولا ساری زندگی اسی امید پہ گزار دی کہ جن ہاتھوں نے رسولخداؐ کو غسل دیا ہے وہ ہاتھ مجھے
بھی غُسل و کفن اور جنازے میں نصیب ہوتے مولا نے فرمایا سلمانؓ فکر نہ کرو علیؑ ہی تیرے غسل و کفن
اور جنازہ اور دفن کا انتظام کرے گا۔ یہ سُن کر سلمانؓ نے خوش ہو کر مولا کو سلام کیا اور مدائن چلے گئے۔
اب ذرا مدائن میں علیؑ والوں کی گورنری کا حال بھی سُن لیں۔ لکھا ہے کہ جب اہل مدائن کو خبر پہنچی کہ حضرت
سلمانؓ فارسی گورنر ہو کر آرہے ہیں تو انہوں نے اسی طرح استقبال کی تیاریاں کیں جس طرح پہلوں کیلئے
اہتمام ہوتا تھا جب قافلہ مدائن کے قریب پہنچا تو لوگ استقبال کو دوڑے۔ مگر کوئی شخص ایسا نظر نہ آیا
جس کو گورنر سمجھا جا سکتا۔ تب امیر قافلہ سے پوچھا ہم کو خبر ملی ہے کہ اس قافلہ میں مدائن کے گورنر جناب
سلمانؓ آرہے ہیں کیا وجہ ہوئی کہ وہ نہ آئے اس نے کہا تشریف لائے ہیں۔ فلاں اونٹ کے پاس
جاؤ۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک کمبل پوش فقیر کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں ایک مٹی کا لوٹا ہے۔ اور
بغل میں بوریا ہے لوگ حیران ہو گئے ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے۔ اللہ خیر کرے گورنری اور
یہ شان۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی گداگر ہے آخر ایک نے بڑھ کر کہا حضور گورنمنٹ ہاؤس میں قیام فرمائیں
گے یا کسی اور جگہ۔ فرمایا مسجد کے حجرے میں مجھے رہنا ہے لوگوں نے اس پر ادر ناک بھوں چڑھائی آپس
میں چرچے ہونے لگے کہ ان مولانا صاحب سے کیا حکومت ہو گی الغرض مسجد کے حجرے میں علیؑ کے غلام
نے قیام کیا بوریا بنتے تھے اور یہی ذریعہ معاش تھا لوگوں نے جب یہ حال دیکھا تو ہر طرف دھڑا دھڑ
چوریاں ہونے لگیں۔ حکام نے آکر حضرت سلمانؓ سے کہا کہ شہر کی حالت بہت خراب ہے۔ غنڈوں
اور اوباشوں نے لوگوں کی عافیت تنگ کر دی ہے آپ نے فرمایا شہر میں منادی کرا دو کہ رات کو کوئی
آدمی گھر سے باہر نہ نکلے ہم اس کی جان کے ضامن نہیں ہیں جو ہماری ہدایت پہ عمل نہیں کرے گا۔

کتوں کو حکم دینا

اس کے بعد ایک بلند مقام پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے فرمایا اے مدائن کے کتو سلمانؓ آزاد
کردہ رسولؐ تم کو بلاتا ہے جلد حاضر ہو جاؤ۔ اس آواز کو سُنتے ہی تمام کتے جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا

اسے مخلوقِ خدا رات کا انتظام میں تمہارے سپرد کرتا ہوں نماز عشاء کے بعد جو کوئی گھر سے نکلے اس کو بے تامّل چیر پھاڑ ڈالو۔ لوگوں نے اس تجویز کا مذاق اڑایا اور کسی کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ صبح کو پتہ چلا کہ سڑکوں پر جابجا لوگ مرے پڑے ہیں اور کچھ زخمی۔ اب تو سلمانؓ کی ہیبت سب پر طاری ہوگئی آپ نے اہل مدائن کو جمع کر کے فرمایا۔ تم نے میری سادگی و خاموشی و شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھایا کیا تم نہیں جانتے میں حیدرِ کرار کا غلام ہوں۔ آگاہ ہو جس دنیا کا انتظام کتّے کر سکتے ہیں کیا ہم اس کے انتظام سے بھی قاصر ہیں۔ مصباح المجالس جلد ۳ صہ ۸۹ ۔

اسی طرح ایک قصاب کا واقعہ ہے کہ ایک عورت جو کسی کی کنیز تھی حضرت سلمانؓ کے پاس آئی۔ اور عرض کی کہ میں فلاں عورت کی کنیز ہوں میری مالکہ نے مجھے گوشت خریدنے کو بھیجا میں نے قصاب سے گوشت خرید کیا مگر میری مالکہ نے گھر میں اُسے وزن کیا تو کم نکلا میں اُسے واپس کرنے آئی ہوں۔ تو وہ قصاب گوشت کو واپس نہیں کرتا۔ سلمانؓ نے فرمایا اُسے میرے پاس بلا کر لے آؤ۔ مگر جب عورت بلانے گئی تو قصاب نے آنے سے انکار کر دیا۔ جناب سلمانؓ نے اس کنیز سے کہا کہ قصاب سے کہنا کہ غلام مصطفیٰ فرماتا ہے کہ بہتر ہے کہ چلا آ اگر نہ آئے اس کے وٹوں سے کہنا کہ رسولؐ اللہ کا آزاد کردہ غلام سلمانؓ کہتا ہے کہ اس ملزم کو میرے پاس پہنچا دو۔ اب کنیز نے جا کر کہا کہ حاکم وقت کہتا ہے کہ چلا آ ورنہ تیرے ارد گرد جو وٹے پڑے ہیں وہ تجھے لے کر آدیں گے اس نے کہا کہ میں اُس مولانا سے اچھی طرح واقف ہوں جا اُسے کہہ دے کہ میں نہیں آتا۔ اس عورت نے قصاب کے وٹوں سے کہا کہ نبیؐ اکرم کا غلام سلمانؓ کہتا ہے اس ملزم کو جلدی میرے پاس پہنچا دو۔ بس اتنا کہنا تھا کہ وٹے اُٹھے اور قصاب کی مرمت شروع کر دی اور اسے مار مار کر دربار سلمان میں پیش کر دیا۔ قصاب نے جاتے ہی سلمانؓ کے قدموں پر گر کر معافی مانگی اور اس عورت کا مطالبہ پورا کر دیا۔ اسی طرح حضرت کے سینکڑوں واقعات و کرامات ہیں مگر پھر بھی تمنا ہے کہ میرا جنازہ جناب حیدرؑ کرار ہی پڑھیں۔

جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت امیر علیہ السلام نے ہمیں نماز صبح پڑھائی اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے لوگو خدا تعالیٰ تمہارے بھائی سلمانؓ کے بارے میں تمہارا اجر زیادہ کرے تو لوگ اس میں باتیں کرنے لگے آپ نے جناب رسالتمآبؐ کا عمامہ سر پر باندھا اور آپ کی قمیص پہنی اور آپ کا عصا ہاتھ میں لیا اور ناقہ غضبا پر سوار ہوئے۔ قنبرؓ سے فرمایا کہ تم دس تک شمار کرو۔ قنبرؓ کہتا ہے

کہ میں نے دس تک شمار کیا تو اپنے آپ کو سلمانؓ کے دروازے پر پایا۔ صلوٰۃ۔ اُدھر زازان کہتا ہے کہ جب سلمانؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے عرض کی کہ آپ کو غسل کون دے گا فرمایا مجھے وہی غسل دے گا جس نے رسولؐ اللہ کو غسل دیا تھا میں نے کہا آپ مدائن میں ہیں اور وہ مدینہ میں ہیں فرمایا اے زازان جب تو میرا التحت الحنک باندھ چکے تو مولا کی آمد ہو جائے گی وہ کہتا ہے کہ ایسا ہی ہُوا کہ جب میں نے سلمانؓ کا تحت الحنک باندھا تو ایک آواز سُنی اور دروازے پر پہنچا اچانک دیکھا کہ حضرت امیر علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور دریافت کیا کہ سلمانؓ قضا کر چکے ہیں میں نے کہا جی ہاں حضور۔ پس آپ اندر داخل ہوئے اور سلمانؓ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو سلمانؓ نے آپ کے رُخِ انور کی زیارت کر کے مُسکرا دیا۔ آپ نے فرمایا مرحبا اے سلمانؓ جب رسولؐ اللہ کے پاس جانا تو میرے ساتھ قوم کا جو برتاؤ ہُوا ہے بیان کرنا۔ پھر تجہیز میں مشغول ہوئے اور نماز جنازہ پڑھی تو ہم حضرت امیر سے پرزور لہجہ میں تکبیر سنتے تھے اور میں نے آپ کے پہلو میں دو اور شخصوں کو اکٹھا کھڑا دیکھا فرمایا ایک جعفر دوسرا خضر تھا اور ان دونوں کے ساتھ ستر ستر صفیں ملائکہ کی تھیں جن میں ہر صف میں ہزار ہزار فرشتے تھے اس کے بعد آپ نے سلمانؓ کو دفن کیا اور واپس چلے گئے یہاں تک کہ ظہر کی نماز مدینہ میں جا کر ادا فرمائی۔ صلوٰۃ بر محمدؐ و آلِ محمدؐ۔ کنوز المعجزات صفحہ ۲۱۸، مجمع الفضائل جلد ۲ صفحہ ۱۸۳، المجالس المرضیہ صفحہ ۲۰۳

لکھا ہے کہ کسی صحابی کو سلمانؓ مرنے کے بعد خواب میں ملے اُس نے حال دریافت کیا تو فرمایا مجھے علیؑ کی ولاء نے کے نکل گئی۔ اللہ اکبر۔ بس دعوئے محبت کرنا اور بات ہے اور محبت کی دلیل پیش کرنا اور بات ہے۔ قدرت کا ارشاد ہے کہ کیا ہم اسی بات پر چھوڑیں گے کہ لوگ مُنہ سے کہہ دیں کہ ہم ایمان لے آئے اور انہیں نہ آزمائیں گے ارے ہم نے تو پہلوں کو بھی آزمایا ہے اور تمہیں بھی آزمائیں گے۔ یہ اس لئے کہ ہم دیکھ لیں کہ دعویٰ محبت میں سچّا کون ہے اور جھوٹا کون ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السّلام کو بھی آزمایا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ محبوب کو لطف آتا ہے اپنی محبت میں محب کو آزمانے پر۔ خالق نے حضرت آدمؑ کو آزمایا کامل محب تھا مگر ترکِ اولیٰ کرتے ہوئے رُک گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو آزمایا۔ کامل و اکمل محب تھا۔ مگر کافر بیٹے کی محبت کی رمق باقی نکلی۔ حضرت خلیل کامل و اکمل و مکمل تھا۔ جلتی ہوئی آگ میں قدم رکھ کر نارِ نمرود کو گلزار بنا دیا۔ تاہم اپنے معصوم بچّے کی گردن پر چھُری چلاتے ہوئے آنکھوں پر پٹی باندھ لی۔ کہ کہیں دو محبتوں میں ٹکراؤ نہ ہو جائے۔ مسلمانو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اُس کی

جناب امیرؑ کا مدینہ سے مدائن جانا

انبیاء کا امتحان اور کامیاب

حیثیت کے مطابق آزمایا۔ آپ حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یونسؑ۔ بلکہ اللہ نے تو اپنے نبی کی آل کو بھی آزمایا۔ اور آزمانا اس لئے ہے کہ بات نکھر جائے کہ دعویٔ محبت میں سچا کون ہے اور کاذب کون ہے؟ اور جتنا محب دعوئے محبت میں بلند اور کامیاب نکلا اتنا ہی درجہ بلند عطا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی رات مولا علیؑ کو آزمایا اور ایک بزرگ صحابی کو بھی آزمایا۔ جتنی کامیابی دیکھی اتنا انعام دیدیا شعر

اک رات کی دونوں باتیں ہیں من یشری بھی لاتحزن بھی
اک تنہا سونے والا ہے اک ساتھ بھی رونے والا ہے (صلوٰۃ)

میں چند اشعار عرض کرتا ہوں ہجرت کی رات کے، واضح نتیجے نکلیں گے لاتحزن کی بات کے (سنو)

تلقین نبیؐ ہے فرش نبیؐ پہ نفس پیمبر سو جائے
معلوم ہو احمد سویا ہے یوں جان برادر سو جائے
اس اطمینان کے بدلے میں خالق کی رضا کیونکر نہ ملے
جب قتل کا سر پر جھگڑا ہو اور تان کے چادر سو جائے
اک سونے والے کی سنیئے دو عالم کا سردار بنا
اک رونے والے کی کہئے جس کا مقدر سو جائے
منظر یہ بڑا دلکش سا تھا سورج نے پلٹ کے دیکھا تو
آغوش علیؑ میں سر رکھ جب فخر پیمبر سو جائے
اے شاد فرشتے آآ کر میرے کی نہ خدمت کیونکر دیں
مولود احد کے گھر کا ہے جب احمد کے گھر سو جائے (صلوٰۃ)

میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک انسان کو اس کی حیثیت و طاقت کے مطابق آزمایا شعر

مقاصد جن کے اونچے اور اونچا بخت ہوتا ہے
زمانے میں انہیں کا امتحان بھی سخت ہوتا ہے

فرماؤ مسلمانو اس آیت کی رو سے اللہ تعالےٰ نے اصحاب ثلاثہ کو کہاں آزمایا اور وہ کتنے کامیاب نکلے مہربانی کر کے نشاندہی تو کر دو۔ ورنہ ہم بتلاتے ہیں کہ احد میں کیسے رہے خندق میں کیا گزری، خیبر میں کیا کچھ بزرگوں نے کیا۔ اور حنین میں کتنے کامیاب رہے ہاں اگر آپ چاہیں تو آل محمدؐ کی آزمائش وامتحان بھی دیکھ لیں۔ کہ ان کا امتحان محبت کس طرح ہوا اور یہ کس درجہ کامیاب ہوئے میدان

اشعار

مصائب

کربلا ہی کیا کم ہے کہ آلِ محمدؐ نے دینِ مصطفیٰ کے بچانے اور باطل کو مٹانے کیلئے کیا کیا مصائب برداشت کئے۔ ارے خوشی کے وقت تخت سنبھالنا اور بات ہے اور مصیبت میں حمایتِ توحید میں مال، جان، عزت، گھر بار لٹانا اور بات ہے۔

منزل عین الورد

صاحب ریاض المصائب لکھتے ہیں کہ قافلہ آلِ محمدؐ جب کربلا سے اُجڑ کر شام کی طرف جاتے ہوئے منزل عین الورد پر پہنچا تو اشقیا نے حاکم حلب کو لکھا کر ہمیں آگر مل جاؤ۔ جب یہ خبر شہر میں پھیلی اور عبداللہ ابن عمرو بن قیس بن سعد انصاری کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ سرِ حسینؑ کو لیکر آرہے ہیں اور رسولؐ اللہ کے کُنبے کو قیدی بنایا ہوا ہے تو اُس نے زار و زار رونا شروع کیا۔ یہ شخص حضرات حسنین علیہما السلام کا پروردہ تھا اور آلِ محمدؐ سے محبت رکھتا تھا۔ اسے معصومین علیہما السلام سے اس قدر عقیدت تھی کہ جب امام حسن علیہ السلام کو زہر سے مسلمانوں نے شہید کیا تو اُس شخص نے اپنے گھر میں ایک قبر بنائی اور اس پر ایک ریشمی چادر ڈالی۔ صبح شام اس کے پاس بیٹھ کر رویا کرتا تھا جب اُس نے سُنا کہ چمن بتولؑ اُجڑ گیا تو روتا ہوا گھر آیا اور اپنی بیٹی کو سارا ماجرا سُنایا۔ لڑکی نے کہا باباجان پنجتن پاک میں ایک دم حسینؑ کا تھا ہائے ظالموں نے اُسے بھی شہید کر دیا یہ کہہ کر لڑکی روتی ہوئی گھر سے نکلی اور اپنے رشتہ داروں کو آوازیں دینے لگی کہ آؤ اور میرا ساتھ دو کہ ان ظالموں کے پنجے سے مستورات آلِ محمدؐ چھڑائیں۔ اس لڑکی کا نام درۃ الصدف تھا یہ حلب کے گلی کوچوں میں باحالِ پریشان نکلی اور آوازیں دینے لگی۔ اسے محبانِ حسینؑ۔ کیا چین سے گھروں میں بیٹھے ہو۔ حسین علیہ السلام شہید کر دیئے گئے اور زینبؑ و کلثومؑ کو اسیر کر کے دمشق لے جایا جا رہا ہے۔ مردو، عورتو، بچو گھروں سے نکل پڑو۔ لکھا ہے کہ اس مومنہ کا سر برہنہ تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے گریبان چاک تھا اس کی آواز سنتے ہی اس کے قبیلے کی عورتیں روتی پیٹتی گھروں سے نکلی اور اس کے چچا زاد بھائیوں سے ستّر جوان لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے۔ درۃ الصدف کے باپ عبداللہ ابن عمرو بن قیس بن سعد نے کہا کہ میرے ساتھ چلو اور جس طرح میں کہوں اسی طرح کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اشقیا کو حلب میں داخل ہونے سے پہلے جالیں اور زنانِ اہلبیت کو مع سرہائے شہدا کے اُن سے چھین لیں۔ لکھا ہے کہ ان ستّر جوانوں کے ساتھ بہت سی عورتیں بھی تھیں۔

درۃ الصدف بنت عبداللہ ابن عمرو بن قیس الانصاری

اسیران کا حلب میں پہنچنا

جب یہ لوگ قافلہ کے قریب پہنچے تو کیا دیکھا کہ اشقیا کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جنہوں نے چند مستورات کو شتران بے کجاوہ پر اسیر کر کے سوار کر رکھا ہے جونہی درۃ الصدف کی نگاہ جناب زینبؑ

پر پڑی چیخ مار کر گر گئی۔ جناب زینبؑ نے سجّادؑ کو اشارہ کیا کہ ان لوگوں کو جنگ کرنے سے منع کر دو کہیں ایسا نہ ہو کہ آلِ محمدؐ کسی نئی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ امام نے عبداللہ ابن عمرو بن قیس کو آواز دے کر فرمایا عبداللہ میں تیرا امام ہوں میں حکم دیتا ہوں کہ اس وقت جنگ نہ کرنا۔ میری بہن سکینہ جنگ سے بہت ڈری ہوئی ہے عبداللہ اپنے قافلے کو واپس لے جاؤ اور آلِ محمدؐ کی مصیبت پر نوحہ کرو۔ اسی طرح ایک منزل کے حال میں لکھا ہے کہ جب اسیروں کا قافلہ شہر کے اندر سے گزرا تو تماشائی عورتوں نے پوچھا اے اسیرو تم کس قبیلے کے ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو اور نیزہ طویل پر یہ سر کس کا ہے زینبؑ نے فرمایا بی بیو تم نے مدینہ رسولؐ کا نام تو سُنا ہوگا۔ عورتوں نے کہا وہ کونسا بدبخت مسلمان ہے جو اپنے نبیؐ کے دارالہجرت کو نہیں جانتا۔ فرمایا تم حسینؑ کو بھی جانتی ہو۔ ایک بی بی نے کہا سبحان اللہ ہم کیوں نہیں جانتی وہ ہمارے نبیؐ کے نواسے ہیں۔ ہماری شہزادی جناب فاطمہ زہراؑ کے فرزند دلبند ہیں۔ خدا ان کو سلامت رکھے جب کبھی مدینے جاتی ہوں تو بغیر اپنی شہزادی جناب زینبؑ اُمّ کلثوم کو سلام کئے واپس نہیں ہوتی۔ میرا نام حرّہ بنت الحارث ہے یہ سُن کر جناب زینبؑ کو تاب ضبط نہ رہی۔ فرمایا اے حرّہ اب کہاں حسینؑ اور کہاں زینبؑ اُمّ کلثوم۔ حرّہ تیرے نبی کا گھر برباد ہو گیا حسینؑ کو ان ظالموں نے کربلا میں شہید کر دیا۔ اور ہم سب کو قید کر کے دمشق لے جا رہے ہیں۔ حرّہ میں وہی زینبؑ ہوں، جس کے لئے تو تحفے لایا کرتی تھی آہ اب ہم اس قابل بھی نہیں کہ کسی کو اپنا مُنہ دکھائیں۔ یہ سُنتے ہی اس زن مومنہ نے ایک چیخ ماری اور اس کی رُوح پرواز کر گئی۔ جناب زینبؑ نے رو کر فرمایا۔ اُمّ کلثوم ہماری محبت میں حرّہ نے بھی جان دے دی۔ مصباح المجالس جلد ۲ ص ۲۰۲

حاشیہ: بانیٔ زنِ شامی کی عورت میں حرّہ کا حاضر ہونا

اس وقت ایک اور بی بی مجھے یاد آگئی۔ منقول ہے کہ جب اسیروں کا قافلہ بازارِ شام سے گزر رہا تھا تو اس وقت ایک صحابی رسولؐ سہل ساعدی بھی بازار میں کھڑے تھے وہ کہتے ہیں کہ گلی کوچوں میں تماشائیوں کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے میں قطعاً نہ جانتا تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور یزید کی کس سے جنگ ہوئی ہے یہ کون لوگ ہیں جن کو قید کر کے لایا گیا ہے۔ نیزوں پر جو سر تھے ان کو تو یوں نہ پہچان سکا کہ وہ گرد و غبار اور خاک و خون میں اَٹے ہوئے تھے اور بی بیوں کو یوں نہ پہچان سکا کہ ان کے چہرے بالوں سے چھپے ہوئے تھے اونٹوں کی قطار کے آخری ایک اونٹ پر ایک بی بی بیٹھی ہوئی تھی۔ انہوں نے دُور سے مجھے دیکھا تو پہچان گئی۔ نحیف آواز سے پکارا۔ اے سہل ذرا میرے قریب آیئے

حاشیہ: سہل ابن سعد ساعدی

میں چونکا کہ یہ کون بی بی ہے جو مجھے پہچانتی ہے قریب جاکر میں نے پوچھا بی بی تم کون اور کس قوم قبیلہ کی ہو کہ مجھے جانتی ہو انہوں نے کہا کہ میں عبداللہ ابن عمیر کی زوجہ ہوں مجھے یاد ہے کہ آپ ایک بار کوفہ میں میرے مہمان ہوئے تھے میں نے حیران ہوکر کہا کہ تم کس جرم میں قید ہوکر آئی ہو اُس نے کہا کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ کوفہ سے کربلا نصرت حسینؑ کے لئے آئی تھی۔ اے سہل کیا خبر نہیں کہ کربلا میں ہم پر کیا گزری سہل تمام خاندانِ رسولؐ قتل کر دیا گیا۔ کوفہ کے نامور شیعہ۔ حبیبؓ، زہیرؓ، مسلم بن عوسجہ، بُریرؓ ہمدانی، عابسؓ شاکری، شعیبؓ سب شہید کر دیئے گئے اور زنانِ اہل حرم کے ساتھ ہم کو بھی قید کر لیا گیا سہل کہتے ہیں میں نے پوچھا اس وقت بے کسی میں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا اے سہل مجھے تو کسی خدمت کی ضرورت نہیں ہماری شہزادیاں زینبؑ و اُمّ کلثوم سر ننگے اونٹوں پر بیٹھی ہیں۔ اگر ممکن ہو تو کچھ چادریں لا کر انہیں دے دو تاکہ وہ اپنے سر چھپالیں۔ سہل کہتے ہیں میں نے جو یہ سُنا کہ اس قافلہ میں زینبؑ و اُمّ کلثوم بھی ہیں تو میں نے اپنا مُنہ پیٹ لیا۔ اور دل میں کہا کاش مجھے موت آجاتی کہ میں یہ آلِ محمدؐ کا تباہ حال اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا میں دوڑا دوڑا گیا اور جس طرح ممکن ہوا چار چادریں حاصل کر کے لایا جب میں ناقہ جناب زینبؑ کے قریب آیا تو میں نے اپنا تعارف کرانے کیلئے پہلے سلام کیا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اے شخص تو کون ہے کہ اس عالم غربت بے کسی میں ہم پر سلام کرتا ہے میں نے کہا میں آپ کے والد کا صحابی سہل ہوں شہزادی میں چند چادریں لایا ہوں انہیں قبول فرمایئے جناب زینبؑ نے فرمایا اللہ تم کو جزائے خیر دے کہ تم نے ناموس رسولؐ کو نامحرموں کی نگاہوں سے بچانے کی تدبیر کی۔ میں نے چادریں دو اونٹوں پر پھینک دیں۔ بی بیوں نے ان کو لے کر سروں پر ڈال لیا۔ آہ مجھے خبر نہ تھی کہ میری یہ ہمدردی ان بے کسوں کیلئے مصیبت بن جائے گی۔ جونہی شمرؔ نے دیکھا کہ اسیروں کے سروں پر چادریں ہیں تو اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان چادروں کو چھین لو۔ ان ظالموں نے نیزوں کی نوکوں سے چادروں کو چھین لیا۔ بلکہ بی بیوں نے خوفزدہ ہوکر چادروں کو خود پھینک دیا۔ مصباح المجالس صہ ۲۹۱ ۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۔

نویں مجلس

ذکر امامت، امام کی معرفت، فصلانسے والے امام، ازواج نبی کا تذکرہ، حضرت خلیلؑ کا امتحان، بتوں کی مرمت، حضرت خلیل کا تقیہ، خلیل اللہ کیلئے نمرودیوں کا آگ جلانا، آگ کا سرد ہونا، سردار انبیاء کے تبرکات کا وارث امام ہوتا ہے ظلم کی تعریف، ایک گائے کے متعلق معجزہ امام، مصائب جناب امیر علیہ السلام کا صحراء کربلا سے گزرنا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ پارہ ا رکوع ۱۵ جس وقت آزمایا ابراہیم کو اُس کے رب نے ساتھ کئی باتوں کے پس پورا کیا ان کو کہا تحقیق کرنے والا ہوں میں تم کو انسانوں کا امام کہا اور اولاد میری سے کہا نہیں پہنچے گا عہد میرا ظالموں کو (ترجمہ رفیع الدین)

عربی میں کسی مسئلہ پر سوچ فکر کو کہتے ہیں استنباط اور انگریزی میں سوچ فکر کا نام ہے ۔گیس اُردو میں سوچ بچار فکر کا نام ہے اندازہ ، اور پنجابی میں اسے کہتے ہیں گویڑ۔ تو آج میں مجلس میں گویڑ پیش کرتا ہوں اگر آپ نے گویڑ کر لیا تو یقیناً ساحل مراد تک آسانی سے پہنچ جائیں گے یہ حقیقت ہے کہ شہری حضرات سے دیہاتی لوگ گویڑ کے معاملہ میں بہت قابل ہوتے ہیں اور یہ میرا تجربہ ہے آپ تجربہ کر کے دیکھ لینا، مثلاً اگر شہری بھائی کی سائیکل گم ہو جائے تو جب تک نمبر نہیں پڑھے گا۔ اپنی سائیکل کو نہیں پہچان سکتا بس کاٹھی بدلو اور عیش کرو، چاہے ساتھ والے مکان میں پڑی رہے اس بچارے کو گویڑ نہیں آتا کہ میرا چور کون ہے اور اگر دیہاتی کی بھینس گم ہو جائے تو گھر بیٹھے ہوئے گویڑ کر کے پانچ صد میل سے

بھینس تلاش کر لیتے ہیں گھر میں بیٹھ کر سوچیں گے کہ ہماری کس سے دشمنی ہے ہم نے تو کسی کا نقصان نہیں کیا یہاں سے کوئی رات گزری ہو یا کچھ لوگ اِدھر سے میلا دیکھنے جاتے ہوئے گزرے ہوں۔ کوئی کھیل تماشہ تو قریب کی بستی میں نہیں تھا بس اس طرح کے گوڑکر کے بھینس کو تلاش کر کے رہیں گے۔

تو آج آپ کو اس میری تقریر میں گوڑ یعنی سوچ بچار کرنا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالٰی کا حکم ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ پارہ ۵ رکوع تحقیق یقیناً اللہ شرک کرنے والے کو نہیں بخشتا اور جسے چاہے بخش دے جب ہم اسلام کے تہتر فرقوں نے سُنا کہ شرک سے بڑھ کر کائنات میں کوئی گناہ نہیں تو ہم سب نے یک زبان ہو کر کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہیں کوئی معبود مگر صرف اللہ۔ اللہ تعالٰی کے مقابلہ میں جو خدا بنے یا بنائے گئے ہم نے سب پر تبرا کیا۔ سب کو لعنتی کہا پھر حکم ہوا کہ میرے رسولوں کی نبوت بھی مانو۔ ورنہ بخشش نہیں ہوگی ہم تہتر فرقوں نے فوراً کہا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ حکم ہوا کہ ہماری کتابوں کو بھی مانو۔ سب فرقوں نے کہا ہم ہی سب سے زیادہ خدا کی کتاب کو مانتے ہیں ارے شیعہ قوم نے قرآن مجید کو کیا مانا ماننا تو صرف یہی ہے کہ بے شک یہ اللہ کی کلام پاک ہے اور اس سے افضل اس کتاب کا وارث ہے مگر دوسرے بزرگ کچھ قرآن مجید کے اتنے شیدائی بھی نظر آتے ہیں کہ اگر نبی اکرمؐ بھی قرآن مجید کے ساتھ کسی دوسری ہستی کو ہادی بیان فرما دیں تو عاشقِ قرآن کہہ دیتے ہیں حَسْبُنَا کِتَابَ اللّٰہِ نبی سے بھی صاف کہتے ہیں کہ ہمیں تو صرف اللہ کی کتاب کافی ہے اس کے علاوہ کسی ہادی و رہنما کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اعلان قدرت ہوا کہ قیامت پہ ایمان لے آؤ ہم سب مسلمان قیامت پہ ایمان لے آئے کہ ایک دن جزا و سزا کا اللہ تعالٰی نے مقرر کر رکھا ہے حکم ہوا نماز پڑھو مگر تینوں کو چھوڑ کر چوتھے کی طرف رجوع کرو خبردار کعبہ سے اگر نماز میں انحراف کیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ میں نے دبی زبان سے عرض کیا پالنے والے تیرا اپنا فرمان ہے وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ پارہ ۱ رکوع ۱۴۔ مشرق اور مغرب اللہ کے لئے ہے تم جس طرف چاہو منہ کر لو۔ میرے اللہ تیرا ارشاد ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ پارہ ۲۶ رکوع ۱۶۔ ہم تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔ الٰہی جب ایسا ہے تو ان تین طرف منہ کر کے نماز پڑھیں تو باطل کیوں کر ہو جائے گی۔ حکم ہوا کہ ان تینوں سے چوتھا رخ بلند ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میری مخلوق کہنا شروع کر دے کہ چاروں ایک جیسے ہیں۔ ارے میں تو ہر طرف ہر مقام پر ہوں مگر حیدرِ کرار کا زچہ خانہ تو صرف ایک ہی

[illegible]

[illegible]

طرف ہے مسلمانو جس کا زچہ خانہ ایسا ہے تو صاحب خانہ کیا ہوگا۔ بس ہم سب مسلمانوں نے ان تینوں کو جواب دے دیا اور کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے اور تینوں سے کہا کہ تمہارا زمانہ سے کوئی واسطہ ہی نہیں رہا۔

غور طلب امر یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کا خدا ایک، رسولؐ ایک، کتاب ایک، کعبہ ایک، روزِ جمعہ ایک، رمضان ایک، عید الفطر ایک، عید الاضحیٰ ایک، حج کا دن ایک، قیامت کا دن ایک، جب ہم سب مسلمانوں کے قواعد اسلام تمام ایک ہیں تو کیا وجہ کہ آمنہ کا لال کہتا ہے۔ اِنَّ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَّتَتَفَرَّقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثَۃٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً۔ شرح فقہ اکبر ص۲، تفسیر انوار النجف جلد ۲ ص۲۶ فرمایا یقیناً بنی اسرائیل کے بہتر فرقے تھے اور میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے جن سے بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ میری اُمت کا جنت میں جائے گا اب گوڑ کرد کہ وہ کونسی شے ہے جو بہتر فرقوں کے پاس نہیں اور تہترویں فرقے کے پاس ہے بقول مصطفےٰ وہ شیئے ہے اتنی بلند کہ اگر اس سے تمسک نہ ہو تو نہ توحید فائدہ دیتی ہے اور نہ رسالت سے فائدہ ہوتا ہے نہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کعبہ، قرآن سود مند ہو سکتے ہیں۔ غور کرو کہ وہ شیئ کیا ہے جو سب کو لے ڈوبی۔ اللہ اکبر۔

امامت

میں اس شئے کا تعارف کسی مولوی یا ولی، کی زبان سے نہیں کراتا۔ بلکہ رسولِ خدا کا فرمان واجب الاذعان پیش کرتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے جس کو نہ ملنے سے کوئی عبادت بھی فائدہ نہیں دے گی سنو! مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً الْجَاھِلِیَّۃِ۔ منصب امامت ص۹۶ فرمایا جو امام زمانہ کی معرفت کے بغیر مرا وہ جہالت کی موت مرا۔ یعنی کوئی ہو مولوی ہو، غوث ہو، قطب ہو، ابدال ہو، قلندر ہو، سالک ہو، مجذوب ہو، محدث ہو، مفسر ہو، مورخ ہو، تابعی ہو، صحابی ہو کوئی ہو جس نے بھی اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا، وہ جہالت گمراہی کی موت مرا۔ یہ ہے نبیؐ اکرم کے نزدیک عظمت و وقعت، رفعت و بلندی، امام زمانہ کی۔ اب ہم لوگوں کو درجات امام سمجھائیں۔ تو کس طرح منصب امامت کا تعارف کرائیں تو کیونکر۔ جبکہ وہ امامت کے مدعی کو کمیوں کے زمرہ میں ہر روز دیکھتے ہیں۔ بلا فصل وہ امام کو کیا سمجھیں گے جن کے سامنے سینکڑوں امام فصلانے والے دکھائی دیتے ہیں اگر آج کسے امام کو فصلانہ ملے تو آئندہ فصل میں دوسرے گاؤں میں گوگے مانگتا ہوا نظر آئے گا۔

لطیفہ :- کسی گاؤں کا امام رات کو روٹیاں مانگنے جو گیا تو بچے اباجان کی انتظار میں بیٹھے ہیں کہ امام صاحب بھیک مانگ کر آئیں تو کھانا ملے ۔ بچے ماں سے روٹی مانگتے ہیں اور ماں انہیں تسلی دیتی ہے کہ تمہارا باپ ابھی لاتا ہے صبر کرو۔ اتفاق سے کُتّے نے دروازے کو سر مارا ۔ ماں نے بچوں سے کہا دیکھو امام صاحب آگئے بچوں نے دروازہ کھولا تو کتا نکلا عرض کیا نہیں اتی یہ تو کتا ہے عورت نے کُتے کو دھر دھر کرکے ہٹادیا ۔ تھوڑی دیر بعد امام صاحب بھیک مانگ کر آگئے انہوں نے دروازے کو دھکا دیا تو عورت سمجھی کہ وہی کُتا ہے کہا دھر دھر امام نے فرمایا نہیں بلکہ میں امام ہوں یہ آج کی عوام کی امامت کی ڈیوٹی اور منزلت ہے ہمارے شہر کا واقعہ ہے کہ لوگوں نے امام صاحب کو امامت سے معزول کردیا امام نے ایک معمولی سی دکان نکال لی ۔ ایک روز میں نے مولانا سے عرض کیا کہ فرماؤ کام اچھا چل گیا ہے اس نے کہا الحمد للہ چار آنے حلال کے کما لیتا ہوں ۔ میں امامت سے بہت اچھا رہ گیا امامت تو بس کچھ کچھ ہے اس سے آج گزارہ نہیں ہوتا ۔ میں نے کہا مولانا پھر نبوت کا دعوٰی کردو جو گزارہ ہوتا رہے ۔ صلوٰۃ ۔

تو جہاں امامت کا معیار یہ ہو کہ کمیوں میں امام کو شمار کریں تو وہاں مسئلہ امامت کس طرح اُن کے ذہن نشین کرایا جائے ۔ جس امامت کا آج کے مسلمان نے کمیوں میں شمار کر رکھا ہے ۔ خدا تعالےٰ امام کی عظمت کو ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے ۔ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ پارہ ۱۵ رکوع ۔ جس دن بلاویں گے ہم ہر انسان کو اس کے امام کے ساتھ ۔ لوگو ۔ قیامت کو ہر بندہ اپنے امام کے ساتھ دربار خدا میں آئے گا امام جنّتی تو مقتدی جنّتی اور اگر امام جہنّمی تو مقتدی بے چارے کا خدا ہی حافظ ہے لہٰذا ہر عمل سے پہلے ضروری ہے کہ امام وہ مانیں کہ جس کو بنایا خدا نے ہو اور دکھایا محمد مصطفٰے نے ہو ۔ سنو ۔ دنیا کے امام مشہور چار مسلّے چار ہمارے امام بارہ مسلّہ ایک ۔ دنیا کے امام چار سیّد ایک نہیں ہمارے امام بارہ غیر سیّد ایک نہیں دُنیا کے امام چار مذہب چار ہمارے امام بارہ مذہب ایک دُنیا کے امام چار معصوم ایک نہیں ہمارے امام بارہ غیر معصوم ایک نہیں دنیا کے امام چار قومی چار ہمارے امام بارہ نور ایک ، دنیا کے امام چار ، چاروں کو بندوں نے بنایا ہمارے امام بارہ ، بارہ ہی خالق نے بنائے اور محمدؐ نے بتلائے ، نام لے لے سنائے اور اوّل امام حیدر کرار کے بازو بلند کرکے دکھلائے اب جو نہ مانے وہ جہنم کو جائے ۔ صلوٰۃ ۔

امام اور نبی کا فرق سنئے ۔ نبی کا کام ہے خالق سے لے کر بندوں تک پہچانا ۔ تبارک الذی

نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا۔ پارہ ۱۸ رکوع ۱۵، برکت والی ہے وہ ذات جس نے نازل کیا فرقان کو اپنے عبد پر تاکہ عالمین کا نذیر ہو۔ قرآن مجید اُدھر سے اِدھر نبیؐ لایا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اُدھر سے یہ سب کچھ نبی لایا ہے یہ کام امام کا نہیں یہ اور بات ہے کہ ایک بندہ نبیؐ بھی ہو اور امام بھی ہو۔ بلکہ ہر نبیؐ امام ہوتا ہے مگر ہر امام نبی نہیں ہوتا۔ بس نبی کا کام ہے اُدھر سے اِدھر لانا چونکہ خالق کی طرف سے آنے والا کام ختم اس لئے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ پارہ ۶ رکوع ۵ فرمایا آج کے دن دین مکمل ہوگیا اور نعمتیں اُوپر تمہارے تمام ہوگئیں اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام، لہٰذا کام ختم تو نبوت ختم۔ سُنو امام کا کام ہے اِدھر سے اُدھر لے جانا۔ یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِہِمْ پارہ ۱۵ رکوع ۸ قیامت کے دن امام کے ساتھ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی لاتا ہے اور خالق تک امام پہنچاتا ہے چونکہ ہماری عرضیاں قیامت تک بارگاہ احدیت تک جانی ضروری ہیں لہٰذا قیامت تک امام کا ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نیمہ شعبان کو ہم بارگاہ امام میں درخواستیں پیش کرتے ہیں مسلمانو اپنے امام کو پہچانو ورنہ بیڑہ غرق ہو جائیگا

لطیفہ:۔ ۱۹۵۸ء کو جو مارشل لاء لگی تھی ان دنوں اخبار میں آیا کہ ایک آدمی نے تھانیدار کا لباس پہن کر ایک دکاندار کو لوٹ لیا۔ ایک آدمی نے کرنل کا لباس پہن کر بنک سے دس ہزار روپے نکلوا لئے اور ایک شخص نے سپاہی کا لباس پہن کر ایک دیہاتی کو لوٹ لیا۔ بھائیو اگر دکاندار اپنے حلقے کے تھانیدار کی معرفت رکھتا اور دیہاتی اپنے حلقہ کے سپاہیوں کو جانتا ہوتا تو کیوں لُٹ جاتے لُٹ اس لئے گئے کہ اپنے دنیا کے حاکم کی معرفت نہ تھی بس اگر دنیا کے حاکم کی معرفت نہ ہو تو دنیا لُٹ جاتی ہے۔ اور اگر دین کے حاکم کی معرفت نہ ہو تو دین لُٹ جاتا ہے۔ صلوٰۃ۔

میں اپنے موضوع امامت کو ذرا اور آگے بڑھاتا ہوں۔ سنیئے امام کی وحی اور ہے اور نبیؐ کی وحی اور ہے نبیؐ کا بولنا اللہ کا بولنا ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْہَوٰی ۝ اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ پارہ ۲۷ رکوع ۵ نہیں بولتا میرا حبیب مگر میری وحی سے۔ نبی کا بولنا اللہ کا بولنا ہے۔ یہ بات میری ذہن نشین کرو کہ ہر نبیؐ امام ہوتا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر امام نبی ہو۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنی ہوں تو نبیؐ سے باتیں کرو۔ نبیؐ کا بولنا خدا کا بولنا ہے مگر امام کا بولنا خدا کا بولنا نہیں ہے۔ یہ خصوصیت صرف نبیؐ کو ہے کہ اس کا بولنا اللہ کا بولنا ہے مگر نبیؐ کا سونا اللہ کا سونا نہیں ہے یہ نہیں فرمایا کہ وما

یَنَامُ عَنِ الْھَوٰی حبیب نہیں سوتا اپنی مرضی سے ایسا نہیں بلکہ جب نیند آئے سو جائے اس میں وحی کی ضرورت نہیں ہے اور سنو نبی کا کھانا اللہ کا کھانا نہیں ہے یہ نہیں فرمایا وَمَا یَاْکُلُ عَنِ الْھَوٰی۔ میرا حبیب نہیں کھاتا اپنی مرضی سے۔ ایسا نہیں بلکہ جب بھوک لگے کھالے اس میں وحی کی ضرورت نہیں ہے مسلمانو نبی کا پینا اللہ کا پینا نہیں ہے یہ نہیں فرمایا وَمَا یَشْرَبُ عَنِ الْھَوٰی وہ نہیں پیتا اپنی خواہش سے۔ ایسا نہیں فرمایا بلکہ جب پیاس لگے جب جی چاہے بے شک پی لے اس میں وحی کی ضرورت نہیں ہے چاہے کوئی عورت کہتی رہے کہ تیرے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے میرے حبیب جس کو ہم نے حلال کیا ہے اُسے کون حرام کر سکتا ہے اور سنو نبی کا نکاح کرنا وحی سے نہیں ہے یہ نہیں فرمایا وَمَا یَنْکِحُ عَنِ الْھَوٰی میرا حبیب نکاح نہیں کرتا اپنی خواہش سے ایسا نہیں ہے بلکہ جو پسند آئے اُس سے نکاح کرلے چاہے بعد میں طلاق دینی ہی پڑے میرا حبیب تیری مرضی پر چھوڑتا ہوں اگر تو ان کو طلاق دے دے اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْکَارًا پارہ ۲۸ رکوع ۱۹ اگر طلاق دے تم کو بدل دیوے اسکو بیبیاں بہتر تم سے مُسلمان عورتیں، ایمان والیاں، فرمانبرداری کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں اور بیوہ عورتیں اور کنواریاں خدا کا حکم ہے کہ تم سے بہتر عورتیں نبی کو دوں گا۔ معلوم ہوا کہ ان سے بہتر عورتیں ہیں مگر ملاں کہتا ہے کہ بی بی عائشہ سب سے افضل ہے فرماؤ خدا کی مانیں یا مُلاں جی کی بات مانیں۔

چونکہ آج کا موضوع سخن ہے امامت ورنہ اس آیت میں بہت کچھ انمول موتی قدرت نے بھر دیئے ہیں جن کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ لوگو نبیؐ کا بولنا اللہ کا بولنا اور امام کا کرنا اللہ کا کرنا ہے قرآن سنیئے۔ وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّةً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوةِ ج وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ پارہ ۱۷ رکوع ۵ اور بنایا ہم نے ان کو امام ہدایت کرتے ہیں۔ ساتھ حکم ہمارے کے اور وحی کی ہم نے طرف ان کی کرنا بھلائیوں کا اور قائم رکھنا نماز کا اور دینا زکوٰۃ کا اور تھے وہ واسطے ہمارے عبادت کرنے والے۔ اور سنو! بخاری شریف کی حدیث رابت میں نبیؐ کا فرمان واضح ہے یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۲۵۹ فرمایا اس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے گا۔ ثابت ہو گیا کہ امام کا کرنا اللہ کا کرنا اور نبیؐ کا بولنا اللہ تعالے کا بولنا ہے۔ اللہ اکبر۔ ضرورت امام کے پیش نظر

انوار نجفیہ

نبی اکرم نے فرمایا عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزًا اِلٰی اِثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صـ ۲۲۹

جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا کہ اسلام بارہ خلفاء تک قوی وعزیز رہے گا۔ اور یہ تمام خلیفے قریش سے ہوں گے دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ یَکُوْنَ عَلَیْهِمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ۔ متفق علیہ۔ مشکوٰۃ شریف صـ ۲۲۹ ۔ فرمایا قیامت تک ہمیشہ دین قائم رہے گا۔ اور لوگوں پر بارہ خلیفے ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے معلوم ہوا کہ نبیؐ اکرم کے جانشین بارہ جن کی معرفت کے بغیر جہالت وگمراہی دبے دینی ہے اگر کوئی صاحب یہ فرمائے کہ لفظ خلیفہ ہے وصی تو نہیں تو میں حدیث سے وصی پیش کرتا ہوں۔ سنیئے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ النَّبِیِّیْنَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْوَصِیِّیْنَ وَاِنَّ اَوْصِیَائِیْ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ اَوَّلُهُمْ عَلِیٌّ وَاٰخِرُهُمُ الْقَائِمُ الْمَهْدِیْ کوکب دری صـ ۱۱۲ ترجمہ ابانہ بن ربعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں تمام نبیوں کا سردار ہوں اور علیؑ تمام وصیوں کا سردار ہے میرے بعد میرے وصی بارہ ہوں گے ان میں سے پہلا علیؑ ہے اور آخری قائم مہدی۔ ان کی معرفت کے بغیر جہالت وگمراہی ہوگی اگر امامت کے متعلق کچھ ذہن میں خلفشار باقی رہے تو قرآن سے اب سنیئے وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کا چند باتوں میں امتحان لیا جب وہ کامیاب ہوا تو قدرت نے فرمایا ہم تمہیں انسانوں کا امام بناتے ہیں جب خلیلؑ اللہ کو بغیر امتحان کے امامت نہ مل سکی تو اور کون ہے جو بغیر امتحان کے امام بن جائے گا۔ قدرت کا حکم ہوا خلیلؑ کیا خیال ہے! امامت لینی ہے عرض کی جی ہاں پالنے والے فرمایا ابراہیمؑ امتحان دینا پڑے گا۔ عرض کی کہ میرے اللہ تیری بخشی ہوئی قوت وطاقت سے امتحان دوں گا۔ فرمایا آگ میں جانا پڑے گا عرض کیا چلا جاؤں گا۔ فرمایا جابر حاکم کے آگے کلمۂ حق کہنا پڑے گا کہا پالنے والے کہہ دونگا ہجرت کرنا پڑے گی کہا میرے اللہ کرلوں گا۔ خلیلؑ نوجوان بیوی اور معصوم بچے کو لق ودق صحرا میں اکیلا چھوڑنا پڑے گا۔ کہا میرے اللہ چھوڑ دوں گا۔ فرمایا میرا گھر بنانا پڑے گا۔ کہا بنا دوں گا۔ فرمایا معصوم بچے کی گردن پر میری رضا کیلئے چھری چلانی پڑے گی۔ عرض کیا پالنے والے چلادوں گا۔ جب سارے کام کر چکا تو فرمایا اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صـ ۱۸۰۔ حدیث میں ہے جَعَلَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ عَبْدًا

قَبْلَ اَنْ یَّجْعَلَهٗ نَبِیًّا وَجَعَلَهٗ نَبِیًّا قَبْلَ اَنْ یَّجْعَلَهٗ رَسُوْلًا وَجَعَلَهٗ رَسُوْلًا قَبْلَ اَنْ یَّجْعَلَهٗ خَلِیْلًا وَجَعَلَهٗ خَلِیْلًا قَبْلَ اَنْ یَّجْعَلَهٗ اِمَامًا فَقَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔

حیات القلوب جلد ا صفحہ ۲۱۲، لوائح الاحزان جلد ۲ صفحہ ۱۳۱، تفسیر عمدۃ البیان جلد ا صفحہ ۲۶۰، یعنی خدا نے ابراہیم کو اپنا عبد قرار دیا۔ قبل اس کے کہ ان کو نبی بنائے اور نبی قرار دیا۔ قبل اس کے کہ انہیں رسولؑ بنا دے اور رسولؑ قرار دیا، قبل اس کے کہ انہیں خلیل بنائے اور خلیلؑ قرار دیا قبل اس کے کہ انہیں امام بنا دے پس خدا نے فرمایا کہ اے ابراہیم ہم نے تم کو انسانوں کا امام بنا دیا ہے۔ صلوٰۃ۔

اب میں حضرت خلیلؑ کے امتحان میں سے ایک امتحان بھی عرض کئے دیتا ہوں۔ تاکہ امامت کی عظمت آپ کے ذہن نشین ہو جائے سنو حضرت خلیلؑ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ اس کے خالق و مالک کے مقابلہ میں کوئی خدا بنایا جائے لوگ بتوں کو پوجتے تھے تو آپ فرماتے۔ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ پارہ ۱۷ رکوع ۵ خدا کی قسم اگر موقعہ مل گیا تو تمہارے خداؤں کی مرمت ضرور کروں گا میں نے عرض کیا خلیلؑ اللہ تیرا ان بتوں نے کیا بگاڑا ہے خدا تعالیٰ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔ خود ان سے بدلہ کیوں نہیں لیتا۔ آپ سے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ڈاڑھی کے متعلق سوال ہوگا۔ فرمایا پگلے یہی تو میری عین عبادت ہے یہ بد بخت میرے مولا کے مقام کے مدعی بن بیٹھے۔ مرید کا کام ہے کہ موقعہ ملے تو اپنے مولا کے دشمنوں کی گت بنا دے۔ سنو اگر خلیلؑ اپنے مولا کے دشمنوں سے دشمنی کر کے خلیلؑ رہ سکتا ہے تو ہم بھی اپنے مولا کے دشمنوں پر تبرا کر کے مسلمان رہ سکتے ہیں۔ صلوٰۃ۔

ایک روز تمام کافر عرس پر گئے یہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ کافر میلے کے بڑے شوقین ہوتے ہیں۔ جب مشرکین عید منانے چلے گئے تو حضرت خلیلؑ نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ پس کر دیا خلیل نے سب کو ٹکڑے ٹکڑے مگر ان کے بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ اس کی طرف وہ رجوع کریں۔ جناب خلیلؑ نے سب بتوں کو مار مار کر ان کے پرخچے اڑا دیئے۔ سب کا صفایا کرنے کے بعد کلہاڑا بڑے بت کے کاندھے پر رکھ کر چل دیئے۔ بندوں کے بنے ہوؤں کی شرافت دیکھو کہ چاہے کوئی گھر آ کر قتل کر جائے۔ یہ بیچارے ہاتھ تک نہیں ہلاتے۔ میدان میں تو انہوں نے کیا ہی لڑنا ہے میں نے کہا او بدبختو تم بے شمار خلیلؑ اکیلا مقابلہ کرو۔ کہا کہ ہم نے کونسے جنگ کئے ہیں جو آج ہاتھ اٹھائیں میں نے کہا پھر بھاگ جاؤ۔ ملاں جو کہتا ہے جان بچانا فرض ہے۔ تم بھی

بھاگ کر جان بچالو ۔ کہا بھاگنا بھی کوئی شرافت ہے بھاگنے والوں کو تو دنیا لعنتی کہتی ہے ۔ ہاں ہم تو بھاگ کر جان بچالیں گے مگر دنیا قیامت تک ہمارے مریدوں کو طعنے دیتی رہے گی کہ تمہارے پیر وہ تھے جو میدان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ۔ عزت کی موت مریں گے مگر میدان میں ۔ میں نے کہا جب تم اتنے کمزور و بے وقوف تھے تو معصوم کے مقام پر آکر بیٹھے کیوں ؟ کہا ہمارا کیا قصور ہے قوم نے لاکر بٹھا دیا ہے ہم بیٹھ گئے اگر بے وقوف ہے تو ساری قوم ہے ۔ جب مشرکین میلے سے واپس آئے تو سیدھے بُت خانے گئے تو کیا دیکھا کہ اُن کے خداؤں کے بارہ بج چکے تھے ۔ چیخ اُٹھے اور گھبرا کر کہنے لگے ۔ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ ہائے ہائے کس نے کر دیا ہمارے خداؤں کا بیڑا غرق ۔ جس نے ہمارے بزرگوں کی بے عزتی کی ہے اگر وہ مل جائے تو ہم اس سے ضرور بہ ضرور بدلہ لیں گے کچھ بول اُٹھے ۔ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۔ کہا انہوں نے کہ سُنا ہے ہم نے کہ ابراہیمؑ نامی ایک جوان ہے جو ان کا ذکر کرتا تھا کہ ہم اس کے تیور دیکھتے تھے کہ وہ ان سے بغض رکھتا ہے معلوم ہوا کہ بندوں کے بنائے ہوؤں سے بغض و بیر رکھنا سُنّت خلیل ہے ۔

لوگ حضرت خلیلؑ کو پکڑ کر نمرودِ ملعون کے دربار میں لے آئے اگر حضرت خلیلؑ گرفتار ہو کر دربار نمرودی میں جا کر خلیلؑ رہ سکتا ہے تو حضرت علیؑ بھی دربار سقیفائی میں گرفتار ہو کر جا سکتا ہے اگر گرفتار ہو کر نبوتِ خلیلؑ میں فرق نہیں آتا ۔ تو گرفتار ہونے پر حضرت علیؑ کی امامت میں بھی فرق نہیں آئے گا ۔ نمرود نے کہا اے ابراہیمؑ ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اے ابراہیمؑ بتا کیا یہ رگڑا تو نے لگایا ہے ۔ سُنو مسلمانو ساری کائنات کے بندے ایک طرف اور خدا کا خلیلؑ ایک طرف ، امام ہونے والے کا جواب سُن مسکرا کر فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۔ فرمایا اس گرو گنٹھال پردھان منتری سے پوچھ لو اسی کے کاندھے پر کلہاڑا ہے اسی نے ایسا کیا ہوگا ۔ لوگ کہتے ہیں کہ خلیلؑ نے جھوٹ بولا ہم کہتے ہیں خلیلؑ نے دلیل قائم کر کے انہیں درسِ توحید دیا ۔ مُلّاں کہتے ہیں کہ خلیلؑ نے تین جھوٹ بولے تھے استغفر اللہ ۔ یہ نبی پر تہمت اس لئے لگائی کہ چونکہ ہم نے جھوٹ بولنا ہے اگر کسی نے باز پرس کی تو ہم کہہ دیں گے ہم نے تو صرف ایک ہی جھوٹ بولا ہے خلیلؑ نے تین بار جھوٹ بولا تھا ۔ صرف اپنا دامن بچانے کے لئے انبیاء پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں ۔ مولوی صاحب حضرت خلیلؑ نے کہاں کہاں جھوٹ کہا تھا ؟ فرمایا ایک بار تو ایک ظالم بادشاہ کے سامنے فرمایا کہ حضرت سارہ میری بہن ہے حالانکہ بیوی تھی ۔ دوسرا

قوم نمرودی سے کہا کہ اِنِّیْ سَقِیْمٌ پارہ ۲۳ رکوع میں بیمار ہوں. حالانکہ بیمار نہ تھے. تیسرا نمرودی لوگوں سے فرمایا کہ اس بڑے بت نے ان چھوٹے بتوں کو توڑا ہے. حالانکہ خلیلؑ نے خود اپنے ہاتھوں سے توڑے تھے یہ ہیں تین جھوٹ خلیلؑ کے مولوی کے نزدیک. مگر میاں جی کی منطق بڑی نرالی ہے فتویٰ صادر ہوتا ہے کہ مسلمان بھائی کو برا گمان مت کرو. ہاں اگر کوئی اس کی بری بات سن لو یا دیکھ لو تو اس کی ستّر تاویلیں نیک کر سکتے ہو. کیوں بھائی اپنے جھوٹ کو چھپانے کے لئے تاویل کرنے کا حکم ہے اور خلیلؑ کے سچ کو بھی جھوٹ سے بدل دو. یہ سارا کھیل اس لئے کھیلا گیا ہے کہ اپنے جھوٹوں کو صدیق بنانا تھا. اس لئے اللہ تعالیٰ کو صدیق میں نقص دکھانا پڑا.

قرآن شریف میں تو خلیل اللہ کی شان میں ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا. پارہ ۱۶ رکوع ۶ اور یاد کر بیچ کتاب کے ابراہیمؑ کو یقیناً وہ سچا نبی تھا. فرماؤ مولوی کی مانیں یا خدا تعالیٰ کا فرمان اور مصطفےٰ کا قرآن مانیں. اب میں ان تینوں باتوں کا جواب عرض کرتا ہوں پہلا قرآن اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ پارہ ۲۶ رکوع ۱۳ سوائے اس کے نہیں کہ مومن بھائی بھائی ہیں لہٰذا حضرت خلیلؑ نے حضرت سارہ کو اپنی دینی بہن کہا تھا جو سچ اور قرآن کے فرمان کے عین مطابق تھا. دوسرا جو فرمایا کہ خلیلؑ نے کہا کہ میں بیمار ہوں تو کیا ملاں نے حضرت خلیلؑ کی ڈاکٹری کرائی تھی کہ وہ بیمار نہیں ہیں اس لئے خلیلؑ کے جھوٹ کا اعلان کر دیا عقلمند غور کرو ابراہیمؑ فرما رہے ہیں. اِنِّیْ سَقِیْمٌ میں بیمار ہونے والا ہوں کیونکہ آپ کو تپ لرزہ آتا ہے اس لئے اس کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں یہ جھوٹ نہیں بلکہ سچ ہے. تیسرا جو فرمایا کہ اس بڑے سے پوچھ لو اس نے چھوٹوں کو توڑا ہے تو اس کے ساتھ تو شرط ہے کہ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ یعنی اگر یہ بولتے ہیں تو اس نے توڑا ہے اور اگر نہیں بولتے تو اس نے نہیں توڑا. اس میں کہاں جھوٹ ہے بلکہ دلیل توحید اور برہان قاطع ہے یہ تھا ملاں کا سارا پلندہ کہ ہمیں برا نہ کہو خدا کے صدیق بھی جھوٹ بول لیتے ہیں) کا پول. صلوٰۃ. ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ خلیلؑ نے فرمایا اس بڑے سے دریافت کرو تو کہنے لگے واہ خلیل واہ! لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ یہ تو تجھے علم بھی ہے کہ یہ بیٹھنے کے دھنی ہیں بولنے کے نہیں حقارت سے خلیلؑ نے فرمایا اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تف ہے تم پر کہ ان بے بولوں کو مولا بنائے ہوئے ہو اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ تمہیں اتنی بھی عقل نہیں کہ یہ بچارے تو اپنے ناک سے مکھی تک بھی نہیں اڑا سکتے. یہ ہے حضرت خلیلؑ کی دلیل. ملاں کی دلیل بڑی منطقی ہوا

ہوا کرتی ہے۔ لطیفہ سنو!

مولوی صاحب نے کسی آدمی کو دیکھا کہ وہ بانسری بجا رہا ہے۔ مولانا نے منع فرمایا کہ یہ شیطانی فعل ہے ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ ابلیسی افعال کو پسند نہیں کرتا۔ اس آدمی نے کہا مولانا سنا ہے کہ شیطان نے ہزاروں برس خدا کے سجدے کیئے اللہ تعالیٰ کی عبادت لاکھوں سال کرتا رہا۔ کہا بے شک ابلیس بڑا نمازی تھا۔ کہا مولانا اب آپ ثابت کریں کہ ابلیس بانسری بجایا کرتا تھا کہا ثابت نہیں ہے کہا مولوی صاحب آپ نے تو تسلیم کر لیا کہ نماز پڑھنا ابلیس کا کام تھا نہ کہ بانسری بجانا۔ بس ملاں کی ایسی ہی دلیلیں ہوا کرتی ہیں۔ ہاں جب نمرودیوں سے خلیلؑ کی دلیل کا جواب نہ بن سکا تو اجماع کر کے فیصلہ کیا کہ حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ ارے اسے جلاؤ اور اپنے بنائے ہوؤں کی مدد کرو۔ معلوم ہوا کہ جب ظالموں کے پاس قوی دلیل نہ ہو تو معصوم کو جلانے کی تجویزیں سوچتے اور لکڑیاں دروازوں پر جمع کرنے کی فکر کرتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نمرود اور اس کے ساتھی حرامزادے تھے اور فرعون مشرک تھا حرامزادہ نہ تھا۔ حیات القلوب جلد ا ص ۲۱۹۔

بس نمرود کے حکم سے نار نمرود تیار ہوئی جو پہاڑ کے دامن میں تھی اس حطیرہ کی لمبائی ساٹھ گز تھی۔ ایک مہینہ تک اُس کو لکڑیوں سے لوگوں نے پُر کیا۔ یہاں تک کہ لکڑیوں کا پہاڑ بن گیا اور کثرت سے اُس کے اُوپر روغن ڈالا گیا اور آگ لگادی اس قدر اُس آگ کے شعلے بلند ہوئے کہ میلوں پرندے دُور سے گزرتے تھے اب فکر یہ ہوئی کہ ابراہیمؑ کو کس طرح آگ میں ڈالیں تو ابلیسؑ ملعون مرد پیر کی صورت میں حاضر ہُوا اور کہا کہ فلاخن میں رکھ کر ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکو۔ ان لوگوں نے بڑا سا فلاخن بنایا جس کو ہندی میں گوپھیا کہتے ہیں اس کو ایک بڑی لکڑی کے سرے پر باندھا اور حضرت خلیلؑ کو طوق زنجیر پہنا کر اس فلاخن پر بٹھایا اور لوگوں نے جمع ہو کر خلیلؑ کو آگ میں پھینکا۔

منقول ہے کہ جس وقت آتش نمرودی نے شعلہ مارا اور نمرودی خلیل کو آگ میں ڈالنے لگے تو آپ نے دعا مانگی۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَآءِ وَاَنَا وَاحِدٌ فِی الْاَرْضِ یَعْبُدُكَ غَیْرِیْ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ لکھا ہے اس حالت کو دیکھ کر فرشتوں نے فریاد کی اور زمین پر پرندے اور چرندے گریہ و زاری کرتے تھے اور ساکنانِ عرش اور حاملانِ کرسی زار زار روتے تھے اور فرشتوں نے کہا کہ خداوند تمام عالم میں مشرق سے مغرب تک ایک شخص ہی تیری توحید کا قائل ہے اُسے ظالم

خلیل کے لئے نمرودیوں کا آگ جلانا۔

جلانا چاہتے ہیں ہمیں اجازت دے کہ ہم اس کی مدد کریں ۔حکم ہوا اس میرے بندے سے دریافت کرو اگر تمہاری مدد کا طلبگار ہو تو ضرور کرو۔ سب سے پہلے ہواؤں کا فرشتہ آیا ۔ اور حضرت کو سلام کیا حضرت ابراہیمؑ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ تو کون ہے کہ بے کسوں اور بے چاروں پر سلام کرتا ہے کہا کہ میں ہواؤں کا فرشتہ ہوں آپ کی مدد کیلئے آیا ہوں اگر آپ حکم دیں تو میں ہواؤں کے لشکر کو اس آگ پر بھیجوں کہ تمام آگ کو اڑا کر نمرودیوں کے گھر میں لے جائیں کہ ان کے گھر اور اسباب سب کو جلا دیں خلیلؑ نے فرمایا میں اس وقت خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی ضرورت محسوس نہیں کرتا حالانکہ اس وقت آپ کی عمر سولہ[۱۶] برس کی تھی ۔اس کے بعد ابر کا فرشتہ آیا اور کہا کہ اے خلیلؑ تمام بادل میرے حکم میں ہیں اگر تو فرمائے تو میں بادلوں کو حکم کروں کہ اس آگ پر برسیں اور سب کو بجھا دیں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنی مہم خدا کے سپرد کی ہے ۔اس وقت تیری حاجت نہیں ہے ۔ اللہ اکبر ۔اس کے بعد پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا کہ اگر آپ حکم کریں ۔ تو میں پہاڑوں کو اٹھا کر ان ظالموں پر گرا دوں اور سب کو ایک لمحہ میں ختم کر دوں فرمایا میرا معاملہ میرے خدا کے حوالے ہے بعد اس کے زمین کے طبقوں کا فرشتہ آیا اور سلام کر کے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں زمین کو کہوں کہ بابل کے باشندوں کو نگل جا تو فوراً سب تباہ ہو جائیں گے ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار ہی سے کمک چاہتا ہوں ۔

لکھا ہے کہ سب کے آخیر میں جبرئیلؑ اس وقت آئے جس وقت خلیلؑ کو فلاخن میں رکھ کر پھینکا تھا اور قریب خطرہ کے دم پہنچے تھے اور ایک نعرہ مار کر فرمایا اے خلیلؑ میں جبرئیل ہوں ۔جو حاجت تو رکھتا ہے بیان کر ۔فرمایا حاجت تو رکھتا ہوں لیکن تجھ سے نہیں بلکہ اپنے خدا سے ہے کہا پھر سوال کیوں نہیں کرتا فرمایا میرے خالق کو میرا تمام حال معلوم ہے اگر دوست کا ارادہ دوست کو جلانے کا ہے تو زندہ رہنا اس کو بھی منظور نہیں ہے بس جب قدرت نے دیکھ لیا کہ خلیل امتحان میں کامیاب ہے تو فرمایا :- قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۔ اور کہا ہم نے اے آگ ہو جا تو ٹھنڈی اور سلامتی اوپر ابراہیمؑ کے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو دعا کی کہ اے خداوند میں تجھ سے سوال کرتا بحق محمدؐ و آلِ محمد کو نجات دے تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان پر سرد اور سلامت کر دیا ۔تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صـ ۶۲،۶۳

حیات القلوب جلد ا صہ۲۰۹ ۔ یہ ہے امتحانِ امامت کا ایک پرچہ اور جب ابراہیمؑ کو امامت مل گئی تو فوراً عرض کی قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي پالنے والے یہ عہدہ امامت میری اولاد میں بھی جاری رکھ ۔آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ خلیلؑ نے کیا یہ بخل تو نہیں کیا کہہ دیتے قَالَ وَمِنْ اُمَّتِیْ یا فرماتے قَالَ وَمِنْ اَصْحَابِیْ ۔نہ امّت کے لئے دعا مانگی نہ صحابہ کیلئے اور نہ تابعین کے لئے تمام کو ایک جیسا کہنے والو کیا حضرت ابراہیمؑ بخیل ہے ہرگز نہیں ارے ابراہیمؑ جیسا تو کوئی انسان بھی کریم نہیں ہے جس کی ساری زندگی مہمان کے ساتھ کھانا کھاتے گذری بخل نہیں فرمایا بلکہ وہ جانتے تھے کہ امامت جیسا مقدس عہدہ سنبھالنا صحابہ، امّت اور تابعین کے بس کا روگ نہیں ہے ۔فرمایا پگلے صحابہ اور اُمّت اور تابعین کا ظرف ہی نہیں کہ ان کیلئے دعا کی جائے ہمیشہ نسل اور اصل کو دیکھا جاتا ہے امامت ان کو ملا کرتی ہے جو نسل کا معصوم ہو۔ صحابہ، امّت اور تابعین میں نسل کا معصوم کوئی نہیں۔ اگر کوئی ہوتا تو میں ضرور ان کے لئے دعا کر دیتا۔

مسلمانو تم ہر شئے میں نسل دیکھتے ہو۔ تم نے ایک روپے کی ہانڈی خرید کرنی ہو تو بھی نسل کا خیال کرتے ہو۔ حکایت سنو! ایک بار میں برتن والی دکان سے ہانڈی خرید کرنے کو گیا تو زمین پر ساری ہانڈیاں پڑی تھیں میں نے قیمت دریافت کی تو فرمایا کہ ایک ہانڈی اڑھائی روپے کی ملے گی ۔میں نے دکان کے اندر دیکھا تو برتنوں کے اُوپر بڑی خوبصورت ہانڈیاں پڑی تھیں جن کو دیکھ کر میں خوش ہو گیا۔ میں نے انہیں دیکھا اور اُونچے مقام والی خوبصورت ہانڈی کی قیمت دریافت کی تو دکاندار نے کہا کہ اس کی قیمت ایک روپیہ میں نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے، کہ اس سادی ہانڈی کی قیمت اڑھائی روپے اور اس اُونچے مقام والی خوبصورت ہانڈی کا ایک روپیہ فرمایا اس سادی ہانڈی کی مٹی پسرور کی ہے اور اس خوبصورت ہانڈی کی مٹی لاہور کی ہے یہ نسل کی کمزور ہے اور وہ نسل کی اچھی ہے اس کی اصل میں ٹوٹنا ہے اور پسرور والی مٹی کی ہانڈی نسل کی مضبوط ہے جلدی سے ٹوٹتی نہیں۔ ارے جب تم ہمیشہ ہر شئے میں نسل دیکھتے ہو تو امامت بے نسلوں کو کیسے مل جائے گی۔

ابراہیمؑ نے دُعا کی تو قدرت کی طرف سے جواب ملا - لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ - خلیل تیری دعا تو قبول ہے مگر یہ عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا۔ ظالم اس لائق ہی نہیں ہوتا کہ اسے انسانوں کا امام بنایا جائے تفسیر ابن کثیر جلد ا صہ۱۸۱ پر مُفسر تحریر فرماتے ہیں کہ ابن خویز منداد مالکی فرماتے ہیں کہ ظالم شخص نہ تو خلیفہ بن سکتا ہے ۔نہ حاکم ، نہ مفتی ، نہ گواہ نہ راوی ،جب ظالم کے بارے میں یہ حکم ہے تو اب دیکھنا چاہیئے

کہ ظلم کیا شے ہے ۔ قرآن سنو ! اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ پارہ ۲۱ رکوع ۱۱ تحقیق شرک سب سے بڑا ظلم ہے مشرک سے کوئی بڑا ظالم نہیں ۔ تو ایک بزرگ کے بارے میں نبی اکرمؐ کا فرمان اَلشِّرْكُ فِيْكُمْ اَخْفٰی مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ ۔ نور العصر صفحہ ۱۰۶ المجالس المرضیہ صفحہ ۶۲ تو جس بزرگ میں شرک چونٹی کی چال سے بھی زیادہ چلتا ہو وہ کس طرح خلیفہ بن سکتا ہے ۔ صلوٰۃ ۔ تمام مسلمان اپنی ہر نماز میں تو کہتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ترجمہ اے میرے اللہ رحمت نازل فرما محمد اور محمد کی آل پر جس طرح تو نے رحمت نازل کی ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر تحقیق تو ہی حمید و مجید ہے فرماؤ وہ رحمت جو خدا تعالیٰ نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر نازل کی تھی وہ کیا ہے ۔ وہ نبوت تو ہو نہیں سکتی کیونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے یہ دعا کرنا کہ محمدؐ کی آل پر رحمت نبوت عطا کر یہ تو بالکل لغو اور کفر ہے کیونکہ حضورؐ پُر نور کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا فرماؤ وہ کونسی رحمت کی دعا ہے وہ صرف اور صرف امامت ہی ہو سکتی ہے اور اسی کی خلیلؑ نے دعا کی تھی اور اسی کا قدرت نے وعدہ فرمایا تھا تو معلوم ہوا کہ مسلمان عربی میں تو آلِ محمدؐ کی امامت کے قائل ہیں کہ امامت انہیں کا حق ہے اور ہم انہیں کے لئے ہر نماز میں دعا مانگتے ہیں صرف اردو و پنجابی میں منکر نظر آتے ہیں ۔ صلوٰۃ بر محمدؐ و آلِ محمدؐ ۔ بس محمد مصطفیٰؐ کے بعد بارہ امام ہوں گے جن کا قول و فعل گفتار کردار آنحضرتؐ سے ملتا جلتا ہو گا ۔

روایت میں ہے کہ تاجدار رسالت نے اپنے انتقال سے ایک روز پہلے اپنی زرہ ، اپنی تلوار ، اپنا گھوڑا اور اپنی انگوٹھی مولا علی کے حوالے کی اور فرمایا کہ اے علیؑ ان اشیاء کا وہی مالک و وارث ہے جو میرے بعد میرا جانشین ہو گا ۔ حضرت کے انتقال کے بعد حضرت عباسؓ نے جو رسول خداؐ کے چچا تھے حاکم وقت سے تبرکات مصطفیٰؐ کا مطالبہ کیا حضرت ابو بکر نے کہا کہ حکومت میرے پاس ہے اور تبرکات سب علیؑ کے پاس ہیں ۔ حضرت عباسؓ نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ میں تبرکات میں حصہ دار ہوں جناب امیرؑ نے کہا چچا ۔ ان تبرکات کے تم متحمل نہ ہو سکو گے کیونکہ یہ میراثِ انبیاء ہے یہ نبی یا نبی کے وصی کا حق ہے مگر حضرت عباسؓ نے اصرار کیا تو جناب امیرؑ نے فرمایا چچا تم زرہ مصطفیٰؐ پہن لو ۔ اور حضورؐ کی تلوار اٹھا لو اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلے جاؤ ۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ بہتر اب جو حضرت عباسؓ نے زرہ رسولؐ کو پہننا چاہا تو اتنی وزنی تھی کہ عباس نہ پہن سکے اس کے بعد مولا نے فرمایا اچھا

زرہ رہنے دو۔ تلوار اٹھا کر گھوڑے پر سوار ہو کر چلے جاؤ مگر حضرت عباسؓ رسولؐ اللہ کی تلوار کو بھی نہ اٹھا سکے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اچھا تلوار بھی رہنے دو اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلے جاؤ مگر حضرت عباسؓ جونہی گھوڑے کے قریب آئے تو نبیؐ اکرم کے گھوڑے نے اس طرح عباسؓ کی طرف دیکھا کہ عباس ڈر گئے جناب امیرؑ نے فرمایا تبرکات ہمارا حق ہے یا جو ہمارے بعد کائنات کا امام ہوگا اس کا حق ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ ذرا آپ زرہ پہنیں اور تلوار اٹھائیں اور گھوڑے پر سوار ہو کر دکھلائیں جناب امیرؑ آگے بڑھے۔ نبیؐ اکرم کی زرہ پہنی تلوار لٹکائی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دکھلایا۔ معلوم یوں ہوتا تھا کہ زرہ بنی ہی علیؑ کیلئے ہے۔ اس کے بعد آپ نے امام حسنؑ سے فرمایا بیٹا اب تم زرہ پہنو۔ تلوار اٹھاؤ اور گھوڑے پر سوار ہو کر اُسے چلاؤ اب جو امام حسنؑ نے زرہ مصطفیٰ زیب تن کی تو معلوم یوں ہوتا تھا کہ یہ زرہ واقعی انہیں کے لئے تیار کی گئی ہے اس کے بعد آپ نے تلوار سنبھالی اور گھوڑے پر چڑھ کر کچھ دیر تک اُسے پھراتے رہے اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا فرزند رسولؐ آپ بھی اس زرہ کو پہنیں اور تلوار اٹھا کر گھوڑے پر سوار ہو کر دکھلائیں تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ہم ہی وارثِ رسولؐ ہیں۔ اب حضرت امام حسین علیہ السلام نے زرہ پہنی تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ زرہ بنانے والے نے انہیں کیلئے زرہ کو تیار کیا تھا پھر آپ نے تلوار اٹھائی اور گھوڑے پر چڑھ کر اُسے کافی دیر تک پھراتے رہے جناب امیرؑ نے فرمایا لوگو یہ یاد رکھنا کہ ہمارے سوا رسولؐ اللہ کے علم اور تبرکات کا کوئی بھی وارث نہیں ہو سکتا۔ فضائل مرتضوی صـ ۲۵۹، صلوٰۃ۔

اب میں قوتِ امام کے بارے میں واقعہ پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوب بندوں کو وہ طاقت عطا کی ہے جس کو دیکھ کر عام انسان محوِ حیرت ہو جاتا ہے۔ اصول کافی میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کہیں سے گزر رہے تھے آپ نے دیکھا کہ ایک عورت اور اس کے بچے زار زار رو رہے ہیں آپ نے ازراہ شفقت ان کے رونے کا سبب دریافت فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ ان کے پاس صرف ایک ہی گائے تھی جو مر چکی ہے اور یہی گائے ان کا ذریعہ معاش تھی امام کی ذات کو ترس آگیا۔ آپ نے دو رکعت نماز ادا کی اور دعا مانگی تو گائے زندہ ہو گئی امام نے فرمایا اسے سنبھالو اور اس سے کام چلا لیا کرو۔ حقائق العقائد صـ ۱۹۱ صلوٰۃ۔ اب میں علم امام پر ایک واقعہ عرض کر کے بیان کو ختم کرتا ہوں۔

امام کی دعا سے گائے کا زندہ ہونا

گائے کے متعلق معجزہ

روایت میں ہے کہ ثانی صاحب کے زمانہ میں ایک عورت عابدہ زاہدہ حاملہ تھی اُس نے اپنے خاوند سے کہا کہ آج میرا دل کباب کھانے کو چاہتا ہے اُس کے خاوند نے کہا کہ میں غریب آدمی ہوں میرے پاس کباب خرید کر لانے کی طاقت نہیں ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ان کے گھر میں ایک گائے آگئی عورت نے کہا کہ اس گائے کو ذبح کر کے کباب بنا لیں اُس نے کہا کہ جس کی یہ گائے ہے وہ مؤاخذہ کرے گا۔ یہ کہہ کر اُس نے گائے کو گھر سے نکال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد گائے پھر آگئی عورت نے کہا میرا خیال ہے کہ اس گائے میں ہمارا حصّہ ہے اسے ذبح کر دے مگر اس کے شوہر نے گائے کو باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا۔ عورت نے کباب کا پھر مطالبہ کیا گائے پھر آگئی اور مُنہ سے کنڈے کو کھول کر گھر میں داخل ہوگئی اس کی عورت نے شوہر سے کہا کہ اس گائے میں ضرور ہمارا حصّہ ہے اِسے اب تو ذبح کر دے۔ اس آدمی نے گائے کو ذبح کر کے کباب تیار کئے پڑوسن نے اپنے مکان کی چھت سے دیکھا تو گائے کو ذبح پایا۔ پڑوسن نے جا کر گائے کے مالک کو کہا کہ فلاں آدمی نے تیری گائے ذبح کر لی ہے گائے کا مالک حقیقت حال سے آگاہ ہو کر ثانی صاحب کے پاس فریادی ہُوا۔ ثانی صاحب نے اس آدمی کو بُلوایا جس نے گائے کو ذبح کیا تھا اس نے آکر گائے کے بار بار اندر آنے اور عورت کے مطالبہ کو دہرایا حضرت ثانی صاحب نے فرمایا تو پاگل ہے کیا اس طرح تو گائے کا مالک بن جائے گا آخر اُس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا۔ اتفاق سے مولا مشکل کشا کا وہاں سے گزر ہُوا۔ ملزم نے فریاد کی آپ نے فرمایا یہ فیصلہ غلط ہوا ہے۔ ثانی نے کہا یا علیؑ آپ حق کو جاری کریں۔ مولا نے فرمایا گائے کے مالک کو قتل کر دو لوگ حیران ہوئے تو مولا نے فرمایا اس گائے کے مالک کو قتل کر کے اس کا سر میرے پاس لاؤ آخر جناب امیرؑ کے حکم سے اُسے قتل کیا گیا آپ نے گائے کے سر کے ساتھ رکھ کر فرمایا بتا کیا ماجرا ہے قدرت خدا سے سر سے آواز آئی اے علیؑ میں نے اس کے باپ کو قتل کر کے یہ گائے اس سے چھین لی تھی۔ حقیقت میں یہ گائے اسی کی ہے یا علیؑ آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے کہ قتل کا بدلہ قتل ہو گیا ورنہ میں قیامت کو دوزخ میں جلتا۔ یہ ہے امام کا علم اگر کوئی ایسا ہے تو بتاؤ ورنہ مان جاؤ کہ بعد از رسول خدا ساری دنیا کا پیشوا، راہنما اور امام حیدرؑ کرار ہی ہے۔ فضائل مرتضوی صہ ۳۴۲۔ اللہ اکبر۔ مولا کی شان میں رُباعی عرض ہے

علیؑ سر تاج ہے کُل اولیاء کا   محمدؐ کا بھائی ہے بندہ خدا کا
ازل سے ہے فقیروں کا عقیدہ   علیؑ مشکل کشا ہے انبیاءؑ کا

(تصدق)

آج کا منطقی مُلّاں کہتا ہے انبیاء علیہم السّلام ہوں یا آئمہ طاہرینؑ یہ علم میں مشکل کشاء مانے جا سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے مشکل مسائل کو حل فرمایا مگر دیگر مصائب میں انہیں مشکل کشا کہنا شرک ہے۔ میں ایک رُباعی عرض کر کے بیان کو ختم کرتا ہوں سنیئے :

مولا علیؑ عزیز و عقیل و علیم ہے　　　کرار کامران و کفیل و کریم ہے

مخلوق بے حیا کو ہے اسم علی سے ضد　　　خالق کو ناز ہے وہ علیؑ عظیم ہے (التصدق)

ابن عباس سے منقول ہے کہ جنگ صفین کو جاتے ہوئے میں حضرت علیؑ کے ہمرکاب تھا۔ جب آپ کا گزر کربلا سے جو شطِ فرات ہے۔ مولا گھوڑے سے اُترے اور بآوازِ بلند کہا، اے ابن عباس تو اس جگہ کو پہچانتا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو اس جگہ کو اچھی طرح پہچانتا کہ جسطرح میں پہچانتا ہوں۔ تو میری طرح بغیر گریہ کے آگے نہ جاتے۔ یہ کہہ کر آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ ریش اقدس آنسوؤں سے تر ہو گئی اور سینہ مبارک پر آنسو بہنے لگے اور ہم بھی روئے اس کے بعد آپ نے وضو کیا اور بہت دیر تک نماز میں رہے نماز سے فارغ ہو کر آنحضرت تھوڑی دیر سو گئے جب بیدار ہوئے تو فرمایا ابن عباس کہاں ہے میں نے عرض کی قبلہ میں حاضر ہوں فرمایا میں تجھے بتاؤں کہ میں نے ابھی خواب میں کیا دیکھا ہے میں نے عرض کی جی ہاں فرمایا ابن عباس میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جانب آسمان سے سفید جھنڈوں کے ساتھ کئی لوگ اترتے ہیں جنہوں نے گلے میں چمکدار تلواریں لٹکائی ہیں اور اس زمین کے اردگرد انہوں نے ایک خط کھینچا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ ان کھجوروں کی شاخیں زمین پر آ گئی ہیں اور سُرخ خون میں تیرتی ہیں پھر میں نے اپنے فرزند لختِ جگر حسینؑ کو دیکھا کہ اس میں ڈوبے ہیں اور آوازِ استغاثہ بلند کرتے ہیں لیکن کوئی فریاد رسی کرنے والا نہیں ہے نورانی چہروں والے آسمان سے جوان اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے آلِ رسولؐ صبر کرو تم بدترین لوگوں کے ہاتھوں قتل کئے جاؤ گے۔ المجالس المرضیہ صد ۱۸۹۔

لکھا ہے کہ جناب امیرؑ نے لکڑی سے ایک خط کھینچا اور روتے ہوئے فرمایا اس جگہ ان کے خیمے لگیں گے اور دیر تک روتے رہے اس کے بعد چند قدم آگے چل کر غریبی ہائے غریبی اس جگہ وہ مظلوم شہید ہو گا اس کے بعد روتے ہوئے ایک اونچے مقام یعنی ٹیلے پر تشریف لائے اور چاروں طرف دیکھ کر فرمایا اس جگہ اس مظلوم کی بہن کھڑی دیکھ رہی ہو گی اس کی فریاد کوئی نہیں سُنے گا۔ عزادارو! یہ الفاظ سن کر سید المظلوم آگے بڑھا اور باپ سے عرض کی بابا مظلوم کی جس طرح گزرے گی گزار لے گا۔ مگر جب

ناسخ سیر حسین علیہ السلام جلد ۱ صفحہ ۲۶۶

مظلوم کی بہن کی باری آئے تو بابا نجف کو پیارا نہ کرنا۔ اس بہن کی مدد کو آجانا۔ بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۸۲
شاید یہی وجہ ہے کہ شام غریباں کو جب بیبیاں خیام جلنے کے بعد باہر نکلیں تو بی بی زینبؑ کا منہ مدینے
کو پھر گیا اور تین بار فرمایا ہائے میرا پردہ ہائے میرا پردہ ہائے میرا پردہ۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

دسویں مجلس

معصوم کا فیصلہ، نبی کی دعاء، اللہ تعالیٰ کا ارادہ، سدّ الابواب کا حکم، جناب حسین علیہ السلام کی ولادت، حدیثِ کساء، آیۂ تطہیر کے نکات، اہلبیت میں ازواج شامل نہیں، جناب سیدہ طاہرہ کا بی بی مریم سے تقابل، یہودی عورتوں کا اسلام لانا، مصائب جناب سیدہ طاہرہ، آپ کے وصایا، آپکی شہادت، حسنین شریفین کی حالت۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا پارہ ۲۲ رکوع ۱
ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ دُور رکھے تم سے رجس کو اے اہلبیت اور تم کو
خدا تعالیٰ پاک رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔ دنیا کے ہر ایک ملک میں ایک ایسی عدالت ہوا کرتی ہے
کہ جس کے خلاف اپیل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ یعنی ملک کی آخری عدالت کا فیصلہ ناطق ہوتا ہے جیسا کہ چھوٹی
عدالت کے خلاف بڑی عدالت میں لوگ اپیل کیا کرتے ہیں مثلاً تحصیلدار صاحب نے ہمارے خلاف فیصلہ
دے دیا تو ہم نے ڈپٹی کمشنر صاحب کے ہاں اپیل کر دی وہاں سے ناکام ہوئے تو کمشنر صاحب کے
پاس پہنچ گئے۔ وہاں سے ناکامی کے بعد ہائی کورٹ میں اپیل کر دی۔ پھر سپریم کورٹ میں جا دھمکے۔ آخر ملک
میں ایک ایسی عدالت ہوگی جس کے خلاف کہیں اپیل نہیں ہو سکتی۔ یعنی ملک کی سب سے بڑی عدالت

معصوم کا فیصلہ

کا فیصلہ ناطق و ناسخ ہوا کرتا ہے اسی طرح دین میں جس عدالت کے خلاف اپیل نہیں ہو سکتی اس عدالت کا نام ہے معصوم ۔ مسلمانو معصوم کے خلاف اپیل کی کوئی گنجائش نہیں ۔ معصوم جو کہہ دے جب کہہ دے اور جہاں کہہ دے اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہوا کرتی ہے معصوم ماں کی گود میں کہے تو اللہ کی تقدیر ۔ ممبر پہ کہے تو اللہ تقدیر ۔ معصوم نوک نیزے پہ کہے تو اللہ کی تقدیر ۔ ارے کائنات بدل سکتی ہے مگر معصوم کی زبان کا فقرہ نہیں بدل سکتا ۔ ہاں ایک بات ذہن میں رہے کہ معصوم کے خلاف اپیل تو نہیں ہو سکتی ۔ مگر نظر ثانی ہو سکتی ہے ۔

نظر ثانی کا ایک واقعہ سنیئے ! حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک ظالم و جابر بادشاہ ایک روز سیر و تفریح کیلئے نکلا ۔ اس کا گزر ایسی زمین سے ہوا جو نہایت سرسبز اور بارونق تھی بادشاہ کو وہ زمین پسند آئی اور اس نے چاہا کہ یہاں قیام رکھے ۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ زمین کس کی ہے لوگوں نے کہا کہ فلاں مومن کی ہے ۔ جو آپ کی رعایا میں سے ہے بادشاہ نے اس کو بلوایا ۔ اور اس سے زمین کی خواہش کی ۔ اس مومن نے کہا کہ میرے بال بچے آپ سے زیادہ اس زمین کے محتاج ہیں ۔ بادشاہ نے کہا کہ اس زمین کی قیمت مجھ سے لے کر یہ زمین مجھے دے دو مگر مالک زمین نے فروخت کرنے سے بھی انکار کر دیا ۔ بادشاہ کو غصہ آیا اور اس کے تیور بگڑ گئے اس کی ایک عورت جو قبیلہ ازارقہ سے تھی ۔ بادشاہ سے عرض کی کہ آپ غصہ نہ ہوں میں قوم ازارقہ کی ایک جماعت کو بھیجتی ہوں جو اس کو پکڑ کر آپ کے پاس لا دیں گے اور وہ تیرے سامنے گواہی دیں گے کہ وہ تیرے دین سے پھر گیا ہے اس طرح آسانی سے اس مومن کو قتل کر کے اس کی زمین پہ قبضہ کر لینا اور قتل کے الزام سے بھی بچ جاؤ گے ۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا کہ ازارقہ کے چند آدمی بھیجے اور اسے بلوایا کہ کیا تو میرے دین سے پھر گیا ہے کثیر تعداد لوگوں نے گواہی دے دی کہ یہ بادشاہ کے دین سے منحرف ہو گیا ہے ۔ بس گواہی کے ملتے ہی بادشاہ نے سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت مومن بیچارے کو قتل کرا دیا اور اس کی زمین پر قبضہ کر لیا ۔ اس پر حق تعالیٰ نے حضرت ادریسؑ کو وحی کی کہ اس جابر و ظالم بادشاہ کے پاس جا کر اسے ہدایت کرے ۔ حضرت ادریس اس کے پاس پہنچے اور اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا اور کہا کہ میں اس کا رسولؑ ہوں اگر تو نے توبہ کر کے اس مومن کی زمین اس کے بچوں کو واپس نہ کی تو تیری بادشاہی مٹ جائے گی ۔ اور تو اور تیری بیوی ذلت کی موت مرو گے ۔ اس ظالم بادشاہ نے کہا ادریسؑ میرے دربار سے نکل

جاؤ تم بھی میرے ہاتھ سے اپنی جان نہ بچا سکو گے۔ اس بادشاہ کی عورت نے کہا کہ تم نے اسے قتل نہیں کیا لو میں اُسے ٹھکانے لگائے دیتی ہوں۔ اس ظالم اور خبیث عورت نے اپنی قوم ازارقہ کے چالیس (۴۰) آدمیوں کو بھیجا کہ وہ حضرت ادریسؑ کو فوراً قتل کر دیں۔

جناب ادریسؑ کے ایک شیعہ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضرت کے قتل پر آمادہ ہیں تو اس نے حضرت ادریسؑ کو اطلاع کرا دی کہ آپ فوراً ہجرت کر جائیں جناب ادریس کو جب معلوم ہوا کہ واقعی یہ لوگ میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے اس قوم کے لئے بد دعا کی کہ پالنے والے ان لوگوں کے لئے بارش کو بند کر دے ادھر معصوم کی زبان سے نکلا اُدھر خالق نے قبول فرما لیا۔ اور بارش ان لوگوں کے لئے بند کر دی گئی معصوم فرماتے ہیں کہ پورے بیس (۲۰) سال ان لوگوں پر بارش نہ ہوئی ہر طرح سے ان لوگوں نے دعائیں مانگیں۔ خیراتیں دلائیں مگر بارش کا قطرہ نصیب نہ ہوا۔ قدرت نے فرمایا ادریسؑ میری مخلوق مر رہی ہے تو ان کے لئے دُعا کرو میں ابر رحمت بھیج کر ان پر بارانِ رحمت کر دوں۔ حضرت ادریسؑ نے عرض کی میرے اللہ ان لوگوں نے مجھے بڑا ستایا ہے میں ان کے لئے دعا نہیں کروں گا۔ روایت میں ہے کہ حضرت ادریسؑ کا کھانا جنت سے آیا کرتا تھا جب خدا نے دیکھا کہ ادریسؑ میری مخلوق کیلئے دعا نہیں کرتا تو قدرت کا حکم ہوا اے جبرئیل ادریسؑ کا کھانا بند کر دو۔ لہٰذا حضرت کا کھانا بند ہو گیا اور حضرت ادریسؑ انتظار فرما کر رات کو بھوکے ہی سو گئے۔ دوسرے روز انتظار کرتے ہی رہے مگر کھانا میسر نہ ہوا۔ عرض کی پالنے والے میرا کھانا کیوں بند کر دیا۔ حکم ہوا اے ادریسؑ میری مخلوق کے لئے بارش بند کرنا تیرا کام ہے اور تیرا کھانا بند کرنا میں رب غفور کا کام ہے ادریسؑ جب تک تم میری مخلوق کے لئے بارش کی دعا نہیں کرو گے۔ اس وقت تک میں تمہیں کھانا نہیں دونگا۔ حضرت ادریسؑ نے عرض کی پالنے والے اگر میں نے یونہی بارش کی دعا کر دی تو لوگ کہیں گے کہ ہم نے آخر بارش کرا ہی لی۔ فرمایا ادریسؑ یہ انتظام میں کئے دیتا ہوں کہ وہ تمام لوگ تیرے پاس آکر معافی طلب کریں گے لہٰذا رات کو لوگ جمع ہو کر آپس میں کہنے لگے کہ جب تک ادریسؑ دُعا نہیں کریں گے بارش نہیں ہو گی۔ بس ہمیں علی الصبح حضرت سے بارش کے لئے عرض کرنا چاہیئے دوسرے روز فیصلے کے مطابق تمام لوگ جمع ہو کر حضرت ادریسؑ کے دروازے پر آئے اور عرض کی اے خدا کے رسول اللہ ہماری خطا کو معاف فرما دیں اور ہماری توبہ کو قبول کرتے ہوئے ہمارے لئے بارش کی دُعا کریں۔ ادھر قوم

نے آکر معافی طلب کی اُدھر قدرت کی آواز آئی ادریسؑ ہاتھوں کو بلند کر دو میں اپنی مخلوق کے لئے بارش کروں۔ بس ادریسؑ کے ہاتھوں کا بلند ہونا تھا کہ ابر باراں نے دستِ نبوت کے بوسے لئے اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ یہ ہے نظرِ ثانی اللہ اکبر۔ حیات القلوب جلد ا صفحہ ۱۴۹ صلوٰۃ بر محمدؐ و آلِ محمدؐ۔

نبی کا وقار

مسلمانو! معصوم کے خلاف اپیل کی گنجائش نہیں ہے معصوم جو کہہ دے جب کہہ دے جہاں کہہ دے اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہوتی ہے منقول ہے کہ معاویہ نے ایک آدمی کو ایک عصا دیا جس کے نیچے لوہا لگا ہوا تھا جس کو زہر میں بجھایا گیا تھا کہا کہ اسے لے کر تو موصل چلا جا۔ اور اپنے آپ کو دوستدارانِ آلِ محمدؐ میں ظاہر کر کے امام حسن علیہ السلام کے ساتھ رہنے کی کوشش کرنا اور موقعہ پاکر اس عصا کی انی امام کے پائے اقدس پر رکھ کر دبا دینا تاکہ زہر جسم میں اتر کر جائے اور فرزندِ رسولؐ شہید ہو جائے۔ وہ ظالم بدطینت موصل آیا اور اپنے کو آلِ محمدؐ کا غلام ظاہر کیا ایک روز اس کمبخت نے امام کے پائے انور پر جبکہ امام کھڑے تھے عصا کی انی رکھ کر دبا دی۔ امام نے ذرا نظرِ تیز سے اس ملعون کی طرف دیکھا اُس نے ڈر کر عرض کیا کہ جناب میں نابینا ہوں معصوم نے فرمایا قیامت کو بھی نابینا اُٹھے گا۔ اِدھر معصوم نے ارشاد فرمایا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اُسے نابینا کر دیا اور قیامت کو بھی نابینا اُٹھے گا۔ صلوٰۃ۔ چودہ ستارے صفحہ ۱۳۱ لکھا ہے کہ حضرت عباسؑ نے وہی عصا اس سے چھین کر اس کے سر پر دے مارا اور واصل جہنم ہو گیا۔

معصوم کا فرمان

آج مرکزِ عصمت کے بارے میں مجھے عرض کرنا ہے۔ قدرت کا ارشاد ہے کہ اے اہل بیت رسولؐ میرا ارادہ ہے کہ تمہیں ہر رجس سے دور رکھوں جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے مسلمانوں یہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے میرا ارادہ اور ہے میں اسے ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔ مثلاً میں۔ نے ارادہ کیا کہ میں ایک بہترین کوٹھی بنا لوں۔ ساری زندگی کوششیں کرتا رہا۔ نہ اتنی دولت جمع کر سکا اور نہ ہی کوٹھی بن سکی۔ اپنا ارادہ دامن گور میں لے گیا۔ ایک زمیندار نے کوٹھی بنانے کا ارادہ کیا۔ دولت کی فراوانی تھی۔ ایک سال میں کوٹھی بن گئی۔ حکومت نے ارادہ کیا تو ایک مہینہ میں گورنمنٹ ہاؤس تیار ہو گیا۔ ایک نبی حضرت سلیمانؑ نے ارادہ کیا تو تختِ بلقیس چشم زدن میں منگوا لیا۔ اتنا جلدی ہزاروں میلوں سے تختِ بلقیس منگوانا حکومت کے بس کا کام نہیں ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے آخر کسی کو حکم تو دیا مگر آمنہ کا لال اس سے بھی بلند ہے۔ تاجدارِ رسالت کو ضرورت پڑی تو صرف انگشت مقدس کا اشارہ کیا چاند دو ٹکڑے ہو کر نبی کا طواف کرنے لگا یہ محمد مصطفیٰؐ کا ارادہ ہے اور خالقِ کائنات اشارے کا بھی محتاج نہیں ہے اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ

اللہ تعالیٰ کا ارادہ

شَیئاً اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ پارہ ۲۳ رکوع ۴ سوا اس کے نہیں کہ جب وہ کسی شئے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے مسلمانو یہ ارادہ کُن کہنے والے کا ہے جس دن اس نے کُن کہہ کر کائنات کو خلق فرمایا تھا اسی روز یہ اعلان کیا تھا کہ اے اہلبیت مصطفیٰؐ میں نے نجاست کو تم سے دور رکھا ہے اور تمہیں ایسا پاک رکھا ہے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔

ملاں لوگ کہتے ہیں کہ کیا آل محمدؐ پہلے پاک نہ تھے جو خدا تعالیٰ اب پاک کر رہا ہے۔ سُنو یہ ملاں لوگوں کی خیرہ چشمی اور دھڑہ رہی ہے ارے ہم نے کب کہا ہے کہ خدا نے انہیں اب پاک کیا ہے پاک تو یہ روز الست کے ہیں یہ تو اُن کی پاکیزگی و طہارت کا اعلان ہے جس طرح آج ہم کہتے ہیں۔ سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمُ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا اعلان ہے نہ کہ آج ربّ کریم پاک و عظیم ہو رہا ہے اسی طرح اللہ اکبر۔ آج اللہ بڑا نہیں ہو رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی بڑھائی کا اعلان ہے۔ اسی طرح آل محمدؐ کی طہارت کا اعلان ہے نہ کہ اب پاک ہو رہے ہیں۔ صلوٰۃ۔

اب میں طہارت پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مسلمانو۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں (۱) طہارت عارضی اور طہارت حقیقی۔ اسی طرح نجاست کی بھی دو قسمیں ہیں۔ نجاست عارضی اور نجاست حقیقی۔ قدرے تشریح کئے دیتا ہوں نجاست عارضی کو مُطہر عارضی پاک کرے گا۔ مثلاً کپڑا نجس ہو گیا پانی نے اُسے پاک کر دیا۔ میں بے وضو تھا نماز کا وقت ہوا وضو کر کے پاک ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر وضو ٹوٹ گیا پھر نجس ہو گیا پھر وضو کیا پاک ہو گیا میں کہہ رہا ہوں کہ نجاست عارضی کو مطہرات عارضی پاک کر سکتیں ہیں۔ مگر نجاست حقیقی کو تو مُطہر حقیقی پاک کرے گا۔ جیسا کہ مشرک کافر غسل کرنے سے پاک نہیں ہو سکتا اگر پاکستان کے تمام علماء سُنی شیعہ اہلحدیث سب مل کر مُشرک کو نہلا کر پاک کرنا چاہیں تو ہرگز پاک نہیں ہو گا۔ میں کہتا ہوں مشرک کو کراچی سمندر کے کنارے لے جاؤ اور مُلک کا تمام صابن لے کر اُسے مَل مَل کر نہلاؤ سارا قرآن بھی اس پر پڑھ کر دم کر دو اگر کافر مشرک مُنہ سے کچھ نہ کہے تو ہرگز پاک نہیں ہو گا بلکہ جتنا نہلاؤ گے اتنا زیادہ نجس ہو گا۔ معلوم ہو گیا کہ حقیقی نجاست کو عارضی مطہرات پاک نہیں کر سکتیں اور اگر یہی کافر و مشرک اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ۔ پڑھ دے تو پاک ہو جائے گا اور ہر مُسلمان اُسے اپنا بھائی سمجھے گا ارے جس کو ساری دنیا کے مطہرات مل کر پاک نہ کر سکے صرف محمدؐ مصطفیٰ کا نام زبان پہ آیا تو حقیقی نجاست دُور ہو گئی اور وہ پاک و طاہر ہو کر مسلمانوں کا بھائی بن گیا۔ اندازہ لگاؤ کہ حبیب خُدا کا نام

کتنا پاک و طاہر ہے جس محمدؐ کے نام میں اتنی برکت ہو تو اس محمدؐ کا نور جس باپ کی پیشانی میں رہا اور جس ماں کے بطن میں رہا وہ ماں باپ کتنے پاک و پاکیزہ ہوں گے۔ میاں جی جس کا نام ایسا ہے وہ خود کیسا ہوگا صلوٰۃ۔ لوگو جو کسی وقت پاک ہو جائے اور کسی وقت نجس ہو جائے وہ طہارت حقیقی کا مالک و وارث نہیں ہو سکتا طہارت حقیقی کا مالک وہ ہوگا کہ اِدھر بچہ ماں کی گود میں آئے اُدھر ماں سر سجدے میں رکھ کر اپنی طہارت حقیقی کا اعلان کر دے۔ اللہ اکبر۔

روایت میں ہے کہ جب آنحضرت مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کی گئی۔ صحابہ کرام نے مسجد نبوی کے اِردگرد اپنے لئے مکان بنا لئے یعنی صحابہ کے مکانوں کا صحن گویا کہ مسجد رسول ہی تھا۔ ہر حالت میں مسجد سے گزرنا پڑتا تھا۔ قدرت کو یہ پسند نہ آیا اور حکم دیا کہ تمام صحابہ کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کرا دو یہ اس قابل نہیں کہ ہر حالت میں مسجد کے صحن سے گزر سکیں۔ مگر علیؑ ابن طالبؑ کا دروازہ کھلا رہے حدیث سنو! عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِيٍّ۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صہ ۲۶۵ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم دیا کہ تمام دروازے بند کر دیئے جائیں اور علیؑ کا دروازہ کھلا رہے۔ معلوم ہوا کہ علیؑ اور علیؑ کے گھر والوں کی طہارت اور تھی اور صحابہ کرام کی طہارت اور تھی۔ مسلمانو اگر کوئی عورت یا کوئی مرد کسی وقت ایسا نجس ہو جائے کہ وہ نہ تو نماز پڑھ سکے نہ ہی مسجد میں جا سکے اور نہ ہی قرآن مجید کے حروف کو ہاتھ لگا سکے تو سمجھ لو کہ یہ طہارت حقیقی کا مالک وارث نہیں ہے طاہر حقیقی وہ ہوگا کہ اگر کعبہ میں پیدا ہو تو کعبہ کی پاکیزگی کو چار چاند لگا دے۔ صلوٰۃ۔

منقول ہے کہ ایک اعرابی جُنب کی حالت میں حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے فرمایا اے شخص۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ اپنے امام کے سامنے جُنب کی حالت میں آیا ہے۔ وہ شخص فوراً اُٹھ کر باہر چلا گیا اور غسل کر کے امام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ امام نے فرمایا ہم طہارت حقیقی کے مالک ہیں لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ جُنب کی حالت میں ہمارے پاس آئیں۔ اس طرح ان کی نجاست سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ کنوز المعجزات صہ ۶۲۔ اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا بھی ایک واقعہ سماعت فرمائیں۔ علامہ اربلی لکھتے ہیں کہ ابو بصیر ایک دن حمام جانے کے لئے اپنے گھر سے برآمد ہوئے۔ راستہ میں چند ایسے حضرات سے ملے جو امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت کے لئے

جارہے تھے ابوبصیر صحابی یہ سوچ کر ساتھ ہو گئے کہ اگر میں حمام سے واپسی میں جاؤں تو امام کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہو سکے گا۔ جب یہ تمام لوگ امام کی زیارت میں پہنچے تو امام نے اشارۃً فرمایا کہ نبی اور امام کے گھر میں حالتِ جنابت میں داخل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اس نجاست کو نبی اور امام محسوس کرتا ہے اور اُسے تکلیف ہوتی ہے۔ ابوبصیر نے معذرت کی اور حمام چلے گئے۔ جب غسل کر کے حاضر خدمت ہوئے تو معصوم نے فرمایا ابوبصیر طہارت حقیقی کے مالک ہم ہیں اور رجس اللہ تعالےٰ نے ہم سے دُور رکھا ہے۔ کشف الغمہ صہ ۹۷، چودہ ستارے صہ ۲۶۱۔

اور سنو۔ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر صفیہؓ بنت عبدالمطلبؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں فرزند رسولؐ حسین ابن علیؑ کی قابلہ تھی۔ جب آپ پیدا ہوئے تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ اے پھوپھی میرے فرزند کو لاؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابھی تک تو میں نے بچے کو غسل بھی نہیں دیا۔ آنحضرت نے فرمایا تم اسے کیا پاک کرو گی۔ خود خدا نے اسے پاک و طاہر پیدا فرمایا ہے پس میں نے حسینؑ کو آپ کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت نے اپنی گود میں انہیں لے لیا اور اپنی زبان مبارک ان کے دہن میں داخل فرمائی۔ حسینؑ اس کو چوستے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ حضرت کی زبان سے دودھ اور شہد جاری ہوتا تھا۔ پس حضرت نے اپنے فرزند کو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لے کر مجھے دے دیا اور رو کر فرمایا۔ اے فرزند خدا تعالیٰ اس گروہ پر لعنت فرمائے جو تجھے شہید کرے گا اس کلام کو تین مرتبہ فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کون اس کو قتل کرے گا۔ حضرت نے فرمایا ظالمین بنی امیہ کے باقی ماندہ لوگ اسے قتل کریں گے جلاء العیون جلد ۲ صہ ۵۰ ۔ ضیاء العینین جلد ا صہ ۹۹ ۔ ذبح عظیم صہ ۱۱ یہ ہے طہارت حقیقی۔

اب میں حدیثِ کساء کے بارے میں عرض کرتا ہوں تاکہ آیتِ تطہیر کا بیان مکمل ہو جائے۔

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولخدا جناب سیدہ طاہرہ کے ہاں تشریف لائے اور سیدہ سے فرمایا بیٹی مجھے کساء یمنی اوڑھا دو، میں اپنے بدن میں ضعف محسوس کرتا ہوں جناب سیدہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو چادر اوڑھا دی۔ میرا باپ چادر کے نیچے لیٹ گئے کہ تھوڑی دیر کے بعد امام حسنؑ تشریف لائے اور ماں کو سلام کیا۔ ماں نے سلام کا محبت سے جواب دیا۔ حضرت حسنؑ نے عرض کیا امی جان میں اس گھر میں اپنے نانا جناب رسولخدا کی خوشبو پاتا ہوں۔ فرمایا ہاں بیٹا تیرا نانا اس چادر

کے نیچے آرام فرما ہے، اس کے بعد امام حسنؑ نانا کے قریب پہنچے اور سلام عرض کیا نبی اکرمؐ نے سلام کا جواب دیا امام حسنؑ نے چادر کے نیچے آنے کی اجازت طلب کی۔ نبیؐ نے اجازت دی، امام حسنؑ دامن چادر اٹھا کر نانا کے ساتھ لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد امام حسینؑ تشریف لائے اور ماں کو سلام کیا۔ ماں نے سلام کا جواب دیا امام حسینؑ نے عرض کیا کہ امی جان میں اپنے نانا کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔ فرمایا ہاں بیٹا تیرا نانا اپنے بیٹے حسنؑ کے ساتھ اس چادر کے نیچے آرام فرما رہے ہیں یہ سن کر امام حسینؑ چادر کے قریب آئے۔ نانا کو سلام کیا نبیؐ نے محبت سے سلام کا جواب دیا۔ امام حسینؑ نے چادر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ نبیؐ نے اجازت دی بس دامن چادر اٹھا کر حسینؑ بھی چادر کے نیچے نانا کے ساتھ لیٹ گئے۔

اس کے تھوڑی دیر بعد جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے بتولؑ نے بڑھ کر شوہر کا استقبال کیا جناب امیرؑ نے بتولؑ کو سلام کیا۔ بتولؑ نے تعظیم سے سلام کا جواب دیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا مادر حسینؑ میں اس گھر میں تاجدار رسالت کی خوشبو پاتا ہوں جناب سیدہ نے احترام سے جواب دیا کہ ہاں ابوالحسنؑ میرے بابا جان اپنے دونوں بچوں سمیت اس چادر کے نیچے استراحت فرما رہے ہیں۔ مولا کریم حضورؐ کے قریب آئے اور نبیؐ کو سلام عرض کیا نبیؐ نے سلام کا جواب دیا علیؑ نے چادر کے نیچے آنے کی اجازت طلب کی حضورؐ نے اجازت دی اور مولا مومناں بھی چادر میں داخل ہو گئے۔ جناب سیدہ نے جب اس کی کیفیت کو دیکھا تو اٹھیں اور باپ کے قریب آ کر سلام عرض کیا نبیؐ نے سلام کا جواب دیا بتولؑ نے چادر کے نیچے آنے کی اجازت مانگی۔ تاجدار رسالت نے اجازت فرمائی تو سیدہ بھی چادر کے نیچے تشریف فرما ہوئیں۔ بس ان پانچ نفوس کا چادر کے نیچے داخل ہونا تھا کہ رحمت خداوندی برسنے لگی۔ ملائکہ محو حیرت تھے اور عرش کی پالنے والے نے کیا فرمایا یَا مَلَائِکَتِیْ وَیَا سُکَّانَ سَمَاوَاتِیْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ اِنِّیْ مَا خَلَقْتُ سَمَآءً مَّبْنِیَّةً وَّلَا اَرْضًا مَّدْحِیَّةً وَّلَا قَمَرًا مُّنِیْرًا وَّلَا شَمْسًا مُّضِیْئَةً وَّلَا فَلَکًا یَّدُوْرُ وَلَا بَحْرًا یَّجْرِیْ وَلَا فُلْکًا یَّسْرِیْ اِلَّا فِیْ مَحَبَّةِ هٰٓؤُلَآءِ الْخَمْسَةِ الَّذِیْنَ هُمْ تَحْتَ الْکِسَآءِ۔ اے ملائکہ اے آسمانوں کی مخلوق مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں آسمان کا شامیانہ ہرگز نہ بناتا۔ میں زمین کا بچھونا نہ بناتا میں چاند کو روشنی نہ بخشتا میں سورج کو ضیا پاشی نہ دیتا۔ میں افلاک کو گردش کرنے والا نہ بناتا۔ میں دریاؤں کو جاری نہ کرتا، میں کشتیوں کو نہ تیراتا، بس جو کچھ کیا ہے صرف

ان کی محبت کی وجہ سے جو اس چادر کے نیچے ہیں فَقَالَ الْاَمِیْنُ جِبْرَائِیْلُ یَارَبِّ وَمَنْ تَحْتَ الْکِسَاءِ - جبرائیل امین نے عرض کی پالنے والے اس چادر کے نیچے کون ہیں ذرا ان کا تعارف تو کرا دے فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ هُمْ اَهْلُ بَیْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنُ الرِّسَالَةِ هُمْ فَاطِمَةُ وَاَبُوْهَا وَبَعْلُهَا وَبَنُوْهَا - کہا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ اہلبیت نبوت ہیں وہ رسالت کی کانیں ہیں وہ فاطمہؑ ہے ایک اس کا باپ ہے اور اس کا شوہر ہے اور اس کے بیٹے ہیں لفظ بنو جمع ہے یعنی گیارہ ہیں دو نہیں صلوٰۃ

حدیث کساء نے درجات محمدؐ و آل محمدؐ کو اس طرح واضح بیان فرمایا کہ صحابہ کرام تو کیا انبیاء علیہم السلام بھی اس درجہ پر فائز نظر نہیں آتے ۔ چند چیزیں قابل غور ہیں ملاحظہ فرمادیں ۔ ایک یہ کہ حسنین علیہما السلام آج چادر کے نیچے آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں ۔ حالانکہ نبی اکرمؐ حالت نماز (سجدہ) میں ہوا کرتے تھے تو بغیر اجازت و اذن کے دوش رسولؐ پر سوار ہو جاتے تھے ۔ آج داخل کسا ہونے کے لئے اجازت لینے کی کیا وجہ ہے ؟ یقیناً نگاہ حسنین علیہما السلام دیکھ رہی تھیں کہ آج اعزاز طہارت کا اعلان ہونے والا ہے اگر اجازت کے بغیر چلے گئے تو ملاں لوگ تاویلیں کریں گے کہ بن بلائے آگئے تھے حقیقت میں یہ ان کی طہارت کا اعلان نہیں ہے بلکہ رسولخدا کی ہی صرف طہارت کا اعلان ہے آیت تو صرف نبیؐ کی شان میں ہی نازل ہوئی ہے ۔ یہی وجہ تھی کہ بتولؑ کی جوڑی نے اجازت لے کر داخل ہو کر ثابت کر دیا کہ آیت تطہیر ہم سب کی قصیدہ خوانی کر رہی ہے طہارت میں ہم سب پانچوں تن برابر ہیں ۔

دوسرا خالق نے جب ملائکہ کو تعارف کرایا تو کہا کہ هُمْ فَاطِمَةُ وابوھا وبعلھا وبنوھا وفاطمہؑ ہے، ان کا باپ ہے، اس کا شوہر ہے اور اس کے بیٹے ہیں ۔ ادھر دنیا کا قاعدہ ہے کہ تعارف میں اعلیٰ فرد کا نام ہوتا ہے اور دوسروں کا حوالہ ہوا کرتا ہے مثلاً ڈپٹی کمشنر صاحب دورے پہ تشریف لائے ہیں مع عملہ کے ، تحصیلدار صاحب دورے پہ آئے ہیں مع عملہ کے مولانا صاحب تشریف لائے ہیں مع طالبعلموں کے اس گھر میں فلاں شاہ صاحب سکونت پذیر ہیں مع اہل و عیال کے اس کے اُلٹ نہیں کہا جاتا کہ فلاں نیچے اس گھر میں رہتے ہیں مع اپنے والدین کے، یعنی مرکز تعارف گھر کا اعلیٰ فرد ہوتا ہے اور دوسروں کا حوالہ ہوتا ہے ۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ قدرت کا حکم ہوتا کہ اس چادر کے نیچے محمدؐ ہے اس کا بھائی ہے اس کی بیٹی ہے اور اُس کے نیچے ہیں اور یہی دنیا کا قاعدہ بھی ہے ۔ بتولؑ کو کیوں مرکز تعارف قرار دیا سنو ۔ اس کی خاص وجہ تو اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ

اگر نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مرکز تعارف قرار دیتا ہوں تو اس واقعہ میں جوڑ لگ جائے گا کیونکہ دنیا جوڑ لگانے کی عادی ہے جوڑ لگا کر اس واقعہ کی اہمیت کو داغدار کر دیں گے۔ علیمٌ بذات الصدور نے بتولؑ کو مرکز تعارف قرار دے کر جوڑ لگانے سے بچایا ہے۔ مسلمانو! خالق کے کام میں جوڑ لگانا بڑا مشکل کام ہے بندے کے کام میں جوڑ لگ جاتا ہے لوگوں نے جوڑ لگائے ہیں۔ چاہے خاتم النبییّن کا کلام ہی کیوں نہ تھا۔ حضورِ پُرنور نے فرمایا اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ تذکرۃ الخواص ص۱۲۳، صواعق المحرقہ ص۱۲۰، تفسیر انوار النجف جلد ۳ ص۱۔ مسلمانوں نے جوڑ کی گنجائش نکال لی کہ فلاں بزرگ اَحَدُ اَرْکَانُھَا فلاں فَرْشُھَا فلاں سَقْفُھَا اور معاویہ مِیْزَابُھَا۔ لو اچھا خاصا مکان بن گیا چونکہ بندے کا کلام تھا جوڑ کی گنجائش نکل آئی۔ نبیؐ نے فرمایا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّةِ وَ اَبُوْھُمَا خَیْرٌ مِّنْھُمَا ابن ماجہ ص۱۲ مسلمانوں کو جوڑ کی گنجائش مل گئی ساتھ تک لگا دی گئی کہ فلاں فلاں بزرگ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّةِ جنت میں بوڑھوں کے سردار فلاں فلاں بزرگ ہوں گے۔ مسلمانوں کے ہاں جوڑ کی تھوڑ نہیں ہے ان بزرگوں کو کون سمجھائے کہ جنت میں تو بوڑھے نہیں ہوں گے جنت میں تو سب جوان ہی ہوں گے مگر جہنم میں سب بوڑھے ہونگے بھلا یہ کیسا اعزاز ہے جو لوگوں نے بزرگوں کو عنایت کیا۔ قدرت نے جوڑ سے حدیث کساء کو بچانے کے لئے ان پانچوں نفوس پہ نگاہ ڈالی اور بتولؑ کے رشتے محدود پائے۔ کیونکہ عورت کے رشتہ دار محدود۔ ۱۔ لڑکی ۲۔ جوان ہوئی تو بیوی ۳۔ گود بھری ہوئی تو ماں۔ عورت کے حقیقی رشتہ دار صرف تین۔ باپ، شوہر، بیٹے۔ باقی عورت کے رشتہ داران کی نسبت سے ہوتے ہیں۔ عورت کی حد منزل مکان کی چاردیواری وہ عورت مستور کہلانے کی حقدار نہیں جو گھر سے نکل کر میدان میں آ جائے۔ مستور وہ ہے جو چھپ کے رہے۔ برخلاف اس کے مرد کے رشتہ دار وسیع کیونکہ اس کی منزل وسیع۔ اگر اللہ تعالیٰ جناب نبیٔ کریم کو مرکز تعارف قرار دیتا۔ تو جوڑ لگنے کا خطرہ تھا۔ ملاں آسانی سے جوڑ لگا لیتے۔ کہ ایک محمدؐ ہے۔ ایک اس کا بھائی ہے۔ ایک اس کی بیٹی ہے۔ دو اس کے بیٹے ہیں۔ بارہ اس کی بیویاں ہیں۔ دو اس کے سوہرے ہیں۔ چار اس کے سالے ہیں۔ پچاس اس کے صحابہ ہیں۔ دو لاکھ اس کے اُمتی ہیں۔ نہ حد ختم ہوتی اور نہ جوڑ ختم ہوتا۔ قیامت تک جوڑ لگتا جاتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بتولؑ کو مرکز تعارف قرار دیا کہ کلام جوڑ سے محفوظ ہو جائے۔ صلوٰۃ۔ میں یہاں ایک مسدس عرض کرتا ہوں۔

بی بی وہ ہے کہ جس پہ طہارت کا خاتمہ ۔۔۔ شوہر وہ ہے کہ جس پہ شجاعت کا خاتمہ
بابا وہ ہے کہ جس پہ رسالت کا خاتمہ ۔۔۔ پوتا وہ ہے کہ جس پہ امامت کا خاتمہ

زہرؑا نہ ہوتیں تو دین کا مقصد تمام ہے
نام خدا انہیں سے محمدؐ کا نام ہے (صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ)

تیسرا یہ کہ حق تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا۔ عِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ۔ مجھے میری عزت و جلال کی قسم تو قابل غور امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کیوں اٹھائی کیا ملائکہ بغیر قسم کے قدرت کی بات نہ مانتے۔ فرشتوں جیسی معصوم مخلوق قدرت کے ہر حکم کو مانتی ہے۔ میرے اللہ نے محمدؐ و آل محمدؐ کے کمالات میں قسم اٹھا کر چار چاند لگا دیئے۔ سنیئے:۔ بلندیٔ کلام کے چار طریقے ہوا کرتے ہیں۔ جس سے کلام میں بلندی و وزن پیدا ہوتا ہے۔ ا۔ کہنے والا بلند ہو تو بات بلند ہو گی اگر میں کہہ دوں کہ کل قیامت آجائے گی تو اور بات ہے اور اگر کوئی نبی کہدے کہ کل قیامت قائم ہو گی تو ساری دنیا میں ہلچل مچ جائے گی (۲) مقام بلند ہو تو بات میں پختگی و وزن ہو گا۔ گھر کی بات اور ہے مسجد کی بات اور ہے مسجد نبوی کی بات اور ہے اور کعبہ کے پردے کو پکڑ کر بات کی جائے تو اور ہو گی (۳) ماحول پست تو بات پست ماحول بلند تو بات بلند۔ عام آدمیوں میں بات کا وزن اور ہے۔ علماء کے زمرہ میں بات کرنے کا وزن اور ہو گا۔ معصوم مخلوق میں بات کرنے کا وزن اور ہو گا (۴) لہجہ بلند تو بات میں وزن زیادہ ہو گا۔ دھیمی آواز سے بات کرنے میں وزن اور ہوتا ہے اور جوش سے بات کرنے میں وزن اور ہوتا ہے اور لہجہ کی آخری منزل ہے قسم چونکہ بلند لوگوں کی طہارت کو آشکار کرنا تھا۔ قدرت نے چاروں طریقے اختیار فرمائے متکلم ہے تو خالق کائنات مقام ہے تو عرش معلّیٰ۔ ماحول ہے تو ملائکہ کا معصوم ماحول۔ لہجہ ہے تو قسم۔ بس ان چاروں طریقوں کو جمع کر کے فرمایا هُمْ فَاطِمَۃُ۔ وہ فاطمہؑ ہے اس کا بابا ہے اس کا شوہر ہے اور اس کے بیٹے ہیں۔ اس کے بعد فوراً آیت نازل فرمائی اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ صلوٰۃ۔ قدرت کا فرمان ہے کہ رجس اہلبیت رسول سے دُور ہے معلوم ہوا کہ جو آل محمدؐ سے دُور ہے بس وہی رجس ہے کیونکہ رجس آل محمدؐ کے قریب نہیں آسکتا رباعی عرض ہے

تخلیق پنج تن پہ خدا کو غرور ہے ۔۔۔ اوصاف کبریا کا انہیں سے ظہور ہے
تطہیر کے نزول نے یہ کر دیا عیاں ۔۔۔ وہ رجس ہے جو آل محمدؐ سے دُور ہے (صلوٰۃ)

ملاں لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ازواج رسولؐ بھی داخل ہیں۔ سو عرض ہے کہ قرآن مجید کے پارہ ۲۲ میں یہ آیت ہے اس آیت سے پہلے کی آیت سنو۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ ترجمہ اور ٹکی رہو بیچ گھروں اپنے کے اور مت بناؤ کرو بناؤ جاہلیت پہلی کا۔ اور قائم کیا کرو نماز کو اور دیا کرو زکوٰۃ کو اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی۔ ترجمہ رفیع الدین۔ اس پہلی آیت میں بیت کی جگہ بیوت ہے اور کم کی جگہ کُنَّ ہے یعنی سب صیغے جمع مؤنث کے ہیں اب بعد والی آیت ملاحظہ فرماویں۔ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ۔ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا۔ اور یاد کرو جو کچھ پڑھا جاتا ہے بیچ گھروں تمہارے کے نشانیوں اللہ کی سے اور حکمت سے۔ تحقیق اللہ ہے لطف کرنیوالا خبردار۔ ترجمہ رفیع الدین۔ اس بعد والی آیت پر غور فرماویں تو یہاں بھی بیت نہیں بُیُوْت ہے اور کُمْ نہیں کُنَّ ہے تمام صیغے جمع مؤنث کے قدرت نے ارشاد فرمائے ہیں درمیان والی آیت میں بُیُوْت کی جگہ بیت ہے۔ کُنَّ کی جگہ صیغہ جمع مذکر کُمْ ہے جو مردوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ سیاق وسباق اس آیت کا اس بات کا شاہد ہے کہ ازواج اس میں شامل نہیں ہیں۔ ارے نبیؐ کی بیویاں تو گھروں میں رہتی تھیں اور اللہ تعالےٰ اہلبیت فرما رہا ہے۔ لو میں ازواج رسولؐ سے صدیقہ کی زبانی فیصلہ کرائے دیتا ہوں۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم غَدَاةً وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔ رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص۲۶۹ ترجمہ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسولخدا صلعم ایک روز صبح کے وقت ایک سیاہ نقش دار کملی اوڑھے باہر تشریف لائے صحن مکان میں آپ کی خدمت میں حسن بن علیؑ حاضر ہوئے آپ نے ان کو کملی کے اندر بٹھالیا۔ پھر حسینؑ آئے، ان کو بھی آپنے کملی کے اندر بٹھالیا پھر فاطمہؑ آئیں آپ نے ان کو بھی کملی میں بٹھالیا پھر علیؑ آئے اور آپ نے ان کو بھی کملی کے اندر داخل کر لیا اس کے بعد آپ نے آیت تطہیر تلاوت فرمائی ارے جب ازواج کا بیان واضح موجود ہو تو ملاں کی دھڑ داری کیا کرے گی۔ یہ ہے مدعی سست اور گواہ چست کا صحیح معاملہ۔

اب میں بیت کی قسمیں عرض کئے دیتا ہوں ۔ سُنو بیت کی تین قسمیں ہیں ۔ بیت سکنیٰ ۔ بیت نسب
بیت شرف ۔ بیت سکنیٰ میں تمام وہ افراد داخل ہیں جو اس میں سکونت رکھتے ہیں ۔ مثلاً نوکر ۔ چاکر ۔
لونڈی ۔ غلام ۔ حتیٰ کہ گھوڑا ، گدھا ، بلی ، کتا غرضیکہ جو بھی اس میں رہتا ہے سب سکنیٰ بیت میں داخل
ہے ۔ بیت نسب میں تمام اہل خاندان داخل ہیں خواہ مومن ہوں یا کافر ہوں ۔ نیک ہوں یا بد اور
بیت شرف صرف وہ ہی نفوس شریک ہوتے ہیں جو اس شرف سے متصف اور صاحب شرف کے
شریک ہوں ۔ ظاہر ہے بیت سکنیٰ بھی مراد نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہاں بیت نسب مراد لیا جا سکتا ہے
باقی صرف بیت شرف ہے بس جو شرف کمال میں رسولؐ کا شریک ہے وہ اس آیت میں داخل ہے
اور وہ ہیں علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام صلوٰۃ ۔ اور مرکز ہے بتولؑ عذرا بتولؑ کی شان ہیں ۔ ایک
مسدس اور بھی سماعت فرمادیں ۔

صورت سے آشکار ہے سیرت رسولؐ کی　　باتیں رسولؐ کی تو فصاحت رسولؐ کی
میراث میں ملی ہے کرامت رسولؐ کی　　تطہیر فاطمہؑ ہے طہارت رسولؐ کی
وارث نبیؐ کے علم کی تنہا بتولؑ تھیں
پردہ نشیں نہ ہوتیں تو یہ بھی رسولؐ تھیں　　(صلوٰۃ)

حضرت عائشہ کا بیان فرمان آیت تطہیر کے متعلق جو تھا وہ میں نے پیش کر دیا ہے اب جناب
اُمّ سلمہؓ زوجہ نبی کریمؐ کا بیان بھی پیش خدمت ہے ۔ حضرت بی بی اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور سنبلو سے
یا پکا ہوا گوشت آپ کے واسطے لائیں ۔ حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ علیؑ اور اپنے بیٹوں کو بلاؤ اس
دسترخوان پر وہ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں جب وہ آئے اور کھانا کھا چکے تو آپ نے اس کملی کا
خالی کونہ ان پر اوڑھا کر فرمایا ۔ یا اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے ہر قسم کا رجس لے جا اور انہیں پاک
کر دے تو یہ آیت نازل ہوئی ۔ تو میں نے اپنا سر کملی کے اندر کر کے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا میں آپ
کے اہلبیت میں سے نہیں ہوں آپ نے فرمایا اِنَّكِ عَلَى الْخَيْرِ اسی جہت سے ان ہی پانچ شخصوں کو
آل عبا بولتے ہیں ۔ تفسیر قادری جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ مسلمانو جب خیر والی بی بی چادر کے نیچے نہ آ سکی تو صَغَتْ
قُلُوْبُكُمَا کا اعزاز پانے والیاں کس طرح آیت تطہیر میں داخل ہو جائیں گی ۔ صلوٰۃ ۔
یہ شرف صرف اور صرف آل محمد کا ہی ہے ۔ ہاں قدرت نے حضرت مریمؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا

ہے۔ یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَ طَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ پارہ ۳ رکوع ۱۳۔ اے مریم یقیناً اللہ نے تیرا اصطفیٰ کیا اور پاک کیا اور چن لیا تجھے عالمین کی عورتوں سے۔ اللہ اکبر۔ مریمؑ کے لئے طہّر فرمایا گیا ہے جو صیغہ ماضی ہے اور بتولؑ کے لئے تطہیر نازل ہوا ہے جو صیغہ مصدر ہے۔ ماضی مضارع، امر، نہی، فاعل، مفعول، ظرف، مظروف، سب مصدر کے محتاج جزو ہیں۔ یعنی ماضی جزو ہے اور مصدر کُل ہے ارے جس کے لئے جزو ہے وہ ہے مریمؑ اور جس کے لئے کُل مصدر ہے وہ ہستی کتنی بلند ہو گی۔ جب دنیا جزو مریمؑ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تو فاطمہ جو عصمت کُل ہے کا کیا مقابلہ کریں گی۔ مریم بتولؑ بن شوہر کے فاطمہؑ بتول عذرا ہے شوہر دار ہو کر۔ مسلمانو! حضرت مریمؑ آخر کسی نبیؑ کی اُمّت میں سے ہے اگر ہمارے نبی محمدؐ مصطفےٰ کے پاس فخر مریمؑ نہ ہوتی تو مریمؑ والا نبی بازی جیت جائے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ رسول اللہ کی اہلبیت میں مریمؑ بلکہ فخر مریمؑ ہونی چاہیئے۔ صلوٰۃ۔

آپ نے ایک ایک اور دو گیارہ کی مثال تو سُنی ہو گی۔ کبھی غور کیا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک تو ایک رہے اور اگر دو مل جائیں تو گیارہ ہو جائیں حضور یہ کس عارف کی بات ہے کہ حضرت مریمؑ ایک طاہرہ تھیں تو خدا نے اُس سے صرف ایک عیسےٰؑ پیدا کیا یعنی ایک کا ایک عیسےٰؑ۔ اور فاطمہؑ کی ہے دوہری طہارت خود بھی طاہرہ اور شوہر بھی طاہر تو اللہ تعالیٰ نے امام حسنؑ سے لے کر حضرت قائم آل محمدؐ تک گیارہ فخر عیسےٰ عطا فرمائے وہاں سے مثال بنی کہ اگر ایک مریمؑ ہو تو ایک عیسےٰؑ ہوتا ہے اور اگر علیؑ بتولؑ مل جائیں تو گیارہ معصوم پیدا ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ۔

اب ایک واقعہ جناب سیّدہ کی توقیر و عزت کا پیش از خدا سُن لیں۔ منقول ہے کہ مدینہ کے چند یہودی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے کہ ہمارے ہاں شادی ہے ہماری عورتوں کی خواہش ہے کہ ہماری اس تقریب میں آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام بھی تشریف لا کر ہمیں سرفراز فرمائیں نبی اکرمؐ نے فرمایا وہ علیؑ کی بیوی ہے اس سے جا کر اجازت طلب کرو۔ جب جناب امیرؑ علیہ السلام سے انہوں نے درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میں سیدہ سے دریافت کر کے تمہیں آگاہ کروں گا۔ جناب امیرؑ نے حضرت سیدہ سے انکی خواہش کا ذکر کیا آپ نے کہا اے ابو الحسنؑ آپ بہتر جانتے ہیں کہ یہودی عورتوں کے زیورات اور ملبوسات قیمتی ہوں گے اور میرا لباس پیوند دار ہے یقیناً وہ عورتیں مجھے طعنے دیں گی کہ خاتم النبیینؐ کی بیٹی اور لباس کتنا بوسیدہ و سادہ ہے ابھی یہ باتیں میاں

سیدہ طاہرہ کا دنیا مریمؑ سے تقابل

مریم

یہودی عورتوں کا مسلمان ہونا

بیوی کر ہی رہے تھے کہ قدرت کی طرف سے جبرئیل جنّت کا لباس لے کر حاضر ہو گیا۔ جناب سیدہ نے جنّت کا لباس زیب تن کیا اور اپنا گھریلو لباس اُوپر پہن لیا جناب امیرؑ نے دریافت کیا تو فرمایا کہ پہلے تو مجھے اپنے شرمسار ہونے کا خیال تھا اب اُن کے شرمسار ہونے کا سامان مہیا ہو گیا ہے۔ نبیؐ کی بیٹی کسی کو بلاوجہ شرمسار کرنا نہیں چاہتی۔ اے ابوالحسنؑ اگر یہودی عورتوں نے مجھے طعنے نہ دیئے تو میں جنتی لباس انہیں نہیں دکھلاؤں گی اور اگر انہوں نے بلاوجہ باتیں بنائیں تو عظمت رسولؐ کو برقرار رکھنے کے لئے جنّتی لباس دکھلاؤں گی۔ لکھا ہے کہ جب جناب سیّدہ ان کے ہاں تشریف لے گئیں تو عورتوں نے اپنے منصوبے کے مطابق طعنے دینے شروع کئے جناب سیّدہ نے مجبور ہو کر انہیں جنّتی لباس دکھلایا بس ان عورتوں کا لباس دیکھنا تھا کہ غش کھا کر گر پڑیں۔ جب ہوش آیا تو جناب سیدہ کے قدموں کو بوسے دیئے غلامی قبول کی اور اسی ۸۰ سے زیادہ مرد و عورتیں مسلمان ہو گئیں۔ کنوز المعجزات ص۲۱

مگر مسلمانوں نے رسولؐ زادی کو بے حد ستایا جناب سیّدہ کا مشہور نوحہ ہے صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا ۔ صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا ۔ عزادارو! اس طرح تو حضرت زینبؑ نے بھی کوفہ و شام کے بازاروں میں نہیں فرمایا خدا جانے مسلمانوں کو اولاد رسولؐ سے کیا عداوت تھی کہ بتولؑ کا فدک چھینا۔ دروازے پر آگ لگانے کی دھمکی دی، محسن شہید ہوا۔ باپ کے بعد صرف تین ماہ پانچ دن زندہ رہیں۔ ان ایام میں بتولؑ کو خوشی نصیب نہ ہوئی۔ تین ماہ پانچ دن روتے ہی گزرے زندگی کے۔ آخری دن جب صبح ہوئی تو حسنینؑ کے کھانے کا۔ نہلانے کا اور پوشاک بدلوانے کا سامان مہیا کیا۔ اس اثنا میں جناب امیرؑ داخل بیت الشرف ہوئے تو فرمایا اے دختر رسولؐ آج کیا وجہ ہے کہ آپ بہت سے کاموں میں مشغول ہیں جناب سیدہ رونے لگیں اور فرمایا اے ابوالحسنؑ ہنگام مفارقت قریب ہے چاہتی ہوں کہ بچوں کو نہلا دھلا کر کھانا کھلا دوں۔ خدا جانے میرے بعد ان کا کیا حال ہو گا۔ ہائے میرے جنّتی پھول یتیم کہلائیں گے۔ جناب امیرؑ نے حسرت و یاس سے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ معصومہ نے عرض کی اے ابوالحسنؑ جسطرح جناب رسولخدا کی وفات پر آپ نے صبر کیا ہے اسی طرح میری مصیبت پر بھی صبر کرنا سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے کہ مخدومہ یہ باتیں کر ہی رہی تھی کہ طبیعت میں اضمحلال پیدا ہوا۔ حال متغیر ہوا۔ ضعف و نقاہت غالب ہوئی۔ بار بار بچوں کو دیکھتی اور پیار کر کے روتی تھیں اس کے بعد جناب امیرؑ سے فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ میری تین وصیتیں سن لیں۔ ایک یہ کہ سالہا سال میں آپ کے ساتھ

رہی ہوں اگر کوئی قصور ہوا ہو تو معاف کیجئے۔ دوسرا یہ کہ میرے بعد اگر میرے بچوں سے آپ کی طبع کے خلاف کوئی امر واقع ہو تو انہیں بلا معاف کر دینا۔ تیسری عرض یہ ہے کہ میں گھر میں کبھی تنہا نہیں رہی اب میں اس مکان میں جاتی ہوں کہ وہاں نہ کوئی انیس ہے نہ ہمدم۔ یا علیؑ مجھے فاتحہ خوانی سے محروم نہ کیجو کبھی کبھار میری قبر پر بھی آیا کرنا۔ حضرت علیؑ یہ سُن کر رونے لگے اور فرمایا بتولؑ اپنے باپ سے تمام حالات کہہ دینا کہ آپ کی اُمت نے علیؑ کو فراموش کر دیا۔ سیّدہ نے عرض کی یا علیؑ میرے جنازے پر غاصبوں کو نہ آنے دینا اور جنازہ رات کو دفن کرنا۔

اس کے بعد سیّدہ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ بچّوں کو ان کے نانا کی قبر پر لے جائیں وہاں جاکر میرے لئے دُعا کریں۔ عزادارو! جناب امیرؑ بچّوں کو لے کر روضۂ رسولؐ پر چلے گئے جناب سیدہ نے اسمأ سے فرمایا میں حجرہ میں علیحدہ نماز پڑھتی ہوں تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز دینا اگر جواب نہ آئے تو سمجھ لینا فاطمہؑ انتقال کر گئیں جناب اسمأ کہتی ہے کہ میں نے اندر سے آواز سُنی جناب سیّدہ فرما رہی تھیں اِلٰهِیْ وَسَیِّدِیْ اَسْئَلُكَ بِالَّذِیْنَ اصْطَفَیْتَهُمْ اَنْ تَغْفِرَ لِشِیْعَتِیْ وَشِیْعَةِ ذُرِّیَّتِیْ۔ خداوندا یہ کنیز تجھ سے اُمیدوار ہے کہ میرے اور میری اولاد کے شیعوں کو بخش دے۔ غرض میں نے ایک ساعت کے بعد آواز دی تو کوئی جواب نہ آیا حجرہ انور میں جاکر دیکھا تو سیدہ انتقال فرما چکی تھیں۔ اسمأ رونے پیٹنے لگی تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھا کہ حسنینؑ کے سر پر عمامے نہیں ہیں روتے ہوئے آرہے ہیں اسمأؓ سے پوچھا بتا ہماری ماں کہاں ہے اسمأؓ نے غم ضبط کر کے کہا شہزادو پہلے کھانا تو کھالو بعد میں تمہاری اُمّی تمہیں دکھلاؤں گی عزادارو! حسنینؑ نے رو کر فرمایا تو ہمیں کھانے یاد دلا رہی ہے ہم اپنے نانا سے سُن کر آئے ہیں کہ ہم یتیم ہو گئے ہیں۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حسب وصیّت سیّدہ کی تجہیز و تکفین کی اور اُس کافور سے حنوط کیا جو جناب رسولخداؐ کے حنوط سے باقی رہ گیا تھا اور اہلبیت کو آواز دی یَا اُمَّ کُلْثُوْمِ یَا زَیْنَبُ یَا حَسَنُ یَا حُسَیْنُ هَلُمُّوْا تَزَوَّدُوْا مِنْ اُمِّكُمْ فَهٰذَا الْفِرَاقُ وَاللِّقَاءُ فِی الْجَنَّةِ۔ اے اُمّ کلثوم زینبؑ اے حسنؑ حسینؑ آؤ اپنی ماں کا آخری دیدار کر لو پھر قیامت کو ملاقات ہو گی۔ عزادارو! بچے دوڑ کر ماں کے جنازے سے لپٹ گئے اور اس قدر روئے فَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَشْهَدُ اللّٰهَ اَنَّهَا قَدْ حَنَّتْ وَاَنَّتْ وَمَدَّتْ یَدَیْهَا وَضَمَّتْهُمَا اِلٰی صَدْرِهَا مَلِیًّا جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اس وقت سیّدہ کی لاش نے حرکت کی اور حسنینؑ کی طرف ہاتھ بڑھائے اور دیر تک بچوں کو

سینے سے لگائے رہیں۔ ہاتف کی آواز آئی یا علیؑ بچوں کو جدا کر لو۔ زمین آسمان اور ملائکہ رو رہے ہیں عزادارو شب کی تاریکی میں سیدہ کا جنازہ اُٹھا اور جناب امیرؑ نے احترام سے دفن کیا۔ ہائے میرے مظلوم امام تیری لاش پر مسلمانوں نے گھوڑے دوڑائے۔ لواعج الاحزان جلد ا صـ ۳۹، محافل و مجالس صـ ۲۰۲۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

گیارہویں مجلس

ولی یا امام کا معیار، لفظ اِنّما کی وضاحت، سردار انبیاءؑ مطلق ولی اور دیگر انبیاءؑ جزوی ولی ہیں، مطلق ولی، جزوی ولی سے افضل ہے، حضرت موسیٰؑ و خضر علیہما السّلام کی ملاقات، آئمہ اہلبیت کا علم، حضرت خضر علیہ السّلام سے زیادہ ہے موت سے انبیاء بھی گھبراتے ہیں، رکوع میں انگشتری دینے پر اعتراضات کے جوابات، شہادت جناب امیر علیہ السّلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ۔ پارہ ۶ رکوع ۱۲۔ ترجمہ۔ سوا اس کے نہیں کہ تمہارے مالک و سرپرست تو بس یہی ہیں۔ خدا اور اس کا رسولؐ اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (ترجمہ فرمان) عام طور پر ہر انسان کے ساتھ کوئی نہ کوئی خطاب و لقب ہوتا ہے جس سے اس کی قدر و منزلت، عزت و عظمت، اور وقار و شان کا آسانی سے پتہ چل جاتا ہے مثلاً آپ نے ایک آدمی کو شیخ صاحب کہہ کر خطاب کیا تو سننے والے سمجھ گئے کہ جسے للکارا جا رہا ہے وہ سید نہیں

ہے بلکہ غیر سید ہے تو لفظ شیخ نے اس کی کیفیت وحقیقت کو نمایاں کر دیا اسی طرح چودھری صاحب ملک صاحب، راجہ صاحب، خانصاحب، مہر صاحب، شاہ صاحب وغیرھم۔ یہ خطابات قومیت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اسی طرح قابلیت کو واضح کرنے کے لئے بھی کچھ القابات بیان ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر صاحب، مستری صاحب، مولوی صاحب، ذاکر صاحب، حکیم صاحب، عالم دین، مجتہد، مورخ، مفسر، محدث، غوث، قطب، ابدال، قلندر، سالک، مجذوب، رحمۃ اللہ، لعنۃ اللہ، رضی اللہ، علیہ السلام، باری تعالیٰ، امام، خلیفہ، نبی، ولی اور رسولؐ وغیرہ۔ سنو! خالق کائنات نے جتنے خطابات خلق فرمائے ہیں ان سب سے بہتر لفظ خطاب اور لقب ہے ولی۔ میرے محترم بزرگو، لفظ ولی اتنا پیارا اور عظیم وکریم لقب ہے کہ قدرت نے اسے اپنے لئے تجویز فرمایا کہ جب لفظ ولی پر نگاہ پڑی تو فرمایا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ۔ اللہ تعالیٰ ولی ہے غور فرمادیں کہ کتنا اونچا مقام ہے ولی کا کہ خود خالق ولایت نے لفظ ولی اپنے لئے استعمال فرمایا۔ مگر ہم مسلمان ہیں کہ جس سے حجامت بنوائیں اُسے خلیفہ، نیم پاگل کو نبی اور پورے پاگل کو ولی کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔

(حکایت) شہر وہاڑی جو ہمارے گاؤں سے بالکل قریب ہے اس میں شیخ قوم سے مسلمانوں کا ایک ولی رہتا تھا۔ جو ہمیشہ برہنہ، نجاست میں لتھڑا ہوا، اور انسانیت کا پیدائشی دشمن، ایک روز بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا کہ یہ ولی اللہ ہے دوسرے نے کہا سبحان اللہ کیا شان ہے۔ فنا فی اللہ ولی کی۔ تیسرے نے کہا کہ یہ تو حضور اپنا پیشاب پاخانہ بھی کھا پی جاتا ہے چوتھے نے کہا ہاں اگر ایسا ہے تو پھر تو کالا ناگ ہوا۔ میں نے حیرت سے کہا خدا سے ڈرو حیا کرو کیا یہ ولی ہے۔ یہ تو نہایت ذلیل اور پاگل انسان ہے سب نے کہا اگر تو اسے ولی نہیں مانتا تو ایسا تو ہی کر کے دکھلا دے میں نے کہا کہ میری مت ماری گئی ہے کہ ایسا کر کے دکھلاؤں میں کوئی پاگل وبے وقوف انسان ہوں۔ جہاں اور جس ملک میں ایسے ولیوں کی کمی نہ ہو بلکہ کثرت سے پائے جاتے ہوں وہاں کے لوگوں کو اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ کی تشریح کر کے سمجھایا جائے تو وہ خاک سمجھیں گے وہ تو کہیں گے بس وہ ولی ہوتا ہے جس کو نہ دین کا علم ہو نہ دنیا میں حیا اور عقل ہو۔ لفظ ولی کے ساتھ لفظ امام کے سمجھانے میں بھی کافی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے کیونکہ عام مسلمانوں کی نگاہ میں معیار امامت اور ہے اور ہم محبان حیدر کرار کے نزدیک معیار امامت اور ہے عام مسلمان تو ہر اُس بندے کو فخر سے امام مانتے ہیں کہ جو کچی پکی روٹی پڑھا ہوا ہو۔ اور ٹیڑھی سیدھی نماز پڑھ سکتا ہو، رات کو پورے گاؤں سے بھیک مانگنے کی عادت

عام لوگوں کے نزدیک ولی و امام کا معیار

باسعادت رکھتا ہو، گاؤں کے کمیوں کی فہرست میں اس کے بھی دو ایکڑ زمین کے حکومت نے محفوظ کر دیئے ہوں بس جو بندہ دن کو کٹی رات کو بھیکاری اور نماز کے وقت مسجد میں اذان دے کر نماز پڑھا دے وہ ہوتا ہے امام۔ ارے جن لوگوں کے ذہن میں فصلانے والی امامت ہو۔ وہ بلا فصل والے امام کو کیا سمجھیں گے۔ اِدھر ایک فصل پر امام کو فصلانہ نہ ملا تو وہ دوسرے گاؤں میں چلا گیا ایسے بزرگوں کی آئے دن زیارت کرنے والے بلا فصل امام کو کیونکر تسلیم کریں۔ دیہاتی امام کی حکایت مشہور ہے کہ زمینداروں نے کسی فصل پر اُسے فصلانہ پُورا ادا نہ کیا تو امام صاحب نے جمعہ کے خُطبہ میں اعلان کر دیا مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تمہاری نیت بد ہے سُن لو تم نے اگر مجھے میری برات نہیں دی تو میں نے بھی تمام سال تمہیں نمازیں بے وضو کے پڑھائی ہیں اگر مجھے اجر نہیں ملا تو نمازیں بھی سب کی سب بیکار ہو گئیں۔ یہ ہے امام کا وطیرہ اور امامت کا حشر۔ جہاں ایسی امامت عام ہو وہ امامت الٰہیہ کو کیا خاک سمجھیں گے۔ صلوٰۃ۔ ہاں میں عرض یہ کر رہا تھا کہ لفظ امام لفظ خلیفہ اور لفظ ولی کی مسلمانوں نے وہ مٹی خراب کی ہے کہ رہے نام داتا کا۔

آج میں لفظ ولی کی تشریح کرنا چاہتا ہوں سنو! اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ سوا اس کے نہیں کہ اللہ تمہارا ولی ہے اِنَّما کلمہ حصر ہے۔ کلمہ حصر اِنَّما جس آیت پر داخل ہو جائے تو غیر کو اس میں داخل ہونے نہیں دیتا۔ اور جس پر داخل ہُوا ہے اس کو اس صفت سے جدا ہونے نہیں دیتا۔ بس یوں سمجھو کہ جسطرح مکان میں کچھ اشیاء رکھ کر اس کا دروازہ بند کر کے تالا لگا دیں تو مکان کو تالا لگ جانے کے بعد باہر والی چیز اندر داخل نہیں ہو سکتی اور اندر والی چیز باہر نہیں جا سکتی اسی طرح اِنَّما آیت پر تالے کا کام دیتا ہے دو چار قرآن مجید سے مثالیں سماعت فرمادیں اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ پارہ ۶ رکوع ۹ سوائے اس کے نہیں قبول کرتا ہے اللہ متقیوں سے۔ تو اِنَّما میں یہ طاقت ہے کہ غیر متقی کے عمل قبول ہونے نہیں دیتا۔ اور متقیوں کے اعمال ضائع ہونے نہیں دیتا اور سُنو۔ اِنَّمَا اِلٰھُکُمُ اللّٰہُ پارہ ۱۶ رکوع ۱۴ سوائے اس کے نہیں معبُود تمہارا اللہ ہے تو اِنَّما کسی غیر کو خدا بننے نہیں دیتا اور خالق کائنات کو توحید سے جُدا ہونے نہیں دیتا ہے۔ اور سُنو! اِنَّمَا یُوْحٰی اِلَیَّ پارہ ۱۷ رکوع ۸ سوائے اس کے نہیں کہ وحی کی جاتی ہے طرف میرے تو اِنَّما بتا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے حبیب کو وحی سے جُدا ہونے نہیں دیتا اور غیر محمد کو اس طرح سے وحی کا حامل ہونے نہیں دیتا اور سُنو! اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ

اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔ پارہ ۲۲ رکوع سوائے اس کے نہیں کہ اللہ ارادہ رکھتا ہے اے اہلبیت محمدؐ تم سے رجس کو دور رکھے اور تمہیں پاک رکھے۔ جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے تو اِنّما میں یہ خوبی ہے کہ چادر کے نیچے کسی غیر کو آنے نہیں دیتا اور چادر تطہیر والوں کو چادر سے جُدا ہونے نہیں دیتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ کیا رسولؐ اللہ نے صرف پانچ ہی نفوس پاک کئے تھے کہ تم پانچ تن پاک کہتے ہو اس طرح تو رسولؐ اللہ کی توہین و ہتک ہے نہیں مسلمانو نبیؐ نے ہزاروں انسان پاک کئے مگر دوسروں کی طہارت اور ہے اور چادر تطہیر والوں کی طہارت اور ہے دیکھو کتاب بخاری، مُسلم، مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابن داؤد، شیعوں کی کافی، تہذیب الاسلام، استبصار وغیرہم بھی پاک ہیں اور قرآن مجید بھی پاک ہے مگر کتابوں کی طہارت اور ہے اور قرآن مجید کی طہارت اور ہے کتابیں ہیں تو الماریوں میں اور قرآن مجید ہے غلاف میں، مسلمانوں نے کلام پاک پر چادر چڑھا کر ثابت کر دیا کہ قرآن پاک کی طہارت اور ہے اور بخاری کی طہارت اور ہے اسی طرح نبیؐ کریم نے چادر تطہیر کے نیچے بُلا کر دکھلا دیا کہ صحابہ کی طہارت اور ہے اور اہلبیت مصطفیٰؐ کی طہارت اور ہے۔ صلوٰۃ۔ بس اسی طرح قدرت نے فرمایا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ الخ سوائے اس کے پاک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ولی ہے اور اس کا رسول ولی ہے اور وہ ولی ہیں جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں تو یہاں بھی اِنّما ہی ہے تو کلمہ حصر ہے اِنّما۔ معلوم ہوا کہ اِنّما کسی غیر کو مطلق ولی بننے نہیں دیتا اور ان تینوں کو مطلقہ ولایت سے جُدا ہونے نہیں دیتا۔

اعتراض ہو سکتا ہے کہ کیا اور ولی نہیں ہیں میں کہتا ہوں ولی ہزاروں ہوں گے مگر مطلق ولی صرف تین ہیں خُدا ہزاروں بنے مگر حقیقی خدا معبود و مسجود صرف ایک واحد لاشریک ہے۔ نبی ہزاروں مگر مطلق نبی صرف آمنہ کا لال محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی ہے اسی طرح ولی ہزاروں ہوں گے مگر مطلق ولی صرف تین۔ دیکھو مطلق نبی صرف تاجدار رسالت باقی تمام نبیؐ ہیں رسولؐ ہیں کچھ صاحب کتاب اور صاحب شریعت بھی ہیں مگر مطلق نبی حبیبؐ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی ہے باقی تمام نبی جزوی ہیں۔ قرآن مجید سے ثابت کرتا ہوں۔ غور سے سنیئے! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرمایا وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً پارہ ا رکوع ۴ ترجمہ۔ اور کہا جب پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں بیچ زمین کے خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں تو معلوم ہُوا کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی خلافت عطا فرمائی اور اگر حضرت آدمؑ زمین سے بلند ہو کر آسمان پر چلے جائیں تو وہاں اُن کی خلافت وحکومت نہ ہو گی۔ کیونکہ وہ صرف زمین کے خلیفے بنائے گئے تھے ثابت ہُوا کہ حضرت آدم جزوی نبی ہیں مطلق نبی نہیں بنائے گئے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بھی قدرت کا ارشاد سُن لیں۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ۔ پارہ ۲۹ رکوع ۹۔ ترجمہ تحقیق بھیجا ہم نے نوحؑ کو طرف قوم ان کی کے۔ یعنی حضرت نوحؑ صرف اپنی قوم کے لئے نبی بن کر آئے۔ اگر قوم سے باہر نکل جائیں تو وہاں ان کی نبوت جاری نہ رہے گی اِدھر قوم کی حد ختم اُدھر آنجنابؑ کی نبوت ختم۔ معلوم ہُوا حضرت نوحؑ جزوی نبی تھے مطلق نبی نہ تھے لوگو آدم ثانی اور صاحب شریعت ہونا اور بات ہے اور مطلق نبی ہونا اور بات ہے۔

اسی طرح حضرت خلیلؑ کے متعلق بھی جستجو کر کے دیکھ لیں قرآن مجید میں حضرت خلیلؑ کی محدود نبوت کا ذکر تفصیل سے درج ہے سنو! وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ پارہ ۱ رکوع ۱۵ ترجمہ اور جس وقت آزمایا ابراہیمؑ کو رب اس کے نے ساتھ کئی باتوں کے پس پورا کیا ان کو۔ کہا تحقیق کرنے والا ہوں میں تجھ کو واسطے انسانوں کے امام۔ اس فرمان خداوندی سے ثابت ہُوا کہ حضرت خلیلؑ کی نبوت وامامت انسانوں تک محدود ہے اگر حضرت خلیلؑ نسل انسانی کے علاوہ کسی اور جنس کی امامت ونبوت کا دعویٰ کریں تو شاید قبول نہ ہو کیونکہ ابراہیمؑ صرف انسانوں کے نبی اِدھر بنی نوع انسان کی حد ختم اُدھر ابراہیمؑ کی نبوت ختم۔ ثابت ہو گیا کہ جزوی ہیں خلیل مطلق نبی نہیں ہیں۔ آگ کو گلزار بنانے والا۔ بتوں کو توڑنے والا۔ خدا کا گھر بیت اللہ بنانے والا۔ خدا کے راستہ میں نوجوان بچے کی گردن پہ چھری چلانے والا۔ صرف اور صرف انسانوں کا امام ونبی ہے مطلق نبی نہ بن سکا۔ آگے چلیئے قرآن سنیئے:۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ۔ پارہ ۲۸ رکوع ۹ ترجمہ اور جس وقت کہا موسیٰؑ نے واسطے قوم اپنی کے اے قوم میری کیوں ایذا دیتے ہو مجھ کو اور تحقیق جانتے ہو تم کہ میں رسولؐ خدا کا ہوں صرف تمہاری طرف۔ اس آیت کریمہ نے ثابت کر دیا کہ موسیٰؑ صرف اپنی قوم کے نبیؑ تھے مطلق نبی نہ تھے اِدھر قوم کی حد ختم اُدھر کلیمؑ کی نبوت ختم۔ صاحب معجزہ تھے۔ صاحب شریعت تھے۔ صاحب کتاب تھے کلیم اللہ تھے مگر مطلق نبی نہ تھے جزوی نبوت کے حامل ہو سکے۔ آیئے ذرا حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں بھی

قرآن مجید سے دریافت کریں تو جواب ملتا ہے وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ پارہ ۲۸ رکوع ۹ اور جب کہا عیسٰیؑ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں تو صرف تمہاری ہی طرف رسولؐ بن کر آیا ہوں۔ مسلمانو! حضرت عیسٰیؑ صرف اور صرف بنی اسرائیل کے نبی ادھر بنی اسرائیل کی حد ختم اُدھر عیسٰی کی حدود نبوت ختم۔ معلوم ہُوا کہ رُوح اللہ سب کچھ ہے مگر مطلق نبی نہیں بلکہ جزوی نبی ہے۔ اللہ اکبر۔

اب مطلق نبی کے بارے میں سنیئے:۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔ پارہ ۱۸ رکوع ۱۶ ترجمہ بہت برکت والا ہے جس نے اُتارا قرآن اُوپر بندے اپنے کے تاکہ ہووے واسطے عالموں کے ڈرانے والا۔ لوگو! اللہ تعالیٰ ہے عالمین کا رب اور محمدؐ مصطفیٰ ہے عالمین کا نبی۔ بس جس جس کا وہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اُس اُس کا ہے مُحَمَّد۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور سنیئے:۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ پارہ ۱۷ رکوع ۷ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت واسطے عالموں کے۔ مسلمانو میرا مولا حضرت محمد مصطفیٰ جزوی نبی نہیں بلکہ مطلق نبی ہے کائنات کے ہر ذرہ کا نبی ہے۔ جن ہوں یا بشر، ملائکہ ہوں یا مُرسل حُوریں ہوں یا غلمان، پرندے ہوں یا چرندے، عرش کی مخلوق ہو یا فرش کی لوح محفوظ والے ہوں یا کہ تحت الثریٰ کے آمنہ کا لال ساری کائنات کا نبیؐ بس جو شیئ کائنات میں ہے اُس اُس کا محمدؐ مصطفیٰ نبی ہے سُنو خدا تعالیٰ توحید میں واحد لاشریک آمنہ کا لال اپنی حدود نبوت میں واحد لاشریک اور حیدرؑ کرار امامت میں واحد لاشریک ہے فرق یہ ہے کہ وہ خالق یہ مخلوق وہ دینے والا، یہ لینے والا، اس کے ذاتی کمال اُن کے عطائی کمال۔ مصرع۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ صلوٰۃ۔ رُباعی

جسے حق حیدرؑ کرار کردے ۔۔۔ وصیٔ احمد مختار کردے
وہ کیا جانے خلافت و حکومت ۔۔۔ خدا بننے سے جو انکار کردے

یہاں سوال پیدا ہوگا کہ کیا ولی نبی سے افضل ہوتا ہے کیونکہ تم کہتے ہو کہ مطلق ولی صرف تین ہیں اس کا جواب غور سے سماعت فرماویں۔ میں کہتا ہوں کہ مطلق ولی جزوی نبی سے افضل ہوتا ہے۔ مطلق نبی تو صرف ایک ذات والاصفات ہے اس سے افضل تو صرف خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے پھر سُنو کہ مطلق ولی جزوی نبی سے افضل ہوتا ہے اس کے ثبوت کے لئے قرآن مجید سے مدد طلب کرتا ہوں

مطلق ولی، جزوی نبی سے افضل ہے

آیئے قرآن مجید کے پندرہویں[۱۵] پارہ کا آخر اور سولہویں[۱۶] پارہ کی ابتدا پڑھیں۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۱ پارہ[۱۵] پر مرقوم ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے بنی اسرائیل کے کسی فرد نے عرض کیا کہ کیا اس وقت تمام دنیا میں آپ سب سے زیادہ عالم ہیں تو جناب کلیمؑ نے فرمایا ہاں! تو اس وقت قدرت کی طرف سے حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ میرے ایک ولی سے ملو اور اس سے علم حاصل کرو۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ پارہ ۱۵ ع ۲۱ پس پایا ایک بندے کو بندوں ہمارے سے کہ دی تھی ہم نے اس کو رحمت نزدیک اپنے سے سکھلایا تھا ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم۔ یعنی حضرت موسیٰؑ قدرت کے بتلائے ہوئے نشانات پر چلے اور خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ ادھر اولی العزم صاحب شریعت نبی اُدھر حضرت خضرؑ ولی اللہ اور ولی بھی مطلق نہیں بلکہ جزوی ولی ہے قرآن پاک کی آواز آتی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے ادب سے کہا قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ کہا واسطے اس کے موسیٰؑ نے کیا پیروی کروں میں تیری اوپر اس کے کہ سکھا دے تو مجھ کو وہ نیک علم کہ سکھایا گیا ہے تجھ کو موسیٰؑ کا انداز گفتگو بتا رہا ہے کہ حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ کی شاگردی حاصل کرنا چاہتے ہیں تفسیر ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ موسیٰؑ حضرت خضرؑ کے شاگرد اس شرط پر بنے کہ وہ اُستاد پر اعتراض نہیں کریں گے۔

جناب موسیٰؑ کی درخواست پر حضرت خضرؑ نے فرمایا قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا کہا تحقیق تو ہرگز نہ کر سکے گا ساتھ میرے صبر۔ دیکھو ولی اللہ آنے والے واقعات کی خبر دے رہا ہے کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا حضرت خضرؑ کے نزدیک اور قرآن مجید کی تصدیق ہے کہ بے صبرا وہ ہوتا ہے جو اُستاد پر اعتراض کرے جس نے اُستاد پر اعتراض کیا چاہے حدیبیہ میں کرے یا فتح خیبر کے روز کرے یا قلم دوات کے مانگنے میں کرے یا جنازہ رسولؐ پر کرے وہ ہی ہوتا ہے بے صبرا، اور رونے والا بے صبرا نہیں ہوا کرتا بلکہ معترض بے صبرا ہوا کرتا ہے۔ لو اولی العزم صاحب شریعت، صاحب کتاب، جزوی ولی کے شاگرد بن گئے۔ فَانْطَلَقَا ٥ دونوں چل پڑے حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ط یہاں تک کہ سوار ہوئے بیچ کشتی کے پس خضرؑ نے پھاڑا اس کو۔ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ج لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا۔ موسیٰؑ نے کہا کیا پھاڑا تو نے اس کو کہ ڈبو دیوے اس کے سواروں کو یقیناً تو نے بڑی عجیب بات کی ہے، حضرت موسیٰ کے اعتراض کو سن کر حضرت خضرؑ نے فرمایا۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۔ کہا۔ کیا نہ کہا تھا میں نے کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا۔ فرماؤ
مسلمانو! حضرت خضرؑ کیسے بے صبرا کہہ رہے ہیں۔ اُستاد پر اعتراض کرنے والے کو یا رونے والے کو۔
قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ ۔ موسیٰؑ نے کہا اُستاد جی نہ گرفت کر میری کہ میں بھول گیا ہوں فَانْطَلَقَا
چل پڑے دونوں حَتّٰى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۔ یہاں تک کہ ایک لڑکا ملا تو حضرت خضرؑ نے اُسے قتل کر دیا
موسیٰؑ نے کہا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا پارہ ۱۵ ع ۲۱ کیا مار ڈالا پاک بچے کو
تو نے بغیر کسی جرم کے کتنی عجیب بات کی تو نے۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا پارہ ۱۶
رکوع ۱ خضرؑ نے کہا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکے گا۔ موسیٰؑ نے معذرت
کرتے ہوئے کہا قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ کہا اگر اب کوئی سوال کروں
تو بے شک مجھے جدا کر دینا۔ فَانْطَلَقَا پس چل پڑے دونوں۔ حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةِ ۨ
اسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا ۔ یہاں تک کہ ایک گاؤں میں آئے لوگوں سے کھانا مانگا
مگر کسی نے ان کی ضیافت نہ کی۔ روایت میں ہے کہ اس بستی کا نام ناصرہ تھا نام ناصرہ مگر کھانا نبی ولی
دونوں کو نہ ملا۔ مسلمانو! نام سے کوئی فضیلت نہیں ہے بلکہ کام سے فضیلت بیان کیا کرو فَوَجَدَا فِيْهَا
جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ط پس دیکھی ایک دیوار کہ وہ گرا چاہتی تھی پس اُسے درست
کر دیا۔ حضرت خضرؑ نے دیوار کو دیکھا تو موسیٰؑ سے فرمایا کہ گارا تیار کرو کہ اس میں مرمت کریں اُستاد کے
حکم کی تعمیل تو کر دی مگر ساتھ یہ بھی کہہ دیا لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۔ اُستاد جی ان سے مزدوری
ہی لے لیتے تاکہ کھانے کا کچھ سامان ہو جاتا۔ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ پارہ ۱۶ رکوع ۱ حضرت خضرؑ
نے فرمایا اے موسیٰؑ اب وعدے کے مطابق تیری میری جدائی ہو گئی۔ حضرت موسیٰؑ بھی ولی کے ساتھ رہ کر
بھوک سے تنگ آ گئے تھے کہ ولیوں کا تو کام ہی ہے بھوکا رہ کر لوگوں کی خدمت کرنا میں کیونکر خواہ مخواہ
مصیبت میں مبتلا رہوں۔

مگر کلیمؑ نے چلتے ہوئے دریافت کیا کہ وہ ذرا تینوں باتیں سمجھا دے تاکہ اطمینان قلب ہو کہ واقعی
آپ نے اچھے کام کئے تھے اب اولی العزم نبی کو جزدی ولی سمجھا رہا ہے حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ کشتی
کو میں نے اس لئے داغدار کیا ہے کہ ایک ظالم بادشاہ ملاحوں کی کشتیاں ضبط کرتا آ رہا ہے اور کسی کو
معاف نہیں کرتا یہ مسکین لوگ ہیں میں نے ان کی کشتی داغدار کر دی تاکہ کشتی کو ناقص سمجھ کر وہ چھوڑ جائے

گا اور یہ لوگ مرمت کر کے اپنا کام چلاتے رہیں گے اور دوسرا وہ لڑکا جس کو میں نے قتل کیا ہے یہ کافر تھا اور اپنے والدین جو مومن تھے انہیں کفر کی تبلیغ کرتا تھا ان دونوں کے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ تھا میں نے اس لڑکے کو قتل کیا اور خدا تعالیٰ اس کے والدین کو ایک لڑکی عطا فرمائے گا جس سے ستر نبی پیدا ہوں گے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے عوض اس مقتول کے ان کو ایک دختر عطا کی کہ اس سے ستر پیغمبر پیدا ہوئے تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ لڑکا بالغ تھا۔ تفسیر عمدہ البیان جلد ۲ صفحہ ۲۸۹ اور تیسرا یہ کہ میں نے بغیر اجرت کے دیوار کیوں کھڑی کر دی جواب اس کا یہ ہے کہ اس دیوار کے نیچے یتیموں کا مال تھا اگر دیوار گر جاتی تو لوگ یتیموں کا مال اٹھا کر لے جاتے میں نے یتیموں کی مدد کی ہے کہ ان کے جوان ہونے تک دیوار کھڑی رہے گی اور وہ اپنا مال محفوظ پالیں گے۔ معصوم فرماتے ہیں کہ اگر موسیٰؑ خضرؑ کے ساتھ رہتے تو خضرؑ موسیٰؑ کو ستر ایسے مقامات دکھلاتے جن کا علم موسیٰؑ کو نہ تھا پھر فرمایا کہ اگر یہ دونوں ہم محمدؐ و آل محمدؐ میں سے کسی کے ساتھ ہوتے تو ہم انہیں ستر ہزار ایسے مقامات دکھلاتے جن کا علم نہ موسیٰؑ کو تھا اور نہ ہی خضرؑ کو تھا

تفسیر برہان میں ایک مرسلہ روایت درج ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ علیہما السلام کے درمیان کشتی۔ غلام۔ اور دیوار کے بارے میں تلخ کلامی ہوئی اور اس کے بعد حضرت موسیٰؑ واپس گھر پلٹ کر آگئے تو ہارونؑ نے دریافت کیا کہ آپ حضرت خضرؑ سے کچھ سیکھ آئے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ وہ ایسی باتیں تھیں جن سے بے علمی نقصان دہ نہیں ہوتی۔ ہاں ایک اس سے بھی عجیب و غریب واقعہ ہمیں پیش آیا ہے پس ہارونؑ نے پوچھا کہ وہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ جب ہم دونوں دریا کے کنارے سفر کر رہے تھے تو ایک دفعہ ہم وہاں کھڑے ہو گئے اور دیکھا کہ خطاف کی شکل (تیتر) کا ایک پرندہ دریا کے کنارے اترا، اور اس نے اپنی چونچ میں پانی لے کر مشرق کی طرف پھینکا پھر دوبارہ مغرب کی طرف پھینکا پھر تیسری مرتبہ آسمان کی طرف اور چوتھی دفعہ زمین پر اس نے پانی گرا دیا۔ اس کے بعد پانچویں مرتبہ چونچ میں پانی لے کر ذرا بلند ہو کر قطرہ آب کو دریا میں گرا کر چلا گیا۔ ہم دونوں حیران تھے کہ اس پرندے نے ایسا کیوں کیا ہے؟ اور اس کی غرض کیا تھی اسی اثناء میں بشکل آدمی اللہ کی جانب سے ایک فرشتہ آیا اور ہم سے پوچھنے لگا کہ اس جگہ آپ حیران کیوں کھڑے ہیں۔ ہم نے اس پرندے کی داستان سنائی اور اپنی حیرت کی وجہ بیان کی۔ وہ کہنے لگا کہ تمہیں خبر نہیں کہ وہ کیا کہہ گیا ہے ہم نے

کہا کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے وہ کہنے لگا کہ اس پرندے کا مقصد یہ تھا کہ مجھے اللہ کی قسم جس نے مشرق کو مشرق بنایا ہے مغرب کو مغرب بنایا آسمان کا شامیانہ تنا اور زمین کا فرش بچھایا کہ آخری زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمدؐ ہوگا اور اس کا ایک وصی ہوگا جس کا نام علیؑ ہوگا تم دونوں کا علم اس کے مقابلہ میں اس طرح ہے جس طرح یہ قطرہ آب بھرے سمندر کے مقابلہ میں ہے تفسیر انوار النجف جلد ۸ صفحہ ۲۴۳ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۲۸۸ ایک مسدس عرض ہے۔

اے مرتضیٰؑ امام زماں شیر کردگار عرفاں کی سلطنت میں نہیں تجھ سا تاجدار

تیری ادائے حرب کا اللہ رے وقار اک ضرب پہ عبادت ثقلین ہو نثار

تو خندہ زن ہے فتنۂ بدر و حنین پر

پیغمبری کو ناز ہے تیرے حسینؑ پر (صلوٰۃ)

حضرت موسیٰ اور جناب خضر علیہما السلام کے واقعات سے ثابت ہوگیا کہ جزوی ولی اولی العزم نبی سے علم باطنی میں بازی جیت گیا اور میرا دعویٰ ہے کہ مطلق ولی جزوی نبی سے افضل ہے مطلق ولی ایک اللہ تعالیٰ کی ذات دوسرے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیسرے وہ بزرگ جو رکوع میں زکوٰۃ دے رہے ہیں مطلق ولی کی شان قرآن مجید سے سنیئے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ پارہ ۱۱ رکوع ۱۲ خبردار اولیا اللہ پر ہرگز خوف نہیں ہوتا اور نہ وہ حزن کرتے ہیں تو خالق کائنات نے اعلان کیا ہے کہ ولی اللہ۔ کو نہ خوف ہوتا ہے اور نہ حزن ہوا کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو بندہ کبھی حزن کرے یا جس کو کبھی خوف ہو وہ مطلق ولی نہیں ہوسکتا۔ مسلمانو ولی اللہ کی تعریف سن لی کہ اسے نہ خوف ہوتا ہے اور نہ حزن۔ تو جب کسی بزرگ کے بارے میں لَا تَحْزَنْ نے نازل ہوکر معاملہ صاف کردیا کہ وہ حزن کررہا تھا تو قرآن کی رُو سے وہ ولی اللہ نہ بن سکا تو اور کون ہے جو ولی اللہ کہلائے بس دیکھتے جاؤ جس کسی نے کسی وقت حزن کیا ہو یا جس کو کسی وقت خوف آیا ہو وہ ولی مطلق نہیں بن سکتا۔ اعتراض ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید میں تو ہے کہ حضرت موسیٰؑ بھی ڈر گئے تھے۔ جیسا کہ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى پارہ ۱۶ رکوع ۱۲ پس پایا دل اپنے میں موسیٰؑ نے خوف کہا ہم نے کہ مت ڈرو تحقیق تو غالب ہے۔ معلوم ہوا کہ موسیٰؑ بھی خوف زدہ ہوگئے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰؑ بھی ولی اللہ نہ ہوئے جوابًا عرض ہے کہ موسیٰؑ کلیم اللہ ہے

خوف کرنے والا، ولی اللہ نہیں ہے

معصوم ہے، صاحب شریعت ہے، صاحب کتاب ہے، جزوی ولی ہے، مگر مطلق ولی نہیں ہے
مطلق ولی صرف تین ہیں۔ مطلق ولی کے متعلق حضرت عمر فرماتے ہیں۔ هُوَ الْبَكَّاءُ فِي الْمِحْرَابِ لَيْلًا
هُوَ الضَّحَّاكُ فِي الْحُرُوبِ۔ بازار موت میں مسکرانے والا اور محراب مسجد میں رونے والا حضرت ابوالحسن
سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا گیا۔ یہ ہے ولی مطلق۔

روایت میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر کسی نے جناب رسولخداؐ سے عرض کی کہ ولی اللہ
کون ہے آنحضرت نے اپنا ہاتھ جناب امیر المومنینؑ علی علیہ السلام کے شانے پر مار کر فرمایا کہ یہ ہے
ولی خدا دوستی کر تو اس سے اگرچہ اس نے تیرے باپ اور بھائی کو قتل کیا ہو۔ تفسیر عمدۃ البیان،
جلد ۲ صفحہ ۲۹۴ صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔ قرآن مجید سے ایک اور آیت ولی اللہ کے بارے میں پیش کرتا ہوں
سنیئے اور غور سے سنیئے! يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ
دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ پارہ ۲۸ رکوع ۱۱ میرے حبیب ان یہودیوں سے
کہہ دیجئے کہ دعویٰ کرتے ہو تم یہ کہ تم ولی اللہ ہو سوائے اور لوگوں کے پس آرزو کرو موت کی اگر ہو تم
سچے۔ ارے ولی مطلق کا کام ہے موت کی تمنا کرنا۔ اور میدان سے بھاگنے والا موت سے ڈرتا ہے
بس جو جو میدان سے بھاگا وہ ولی مطلق نہیں بن سکتا کیونکہ ولی اللہ کا کام ہے موت کی تمنا کرنا جب
کوئی پہلے بزرگ ہی بھاگ کر ثابت کر چکے کہ ہم ولی اللہ نہیں ہیں تو بعد والے کیونکر ولی ہو سکتے ہیں۔ ولی
و مطلق موت کی تمنا کرتا ہے۔

ولی اللہ وہ ہے جو موت کی تمنا کرے

لوگو! موت ایک ایسی ہیبتناک شیئے ہے کہ ہم انسان تو کیا انبیاء علیہم السلام بھی موت سے
گھبراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں دو چار واقعات عرض کئے دیتا ہوں۔ روایت میں ہے کہ جب حضرت
آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو ان کو ان کی اولاد کی عمریں اور درجات دکھلائے گئے۔ تو
حضرت آدم علیہ السلام نے جناب داؤد علیہ السلام کی عمر چالیس سال دیکھی تو عرض کی پالنے والے میرے
اس بچے کی عمر بہت کم ہے ارشاد خداوندی ہوا کہ میں نے یہی مناسب سمجھا حضرت آدمؑ نے عرض کی
میرے اللہ میری عمر سے چالیس سال کاٹ کر میرے بیٹے داؤد کے نامۂ زندگی میں درج کر دے پس
دعا قبول ہو گئی اور حضرت داؤد کو آدمؑ کی زندگی کے چالیس سال مل گئے۔ لکھا ہے کہ جب حضرت آدمؑ
کی زندگی کے ایام پورے ہو گئے تو ملک الموت نے آ کر عرض کی کہ حضور تیاری کرو جناب آدمؑ نے

کہاکہ ابھی تو میری زندگی کے چالیسؔ برس باقی ہیں۔ ملک الموت نے کہاکہ کیا آپ نے اپنی زندگی کے چالیسؔ سال اپنے بیٹے حضرت داؤدؑ کے نام نہیں درج کرا دیئے تھے حضرت آدمؑ نے فرمایا۔ ہاں میں نے تو چالیسؔ برس اپنے بیٹے داؤدؑ کو دے دیئے تھے مگر خالق کائنات نے میرے کاٹ ہی لئے۔ حضرت آدمؑ کا یہ کہنا کہ میں نے تو دے دیئے تھے مگر اللہ نے میری زندگی سے کاٹ ہی لئے اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت آدمؑ مرنا نہیں چاہتے تھے بلکہ زندگی کی تمنا تھی۔ تفسیر انوار النجف جلد ۶ ص ۱۱۶، تاریخ اسلام کراروی جلد اوّل ص ۱۱۶، حیات القلوب جلد ۱ ص ۱۴۰۔ آگے چلیئے۔

منقول ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیمؑ کے پاس قبض روح کیلئے آئے تو فرمایا۔ اے ملک الموت کیا ایسا بھی ہوتاہے کہ دوست اپنے دوست کو وہ چیز دے جسے وہ لینا پسند نہ کرے یہ سُن کر ملک الموت واپس گئے اور بارگاہ ایزدی میں ماجرا بیان کیا۔ ارشاد ہوا کہ ملک الموت میرے خلیلؑ سے جاکر کہو کہ کیا ایسا بھی ہوتاہے کہ دوست اپنے دوست کی ملاقات سے کراہت کرے۔ بس یہ سُن کر حضرت خلیلؑ نے موت کی خواہش ظاہر کی۔ جناب خلیلؑ کے اندازِ گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موت کی تمنا نہیں کر رہے تھے بلکہ موت سے ذرا گھبراہٹ پیدا ہو رہی تھی۔ حیات القلوب جلد ۱ ص ۲۴۵۔ لواعج الاحزان جلد ۱ ص ۲۲۶، تفسیر انوار النجف جلد ۱۱ ص ۶۰۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بھی مشہور معروف ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب موسیٰؑ کی مدّت عمر تمام ہوئی۔ اور ملک الموت ان کے پاس آئے کہا اے کلیم خُدا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ موسیٰؑ نے کہا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ تم کون ہو کہا میں ملک الموت ہوں۔ پوچھا کیسے آنا ہُوا۔ کہا اس لئے کہ آپ کی روح قبض کروں۔ موسیٰؑ نے کہاکہ کہاں سے قبض کروگے۔ کہا آپ کے دہن سے۔ فرمایا کس طرح دہن سے رُوح قبض کروگے حالانکہ اسی دہن سے میں نے اپنے پروردگار سے گفتگو کی ہے کہا اچھا آپ کے ہاتھوں سے قبض کروں گا۔ فرمایا کیونکر میرے ہاتھوں سے روح قبض کروگے حالانکہ ان ہی ہاتھوں سے میں نے توریت کو اٹھایا ہے کہا آپ کے پاؤں سے فرمایا ان سے چل کر طور پہ گیا ہوں۔ کہا پھر آپکی آنکھوں سے رُوح کو قبض کروں گا۔ فرمایا نہیں کرسکتے ہمیشہ ان سے اُمید کے ساتھ رحمتِ خداوندی کی طرف نگاہ کی ہے کہا کانوں سے فرمایا کانوں سے میں نے کلام باری تعالیٰ سُنا ہے خدا کا حکم ہُوا ملک الموت موسیٰؑ کو اس کی حالت پہ چھوڑ دو۔ روایت میں ہے کہ ملک الموت واپس چلے گئے اور کلیمؑ جنگل کو سیر کی

غرض سے چلے۔ جنگل میں دیکھا کہ ایک آدمی جنگل میں قبر کھود رہا ہے حضرت کلیمؑ نے اس کا ساتھ دیا۔ جب قبر تیار ہو گئی تو وہ آدمی اِدھر اُدھر دیکھنے لگا موسیٰؑ نے دریافت کیا اب کیا دیکھتا ہے۔ عرض کی کہ نامعلوم قبر میّت کو پوری بھی ہے کہ نہیں کہا کہ میّت کی پیمائش کر کے لاتے عرض کی میّت قابو نہیں چڑھی۔ بس آپ کے قد کے عین برابر ہے فرمایا میں خود لیٹ کے دیکھ لیتا ہوں۔ لکھا ہے کہ جب حضرت کلیمؑ اس میں لیٹے تو اللہ تعالٰی نے جنّت کے دروازے کھول دیئے بس نعماتِ اُخروی کو دیکھ کر کلیمؑ نے عرض کی پالنے والے اگر میں نے مرنا ہے۔ ہاں یقیناً میں نے مرنا ہے تو یہی قبر میرا ٹھکانہ بن جائے فوراً ملک الموت نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور کہا آپ کے لئے ہی یہ بندوبست کیا گیا ہے۔ یہ تمام جھمیلا بتا رہا ہے کہ حضرت موسیٰ موت کی تمنّا نہیں کر رہے تھے بلکہ مرنے سے تنگی محسوس کرتے تھے۔ حیات القلوب جلد۱ صہ ۵۴۲، تفسیر انوار النجف جلد۱۱ صہ ۶۰ مصباح المجالس جلد۱ صہ ۹۰، لواعج الاحزان جلد۲ صہ ۲۲۶۔ تاریخی واقعات شاہد ہیں کہ موت سے تو انبیاؑ علیہم السلام بھی گھبراتے تھے اور ولی مُطلق وہ ہوگا جو موت کی تمنّا کرے۔

منقول ہے کہ جنگ صفین میں حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ بابا جان موت کا بازار گرم ہے لاشوں پہ لاشے تڑپ رہے ہیں میدان میں موت ہولی کھیل رہی ہے کیا اچھا ہوتا کہ آپ زرہ پہن لیتے مسلمانو! میرے مولا نے اپنے بیٹے سے فرمایا یَا بُنَیَّ اِنَّ اَبَاكَ لَا یُبَالِیْ وَقَعَ عَلَی الْمَوْتِ اَوْ وَقَعَ الْمَوْتُ عَلَیْهِ۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد۲ صہ ۱۰۱۔ تفسیر انوار النجف جلد۲ صہ ۱۰۱ بیٹا تیرے باپ کو کوئی پرواہ نہیں کہ موت پہ جا پڑے یا موت اس پہ آ جائے۔ صلوٰۃ۔ میرے مولا فرمایا کرتے تھے کہ علی موت سے اس طرح کھیلتا ہے جس طرح بچہ اپنی ماں کی گود سے کھیلتا ہے مگر میاں جی حیدر کرار سے گھبراتا ہے۔ ساہیوال کی مسجد حیدریہ میں اذان شروع کی تو ایک مولوی صاحب تشریف لائے لوٹا اٹھایا استنجا کیا وضو کے لئے پانی لے کر وضو کرنے لگا جب مؤذن نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰهِ تو حیرت سے کان کھڑے کئے اور وضو چھوڑ کر چل دیا۔ میں نے عرض کی مولانا جا رہے ہیں فرمایا نماز پڑھنے آیا تھا عرض کی کہ بسم اللہ پانی ہے صفیں ہیں مسجد ہے نماز پڑھیں غصّہ سے فرمایا کہ یہ کوئی جگہ نماز پڑھنے کے لائق ہے؟ عرض کیا کہ کیا خرابی ہے مسجد میں آپ حکم کریں وہ خرابی دور کرا دیں گے فرمایا خرابی تو کوئی نہیں

مگر یہ مؤذن کیا کہتا ہے عرض کی کہ اذان دے رہا ہے کہا کہ اذان تو میں بھی سُن رہا ہوں. مگر یہ عَلِیاًّ وَلِیُّ اللہ کیوں کہتا ہے عرض کی کہ اپنا اور بیگانہ علیحدہ کرنے کے لئے کہا کہ کس طرح ؟ عرض کی کہ آپ نہیں جانتے علیؑ کا نام سُن کر میاں جی یہ مومن اور منافق کی پہچان ہے کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنٰفِقِیْنَ بِبُغْضِھِمْ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ الصواعق المحرقہ صفہ ۱۲۱، صحابہ کرام حیدرِ کرار کا ذکر چھیڑ کر منافق اور مومن کو پہچان لیا کرتے تھے. مسدس عرض ہے.

ہے وہ کلیمؑ عرشِ بریں جس کا طور ہے　　　خورشیدِ دیں ہے ایمن ایمان کا نور ہے

ہر سمت ذات پاک کا اس کی ظہور ہے　　　جو ہے علیؑ سے دُور وہ رحمت سے دُور ہے

قیمت نہ دے سکا کوئی جس کی حجاز میں

سائل کو بخش دی وہ انگوٹھی نماز میں　　　(صلوٰۃ بر محمدؐ و آلِ محمدؐ)

خدا کا حکم آیا اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ ہم نے اعلان کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ادھر سے حکم آیا وَرَسُوْلُہٗ ہم نے فوراً اقرار کیا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ. آیت ختم نہیں ہوئی بلکہ ارشاد باری تعالیٰ ہُوا. وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ. بتاؤ مسلمانو کس کا نام لیں. اگر تمہارے پاس ایسا کوئی مولا نہیں تو ہمیں کیوں منع کرتے ہو ہم نے اسی کا نام لیا جس کی شان میں یہ آیت اتری ہے کہا عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ. اعتراض کرتے ہیں کہ شیعوں کا کلمہ لمبا ہے میں کہتا ہوں ہمارا کلمہ قرآن پاک کی اس آیت کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے لئے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ فرمایا اپنے نبی کے لئے بھی مختصر سا. وَرَسُوْلُہٗ کہہ دیا جب ولی حیدرِ کرار کی باری آئی تو قدرت نے اوصاف شمار کرنے شروع کر دیئے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ. ہم نے بھی اسی طرح پڑھنا شروع کر دیا. مسلمانو! ہمارا کلمہ تو قدرت کے فرمان کے عین مطابق ہے. کلمہ لمبا ہونے کا تو خواہ مخواہ اعتراض ہے کہ شیعوں کا کلمہ لمبا ہم نے کبھی اعتراض کیا ہے کہ میاں جی کی داڑھی لمبی ہے بڑھاؤ جتنا جی چاہے آخر فائدہ ہی تو ہے میری اس تقریر کو سن کر چند سُنی نوجوانوں نے ایک بزرگ آدمی سے دریافت کیا کہ باباجی فرماؤ تقریر کیسی رہی اُس نے جواب میں کہا بیٹو! مانا تو ہم نے کبھی بھی نہیں کیونکہ یہ لوگ شیعہ ہیں مگر تقریر سے معلوم ہوتا ہے. کہ مطلق ولی صرف علیؑ ہی ہے. مسلمانوں کے دو فرقے ہیں جو اپنے اپنے پیر کے بارے میں کہتے ہیں

مولا کا قدم

کہ ہمارا پیر ولیوں کا ولی تمام ولیوں کے کاندھے پر ہمارے پیر کا قدم ہے ایک فرقہ شیعہ ہے جو حضرت علیؑ کو کہتا ہے کہ وہ ولیوں کا ولی ہے۔ تمام ولیوں کے کاندھے پر ہمارے پیر کا قدم، دوسرا فرقہ سُنّی ہے جو کہتا ہے کہ حضرت عبدالقادر صاحبؒ ولیوں کا ولی تمام ولیوں کے کاندھے پر ہمارے پیر کا قدم ہے تو فیصلہ آسانی سے ہو جائیگا۔ قرآن کا فرمان ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ یعنی اللہ بھی ولی اور رسولؐ اللہ بھی ولی۔ اب جن کا دعویٰ ہے کہ ہمارا قدم ہر ولی کے کاندھے پر ہے بلاؤ عبدالقادر جیلانی کو کہ ان دونوں ولیوں کے کاندھے تو کجا رہے صرف ان کے نام پر ہی قدم رکھ کر دکھلائے۔ استغفر اللہ! ایسا گمان کرنا بھی کفر ہے۔ ہاں اگر یہ ہار مان جائے اور دعویٰ پیران پیر صاحب کے مرید واپس لے لیں تو فتح مکہ کے روز بیت اللہ میں اگر ہمارے پیر کا منظر و مقام ملاحظہ کریں۔ کہ دوش رسولؐ پر جہاں قرآن لکھا ہوا ہے حیدر کرار سوار ہو کر بتوں کو توڑ رہے ہیں۔ شعر

دوش احمدؐ پر ہوا وہ آفتاب اتنا بلند
عرش پر دھوپ آگئی کعبہ پہ سایہ ہوگیا (صلوٰۃ)

مہمل لفظ بھی بامعنی

اور سُنو دُنیا کے ہر لفظ کے ساتھ جو لفظ مہمل لگایا جاتا ہے وہ بے معنی ہُوا کرتا ہے مثلاً کُرسی ورسی، کتاب وتاب، رُمال ومال، دری وری، کرسی۔ کتاب۔ رُمال۔ دری کے ساتھ جو مہمل نام لگائے گئے وہ سب بے معنی ہیں۔ ورسی۔ وتاب۔ ومال۔ وری۔ سب بے معنی نام ہیں مگر دو نام ایسے ملتے ہیں جن کا مہمل بھی بامعنی ہے ایک اللہ جس کا مہمل ہے واللہ۔ دوسرا علی جس کا مہمل ہے ولی۔ معلوم ہوا کہ اگر میرے مولا کا اصلی نام دیکھیں تو علیؑ نظر آتا ہے جس کے معنی ہیں بلند تر۔ اور اگر مہمل ہی پکاریں تو جلتے جاتے ولی بن جاتا ہے ارے جس کا مہمل نام ولی ہو اسی کا اصل نام کتنا بلند ہوگا۔

اب ایک حدیث بھی ملاحظہ فرمادیں عَنْ عُتْبَۃَ بْنِ عَامِرِ الْجُھَنِیِّ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلٰی قَوْلِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا نَبِیُّہٗ وَعَلِیًّا وَصِیُّہٗ فَاَیٌّ مِنَ الثَّلٰثَۃِ تَرَکْنَاہُ کَفَرْنَا۔ مودۃ القربیٰ ص۳۲۔ عتبہ بن عامر جہنی سے مروی ہے کہ ہم نے اس قول پر رسولِ خدا سے بیعت کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور محمدؐ اس کا پیغمبر ہے اور علیؑ آنحضرتؐ کا وصی ہے پس ان تین شرطوں

دروازہ جنت پر علیؑ ولی اللہ لکھا ہے

میں سے کسی ایک کو اگر ہم ترک کریں تو کافر ہو جائیں گے اور سنو! عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ رَاَیْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہِ جابر انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

مودۃ القربیٰ ص۳۲، ینابیع المودۃ ص۲۵۰۔

اعتراضات کا جواب

ملاں لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ حالت رکوع میں کس طرح انگوٹھی دے سکتے ہیں۔ (۱) نماز میں انگوٹھی اتارنا فعل کثیر (۲) حضرت تو عبادت میں اس طرح محو ہوا کرتے تھے کہ پیر سے تیر نکل گیا اور آپ کو علم نہ ہو سکا۔ مسجد کے دروازے سے سائل کی آواز کس طرح سن لی۔ (۳) آیت میں تمام صیغے جمع کے ہیں علیؑ اکیلے نے انگشتری دی تھی (۴) ولی کا ترجمہ دوست ہے پھر فضیلت کیا ہوئی تو جواباً عرض ہے۔ پہلا اعتراض کہ نماز میں انگشتری اتارنا فعل کثیر ہے۔ تاریخ و حدیث اور قرآن مجید شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز ہی کی حالت میں بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ کو کعبہ بنایا اور رسولؐ اللہ نے حالت نماز ہی میں شمال کی طرف سے منہ پھیر کر جنوب کی طرف کر لیا۔ نمازیوں کی جماعت جو پیچھے تھی وہ آگے ہو گئی صرف حضرت علیؑ ہی رسولؐ اللہ کے پیچھے آہستہ آہستہ آگئے۔ نبی اکرمؐ کے پیچھے ایک نماز دو قبلوں کی طرف پڑھی ہے آج بھی مدینہ منورہ میں مسجد ذوقبلتین موجود ہے۔ اگر رسولؐ اللہ کی نماز شمال سے جنوب کو منہ کر کے یعنی دو قبلوں کی طرف صحیح ہو سکتی ہے تو مولا علیؑ کی نماز بھی انگشتری دیتے وقت درست اور صحیح رہ سکتی ہے۔ دوسرا یہ کہ مولا علیؑ تو عبادت میں اس طرح کی نماز پڑھتے تھے۔ پیر سے تیر نکلنے کا بھی پتہ نہ چل سکا۔ سائل کی آواز کس طرح سن لی۔ عرض یہ ہے کہ سائل نے دو مرتبہ سوال کیا کسی نے کچھ نہ دیا۔ تیسری مرتبہ سائل نے دل کی آواز عرش کو ہلا دینے والی آواز سے فریاد کی اور کہا کہ میرے اللہ گواہ رہنا کہ میں تیرے رسولؐ کی مسجد سے خالی جا رہا ہوں ادھر سائل کی آواز عرش پہ پہنچی، اُدھر میرے مولا کی سماعت و نگاہ عرش پہ تھی وہاں سے آواز سنی کہ کوئی سوال کر رہا ہے ادھر سے آواز نہیں سُنی تھی بلکہ اُدھر سے سُنی تھی۔

تیسرا یہ کہ آیت میں صیغے جمع کے ہیں مولا علیؑ اکیلے نے انگشتری عطا کی تھی۔ سو عرض ہے کہ کلام پاک میں اکثر مقامات پر واحد کو جمع سے یاد کیا گیا ہے خصوصاً باعظمت و اعلیٰ اور ارفع حضرات

کو جمع کے صیغے سے یاد کیا گیا ہے۔ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ الخ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ الخ
نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ الخ۔ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی الخ فرماؤ خدا واحد لاشریک ہے یا زیادہ معبود
ہیں اگر اور مقامات پر واحد کے لئے جمع کے صیغے آسکتے ہیں تو حیدر کرار کیلئے بھی آسکتے ہیں۔ جو تھا ولی
کا ترجمہ دوست ہے تو پھر فضیلت کیا ہوئی۔ عرض ہے کہ آیت کی ابتداء میں کلمہ حصر ہے اس لئے اس
مقام پر ولی کا ترجمہ دوست نہیں ہو سکتا کیونکہ مومن آپس میں دوست و بھائی ہیں کلمہ حصر کی کیا ضرورت
تھی یہاں کلمہ حصر بتلا رہا ہے کہ یہاں کوئی مخصوص ترجمہ ہے اور اگر ملاں نہیں مانتا اور ضد ہی ہے کہ
ولی کا ترجمہ دوست ہی کرنا ہے تو جب اپنی بچی کی شادی پر عقد نکاح کریں تو بچی کے ولی سے
اجازت مانگتے ہوئے یہاں معنی دوست کر کے اجازت اس سے لے کر کام چلا لینا۔ عزت بھی رہ
جائے گی عقد نکاح بھی درست ہو جائے گا۔ منقول ہے کہ آیت کے نازل ہونے پر لوگوں نے کافی
انگوٹھیاں راہ خدا میں دیں۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حالتِ رکوع میں چالیس انگوٹھیاں راہ خدا
میں دیں۔ کہ ویسی آیت اُترے جو علیؑ کے بارے میں آئی تھی لیکن نہ اُتری (صافی) المجالس المرضیہ صے ۲۱۵

بس ولی وہ ہے جو موت کی تمنا کرے۔ آئیے یہ بھی سُن لیجئے منقول ہے کہ میرے مولا حضرت
علی علیہ السلام ماہ رمضان المبارک میں ایک شب امام حسنؑ اور ایک شب امام حسینؑ اور ایک شب عبداللہ
بن جعفر کے ہاں افطار فرمایا کرتے تھے مگر تین لقمے سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے عرض کیا گیا۔ کہ
آپ اسقدر کم کیوں کھاتے ہیں فرمایا کہ زندگی کے دو ایک روز باقی رہ گئے ہیں یں بارگاہ ایزدی میں
بھوکا ہی حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ لکھا ہے کہ انیسویں شب ماہ رمضان کو جناب اُم کلثومؑ نے افطار کے
واسطے دو روٹیاں جو کی اور تھوڑا سا نمک اور ایک پیالہ دودھ لا کے سامنے رکھا مولا علیؑ نے دیکھا
تو رو کر فرمایا۔ اے بیٹی کیا تم یہ چاہتی ہو کہ تمہارا باپ خدا کے سامنے قیامت کو دیر تک حساب کے
واسطے کھڑا رہے۔ بیٹی میں نے ساری زندگی دو کھانے ایک وقت میں نہیں کھائے۔ بیٹی اِنَّ
الدُّنۡیَا فِیۡ حَلَالِهَا حِسَابٌ وَفِیۡ حَرَامِهَا عِقَابٌ دنیا کی حلال چیزوں میں حساب ہے اور
حرام چیزوں میں عذاب ہے اب بیٹی ایک چیز اٹھالے۔ عزادارو! جس بچی نے محبت کی وجہ سے دودھ
کا پیالہ نمک کے ساتھ رکھا تھا تو جب باپ نے فرمایا کہ ایک اٹھالو تو یقیناً اُم کلثوم نے نمک اٹھایا
ہوگا مگر راوی کہتا ہے کہ مولا نے دُودھ بچی کے حوالے کیا اور نمک سے کھانا تناول فرما کر حمد خدا کی۔

روایت میں ہے کہ مولا علیؑ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے دریافت فرمایا بیٹا کتنے روزے گزر گئے کہا بابا اٹھارہ روزے تمام ہو گئے۔ فرمایا الحمد للہ کہا بیٹا باقی کتنے دن رہ گئے عرض کی بابا آپ بہتر جانتے ہیں کہ گیارہ یا بارہ دن باقی رہ گئے ہیں۔ فرمایا وا اسفاہ اب علیؑ اس سعادت سے محروم ہو گیا۔ یہ سُن کر حضرت امام حسنؑ گھبرا گئے۔

عزادارو! نصف شب گزر جانے کے بعد جب آپ نے مسجد میں جانے کا ارادہ فرمایا تو گھر میں پلی ہوئی بطخوں نے دامن عبا منقاروں سے پکڑ کر چلانا شروع کر دیا۔ گویا عرض کرنے لگیں کہ مولا مسجد میں تشریف نہ لے جائیں۔ مولا نے بطخوں کو پیار کیا اور مسجد کو روانہ ہو گئے۔ ابن ملجم ملعون مسجد میں اُلٹا سویا ہوا تھا۔ آپ نے اُسے فرمایا کہ اُلٹا سونا شیطان کا کام ہے میں جانتا ہوں جو کچھ تو نے اپنے سینہ سے چھپا رکھا ہے اُٹھ نماز کا وقت ہو گیا ہے یہ کہہ کر آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔ جب آپ نے ایک سجدہ کر لیا اور دوسرے سجدہ کیلئے جُھکنے لگے تو اس ملعون ازلی نے زہر آلود تلوار سے سر پر وار کیا ادھر تلوار کا چلنا تھا کہ مولا کی آواز بلند ہوئی بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ اللہ کا نام لے کر اور اللہ پر بھروسہ کر کے اور رسولؐ اللہ کی ملت پر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب جا رہا ہوں اس آواز کے ساتھ آسمان پہ جبرائیل نے باآواز بلند کہا قَدْ قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مسجد کے دروازوں سے دروازے ٹکرانے لگے۔ قندیلیں گل ہو گئیں۔ ستارے ٹوٹنے لگے آندھیاں چلیں۔ عزادارو! حسنین علیہما السلام با حال تباہ مسجد میں پہنچے مولا کی نگاہ امام حسن پر پڑی فرمایا بیٹا پہلے انہیں نماز پڑھاؤ۔ نماز سے فارغ ہو کر مولا علیؑ کو حسنین علیہما السلام نے سنبھالا اور گھر کی طرف لائے جب دروازہ قریب آیا تو فرمایا بیٹا حسنؑ میرے صحابہ سے کہہ دو کہ اپنے اپنے گھر چلے جائیں۔ عرض کی بابا یہ گھر میں آئیں تو کیا حرج ہے تیمارداری ہو گی، عیادت، مزاج پرسی، تسلی ہو گی۔ فرمایا بیٹا حسنؑ گھر میں بتولؑ کی بچیاں ہیں، مجھے دیکھ کر روئیں گی۔ میں نہیں مناسب سمجھتا کہ میری بچیوں کی آوازیں غیر محرموں کے کانوں تک جائیں میں کہتا ہوں مولا آج اتنا خیال لیکن کربلا و کوفہ شام کے بازاروں میں دیکھتے یہی تیری بچیاں سر برہنہ اور ہزاروں کا ہجوم تھا۔ لکھا ہے جراح نے حضرت کا علاج دو دن تک کیا پھر امام حسنؑ سے عرض کی کہ مولا علیؑ کا بچنا مشکل ہے کیونکہ زخم گہرا ہے اور تلوار زہر میں بجھی ہوئی تھی۔ عزادارو! اکیس ۲۱ ماہ رمضان کی شب آئی تو مولا نے تمام بچوں کو بُلا کر امام حسنؑ کے حوالے فرمایا اور عباسؑ کا بازو پکڑ کر مولا حسینؑ کے حوالے کیا۔ جناب

اُمّ البنینؑ نے عرض کی تو فرمایا کہ کربلا کے میدان میں عباسؑ میری طرف سے حسینؑ کی نصرت و مدد کرے گا۔ شیعو! مولا کا انتقال ہُوا۔ بچیاں باپ کی لاش پر جی بھر کر روئیں۔ جنازہ اٹھا بچوں نے دفن کیا۔ ہائے کربلا میں میرے مظلوم امام تیری بچی کو باپ کی لاش سے طمانچے مار کر جُدا کیا گیا۔ تجھے مسلمانوں نے غسل کفن تک نہ دیا۔ جنازہ کیا اٹھانا تھا۔ لاشِ اطہر پر گھوڑے دوڑائے گئے اور بہنیں بے کسی کے عالم میں خیمہ کے دروازے پر دیکھتی رہیں۔ محافل و مجالس ص۲۰۴، لواعج الاحزان جلد ا ص۵۹ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

بارہویں مجلس

عزت کا مفہوم، سکندر کا واقعہ، دولت اور عزت، بدبخت چار قسم کے آدمی ہیں، غیبت اور مالک اشتر کا واقعہ، امیرالمومنین کا مُلک عظیم کی سیر کرنا، جناب فضّہ کی عزت اور واقعات، ذاتی کمال اور نسبی کمال، حسین منی و انا من الحسین، جبرئیلؑ کی عظمت، سردار انبیاءؑ کی عظمت، حضرت عیسٰیؑ کی عظمت، امام آخر الزماں کی عظمت، سید الاوصیاء کی عظمت، مصائب سید سجاد در زندانِ شام۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

پارہ ۳ رکوع ۱۱۔ کہہ یا اللہ مالک ملک کے دیتا ہے تو ملک جس کو چاہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہے اور ذلت دیتا ہے جس کو چاہے بیچ ہاتھ تیرے کے ہے خیر۔ تحقیق تو اوپر ہر چیز کے قادر ہے (ترجمہ رفیع الدین)۔ دنیا کا ہر امیر، غریب، گورا، کالا، سید، غیر سید،

دیہاتی، شہری، مومن، مشرک، اعلیٰ ادنیٰ، دوست دشمن یہی چاہتا ہے کہ میری زندگی عزت سے گزر جائے۔ انسان عزت کی خاطر ہزاروں مصیبتیں، سینکڑوں کوفتیں خوشی سے برداشت کرتا ہے۔ یہ دن کی بھاگم بھاگ، عزت کی تلاش میں ہے۔ خاص کر انسان دولت، ملک، شاہی کو عزت کا سرچشمہ تصور کرتا ہے یعنی انسان کا خیال وگمان ہے کہ جتنی دولت زیادہ ہوگی اتنی ہی عزت زیادہ ہوگی۔ مگر یاد رکھو دولت اور شیئے ہے عزت اور شئے ہے۔ دولت سے تو انسان مطمئن نہیں ہوتا۔ بلکہ جتنی دولت زیادہ ہوتی جائے اتنی ہی آتش حرص زیادہ بھڑکتی ہے۔ فراوانی دولت اور اطمینان قلب کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں۔ بلکہ یہ متصادم قوتیں ہیں۔ جو ایک ظرف میں سما ہی نہیں سکتیں۔

سکندر اعظم جس کو قدرت نے مشرق و مغرب تک کی شاہی عطا کی تھی لکھا ہے کہ سکندر اعظم نے ایک ملک پر چڑھائی کی تو اُس ملک کے بادشاہ نے بغیر لڑائی کے سکندر کو اپنا ملک حوالے کر دیا۔ چند روز سکندر نے اسی ملک میں قیام رکھا اس پہلے بادشاہ نے ایک روز سکندر اعظم سے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کی اور جناب کی پوری فوج کی دعوت کر کے اپنی غلامی کا فرض ادا کروں۔ سکندر نے اس کی دعوت کو بصد شکریہ قبول فرمایا۔ کھانے کے وقت اس بادشاہ نے سکندر کی فوج کے سامنے تو طرح طرح کے کھانے چنوا دیئے اور سکندر اعظم کے ہاتھ دھلوا کر ایک طشت میں ہیرے جواہرات لا کر رکھ دیئے۔ اور عرض کی کہ حضور بسم اللہ تناول فرمادیں۔ سکندر اعظم نے حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ کیا تناول فرماؤں۔ عرض کی حضور یہ ہیرے جواہرات جو آپ کی خوراک ہے کہا کہ پتھر انسان کی غذا کیونکر ہو سکتے ہیں۔ عرض کی کہ جناب کی غذا کیا ہے۔ فرمایا کیا میں انسان نہیں ہوں۔ بھائی میری غذا بھی یہی گندم ہے یعنی پاؤ بھر آٹا ہی تو ہے اس بادشاہ نے عرض کی حضورؐ آپ بھی یہی غذا پاؤ بھر آٹا کھاتے ہیں تو کیا وجہ کہ مشرق و مغرب میں تیری سلطنت ہے کیا تجھے پوری دنیا میں اپنے لئے پاؤ بھر آٹا نہ ملا کہ تو دنیا کو تباہ و برباد کرتا پھرتا ہے اے سکندر، تو جو باغات اجاڑتا پھرتا ہے عورتیں بیوہ کرتا ہے بچے یتیم کرتا ہے شہر و آبادیاں ویران کرتا پھرتا ہے کیا پوری شاہی میں تجھے پاؤ بھر آٹا نہ ملا جو میرے ملک پر چڑھ دوڑا ہے سکندر نے شرمسار ہو کر کہا کہ عزت کی خاطر مارا مارا پھر رہا ہوں اس نے کہا کہ سکندر عزت اور شیئ ہے اور ملک و دولت و شاہی اور شیئ ہے۔ شعر

قارون کا خزانہ ہو تو عزت نہیں ملتی ۔۔۔ دولت سے کمینے کو شرافت نہیں ملتی

ہاں جابر و ظالم حاکم اگر آجائے تو لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں وہ سمجھتا ہے کہ میری عزت ہے فرماؤ اگر اس محفل میں کالا ناگ آجائے آپ تمام کھڑے ہو جائیں گے تو کالا سانپ سمجھے کہ میری بڑی عزت ہو گئی۔ ارے ظالم کے ظلم سے ظالم کی عزت نہیں ہوا کرتی بلکہ اس کے ناتھ آ جھال میں اُس کے ظلم ہونے کا اضافہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عزت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ پارہ ۲۸ رکوع اور عزت واسطے اللہ کے ہے اور واسطے رسولؐ کے اور واسطے مومنین ولیکن منافق نہیں جانتے۔ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہُوا کہ عزت وہ مقدس جوہر ہے جو مشرکین و کفار اور منافقین کو کبھی نصیب ہو ہی نہیں سکتا۔

ایک اشتباہ کا ازالہ ہوتا جائے وہ یہ کہ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ جس کے پاس دولت ہو اس کے پاس عزت نہیں ہوا کرتی، ایسا ہرگز ہرگز میرا مقصود نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس دولت بھی ہو اور عزت بھی ہو۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام یا حضرت سلیمان علیہ السلام وغیرہ تھے کافی لوگ ایسے گزرے ہیں کہ جن کو خدا نے دولت بھی عطا کی تھی اور عزت سے بھی سرفراز فرمائے گئے تھے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس نہ دولت ہو اور نہ ہی عزت ہو جیسے مشرکین کفار وغیرہ جو مُفلس و نادار ہوا کرتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس دولت ہو عزت نہ ہو، جیسے فرعون، نمرود، قارون وغیرہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس دولت نہ ہو مگر اس کی عزت پہ عزت داروں کو ناز ہو۔ مسلمانو دولت اور شئے ہے عزت اور شئے ہے۔ دولت نمرود کے پاس تھی عزت خلیلؑ کے پاس تھی دولت فرعون کے پاس تھی عزت کلیمؑ کے پاس تھی، دولت قارون کے پاس تھی عزت ہارونؑ کے پاس تھی دولت ابوجہل کے پاس تھی عزت آمنہ کے لال محمد مصطفےٰ کے پاس تھی۔ دولت معاویہ کے پاس تھی۔ عزت مولا علیؑ کے پاس تھی۔ دولت یزید کے پاس تھی اور عزت بتول کے لال کے پاس تھی۔ صلوٰۃ۔ مسدس۔

خواہش ملک نہ جس کو وہ سلطان ہے تو   فوقیت ملک پہ ہے جس کو وہ انسان ہے تو
دل احمد کا مچلتا ہوا ارمان ہے تو   اے حسینؑ ابن علیؑ معنیٔ قرآن ہے تو
جو نہ محتاج ہو لشکر کا وہ غازی تو ہے
ناز سجدہ کرے جس پہ وہ نمازی تو ہے (صلوٰۃ)

عزت اور دولت

مسدس

دولت اور عزت لازم و ملزوم چیزیں نہیں بلکہ دولت اور شئے ہے عزت اور شئے ہے، قدرت
دولت دیکر کبھی کبھار چھین بھی لیتی ہے مگر جس کو عزت دیتا ہے پھر خدا عزت چھینتا نہیں بلکہ عزت
انہیں دیتا ہے جن سے نہ چھینی جائے۔ منقول ہے کہ ایک آدمی کسی دیہات سے جناب رسولخدا کی
خدمت میں حاضر ہوا۔ آنجناب نے اس سے اس کے گھر کے حالات دریافت فرمائے اس نے عرض کی
کہ مولا بہت کچھ اللہ نے دے رکھا ہے سینکڑوں بھیڑیں اور مویشی میرے پاس ہیں کھجوریں اور غلہ
وافر میرے پاس ہے غلام اور کنیزوں کی کمی نہیں ہے۔ درہم دینار ان گنت میرے پاس موجود ہیں
یارسول اللہ میری بڑی عزت ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اے مرد خدا دولت سے تو عزت نہیں میسر
آتی بلکہ خوشنودیٔ خدا عزت کا سرچشمہ ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تیرا شمار، قارون، شداد، ہامان اور
فرعون کے ساتھ نہ ہو۔ کیونکہ وہ بھی دولت کو عزت سمجھتے تھے یعنی فرعونوں کا کام ہے کہ دولت
وحکومت و تخت کو عزت سمجھنا ارے دولت اور شئے ہے عزت اور شئے ہے۔ آج کا مسلمان بھی
دولت وحکومت تخت و تاج کو عزت سمجھتا ہے اور غربت کو بدبختی تصور کرتا ہے۔

دولتمند دیہاتی

مگر معصوم فرماتے ہیں کہ بدبخت چار قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ غور سے بدبختوں کی فہرست
سُنو! پہلا بدبخت وہ ہوتا ہے جو دنیا بھر کی کتابیں رسالے، اخبار ناول تو پڑھ جائے مگر خدا کا
قرآن نہ پڑھے۔ یہ بدبخت ہے آج کا مسلمان اپنے کو دور جدید ترقی کے دور کا مسلمان کہلاتا ہے
مگر قعرِ مذلت میں گرا ہوا انسان صبح بستر پر چائے پیتا ہے اور بستر پر ہی اخبار کا مطالعہ فرض
عین سمجھتا ہے قرآن مجید کا پڑھنا تو درکنار قرآن مجید کو سُننا بھی گوارا نہیں کرتا۔ کسی خدا کے بندے
نے اَعُوذُ بِاللّٰہِ الخ کہا تو مومن قرآن مجید کی آیت کو سُن کر شیطان کی طرح بھاگ کھڑا ہوا۔ مسلمانو!
قرآن پاک سے انحراف کرنے والا بدبخت نہیں تو اور کیا ہے۔ دوسرا بدبخت وہ ہے جس کے
ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک زندہ ہو اور پھر جہنم چلا جائے۔ اللہ اکبر۔ ماں باپ کی زیارت
کرنا حج کا ثواب ہے، حدیث میں ہے کہ جس کے ماں باپ اس پر ناراض ہوں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے
کہ جتنی تیرا جی چاہے عبادت کرلے تیرا کوئی عمل بارگاہِ خداوندی میں قبول نہیں ہوگا۔ دوسری حدیث
میں ہے کہ بہشت کی خوشبو پانچسو برس کی راہ سے آتی ہے مگر والدین جس پر ناراض ہوں گے اس کو
جنت کی خوشبو تک بھی نصیب نہ ہوگی تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ اور تیسرا بدبخت وہ ہے۔ جو

بدبخت چار قسم کے لوگ

ماہ رمضان المبارک کو پالے اور نماز عید کے وقت اس کے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ رہ جائے کتنا بد بخت ہے وہ انسان کہ رمضان کا مہینہ آیا اور گزر گیا اور اسے خبر تک نہ ہوئی۔ مسلمانو! رمضان المبارک کا مہینہ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کا مہینہ بنایا ہے کہ میں اپنی مخلوقات کے گناہ اس میں معاف کروں گا۔ ماہ رمضان میں ایک آیت ایک قرآن کے ختم کے برابر ہوتی ہے۔ روزے سے سونا تسبیح کا ثواب رکھتا ہے

ماہ رمضان کی فضیلت

اور چوتھا بد بخت وہ ہے جو عمل تو خود کرے اور وہ لکھے جائیں دوسروں کے نامۂ اعمال میں یعنی غیبت کرنے والا چوتھے درجہ کا بد بخت ہے۔ روایت میں ہے کہ جس کی غیبت کی جائے اس کی بدیاں غیبت کرنے والے کے نامہ اعمال میں درج ہوتی ہیں جبکہ غیبت کرنے والے کے پاس نیکیاں نہ ہوں اور اگر اس کے پاس نیکیاں ہیں تو جس کی غیبت کی ہے اس کے نامۂ اعمال میں غیبت کے بدلے اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کا نامۂ اعمال بدیوں کا پلڑا رہ جاتا ہے استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ۔

مالک اشتر

میں ایک واقعہ اصحاب امیر المومنین علیہ السلام سے پیش خدمت کرتا ہوں منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت مالک اشتر کا گزر بازار کوفہ سے ہوا تو دیکھا کہ ایک دوکان پر بیٹھا ہوا ایک آدمی مالک کا گلہ یعنی غیبت کر رہا ہے۔ مالک اشتر نے اس طرف سے کپڑا لٹکا لیا اور ان سنی کر کے گزر گئے اتنے میں غیبت کرنے والے سے کسی نے کہا کہ مالک اشتر یہی تھے جو ابھی چہرے پر کپڑا ڈالے گزر گئے ہیں یہ تمام باتیں وہ سن کر جا رہے ہیں۔ گلہ کرنے والا شخص شرمندگی محسوس کر کے معافی طلب کرنے کے لئے پیچھے دوڑا گیا دیکھا کہ حضرت مالک اشتر ایک مسجد میں پہنچ کر نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے معافی مانگی۔ پس مالک اشتر نے جواب دیا کہ میں تیرے ہی لئے مسجد میں آیا ہوں اور یہ دو رکعت نماز تیری ہی بخشش کے لئے میں نے پڑھی ہے۔

غیبت

کہ اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے اور نیکی کی توفیق تجھے بخشے۔ تفسیر انوار النجف جلد ۱۰ صـ ۱۲۴۔

اس سلسلۂ کلام یہ ہے کہ عزت اور شئے ہے اور دولت اور شئے ہے، دولت و حکومت کو دیکھ کر ایک فرقہ نے اپنا مذہب ہی بنا لیا ہے کہ جس کے پاس طاقت دیکھی اُسے حق پہ سمجھ لیا۔ اور دلیل یہی قرار دی کہ چونکہ طاقت ہمارے ساتھ ہے لہٰذا حق بھی ہمارے ہی ساتھ ہے۔ اسی لئے مفتی احمد یار خان گجراتی نے قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے صـ۵ کے حاشیہ پہ وکلّاس کی تشریح

کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ جسے مسلمان اچھا جانیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے۔ محفل میلاد، گیارویں وغیرہ کو عام مسلمان اچھا سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ یہ ہے گیارویں کے جواز کی دلیل شاید مولوی صاحب نے کسی ملنگ سے سن لیا ہوگا کہ جدھر پانچ ادھر پرلیشر، مولانا یہ پانچ تیرے میرے طرح کے بندے نہیں بلکہ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ علیہم السلام پانچ تن کا ذکر ہے اگر کثرت کی طرف حق ہوا کرتا ہے تو کثرت نمرود، فرعون، شداد، اور ابو جہل کی طرف ہے اور اگر آپ فرمادیں کہ مسلمانوں کی بات ہے تو کثرت معاویہ کی طرف ہے حضرت علیؑ کو کیا کہو گے کثرت یزید کی طرف ہے قلت حسینؑ کی طرف ایک طرف لاکھوں دوسری طرف صرف بہتر نفوس فرماؤ مفتی صاحب آپ کا کیا فتویٰ ہے۔

روایت میں ہے کہ جب خلیفہ دوم کی بیعت ہو رہی تھی تو اس وقت سلمانؓ فارسی، مقدادؓ عمارؓ، حضرت امیرؑ المومنین کے دولت سرا میں حاضر تھے۔ امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا امیرؑ المومنین خداوند عالم نے حضرت سلیمانؑ کو اتنا بڑا ملک عطا کیا کہ ایسا اور کسی کو نہیں دیا اور انہیں وہ انگشتری عطا فرمائی جس کی تاثیر ان کی سلطنت تھی۔ آپ تو سردار انبیاء کے خلیفہ ہیں آپ کو خدا نے کونسا ملک عطا کیا ہے ارشاد فرمایا بیٹا سلیمانؑ نے جو ملک خدا سے مانگا تھا وہ خدا نے عطا کر دیا مگر ہمارا ملک اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے وہی انگشتری سلیمانؑ تو (جیب سے نکال کر) فرمایا یہ وہ ہے اس پر نقش کندہ تھا محمدؐ و علیؑ۔ آپ نے فرمایا کیا تم میرے ملک کی جس کا میں بادشاہ ہوں سیر کرنا چاہتے ہو۔ سب نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے ایک جانب رخ کر کے کلام کیا تو ایک ابر کا ٹکڑا آگیا آپ نے حکم دیا تو بچھ جا وہ فرش کی طرح بچھ گیا آپ نے ہم سب سے فرمایا کہ اس پر بیٹھ جاؤ۔ پھر کچھ کلام کیا اور دوسرا ٹکڑا آگیا اس پر آپ تشریف فرما ہوئے ہوا نے انہیں بلند کیا راہ میں فرمایا کیا تم سلیمانؑ کو دیکھنا چاہتے ہو سب نے عرض کیا جی ہاں! آپ ایک نہایت سرسبز و شاداب باغ میں اترے سلمانؓ فارسی کہتے ہیں کہ ہم نے اس سے قبل ایسا باغ کبھی نہیں دیکھا۔ پھر باغ کے وسط میں ایک تخت پر ایک جوان کو سوتے دیکھا آپ نے وہ انگشتری ان کی انگلی میں پہنا دی وہ جوان کھڑا ہو گیا اور کہا السلام علیک یا امیرؑ المومنین اور پھر آپ نے وہ انگشتری اس کے ہاتھ سے اتار لی اور وہ حسب سابق تخت پر سو گئے فرمایا یہ سلیمانؑ نبی ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ روانہ ہو کر دامن کوہ میں پہنچے اور اسی طرح سیر ملک عظیم کی کرانے جو کے

امیر المومنین کی سیر ملک (margin note, partly illegible)

واپس مدینہ تشریف لائے فرمایا یہ ہمارے ملک کا ایک حصہ تھا۔ مدینۃ المعاجز ص۲۰، حقائق العقائد ص۱۹۲
یہ ہے حقیقی عزت مرتضیٰؑ۔ رباعی۔

ایمان کل علیؑ ہے ہمارا یقین ہے — خالق کے خاص گھر کا یہ واحد مکین ہے
مشکل کشا سمجھتے ہیں دولت کو اہل زر — مشکل کشا علیؑ ہے فقیروں کا دین ہے

روایت میں ہے کہ ایک امیر آدمی آنحضرت کی خدمت اقدس میں بغرض زیارت حاضر ہوا محمدابر رسالت کے پاس صحابہ کرام نے ہالہ کیا ہوا تھا۔ اس امیر آدمی کو حضرت بلالؓ کے قریب کچھ خالی جگہ نظر آئی۔ یہ وہیں بیٹھنے لگا مگر اپنے دامن لباس کو سمیٹ کر، کہ کہیں بلالؓ کو نہ لگ جائے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت بلالؓ کالے رنگ کے حبشی اور فقیر منش انسان تھے اور یہ آنے والا مالدار اور عرب تھا اس لئے اس نے بلالؓ کے ساتھ دامن ملا کر بیٹھنا اپنی توہین و ہتک سمجھی، آنحضرت کی نگاہ پڑی تو فرمایا بھائی اگر تو بلالؓ سے مل کر بیٹھ جاتا تو اس کی غریبی تمہیں نہ لگ جاتی اور نہ وہ تیری دولت کو چھین لیتا، آنے والے نے عرض کی یا رسولؐ اللہ صرف عزت کی وجہ سے دامن بچایا ہے کہ میں بھی عرب ہوں اور مال و دولت کی وجہ سے عزت دار بھی ہوں۔ مولا نے فرمایا یہ تجھے غلط فہمی ہے کہ تو عزت والا ہے ایسا ہرگز نہیں ہے تیری دولت کی وجہ سے لوگ تجھے سلام کرتے ہیں یہ تجھے سلام نہیں ہے۔ بلکہ تیری دولت کو سلام ہے مگر میرا بلالؓ اتنی عزت کا مالک ہے کہ میں محمدؐ اور میرا خدا ہم دونوں اس سے خوش ہیں اس امیر نے شرمسار ہو کر عرض کی یا رسولؐ اللہ میں اس گستاخی کے بدلے اپنی آدھی دولت بلالؓ کے حوالے کرتا ہوں۔ بس یہ سن کر بلالؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! مجھے معاف رکھئے کہ جس دولت نے اسے مغرور و متکبر بنا دیا ہے کیا یہ وہ دولت میرے گلے میں ڈالنا چاہتا ہے مولا اس دولت سے آپ کی غلامی اور غریبی لاکھ درجہ بہتر ہے جس سے انسان انسانیت دین و دیانت شرافت کو چھوڑ بیٹھے۔

اب ایک واقعہ عزت اور دولت کے تفاوت کا اور سن لیں تاکہ بیان مکمل ہو جائے جناب مولانا ذاکر حسین صاحب فاروقی نے دینیات کے حصہ چہارم ص۱ پر تحریر فرمایا ہے کہ جناب فضہ افریقہ کی رہنے والی تھی۔ اسی طرح علامہ جعفر نقوی لکھتے ہیں هِيَ كَانَتْ بِنْتُ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الْحَبَشَةِ حبشہ کے کسی بادشاہ کی فضہؓ بیٹی تھی۔ الانوار العلویہ ص۱۶۱، کلمۃ الاسلام ماہ اپریل ۱۹۷۲ء ص۱۶ کہتے ہیں کہ جناب فضہؓ کو

بلالؓ کی عزت

بتولؑ خواب میں ملی جبکہ وہ بادشاہ زادی تھی خواب میں ہی جناب سیدہ کے ارشاد پر مسلمان ہو گئی اور عرض کی کہ میں آپ کی کنیزی کو عزت سمجھتی ہوں آپ کس مقام پر مجھے مل سکتی ہیں جناب سیدہ نے فرمایا تو زنجبار سے یوگنڈا چلی آ۔ آگے میرا اپنا انتظام ہوگا۔ اس کے بعد فضہؓ خواب سے بیدار ہوئی اور دولت و تخت کو چھوڑ کر عزت کی تلاش کو چلی۔ سُنتا ہوں کہ فضہؓ اپنے تخت پر اپنی جوتی رکھ کر عزت کی تلاش کو یوگنڈا کی طرف رات ہی کو روانہ ہو گئی۔ شاید تخت پر جوتی رکھ کر دنیا والوں کو سمجھانا مقصود تھا کہ علیؑ و بتولؑ کی کنیز تخت کے مُنہ پر جوتی مار کر واضح کر رہی ہے کہ جن کی کنیز تخت کو جوتی کے برابر نہ سمجھے اس کا آقا تخت سے کتنا بے نیاز ہوگا۔ رُباعی۔

خدا اس قدر مہربان ہو گیا   علیؑ پر خدا کا گمان ہو گیا
یہ بندہ نوازی کی حد ہو گئی   مکاں دے کے خود لامکان ہو گیا

(صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ)

ہاں حضرت فضہؓ کے بارے میں عرض کر رہا تھا۔ دولت کو چھوڑ کر عزت کی تلاش میں رات کو چلی رات کو سفر دن کو قیام۔ ادھر رسولؐ خدا نے دو صحابہ کو ایک خط تحریر کر کے دیا کہ تم یوگنڈا چلے جاؤ اور فلاں روز فلاں مقام پر ایک عورت تمہیں ملے گی اس کو یہ خط دینا اور ہمارا سلام و پیغام پہنچانا وہ تمہارے ساتھ مل جائے گی۔ اُسے عزت و احترام سے مدینے لے آنا۔ دونوں صحابی یوگنڈا پہنچے اور حسب فرمان رسولؐ خدا زنجبار کی شہزادی جس کا نام میمونہ تھا اسے ملے اور حضورؐ کا خط اور سلام و پیغام میمونہ کو دیا۔ زنجبار کی شہزادی ان کے ساتھ ہو گئی اور کہتے ہیں کہ مدینہ ابھی چار فرسخ تھا کہ نبی اکرمؐ نے بتولؑ سے جاکر فرمایا کہ بیٹی فضہؓ آرہی ہے عرض کیا بابا میں فضہؓ کے استقبال کو جانا چاہتی ہوں۔ فرمایا نہیں بیٹی تم گھر رہو میں اور علیؑ دونوں استقبال فضہؓ کو جاتے ہیں۔ رسولؐ اللہ اور مولا علیؑ نے اس کا بڑھ کر استقبال کیا۔ اس میمونہ نے جس کا نام آل محمدؐ نے فضہؓ رکھا اس قدر بتولؑ کی کنیزی و نوکری کی کہ رسولؐ خدا سے بیٹی کہلوالیا۔ جب کبھی نبی اکرمؐ بتولؑ کے ہاں تشریف لاتے تو ایک ہاتھ سیدہؑ کے سر پر ہوتا اور پوچھتے کہ بیٹی فاطمہؑ خیریت ہے تو دوسرا ہاتھ حضرت فضہؓ کے سر پر ہوتا اور ارشاد فرماتے بیٹی فضہؓ خیریت سے ہو۔ اللہ اکبر۔ یہی نہیں بلکہ فضہؓ نے غلامی میں وہ رنگ بھرا کہ علیؑ و بتولؑ سے بہن کہلوالیا۔ اور حسنینؑ اور زینبؑ و کلثومؑ سے ماں کہلوالیا۔ اللہ اکبر۔ روایت میں ہے کہ کربلا کے میدان میں جناب علیؑ اکبر نے جب اپنے باپ سے عرض کی کہ بابا مجھے جنگ کی اجازت عطا

فرمادیں تو آپ نے فرمایا کہ مستورات محمدؐ و آل محمدؐ سے جا کر اجازت جہاد لے آؤ جناب علی اکبر خیام آل محمدؐ میں تشریف لائے اور آل محمدؐ کی بیبیوں سے اجازت لے کر مولا حسینؑ کے پاس آکر عرض کی بابا میں نے مستورات سے اجازت حاصل کر لی ہے۔ مولا نے فرمایا بیٹا۔ پھپھیوں سے اجازت لی ہے۔ عرض کی جی ہاں: فرمایا بیٹا بہنوں سے بھی مل کر الوداع کر لیا ہے۔ عرض کی جی ہاں فرمایا اپنی ماؤں سے بھی اجازت ہو گئی عرض کی جی ہاں اجازت لے کر آگیا ہوں۔ امام نے فرمایا بیٹا میری ماں سے بھی مل کر اجازت لے آئے ہو عرض کی بابا آپ کی ماں کربلا میں کہاں آپ کی ماں تو جنت البقیع میں ہے فرمایا نہیں بیٹا اکبرؑ میری ماں فضہؓ جو کربلا کے میدان میں موجود ہے جاؤ میری ماں سے بھی مل کر اجازت لے آؤ۔ اب جو فضہؓ نے سُنا کہ مولا مجھے ماں کہہ رہے ہیں تو ہاتھ جوڑ کر عرض کی مولا آج تو ماں نہ کہو اشقیا سُنیں گے تو کہیں گے بتولؑ البقیع سے چل کر آگئی ہے اللہ اکبر۔ یہ ہے بتولؑ کی کنیز کی عزت قدر و منزلت۔ حضرت فضہؓ کے واقعاتِ زندگی سے آسانی سے پتہ چل جاتا ہے کہ عزت اور شئے ہے اور دولت اور شئے ہے۔

اب میں عزت کی تشریح آسان لفظوں میں پیش کئے دیتا ہوں۔ مسلمانو! ذاتی کمال عزت ہوتا ہے اور نسبی کمال فخر ہوتا ہے ذاتی کمال کو بیان کرنا قابل ستائش آفریں ہے اور نسبی کمال کو بیان کرنا فخر و مذموم ہوتا ہے۔ سنیئے:۔ رُستم ہونا۔ ڈاکٹر ہونا۔ عالم ہونا۔ نبی ہونا۔ شجاع ہونا یہ ذاتی کمال ہیں۔ ان اوصاف کو بیان کرنے سے ان اوصاف کے حامل کی عزت ہے کیونکہ یہ ذاتی کمال ہیں اور ذاتی کمال عزت ہوا کرتے ہیں۔ اب نسبتی کمال سنیئے:۔ رستم کی بیوی ہونا، ڈاکٹر کا لڑکا ہونا، عالم کا بھائی ہونا، یہ نسبتی کمال ہیں۔ جو فخر اور مذموم ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر کا لڑکا ہونا کیا کمال چاہے بچارے کو اسپرو کی گولی کا بھی علم نہ ہو۔ ہے تو عالم دین کا بھائی مگر اُسے تو وضو کرنے کا بھی ڈھب نہیں آتا۔ ہے تو نبی کا سالا مگر ہے مشرک یا منافق تو پیغمبر کی یہ رشتہ داری اسے کیا فائدہ دے گی۔ میں کہتا ہوں نبی کی بیوی ہونا کوئی کمال نہیں مومنہ ہونا کمال ہے چاہے فرعونؑ کے گھر ہو، مسلمانو! نیک عورت فرعونؑ کے گھر میں بھی باکمال اور بُری عورت حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کے گھر میں بھی رہ کر کافرہ اور ملعون و مذموم ہو سکتی ہیں۔ آج کثرت تو مسلمانوں کی نسبتی کمال کو حق اور دین سمجھتی ہے۔ سنو جو بندہ اپنے تعارف میں نسبت پیش کرے سمجھو کہ اس بچارے کے دامن میں کچھ بھی نہیں ہے بھائیو نسبت وہی پیش کرتے ہیں جن کے دامن میں کچھ نہیں ہوا کرتا۔ باکمال اپنا کمال پیش کرتے ہیں نسبت پیش نہیں کرتے لوگو نبیؐ کے روضہ میں دفن ہو کر نسبت پہ فخر کرنا اور بات

ذاتی کمال اور نسبتی کمال

ہے اور اپنا نجف، اپنا کربلا، اپنا کاظمین، اپنا سامرہ اور اپنا مشہد مقدس بنانا اور بات ہے ارے آلِ کمال تو آلِ محمدؐ کے گھر لٹنے کی عورتوں نے بھی شام جیسے ملک میں اپنا لوہا منوا کر قیامت تک اپنے ذاتی وقار و عظمت کا دربار بنوا لیا۔

ایک اور بات واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہم جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کو اس لئے امام نہیں مانتے کہ وہ رسول اللہؐ کے چچازاد بھائی تھے ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اس طرح تو جناب جعفرؑ، جناب عقیلؓ، طالب بھی حضرت علیؑ کے حقیقی بھائی، جناب ابوطالبؑ کے بیٹے اور تاجدار رسالت کے چچیرے بھائی تھے اگر رشتہ داری کی وجہ سے مانتے تو انہیں بھی حیدر کرار کی طرح مانتے مسلمانوں ہمارے نزدیک رشتہ داری کوئی فائدہ نہیں دیتی اگر اپنے دامن میں کچھ نہ ہو۔ ہم مولا علیؑ کو اس لئے کائنات کا مولا سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عہدہ ان کو تفویض ہوا ہے۔ علیؑ علیؑ ہے چاہے رسول اللہؐ کا بھائی نہ بھی ہوتا۔ ہم بتولؑ کو اس لئے نہیں مانتے کہ وہ نبی اکرمؐ کی بیٹی ہے بلکہ اس لئے مانتے ہیں کہ بتولؑ کا ذاتی مقام یہ ہے کہ جناب رسولخداؐ بتول کی عزت و تعظیم کیا کرتے تھے حضرت عبد القادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین کے ص۳۶ پر تحریر فرمایا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم حضرت فاطمۃؑ زہرا کی تعظیم کو کھڑے ہوا کرتے تھے اور ہاتھوں کو بوسہ دے کر سیدہ کو اپنی جگہ پر بٹھایا کرتے تھے مسلمانو یہ فاطمہؑ کا ذاتی وقار و عزت ہے اسی طرح سن لیں کہ ہم حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام کو اس لئے امام نہیں مانتے کہ وہ رسولخداؐ کے نواسے ہیں بلکہ اس لئے مانتے ہیں کہ ان کی شان میں آیا ہے اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ وَاَبُوْھُمَا خَیْرٌ مِّنْھُمَا ابن ماجہ جلد ا ص۵؛ ابن عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور اُن کا باپ اُن سے افضل ہے۔ صلوٰۃ مسلمانو! یہ آلِ مصطفیٰ کے ذاتی کمالات ہیں جن کی وجہ سے ہم انہیں بعد از رسول خدا ساری کائنات سے اعلیٰ و افضل مانتے ہیں۔ رباعی۔

سُن نغمہ ہائے بلبلِ بستان پنج تن ۔۔۔ چشم دروں سے دیکھ ذرا شان پنج تن
رشتہ خدا کی ساری خدائی توڑ دے ۔۔۔ لیکن نہ چھوڑ ہاتھ سے دامان پنج تن (صلوٰۃ)

گفتگو جاری تھی عزت اور دولت کی۔ بھائیو! میں سیدوں کو رشتہ دے کر سادات کے قریب تو بیٹھ سکتا ہوں، مگر سید نہیں بن سکتا۔ یہ نسبتی کمال ہے۔ عزت اور فخر کا اب جامع ترجمہ سنو۔ اگر

ادنیٰ اپنے کو اعلیٰ کی طرف نسبت دے تو یہ ہے فخر جو مذموم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر گاؤں کا چوکیدار تحصیلدار کے پیش ہوا تو تحصیلدار نے دریافت کیا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے تو چوکیدار نے گاؤں کے نمبردار السید غلام عباس شاہ صاحب کا نام لیا کہ حضور میں اس گاؤں سے آیا ہوں جس گاؤں کا مالک جناب مخدوم غلام عباس شاہ صاحبؒ ہیں تو چوکیدار نے اپنے تعارف کیلئے نسبت تلاش کر کے پیش کی۔ اگر یہ چوکیدار خود کچھ باکمال معروف انسان ہوتا تو غیر کا سہارا نہ لیتا خود اپنا کمال پیش کرتا۔ جس طرح علامہ اقبال مرحوم، قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سے اگر کوئی دریافت کرے کہ آپ کا تعارف کیا ہے تو اقبال مرحوم یہ تو نہیں کہیں گے کہ میں سیالکوٹ کا رہنے والا ہوں اور قائداعظم یہ نہیں فرمادیں گے کہ میں کراچی کا رہنے والا ہوں۔ بلکہ علامہ اقبال مسکرا کر فرمادیں گے میں حکیم الامت ہوں۔ میں قوم کا وہ شاعر ہوں کہ فن شاعری کو میرے اُوپر ناز ہے میں محرک پاکستان ہوں۔ قائداعظم فرمادیں گے میں قائداعظم ہی نہیں بلکہ میں بانی پاکستان بھی ہوں۔ اسی طرح السید مخدوم غلام عباس شاہ صاحبؒ اپنے تعارف کے لئے کسی غیر کا سہارا نہیں لیں گے۔ بلکہ وہ فرمادیں گے کہ میں موضع کرلیالہ ضلع جھنگ کا مالک و مختار ہوں تو بس یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی اپنے تعارف میں نسبت پیش کرے تو عقلاً کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سمجھ لیں گے کہ اس بچارے کے دامن میں اپنا کمال نہیں ہے جناب رسولخداؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کئی مقامات پر اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ میں اللہ کا رسول ہوں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ یوں تعارف نہیں کرایا کہ میں حضرت ابوبکر حضرت عمر کا داماد ہوں۔ بلکہ اپنا کمال پیش کیا ہے۔ اللہ اکبر۔

علامہ اقبال، قائداعظم

مگر اس بندے کے کمال کا کیا کہنا کہ جس کو اپنے تعارف کا خدا الحبیب مرکز قرار دے رہا ہے اور وہ ہے ذاتِ حسینؑ ابن علیؑ کی کہ نبی اکرمؐ فرماتے ہیں حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ۔ میں حسینؑ سے ہوں اور حسینؑ مجھ سے ہے۔ مشکوٰۃ شریف جلد۳ صہ۲۷۶۔ نبی اکرمؐ کی وجہ سے اپنا تعارف کرانے والے بزرگ اور ہیں اور جن کی وجہ سے نبی اکرمؐ اپنا تعارف کرائے وہ اور بزرگ ہیں۔ ان ہستیوں کی کتنی عزت ہے کہ اگر نمازیں صحابہ کرام بھی ان پر درود نہ پڑھیں تو نماز صحابہ کی بھی باطل ہو جائیگی۔ اسی لئے تو امام شافعی نے فرمایا کہ آلِ محمدؐ کی یہی فضیلت و عزت کافی ہے کہ اگر نمازی اپنی نماز میں ان پر درود نہ پڑھے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ مسلمانو! خالق کائنات جو عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے

حسین منی و انا من الحسین

صلوات بر محمد و آل محمد علیہم السلام

جو کسی کا محتاج نہیں بلکہ ساری کائنات اسی کی محتاج ہے، جس کی بارگاہ میں محمد مصطفیٰ، علی المرتضیٰ جیسی ہستیاں سجدہ ریز ہوا کرتی ہیں وہ کلام پاک میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ پارہ ۲۲ رکوع ۴۔ اس میں بھی شک نہیں کہ خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر اور ان کی آل پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو! تم بھی درود بھیجتے رہو اور برابر سلام کرتے رہو۔ تو آل محمدؐ اتنی عزت و عظمت کے مالک ہیں کہ خالق کائنات بھی ان پر درود و سلام بھیجتا ہے خدا تعالیٰ درود و سلام بھیج کر ان سے اعلان تولّٰی کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی خداوند تعالیٰ ایک کام اور بھی کرتا رہتا ہے وہ یہ کہ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ پارہ ۲ رکوع ۳ اللہ تعالیٰ بھی لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔ یہ قدرت کی طرف سے اعلان تیسرا ہے۔ یعنی درود بھیج کر اللہ تعالیٰ اعلان تولّٰی کرتا ہے اور ان کے دشمنوں پر لعنت کر کے اعلان تبرّا کرتا ہے اللہ اکبر یہ ہے جو کی روٹیاں کھانے والوں کی عزت و عظمت پیش از خدا تعالیٰ۔ صلوٰۃ۔

عزت کی آخری تشریح پیش کر کے میں مجلس کو ختم کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی قسم کی مخلوق پیدا کی ہے اُسے اس کی ذات ہی بہتر جانتی ہے آپ مچھر ہی کو لے لیجئے ساری دنیا کے بلکہ تمام ملک اس کے ویری و دشمن ہیں مچھر کو ختم کرنے کے لئے ہر حکومت کوشاں ہے لاکھوں روپے کے دوا استعمال کئے جاتے ہیں۔ ہزاروں قسم کی اس کو ختم کرنے کی تجویزیں پاس ہوتی ہیں۔ مگر باوجود اتنی حملہ کے ہر سال پچھلے سال سے زیادہ ہوتا ہے ماننا پڑے گا کہ کوئی طاقت ہے جو اس کی حفاظت کرتی چلی آرہی ہے۔ مولا امیرؑ المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں مَعَ کُلِّ اِنْسَانٍ مَلَکَیْنِ یَحْفَظَانِہٖ نہج البلاغہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۶ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے اس کی حفاظت کو قدرت نے لگا رکھے ہیں۔ قرآن مجید میں اعلان ہوتا ہے۔ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ ہر ذی روح کے لئے نگہبان مقرر کئے گئے ہیں۔ تفسیر کبیر میں علامہ فخرالدین رازی نے مخلوق الٰہی کی کثرت کے متعلق ایک قیاسی خاکہ بنایا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جتنے دنیا میں انسان اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔ ان سے دس گنا زیادہ چوپائے ہیں۔ حیوانوں اور انسانوں سے دس گنا زیادہ پرندے ہیں، انسانوں، حیوانوں اور پرندوں سے دس گنا زیادہ کیڑے مکوڑے ہیں، ان چاروں سے دس گنا زیادہ سمندر، دریا کے جانور ہیں۔ اور ان پانچوں سے دس گنا زیادہ فرشتے ہیں اللہ اکبر! مصباح المجالس جلد ۴ صفحہ ۴۔

کثرت مخلوقات

مجھے صرف آپ کا رُخ مخلوق خدا کی کثرت کی طرف موڑ کر یہ بتلانا مقصود ہے کہ جب کثرت کا اندازہ ہو جائے تو ہر ذی رُوح کی حفاظت کیلئے دو فرشتے ہوا کرتے ہیں۔ اندازہ تو کرو کہ ملائکہ کتنے ہوں گے۔ صرف مخلوق خدا کی حفاظت کیلئے ہی نہیں بلکہ اور بھی لاکھوں قسم کی ڈیوٹیاں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی لگائی ہیں۔ تو سوچو تو سہی کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے فرشتے پیدا کئے ہوں گے۔ بس خالق ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ مخلوق اس کی کس شمار میں ہے یہ بھی یاد رہے کہ جس طرح انسانوں میں اعلیٰ و ادنیٰ، حاکم و محکوم ہوا کرتے ہیں اُسی طرح فرشتوں میں بھی اعلیٰ و ادنیٰ اور حاکم اور محکوم قدرت نے پیدا فرمائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کثرت محتاج قلت ہے جہاں کثرت ہو جائے گی وہاں اگر قلت نہ ہوئی تو نظام بگڑ جائے گا۔ مثلاً ایک گھر میں دس افراد ہوں تو تقاضائے فطرت یہ ہے کہ ان دس نفوس میں سے ایک سردار ہو اگر تمام کے تمام ہی سردار ہوئے تو گھر کا نظام تباہ ہو جائے گا۔ اشد ضرورت ہے کہ ان میں سے ایک انسان کے ہاتھ میں گھر کا نظام رہے میانوالی کے علاقہ میں جب دیہاتی عورتیں آپس میں لڑتی ہیں تو وہ ایک دوسری کو گالی دیتی ہیں کہ تسانے تیڈے گھر دے ساری ہی وڈے تھی وجن۔ معلوم ہُوا کہ کثرت محتاج قلت ہے ایک گھر میں دس افراد تو ان میں ایک بڑا ہونا ضروری ہے چالیس، پچاس گھروں کے بڑے چالیس پچاس ہو گئے تو کثرت ہو گئی۔ اب ضروری ہے کہ ایک نمبردار ہونا چاہیے۔ چار پانچ گاؤں کے نمبردار جمع ہو گئے تو اب کثرت ہو گئی تو پھر ضروری ہے کہ قلت ہونی چاہیے تو ان پر ایک پٹواری ہو گا۔ سات آٹھ پٹواری ملے تو پھر کثرت ہو گئی۔ اب قلت کا ہونا ضروری ہے تو ایک قانونگو ہونا چاہیے کیونکہ کثرت محتاج قلت ہے چار پانچ قانونگو ہوئے تو ان پر ایک تحصیلدار کا ہونا ضروری ہے۔ تین چار تحصیلدار ہوئے تو ایک ڈپٹی کمشنر کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح کمشنر، گورنر، وزیر اور وزیراعظم۔ آخر پورے ملک میں ایک انسان ہو گا جو پورے ملک کا ذمہ دار ہو گا۔ پھر سو، پچاس ملک ہو گئے تو کثرت کو برداشت نہ کر سکے اقوام متحدہ کا وجود بنانا پڑا۔ تو جس طرح انسانوں میں اعلیٰ و ادنیٰ ہیں اسی طرح فرشتوں میں بھی اعلیٰ و ادنیٰ اور حاکم و محکوم، فاضل و مفضول ہیں۔ تو فرشتوں کی کثرتیں سمٹ سمٹ کر آخر میں چار فرشتے سردار رہ جاتے ہیں۔ جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ، عزرائیلؑ اب ان چاروں میں پھر کثرت ہو گئی تو قدرت نے تمام ملائکہ پر جبرائیلؑ کو سردار مقرر فرمایا ہے۔ اب غور کرو کہ سب سے چھوٹا فرشتہ بھی نوری ہے تو اس فرشتے کا حاکم اور پھر اس کا حاکم اب چلتے چلتے حضرت جبرائیلؑ تک آ کر فیصلہ تو دو کہ حضرت جبرائیلؑ کیسے اور کتنے بلند ہوں گے۔ اللہ اکبر!

کثرت کی بنیاد قلت ہے

جبرائیل کی عظمت

جس طرح میں فرشتوں کے بارے میں عرض کر چکا ہوں، اسی طرح انسانوں کا خیال کر لیجئے۔ مسلمانو! فرشتوں کی کثرتیں سمٹ سمٹ کر حضرت جبرائیل تک اور انسانوں کی کثرتیں سمٹ سمٹ کر پائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہیں۔ حضرت جبرائیل کا مقام ہے ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ۔ پارہ ۳۰ رکوع ۶۔ قوت والا نزدیک صاحب عرش کے مرتبے والا۔ اور رسولؐخدا کے بارے میں قرآن مجید کا فرمان ہے۔ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔ پارہ ۱۵، رکوع ۹، شتاب ہے کہ بھیجے تجھ کو پروردگار تیرا مقام محمود میں۔ جب دونوں سرداروں کی بلندیوں کا اندازہ لگا تو پھر دیکھو کہ ایک ان میں بتولؑ کی چکیاں چلاتا اور بتولؑ کے بچوں کے جھولے جھلاتا ہوا نظر آتا ہے اور دوسرا ازراہ شفقت بتولؑ کے بچوں کو دوش انور پر سوار کر کے العفو العفو فخر سے کہتا ہوا عیدگاہ کو جا رہا ہے۔ فیصلہ دو مسلمانو کہ بتولؑ کا گھرانہ کتنا بلند ہوگا۔ یہ ہے حقیقی عزت میں ذرا اور وضاحت کئے دیتا ہوں تاکہ بیان مکمل ہو جائے۔ پہلا فرشتہ معصوم اس کا حاکم کیسا ہوگا؟ اسی طرح بڑھتے جائیے تو جبرائیلؑ کیسا ہوگا پھر تمام ملائکہ بمعہ جبرائیلؑ کے جس آدمؑ کو جھکے ہیں وہ آدم کیسا ہوگا؛ کتنی عظمت و عزت ہے ابوالبشر تیری کہ کروڑوں گردنیں معصوم تجھے جھکی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مسلمانو! حضرت آدم ابوالبشر معصوم اولی العزم نبی اور مسجود ملائکہ سہی مگر آدمؑ سے حضرت نوحؑ افضل ہیں۔ کیونکہ حضرت نوحؑ نے تشریف لا کر حضرت آدم کی تصدیق فرمائی اور اعلان کیا کہ آدمؑ معصوم نبی مرتبے والے نبی، اولی العزم نبی، مگر اس کا قانون منسوخ اب میرا قانون جاری و ساری و ناسخ ہے۔ ارے جس بندے نے اگر حضرت آدمؑ کے قانون کو منسوخ فرمایا وہ نوحؑ کتنا بلند ہوگا۔ قرآن مجید میں قدرت کا واضح اعلان موجود ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ پارہ ۳ رکوع ۱۔ پیغمبروں میں سے بعض کو اوپر بعض کے فضیلت دی گئی ہے تو جب نوحؑ کی فضیلت ذہن میں آجائے تو حضرت نوحؑ کا ناسخ حضرت خلیلؑ اللہ ہے کہ جناب ابراہیمؑ نے تشریف لا کر حضرت نوحؑ کی تصدیق فرمائی مگر اعلان کیا کہ اس کی شریعت منسوخ میرا قانون جاری۔ معلوم ہوا کہ حضرت نوحؑ سے حضرت خلیلؑ افضل اسی طرح حضرت کلیم اللہ اور حضرت عیسٰے روح اللہ یعنی ہر آنے والے نبی نے پہلے نبی کی تصدیق بھی کی اور اُسے منصوص من اللہ بھی فرمایا، اسے معصوم بھی مانا، مگر اُسے منسوخ اور خود ناسخ بنا تو غور کرو کہ حضرت آدمؑ سے حضرت عیسٰیؑ تک عصمت و بلندی کی ایک لاکھ کئی ہزار سیڑھیاں اور چڑھ جائیے تو فرمائیں کہ حضرت عیسٰےؑ کتنے بلند ہوں گے (ہاں یہ درست ہے کہ رسولؐخدا کے بعد تمام انبیاء سے حضرت خلیل اللہ افضل ہیں) اور یہ بھی یاد رہے کہ جتنے فضائل قرآن مجید

میں حضرت عیسٰیؑ کے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔ اتنے فضائل کسی نبی کے بیان نہیں ہوئے۔
حضرت عیسٰیؑ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ مٹی سے پرندے بنا کر اڑا دیتے تھے گھروں میں جو کچھ جمع لوگ
کرتے تھے بتلا دیتے تھے، نابینوں کو بینائی بخشتے تھے، مبروصوں کو شفا ہوتی تھی، جھولے میں اعلانِ نبوت
فرمادیا۔ یہ سب قدرت کی عطاو بخشش ہے۔

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ جناب عیسٰیؑ کہیں جارہے تھے کہ آپ نے ایک نوجوان آدمی کو دیکھا
کہ نہایت ہی دُبلا پتلا لاغر سر پہ لکڑیوں کا گٹھا رکھے جا رہا ہے۔ جناب عیسٰیؑ کو اس کی حالت پہ رحم آگیا
کہ اس بچارے کا علاج کرنا چاہیئے حضرت عیسٰیؑ اس لکڑہارے کے پیچھے ہوگئے اُس نے اپنے گھر آکر
لکڑیاں پھینکیں تو حضرت عیسٰیؑ بھی پہنچ گئے اور اس کے باپ سے دریافت کیا کہ کیا یہ تیرا لڑکا بیمار ہے
اس نوجوان کے باپ نے کہا جی ہاں میرا لڑکا ایسا بیمار ہے کہ اس کا علاج سوائے موت کے اور کوئی نہیں
ہے جناب عیسٰیؑ نے فرمایا کہ میں مریمؑ کا بیٹا ہوں گھبرائیں نہیں۔ میں اس کا علاج کئے دیتا ہوں۔ بتائیں تو
سہی کہ اس کو مرض کیا ہے؟ اس بوڑھے آدمی نے کہا حضورؑ ہم ہیں لکڑہارے بالکل غریب آدمی، میرے
اس بدبخت لڑکے نے ایک روز بادشاہ کی کہیں لڑکی دیکھ لی، اُس کی محبت اس کے دل میں اُتر گئی۔
یہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے شادی کرنی ہے بھلا وہ بادشاہ ہم مفلس و کنگال۔ اسے نہ بادشاہ کی لڑکی
ملے اور نہ اس کی بیماری دُور ہو۔ اس کا علاج سوائے موت کے اور کوئی نہیں ہے حضرت عیسٰیؑ نے
فرمایا۔ بابا اس کا علاج میں کئے دیتا ہوں۔ اسے کہو کہ جا کر بادشاہ سے رشتہ طلب کرے۔ کام بن جائے
گا۔ اس جوان کے باپ نے کہا کہ کیا آپ میرے بچے کو مروانا چاہتے ہیں۔ ابھی تو زندہ ہے بیمار ہی سہی
جب اس نے بادشاہ سے رشتہ طلب کیا تو پھر تو اس کی لاش بھی نہیں ملے گی۔ حضرت عیسٰیؑ نے فرمایا
میں نبی ہو کر اس کی ضمانت لیتا ہوں یہ وارثوں والا ہے، بے وارثوں کی لاشیں کتے کھا جایا کرتے ہیں
پیغمبروں کے غلاموں کی لاشوں کی جنگل کے شیر حفاظت و رکھوالی کیا کرتے ہیں، اس بوڑھے نے نبی کی
بات پر یقین کیا حالانکہ بوڑھے پیغمبروں کی باتوں کی پرواہ تک نہیں کرتے چاہے کوئی نبی ایک لاکھ کئی ہزار
کے مجمع میں اعلان کرے بس باپ نے اپنے دیوانے بیٹے سے کہا بیٹا جاؤ بادشاہ سے رشتہ طلب
کرو تیری زندگی کا اللہ کے حکم سے نبی ضامن ہے۔ عاشق۔ دیوانے پن میں بھاگتا گیا اور بادشاہ کے دربار
میں پہنچ کر بغیر سلام کے بادشاہ سے کہا کہ مجھے اپنی بچی کا رشتہ دے دو۔ بادشاہ کے حواری یہ گستاخانہ کلام

سُن کر طیش میں آگئے اور تلواریں نیاموں سے نکل پڑیں۔ بادشاہ دانا اور فہیم تھا۔ اس نے غلاموں کو اس کے قتل سے روکا اور محبت سے اُسے اپنے قریب بُلا کر کہا کہ بیٹا واقعی میری بچی جوان ہے۔ آخر میں نے کسی سے تو اس کی شادی کرنی ہے میں بادشاہ ہوں تو غریب آدمی ہے۔ تیرا میرا جوڑ کوئی نہیں ، میری بچی کا مہر ہے سات ہیرے اگر تیرے پاس حق مہر ہے تو لے آ اور شادی کر لے۔ دیوانے نے کہا کہ میں ابھی لاتا ہوں۔ دیوانہ گھر کی طرف بھاگا اور بادشاہ نے اپنے لوگوں سے کہا کہ یہ بیچارا کھانے کو محتاج ہے کہاں سے مہر لائے گا میری عزت بھی بچ گئی اور میری رعایا سے ایک آدمی کی جان بھی بچ گئی۔ اُدھر اس جوان نے جناب عیسٰیؑ کے پاس جا کر عرض کی کہ حضور رشتہ تو میں منوا آیا ہوں۔ آپ حق مہر کا بندوبست کر دیں کہ بادشاہ سات ہیرے مہر مانگتا ہے فرمایا اے جوان جتنے سنگریزے تو اکٹھے کر سکتا ہے کر لے۔ اس جوان نے سنگریزوں کا ڈھیر لگا دیا۔ جناب عیسٰیؑ نے جو نگاہ کرم ڈالی تو قدرت نے سنگریزوں کو ہیرے بنا دیا۔ عیسٰیؑ نے فرمایا اے جا اور بادشاہ سے کہہ کر کیا اور چلے گئے۔ دیوانے نے ہیروں کی گٹھڑی باندھی اور سر پر رکھ کر بادشاہ کی خدمت میں پہنچ کر بادشاہ کے قدموں میں دے ماری اور کہا کہ آپ سات ہیرے مانگ رہے تھے میرے گھر میں تو سات لاکھ کی بھی کمی نہیں ہے بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ بیٹا کس کی نگاہ پڑ گئی عرض کیا کہ مریمؑ کے لال عیسٰیؑ کا فیض کرم ہے۔ اللہ اکبر۔

تو اتنے کمالات کے مالک حضرت عیسٰیؑ کو ۱۹۷۵ء برس گزر گئے عالم لاہوت یعنی آسمانی مخلوق میں عبادت کرتے ہوئے اس عالم ناسوت کے ہزار سال کی عبادت اور عالم لاہوت کے ایک لمحہ کی عبادت اس سے افضل ہے۔ غور کریں کہ اب حضرت عیسٰیؑ کیسا ہو گیا ہو گا۔ اور خدا جانے قیامت تک کتنے سال اور آسمان پر رہے گا فرماؤ پھر کیسا ہو جائے گا جب یہ مقام ذہن میں آجائے تو سُنو ایک دن ایسا آئے گا کہ حضرت عیسٰیؑ بھی زمین پر آئے گا اور حضرت امام آخر الزماں مہدی علیہ السلام بھی آئے گا۔ نماز عصر کا وقت ہو گا۔ جناب مہدیؑ فرمادیں گے اے مُردوں کو زندہ کرنے والے ، اے مٹی سے پرندے بنا کر اڑانے والے اے بیماروں کو شفا بخشنے والے ، اے مبروصوں کو تندرست کرنے والے ، اے نابینوں کو نور بصارت سے مالا مال کرنے والے اے تمام انبیاء کی سوائے محمد مصطفیٰ کے شریعتوں کو منسوخ کرنے والے۔ آئیے ذرا آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھا دیجئے میں نے تو یہی پڑھا سُنا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ نہایت ادب سے عرض کریں گے۔ بتولؑ کے لال کائنات پر غالب آنا اور بات ہے اور تیرا امام بننا اور بات ہے بس کائنات

حضرت عیسٰیؑ کی عظمت

یہ منظر ملاحظہ کرے گی کہ جہاں مہدیؑ کے قدم ہوں گے۔ وہاں عیسیٰؑ کا سر ہوگا۔ وہ مہدی کیسا ہوگا۔ العظمۃ للہ تو حضرت مہدیؑ نے اپنے باپ امام حسنؑ عسکری کے پیچھے نماز پڑھی تھی فرماؤ امام حسنؑ عسکری کیسا ہوگا اور اُس نے اپنے باپ امام علیؑ نقی کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ کیسا ہوگا، اس نے اپنے باپ امام محمدؑ تقی کے پیچھے نماز پڑھی وہ کیسا ہوگا۔ اُس نے اپنے باپ حضرت امام علی رضا کے پیچھے پڑھی اور اس نے امام موسیٰؑ کاظم کے پیچھے اور اُس نے حضرت جعفرؑ صادق کے پیچھے اور اُس نے اپنے باپ امام محمدؑ باقر کے پیچھے اور اُس نے علیؑ زین العابدین کے پیچھے اور اُس نے حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کے پیچھے اور اُس نے امام حسن علیہ السلام کے پیچھے اور نبیؐ نے فرمایا وَاَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِّنْهُمَا ابن ماجہ جلد ا صہ، بتاؤ مسلمانو! حضرت علی المرتضیٰ کیسے ہوں گے؟ جب یہ عزت ذہن میں آجائے حضرت امیر علیہ السلام فخر سے فرماتے ہیں اَنَا عَبْدٌ مِّنْ عَبِيْدِ مُحَمَّدٍ۔ میں محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ فیصلہ دو محمدؐ مصطفیٰ کیسے ہوں گے اب میں توحید پرستوں کے لئے ایک اور منزل بلند کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جب جناب رسالتمآبؐ اور حیدرؑ کرار کی عزت وعظمت کا احصا ہو جائے تو جس کی بارگاہ میں یہ بزرگوار سر جھکا کر فرمادیں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وہ عالمین کا پروردگار کیسا ہوگا؟ اور اگر پھر بھی توحید کے کمالات مزید دیکھنے ہوں تو کربلا کے میدان میں نگاہ ڈالیں کہ توحید کی خاطر بتولؑ کا لال بھرا گھر لٹا رہا ہے اور اس طرح حسینؑ اُجڑا کہ دوستوں تک نہ پہچان سکے۔

امام محمد باقرؑ کی عظمت

منقول ہے کہ قید یزیدؔ میں ایک روز حضرت سجادؑ نے زندان بان سے فرمایا کہ اگر تیری اجازت ہو تو میں ذرا دیر کیلئے زندان سے باہر کی ہوا کھالوں، کیونکہ کافی دنوں سے مجھے تازہ ہوا نہیں لگی۔ وہ اہل دل تھا رحم آگیا قفل زندان کھول کر کہا کہ اچھا تھوڑی دیر کیلئے باہر آجائیے۔ امام علیہ السلام طوق وزنجیر سنبھالے زندان سے نکلے اور دروازے کے سامنے کھلی ہوا میں بیٹھ گئے۔ اتفاق سے آلِ محمدؐ کے ایک محب کا اِدھر سے گزر ہوا۔ اُس نے دیکھا کہ ضعیف و ناتواں ایک انسان ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا اور آہنی طوق پہنے ہوئے بیٹھا خدا کی حمد کر رہا ہے اُس نے قریب آکر سلام کیا امام نے سلام کا جواب دیا اس نے کہا اے قیدی تو کہاں کا رہنے والا ہے اور تم نے کیا جرم کیا ہے؟ جو یہ سزا ملی ہے فرمایا میں مدینہ کا رہنے والا ہوں اور میرا جرم یہی ہے کہ میں کہتا ہوں خدا وحدہ لاشریک ہے مسلمانو! حلال وحرام حق و باطل میں تمیز کرکے حلال کھاؤ اور باطل سے پرہیز کرو۔ اُس نے کہا ہائے یہ کیا تو نے کہا کہ مدینے

سید الساجدین اور امام محمد باقرؑ کی عظمت

کے رہنے والے ہو بتاؤ تم کس قوم وقبیلہ سے ہو فرمایا بھائی کیا پوچھتا ہے میں قبیلہ بنی ہاشم سے ہوں، یہ سُن کر وہ گھبرا گیا اور کہا کہ کیا تم میرے آقا و مولا سید زین العابدین علی ابن الحسینؑ کو جانتے ہو۔ فرمایا جتنا میں علیؑ ابن الحسینؑ کو جانتا ہوں اتنا کوئی بھی نہیں جانتا۔ امام نے فرمایا اے بھائی کیا تم علیؑ ابن الحسینؑ کو پہچانتے ہو؟ اُس نے کہا سبحان اللہ وہ تو کریم ابن کریم ہے اس کے بڑے احسانات مجھ پر ہیں ایک مرتبہ سفر میں میرا اونٹ گم ہو گیا تھا۔ میں مدینہ پہنچا اور علیؑ ابن الحسینؑ سے اپنی پریشانی عرض کی۔ انہوں نے مجھے ایک سواری عطا کی اور پانچسو درہم زادِ راہ کیلئے عنایت فرمائے۔ عزادارو! امام نے اپنا سر بلند کیا اور اس کی طرف دیکھ کر فرمایا تو نے امام کو کب پہچانا، میں ہی تیرا مظلوم امام ہوں، بس اتنا سننا تھا کہ وہ غش کھا کر گر پڑا۔ امام اُسے ہوش میں لائے تو اس نے کہا مولا میرے لئے کوئی حکم ہو تو کرو۔ فرمایا اب میں تجھے رخصت کرتا ہوں کیونکہ مجھے زندان سے واپس آنے کو بلایا جا رہا ہے اُس نے کہا مولا زندان میں کون ہے فرمایا میں اکیلا ہی قید نہیں ہوا بلکہ محمدؐ کی بیٹیاں بھی میرے ساتھ قید ہو کر آئی ہیں۔ بھائی نبیؐ کی بیٹیاں بھی میرے ساتھ ہیں۔ عزادارو! جونہی زینبؑ نے سُنا کہ کوئی آل محمدؐ کا محب ہے تو جناب زینبؑ نے فرمایا بیٹا اُس محب کو میرا اسلام کہو اور میرے ویر حسینؑ کا آخری پیغام پہنچاؤ۔ محبان حسین اُس محب نے روتے ہوئے عرض کی کہ میرے امام مظلوم کا آخری پیغام کیا تھا۔ فرمایا حسینؑ کا پیغام ہے۔ شِيْعَتِيْ مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَآءَ عَذْبٍ فَاذْكُرُوْنِيْ۔ اَوْ سَمِعْتُمْ مِنْ غَرِيْبٍ اَوْ شَهِيْدٍ فَانْدُبُوْنِيْ۔ شیعو جب ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو بھی یاد کر لینا اور جب کسی مظلوم کا ذکر کرنا تو میری مظلومی پر بھی چند آنسو بہا لینا۔ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ زندان بان نے عرض کی اے قیدی کوئی بی بی رات کو قید خانہ کے باہر روتی ہے امام نے فرمایا رات کو مجھے دکھلانا، عزادارو! جب رات کا وقت ہوا تو کیا دیکھا کہ ایک بی بی، ہائے قسمت ہائے قسمت کر کے قید خانہ کے باہر روتی ہوئی نظر آئی امام نے دریافت کیا تو فرمایا بیٹا میں تیری دادی فاطمہؑ ہوں۔ ہائے میرا بھرا گھر اُجڑ گیا، مصباح المجالس جلد ۲ صـ ۳۱۴، المجالس المرضیہ صـ ۱۰۱۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

تیرھویں مجلس

صداقت اور کذب، لفظ صدیق کی وضاحت، حضرت ابراہیمؑ کی صداقت، صدیق اور صدیق اکبر میں تفاوت، بی بی مریم کی صداقت، حضرت عیسیٰؑ کی ولادت، اِنّی عبداللہ، پانچ بچے گویا ہوئے، جریح عابد کیلئے ماں کی بد دُعا، صدیق اکبر کون ہے، صدیقہ کبریٰ کیلئے جنّت سے کھانا، مصائب اہلبیت دربازار شام و دربار یزید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ پارہ ۱۱ رکوع ۴۔ اے ایماندارو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اگر کسی میں کوئی کمال ہو تو حق کے پرستار اس کو خوشی سے قبول کر لیا کرتے ہیں۔ وصف کمال تو عقلمند آدمی اپنے دُشمن آدمی کا بھی مان لیتا ہے خوبی اپنی توصیف کروا ہی لیا کرتی ہے جوہر کمال مجبوراً ماننا ہی پڑتا ہے میں کہتا ہوں اگر دشمن میں بھی کوئی کمال ہو تو اُسے بھی فخر سے قبول کرنا چاہیئے۔ قرآن مجید نے بھی اسلام کے دعویداروں کو یہی تلقین کی ہے۔ وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ۔ پارہ ۲۲ رکوع ۱۵۔ نہیں برابر اندھا اور دیکھنے والا، اور نہیں برابر اندھیرا اور روشنی اور نہ سایہ اور دھوپ اور نہیں برابر زندہ اور مُردہ، اندھے کو اندھا کہو اور بینا کو بینا کہو، اندھیرے کو اندھیرا کہو اور روشنی کو روشنی کہو، سایہ کو سایہ کہو اور دھوپ کو دھوپ کہو، بس مُردے کو مردہ کہو اور زندہ کو زندہ کہو، ہر کسی کو برابر کہنا یہ اسلامی دستور کے بالکل خلاف ہے، دیکھو حاتم، نوشیرواں، اور رستم تینوں مُسلمان نہ تھے، مگر اُن کے کمالات دنیا میں صفت بن کر رواج پا گئے، آج سخاوت کا دوسرا نام ہی حاتم ہے۔ عدل نوشیرواں کا نام سُن کر مُسرت سے جھوم

جاتا ہے اور رستم پہلوانی کی آخری سند کا نام ہوگیا ہے حضور کمالات منوائے نہیں جاتے بلکہ مانے جاتے ہیں۔ پھول کی خوشبو تسلیم کرنا ہی پڑتی ہے، موتی کی چمک ماننا ہی پڑتی ہے اسی طرح اگر کسی انسان میں جوہر صداقت ہو تو خود بخود دنیا مان لیتی ہے جوہر صداقت کے منوانے کے لئے کسی غیر کے سہارا کی ضرورت نہیں بلکہ گلستانِ صداقت اپنی مہک سے دنیا کو مسحور کر ہی لیتا ہے۔

سنئے! جوہر صداقت ایک ایسی بہترین خوبی ہے کہ ہر کاذب مدّعی صداقت نظر آتا ہے۔ کچہری کا مشہور جھوٹا گواہ بھی اپنے آپکو فخر سے صدیق کہلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کافی مخلوق جو ایسے بندوں کو صدیق مانتی ہے جس بیچارے کی پُوری زندگی شیطان کی ہمنوائی میں گزری ہو۔ دور نہ جائیے اپنے باپ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کا ابتدائی واقعہ ہی پڑھ لیں۔ کہ ابلیس ملعون نے صدیق بن کر جناب آدمؑ اور حضرت حوّا کو یقین دلایا کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں میری ڈاڑھی پہ اعتبار کرو، ورنہ نکاح ٹوٹ جائے گا۔ وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ اور کہا نہ منع کیا تم کو پروردگار تمہارے نے اس درخت سے مگر اس خطرہ سے کہ ہو جاؤ تم دونو فرشتے یا ہو جاؤ ہمیش رہنے والے۔ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۔ پارہ ۸ رکوع ۹ اور قسم کھائی ان دونوں کے آگے کہ البتہ میں واسطے تمہارے خیر خواہ سے ہوں۔ یہ دنیا میں پہلی جھوٹی قسم ہے جس پر معصوم مخلوق کو بھی دھوکا لگ گیا اور حضرت آدمؑ اور جناب حوّا اعتبار کر بیٹھے۔ تو ابلیسؔ نے بھی تو صدیق بن کر ہی ان دونوں بزرگوں کو دھوکا دیا تھا۔ بھلا کون ہے کہ جو یہ کہے کہ میں پرلے درجہ کا جھوٹا کاذب مفتری ہوں میری بات پہ اعتبار نہ کرنا تو پھر کون اعتبار کرے۔ بھائیو ہمیشہ کاذب صداقت کا لباس پہن کر دنیا کو دھوکا دیتا ہے

ایک واقعہ اور سنیئے! حضرت سلیمانؑ علیہ السلام کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش ہوا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک شکاری نے بھیس بدل کر ایک جانور شکار کیا۔ اس جانور کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں مقدمہ دائر کر دیا۔ شکاری پیش کیا گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اس کے بیٹے کو کیوں شکار کیا۔ شکاری نے عرض کی کہ حضورؑ حلال جانور تھا اور حلال جانور کا شکار جناب کی شریعت میں جائز ہے۔ اس جانور کی والدہ نے عرض کی جناب حلال جانور کے شکار پر تو کوئی اعتراض نہیں۔ اعتراض صرف اس کے لباس پر ہے کہ اس نے لباس تو پہنا انبیاء کا اور میرا بچّہ اس کے لباس سے دھوکا کھا گیا اس نے شکاریوں والا لباس کیوں نہیں پہنا۔ اگر یہ شکاری کے لباس میں آتا تو ہم اپنا بچاؤ کر لیتے۔

اس نے تو لباس سے دھوکا دیا ہے۔ بارہ تقریریں ص ۱۳۲

آج مجھے لفظ صدیق پر بحث کرنا ہے آپ لفظ صدیق سے نہ گھبرائیے، خدا کی قسم صدیق اکبر کی شان میں گستاخی نہیں ہوگی بزرگوں کی شان میں گستاخی کو کفر سمجھتا ہوں۔ میں کیا میری قوم میرے بچے حضرت صدیق اکبر کے غلاموں کے غلام ہیں مگر صدیق ہونا اور بات ہے صدیق کہلانا اور بات ہے۔

لفظ صدیق کی وضاحت

سنو! خدا تعالیٰ نے ہمیں معیت صدیق کا حکم دیا ہے کہ ایمان کے دعویدارو! اللہ سے ڈرو اور صدیقوں کے ساتھ ہو جاؤ، قدرت کا یہ فرمانا کہ صدیقوں کے ساتھ ہو جاؤ اس بات کی دلیل ہے کہ کچھ کاذبوں نے بھی نسل انسانی کے رہنما ہونے کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ اسی واسطے تو فرمایا کہ صدیقوں کے ساتھ ہو جاؤ اور کاذبوں سے بچنا۔ ایک مثال سے مقصود کو واضح کرتا ہوں جب تک بازار پاکستان میں نقلی گھی نہیں آیا تھا اس وقت تو اتنا کہنا ہی کافی تھا کہ بازار سے مٹھائی خرید کر لے آؤ۔ مگر جب ڈالڈا گھی بازار میں فراوانی سے براجمان ہو گیا تو اب یہ کہنے کی ضرورت درپیش ہوئی کہ بازار سے دیسی گھی کی مٹھائی خرید کر لے آؤ۔ اصلی دیسی گھی کس نے کہلوایا نقلی ڈالڈا نے، بازار سے سچے موتی لے آؤ، ارے جھوٹے موتی بازار میں ہیں کہ سچے موتی کہنے کی ضرورت درپیش ہوئی۔ اسی طرح قدرت کا ارشاد ہے کہ ایماندارو! اللہ سے ڈرو، اور صدیقوں کی معیت اختیار کرو۔ معلوم ہوا کہ کچھ کاذبوں نے بھی اسلام کے دعویداروں کے رہنما ہونے کا دعویٰ کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لعنتی اور جہنمی اماموں کا ذکر بھی کیا ہے وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ پارہ ۲۰ رکوع ۱۶ اور ایسے پیشوا ہیں کہ لوگوں کو آگ کی طرف بلاتے ہیں۔ دوسری آیت میں اُن کی پہچان بتلائی کہ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ۔ پارہ ۲۰ رکوع ۱۶ اور ان کے پیچھے اس دنیا میں ہم نے لعنت لگا دی اور دن قیامت کے ان کا بُرا حال ہوگا۔ معلوم ہوا کہ کچھ لعنتی لوگوں نے بھی امامت کا دعویٰ کر رکھا ہے۔

لعنتی پیشوا

اس آیت کریمہ سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ ملاں کا یہ کہنا کہ جہاں کوئی لگا ہوا ہے ٹھیک ہے کسی کو کچھ نہ کہو یہ دعویٰ تو باطل ہو گیا جبکہ خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے کہ کچھ لعنتی بھی امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے پیچھے لعنت لگا دی ہے میری تو صرف اور صرف یہ عرض ہے کہ لعنتی اماموں سے بچو! اور صدیقوں کا دامن تھام لو، اور بس۔ صلوٰۃ۔

مسلمانو! دنیا میں دو طرح کے صدیق ہیں ایک وہ جن کو خدا تعالیٰ نے صدیق بنایا، ایک وہ جن کو

بندوں نے صدیق بنایا۔ خدا اپنے بنائے ہوئے صدیقوں کی صداقت کا ذمہ دار، اور بندے اپنے بنائے ہوئے صدیقوں کی صداقت کے ذمہ دار ہیں۔ ہاں اگر کسی کے صدیق کی صداقت میں نقص نکل آیا تو ثابت ہو جائے گا کہ بنانے والا بے عیب نہ تھا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جس جس کو جس جس نے بنایا وہ انہیں بے عیب بنائے تاکہ بنانے والا بے عیب ثابت رہے۔ میں صرف خدا تعالیٰ کے بنائے صدیقوں کے چند ایک واقعات قرآن پاک سے پیش کرتا ہوں تاکہ جن کے ساتھ ہونے کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے ان کی حقیقت کمالات دُنیا کے سامنے کھل کر آجائیں اور بندوں کے بنائے ہوئے صدیقوں کی نقاب کشائی بھی ہو جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ایک صدیق کا نام لے کر تعارف کرایا ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۥ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ پارہ ۱۶ رکوع ۶ اور ذکر کر بیچ کتاب کے ابراہیمؑ کا تحقیق وہ تھا سچا نبی۔ معلوم ہو گیا کہ حضرت خلیلؑ کی چونکہ ضمانت اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔ لہٰذا اس کی صداقت میں اگر کوئی نقص نکل آیا تو ثابت ہو جائے گا کہ جس نے حضرت خلیلؑ کو صدیق بنایا ہے یہ اس کی کمزوری ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا مصر میں ایک دوست تھا آپ اس کے پاس کچھ غلہ قرض لینے کے لئے تشریف لے گئے جب ابراہیمؑ مصر پہنچے تو اُس دوست کا پتہ لگایا وہ آپ کو نہ مل سکا کہیں وہ سفر میں گیا ہوا تھا۔ آپ نے وہاں سے گدھے کا خالی واپس لانا ناپسند کیا کہ مہمان خالی دیکھ کر غمگین ہوں گے آپ نے گدھے کی گونوں میں ریت بھر دی۔ جب گھر پہنچے تو جلدی سے گدھے سے بوری اتاری اور رکھ کر باہر نکلنے لگے تو حضرت سارا نے دریافت فرمایا کہ خلیل اللہ بوری میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ آٹا ہے اور یہ کہہ کر جلدی سے باہر نکل کر مسجد میں نماز کی خاطر پہنچے، جناب سارا اُٹھیں تو کیا دیکھا کہ واقعی بوری میں نہایت ہی نفیس آٹا ہے، آپ نے بسم اللہ کہہ کر روٹیاں پکائیں اور بچوں کو کھلائیں، خدا کا شکر ادا کیا، کافی وقت گزار کر حضرت ابراہیمؑ گھر تشریف لائے تو جناب سارا نے بسم اللہ کہہ کر کھانا خلیل اللہ کے سامنے رکھا آپ نے دریافت فرمایا یہ کہاں سے آیا ہے۔ عرض کی حضورؐ آپ ابھی آٹے کی جو بوری رکھ گئے تھے۔ حضرت خلیلؑ نے بارگاہِ رحمت میں عرض کی پالنے والے یہ کیا؟ فرمایا میرے خلیلؑ میں نے صرف تیری ہی مدد نہیں کی، بلکہ اپنی بھی عزت بچائی ہے۔ اے ابراہیمؑ میں نے تجھے صدیق بنایا ہے۔ اور تو نے سارا سے کہا تھا کہ بوری میں آٹا ہے اور اگر ریت نکلتی تو لوگ کہتے۔ کہ

ابراہیمؑ کی صداقت

بوری میں آٹا

اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے صدیق بھی غلط کہہ دیا کرتے ہیں۔ ابراہیمؑ چونکہ میں نے تجھے صدیق بنا لیا ہے لہٰذا تیری صداقت کا میں ذمہ دار ہوں۔ عمدۃ البیان جلد ا صفحہ ۲۶۷، حیات القلوب جلد ا صفحہ ۲۱۲۔

حدیث میں منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ بہت ضیافت کرنے والے تھے۔ آپ مہمانوں کی خدمت کرنا انہیں کھانا کھلانا بہت عزیز سمجھتے تھے۔ ایک روز کچھ لوگ آپ کے مہمان ہوئے مگر گھر میں از راہ خوراک وطعام کوئی چیز موجود نہ تھی۔ آپ نے مہمانوں سے دریافت فرمایا کہ آپ کا آج کیا چیز کھانے کو جی چاہتا ہے مہمان شریف تھے انہوں نے کہا باجرے کی روٹیاں ہوں ساتھ شلغم اور گاجروں کا سالن ہو تو بہت خوب ہے حضرت نے فرمایا میں ابھی لے کر آتا ہوں، آپ نے تھیلا لیا اور جنگل کو نکل گئے۔ جنگل میں تھیلا رکھ کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ تھیلے میں ریت اور پتھر بھر کر خلیلؑ کے گھر پہنچاؤ۔ جب جناب ابراہیمؑ نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ تھیلا موجود نہیں ہے آپ سمجھ گئے کہ کام بن گیا جب گھر آئے تو حضرت سارہ کھانا تیار کر رہی تھی آپ نے دریافت کیا کہ تھیلے سے کیا کچھ نکلا کہا کہ باجرے کا آٹا اور بہترین شلغم اور گاجریں۔ اس پر قدرت کی آواز آئی ابراہیمؑ تو میرا بنایا ہوا صدیق ہے اور تیری صداقت کا میں ذمہ دار ہوں۔ حیات القلوب جلد ا صفحہ ۲۱۱۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ صدیق ہے، صدیق اکبر نہیں ہے۔ صدیق ہونا اور بات ہے صدیق اکبر ہونا اور بات ہے میرے مولا فرماتے ہیں اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُهَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ وَاَنَا الْقُرْاٰنُ النَّاطِقُ۔ منصب امامت صفحہ ۲۴، ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۶۔ فرمایا میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے علاوہ کذاب کے سوا کوئی صدیق اکبر نہ کہلائے گا۔ اور میں قرآن ناطق ہوں۔ سنو صدیق نے بت توڑے مگر چھپ کے اور صدیق اکبر نے ہزاروں کے سامنے بت توڑے۔ صدیق نے بت توڑے مگر ایک چھوڑ دیا۔ صدیق اکبر نے تمام کے تمام توڑ تاڑ کے کعبہ صاف کر دیا۔ صدیق کے نکالے ہوئے کمبخت پھر آ گئے مگر صدیق اکبر کے نکالے ہوئے اس طرح خائف ہوئے کہ پھر آج تک کعبہ کی طرف آنے کی جرأت نہ کر سکے اور نہ قیامت تک کعبہ میں آ سکیں گے۔ لوگوں نے صدیق کو آگ میں پھینکا اور صدیق اکبر کے گھر اور خیام کو لوگوں نے جلایا۔ صدیق نے ایک قربانی دی۔ صدیق اکبر کے گھر سے ایک دن میں بہتر ۷۲ جنازے نکلے۔ صدیق نے کعبہ بنایا۔ صدیق اکبر نے کعبہ بسایا۔ بس صدیق ہونا اور بات ہے اور صدیق اکبر ہونا اور بات ہے۔ صلوٰۃ۔

ہمارے گاؤں میں ایک پاولی صدیق نامی ہے۔ نام صدیق اور سارے جہان کا کوڑا۔ گدھا دا بڑا پکا ہے

ریت اور پتھر سے آٹا اور شلغم

صدیق اور صدیق اکبر میں تفاوت

اپنے پیر کو دو صد کا اونٹ خرید کر چار ماہ رکھ کر نو صد روپے کا بیچ دیا۔ میں نے کہا صدیق حیا کر، اس نے کہا نہیں میاں نہیں پیری مریدی اپنی جگہ پہ اور بیوپار اپنی جگہ پر، ایک دفعہ میں نے لائلپوری صدیق سے پوچھا، فرماؤ میاں صدیق تمہارے امام کتنے، کہا تمہارے کتنے میں نے کہا بارہؑ اس نے کہا ہمارے تو لکھاں تے ہزاراں امام ہیں۔ اب میں ایک اور صدیقہ کا واقعہ قرآن مجید سے پیش کرتا ہوں۔ سُنو!
مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ۔ پارہ ۶ رکوع ۱۴ نہیں مسیح بیٹا مریمؑ کا مگر پیغمبر تحقیق گزرے ہیں۔ پہلے اس سے پیغمبر اور ماں اس کی صدیقہ تھیں۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو متنبہ فرمایا کہ جو حضرت عیسےؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں فرمایا کہ وہ ایسا رسولؑ ہے۔ جیسے اس سے پہلے اللہ نے رسولؑ پیدا فرمائے ہیں، ماں عیسےؑ کی صدیقہ ہے وہ کیونکر خدا بن سکتے ہیں جبکہ دونوں کھانا کھاتے ہیں اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ کا حکم، وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا ۚ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ پارہ ۱۶ ع۵ اور ذکر کر بیچ کتاب کے مریمؑ کا جب جا پڑی مکان شرقی میں، پس پکڑا آگے ان سے پردہ پس بھیجا ہم نے طرف اس کی رُوح اپنی کو، پس صورت پکڑی واسطے اس کے آدمی تندرست کی۔ جناب مریمؑ کے پاس حضرت جبرئیل تشریف لائے تو اس کی شکل و صورت انسان جیسی تھی۔ یعنی نوری بشر کہلا سکتا ہے۔ مسلمانو! اگر حضرت جبرئیل نوری ہو کر بشر کہلا کر پھر بھی نوری رہ سکتا ہے تو جبرئیلؑ کا آقا حضرت محمد مصطفیٰ بھی نوری ہو کر بلکہ مرکز نور ہو کر بشر کہلا کر کُلِّ نور رہ سکتا ہے۔

اور سنو! حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول خداؐ صلعم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو جانتا تھا۔ وہ رسولؐ اللہ کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ مجھے اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اس امر کا اعتراف کرے اور شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ خدا کے رسولؐ ہیں اور پھر تو نماز کو ادا کرے اور زکوٰۃ دے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے اگر تجھ کو زاد راہ میسر ہو۔ اُس شخص نے یہ سُن کر عرض کیا آپ نے سچ فرمایا ہم لوگ

سردار انبیاء کے پاس جبرائیلؑ نوری بشر بن کر آیا

دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے پھر اُس نے پوچھا ایمان کی حقیقت بیان فرمائیے ۔ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اُس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں اور رسولوں پر ، قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی پر ایمان رکھ ۔ یہ سُن کر اُس شخص نے فرمایا کہ آپ نے سچ کہا ہے پھر پوچھا کہ احسان کے متعلق کچھ فرمائیے ۔ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت اس طرح یعنی یہ سمجھ کر کرے ۔ گویا تو اُس کو دیکھ رہا ہے اور اگر اتنا حضور قلب نہ ہو، تو اتنا ضروری ہے کہ گویا خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے ۔ پھر اُس شخص نے پُوچھا قیامت سے آگاہ فرمائیے آپ نے فرمایا قیامت کے متعلق میرا علم تم سے زیادہ نہیں ہے ۔ جتنا تم جانتے ہو اتنا ہی میں جانتا ہوں پھر اُس نے دریافت کیا کہ قیامت کی کچھ نشانیاں ہی بتلا دیجئے ۔ آپ نے فرمایا کہ ایک نشانی تو یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک و آقا کو جنے گی یعنی کثرت سے ایسے بچے پیدا ہوں گے جو اپنی ماؤں کے مالک و آقا بنیں گے اور دوسری نشانی یہ ہے کہ برہنہ پا برہنہ جسم مفلس و فقیر اور بکریاں چرانے والے لوگوں کو تو عالیشان مکانات عمارات میں فخر و غرور کی زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھے گا ۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا اور میں تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا ۔ پھر آنحضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا عمر تم اس سائل کو جانتے ہو میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ ہی خوب جانتا ہے ۔ آپ نے فرمایا یہ شخص حضرت جبرائیلؑ تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے مشکوٰۃ شریف جلد ۱ ص۳ کتاب الایمان پہلی حدیث ۔ اس مکمل بیان سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ایک تو نوری فرشتہ بشر بن جایا کرتا ہے دوسرا اس طرح بشر بنتا ہے کہ حضرت عمر جیسے انسان بھی نہیں پہچان سکتے اور دوسرا یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت جبرائیلؑ نبی کریم سے دین سیکھنے آئے تھے نہ کہ اُستاد تھے اُستاد ہوتے تو اس حدیث کا اندازِ بیان کچھ اور ہوتا ۔ مُلّاں لوگ جو یہ بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل حضور پُر نور کو غارِ حرا میں دبا دبا کر پڑھاتے رہے وہ واقعہ عقلاً نقلاً باطل ہو گیا ۔ پڑھانا اور بات ہے اور پیغام پہنچانا اور بات ہے ۔ صلوٰۃ ۔

بی بی مریمؑ کی خدمت میں جبرائیلؑ کا آنا

حضرت مریمؑ نے غیر محرم کو دیکھا تو فرمایا قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۔ کہنے لگی میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمٰن کے تجھ سے اگر ہے تو پرہیزگار ۔ فرماؤ مسلمانو کیا حضرت مریمؑ جبرائیلؑ کو پہچان کر یہ فرما رہی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتی ہوں اور اگر حضرت مریمؑ جیسی معصومہ بی بی فرشتہ کو جبکہ وہ بشری لباس میں آئے نہیں پہچان سکتی تو خاکی انسان انوارِ محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کو جبکہ

وہ بشری لباس میں تشریف لادیں کیونکر پہچان سکتا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے جناب مریم سے فرمایا
قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا کہنے لگا سوا اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا
ہوں پروردگار تیرے کا کہ بخش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ۔ حضرت مریمؑ نے تعجب سے فرمایا۔ قَالَ اَنّٰى
يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا پارہ ۱۶ ع۵۔ کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا
اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ
هَيِّنٌ ۚ اسی طرح سے کہا پروردگار تیرے نے وہ اُوپر میرے آسان ہے۔ بس حضرت جبرائیل علیہ السلام
نے بروایت ابن عباس دو انگشت سے آستین مریمؑ کے کرتے کی پکڑ کر روح پھونکی تو اس وقت وہ حاملہ
ہوگئیں اور اثر حمل کا اپنے میں مریمؑ نے دیکھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس قدر
بچہ نو مہینے میں ماں کے پیٹ میں کامل ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نو ساعت میں کامل ہوئے۔ تفسیر عمدۃ البیان
جلد۲ صفحہ۳۰۲۔ تو بغیر باپ کے اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کو بیٹا عطا کر دیا۔ کیوں مسلمانو اگر ہم میں سے بغیر باپ کے
کوئی پیدا ہو جائے فرماؤ اُسے کیا کچھ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی ماں کی معاشرے میں کیا قدر و وقعت
ہوا کرتی ہے۔ بس نبی میں اور عام انسانوں میں یہی فرق ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی بغیر باپ کے پیدا ہو
جائے تو وہ حرام زادہ کہلاتا ہے اور انبیاء میں سے کوئی بغیر باپ کے پیدا ہو تو ماں بتول اور بیٹا رسول
کہلاتا ہے۔ صلوٰۃ۔ تھوڑی دیر کے بعد جناب مریمؑ نے عرض کی میرے پروردگار مجھے بھوک لگی ہے آواز
اَىْ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔ اور ہلا طرف اپنے تنے کھجور کے
کو ڈالے گا اُوپر تیرے کھجوریں تازہ۔ حضرت مریمؑ نے عرض کی پالنے والے جبکہ میں تندرست تھی تو مجھے
بے تردُّد کے رزق دیتا تھا مگر اب میں دردِ زہ میں مبتلا ہوں تو اب مجھے درختِ خرما کو ہلانے کا حکم
دیتا ہے فرمایا اے مریمؑ پہلے تو دنیا سے بے تعلق تھی صرف میرے ساتھ ہی رشتہ محبت تھا۔ مگر اب
درمیان میں عیسیٰؑ کا تعلق بھی پیدا ہو گیا۔ اس لئے جتنی محبت بٹ گئی ہے اتنا میں بھی دُور ہو گیا ہوں۔
بس حضرت مریمؑ نے کھجور کی جڑ پر اپنا پاؤں مارا تو تازہ کھجوریں گرنے لگیں اور حضرت مریمؑ نے بے موسم
کے تازہ کھجوریں کھائیں۔ مسلمانو! یہ قرآن مجید کا واقعہ ہے اگر حضرت مریمؑ کے واسطے بے موسم کھجوریں پیدا
ہو سکتی ہیں تو فخر مریمؑ جناب سیدہ طاہرہ کیلئے بھی بے موسم کے جنّت سے پھل آ سکتے ہیں۔ جناب سیدہ
کے بارے میں بھی عرض کروں گا۔ اب حضرت مریمؑ کو پریشانی لاحق ہوئی کہ بے شوہر کے بچہ لے کر گھر گئی

تو قوم کو کیا جواب دوں گی لوگ کہیں گے کہ کنواری بچی لڑکا جن بیٹھی آواز آئی۔ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا۔ پس اگر دیکھے تو کسی بشر کو تو اُسے کہنا کہ میں نے روزہ نذر کیا ہے، واسطے باری تعالیٰ کے پس ہرگز نہ گفتگو کروں گی آج کے دن کسی آدمی سے فرمایا کہ اگر کوئی بشر ملے تو اُسے کہنا کہ میں نے روزہ رکھا ہے معلوم ہوا کہ بشر سے بولنے کا حکم ہے مگر انسان سے ہرگز نہیں بولنا۔ پتہ چل گیا کہ بشر اور ہوتا ہے انسان اور ہوتا ہے۔ منقول ہے کہ جب حضرت مریمؑ بچہ لے کر واپس تشریف لائیں تو لوگوں کی نگاہ پڑی کہ مریمؑ کی گود میں بچہ ہے غضبناک ہوکر کہا۔ یٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا۔ اے ہارون کی بہن نہ تھا باپ تیرا بُرا آدمی اور نہ تھی ماں تیری بدکار۔ روایت میں ہے ہارون ایک نیک آدمی تھا جس کی پاکدامنی ضرب المثل تھی، اس لئے حضرت مریمؑ کو اس کی بہن کہا۔ تاریخ اسلام جلد ا ص۲۵۴ مولانا البشیر انصاری۔ حاشیہ ترجمہ قرآن مجید مقبول احمد ص۶۱۱، تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ ص۳۰۶۔ جناب مریمؑ نے قوم کے تیور دیکھے تو قرآن کہتا ہے۔ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ۔ پس اشارہ کیا طرف عیسٰیؑ کے کہ اس سے سوال کرو میں نے چُپ کا روزہ رکھا ہے اس شریعت میں جپ کا روزہ جائز تھا اب شریعت مصطفیٰ میں چُپ کا روزہ رکھنا حرام ہے جب قوم نے یہ دیکھا کہ مریمؑ نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا ہے تو ان کا غصہ اور بڑھا کہنا لگے چرنا لے جتر۔ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا۔ کہا کیونکر کلام کریں اس سے کہ جو ماں کی گود میں ہے۔ میں کہتا ہوں بی بی اس معصوم بچے کو کیوں گواہ بنا رہی ہے آپ کی پوری زندگی سے بیت المقدس کے تمام بڈھے بڈھے پادری واقف ہیں کہ آپ طاہرہ بی بی ہیں ان میں سے کسی کو اپنی پاکدامنی کا گواہ بنالے آواز آئے گی۔ پگلے معصوم کی گواہی معصوم ہی دیا کرتے ہیں۔ بڈھے بابے نہیں دیا کرتے۔ ہاں معصوم کے بولنے پر غیروں نے اعتراض کیا کہ کس طرح بات کر سکتا ہے۔ ہماری طرح کا ہے میں کہتا ہوں معصوم کی بچپنے کی گفتگو پر لوگ اعتراض کرتے ہی چلے آتے ہیں ادھر قوم نے اعتراض کیا اُدھر عیسٰیؑ نے ماں کی گود میں فصیح زبان سے فرمایا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا۔ پارہ ۱۶ رکوع ۵۔ تحقیق میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اللہ اکبر! قوم نے حضرت عیسٰیؑ کا بیان سُنا اور خاموش و مطمئن ہو گئے۔ کیوں مسلمانو! اس آیت میں مریمؑ کی پاکدامنی کا کہاں ذکر ہے قوم نے تو مریمؑ پر اعتراض کیا اور گواہ صاحب نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں۔

ہارون کی بہن

انی عبد اللہ

اور خدا نے مجھے کتاب بھی دی ہے اور نبی بھی بنایا ہے، جناب مریمؑ کا ان میں کہاں ذکر ہے۔ اور تعجب یہ ہے کہ قوم بھی سن کر مطمئن ہوگئی۔ بھائیو! یہ نبی کا کلام ہے۔ عیسیٰؑ صرف اپنی ماں کی ہی پاکدامنی بیان نہیں کر رہے ہیں بلکہ بتا رہے ہیں کہ میں نبی ہوں اور نبیوں کے ماں باپ پاک اور طاہر ہوا کرتے ہیں اور قوم بھی جانتی تھی کہ جس گود میں نبی پیدا ہوں۔ وہ ماں یقیناً پاک و طاہر ہوا کرتی ہے۔ صلوٰۃ۔

منقول ہے کہ سوائے محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے کلام کرنے کی حد سے پہلے پانچ لڑکے گویا ہوئے ہیں۔ ایک حضرت عیسیٰؑ اور دوسرا جناب یوسفؑ کی گواہی دینے والا لڑکا جس نے کہا تھا کہ اگر کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی ہے اور اگر کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو یوسفؑ سچا ہے۔ اور تیسرا بچہ اصحاب اخدود سے ہے کہ جس نے ایک ماہ کی عمر میں اپنی ماں سے کہا کہ اماں جان آگ میں کود جا اس آگ سے جہنم کی آگ بڑی سخت ہے، اصحاب اخدود کا واقعہ تفصیل سے قرآن مجید کی سورہ البروج میں دیکھیں اور چوتھا لڑکا جس نے بچپنے میں گفتگو کی ہے وہ فرعون کی دختر مشاطہ کا تھا۔ لکھا ہے ایک روز مشاطہ کے ہاتھ سے شانہ گر پڑا اور اس نے بسم اللہ کہہ کر شانہ اٹھایا تو دختر فرعونؔ نے کہا کہ تو میرے باپ سے مدد چاہتی ہے اس مومنہ نے کہا میں نے اُس خدا سے مدد چاہی ہے جس نے مجھ کو اور تجھ کو اور تمام عالمِ کائنات کو پیدا فرمایا ہے۔ فرعونؔ کی لڑکی نے اس مشاطہ کا واقعہ اپنے باپ کو سُنایا۔ فرعونؔ نے اُسے بُلا کر پوچھا کہ پروردگار تیرا کون ہے؟ کہا کہ پروردگار آسمانوں اور زمینوں کا، فرعونؔ نے ایک حوض تانبے کا بنوایا۔ اور آگ اس میں روشن کی اور اس عورت کے تمام لڑکے ایک ایک کرکے عورت کے سامنے آگ میں ڈلوا دیئے جب نوبت ایک لڑکے شیر خوار پر پہنچی تو اُس نے اپنی ماں سے کہا کہ اماں تو صبر کر۔ ہم حق پر ہیں۔ اور حق پر مرنا بہت بڑی سعادت ہے ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ شب معراج جو میں بہشت میں پہنچا تو ایسی خوشبو میرے دماغ میں آئی کہ ایسی کبھی نہیں سونگھی تھی جبرئیلؑ سے میں نے پوچھا کہ یہ کیا خوشبو ہے اس نے کہا کہ یہ خوشبو دختر فرعونؔ کی مشاطہ کی ہے کہ فرعون نے اسے اسی جرم میں آگ میں جلایا تھا کہ وہ کہتی تھی کہ خدا واحد لاشریک ہے۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۳۰۵ اور پانچواں لڑکا جس نے جھولے میں کلام کی ہے وہ گواہ جریح عابد کا ہے۔ بعض آدمی جناب رسولِ خدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک عابد کے نام اس کا جریح تھا۔ عبادت خانہ میں اپنی عبادت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کی ماں اس کے پاس آئی اور

پانچ بچے گویا ہوئے

وہ اس وقت عبادت میں مشغول تھا اس کی ماں نے سلام کیا مگر اس نے جواب نہ دیا۔ کئی مرتبہ ایسا ہی ہُوا۔ ایک مرتبہ دل تنگ ہو کر اُس کی ماں نے بددُعا کی کہ خداوندا۔ اس کو تو دنیا سے مت لے جا یہاں تک کہ بدکار عورتیں اس کو دیکھیں بس۔ اں کی بددُعا تھی کہ قبول ہو گئی اور جریح کے عبادت خانہ کے نزدیک ایک چرواہا بکریاں اپنی چرایا کرتا تھا اور رات کو اُس عبادت خانہ میں پڑ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک بدکار عورت وہاں آئی اور چرواہے نے اس عورت سے زنا کیا کہ اس کو حمل ہو گیا اور جب بچہ پیدا ہُوا تو اس عورت سے پوچھا گیا کہ بتا یہ کس کا لڑکا ہے اس عورت نے کہا کہ جریح عابد کا لڑکا ہے لوگوں کو اُس پر طیش آیا اور اُس کے عبادتخانے کو گرا دیا اور اس کو بادشاہ کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ جس وقت بدکار عورتوں کے چکلے کے قریب پہنچے تو وہ عورتیں اس کو دیکھنے کو آئیں۔ اس عابد نے اُن کو دیکھا تو جانا کہ یہ میری والدہ صاحبہ کی دُعا کا اثر ہے۔ اس وقت اُس نے تبسم کیا۔ لوگوں نے کہا کہ بے شک یہ عابد زناکار ہے۔ اس واسطے کہ راستہ میں کہیں نہیں ہنسا۔ مگر جس وقت بدکاروں کے محلہ میں آیا تو ان کو دیکھ کر ہنسا ہے۔ جب اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے اور حقیقت حال سے بادشاہ کو آگاہ کیا تو جریح نے بادشاہ سے کہا کہ وہ بچہ کہاں ہے؛ جس کو یہ لوگ میرا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا تو وہ بچہ حاضر کیا گیا۔ جریح نے اس معصوم بچے سے کہا کہ اے لڑکے بتا تیرا باپ کون ہے۔ اس لڑکے نے بزبان فصیح کہا کہ فلانا چرواہا میرا باپ ہے۔ یہ دیکھ کر لوگ عابد جریح کے قدموں میں گر پڑے اور معافی مانگنے لگے اور عرض کی کہ اگر تو اجازت دے تو تیرا عبادتخانہ سونے اور چاندی کا بنوا دیں۔ جریح نے کہا کہ اگر میرا کہا مانتے ہو تو ویسا ہی بنا دو کہ جیسا پہلے تھا۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۳۰

ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ خدا نے جن کو صدیق بنایا ہے ان کی صداقت کا خدا تعالیٰ ذمہ دار ہے اور جن کو بندوں نے صدیق بنایا ان کی صداقت کے ذمہ دار بنانے والے بندے ہیں۔ آؤ مسلمانو! خدا تعالیٰ سے عرض کریں، پالنے والے مریمؑ تو کل سے بن شوہر کے بچہ جن بیٹھی، معاشرے میں یہ بات کسی خوبی کی حامل نہیں ہے یہ واقعہ قرآن مجید میں نازل نہ کر لوگ قیامت تک پڑھیں گے۔ حضرت عیسٰےؑ کی رُوح کو تکلیف ہو گی کہ دنیا اس کی ماں کا نام لے لے کر کہے گی کہ مریمؑ نے بن شوہر کے بچہ جنا قدرت کی طرف سے جواب ملے گا یہ کوئی تمہاری مائیں بہنیں ہیں یہ معصوم مخلوق ہے میں بھی ان کا نام لے کر ان کا ذکر کرتا ہوں تم بھی نام لے کر ان کا ذکر کرو۔ ہاں غیر معصوم کا ذکر میں بھی اشارے سے کرتا ہوں

اور تم بھی اشارے سے کیا کرو سنو! ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰھُمَا پارہ ۲۸ رکوع ۲۰ خدا نے کافروں کی عبرت کے واسطے نوحؑ کی بیوی واعلہ اور لوطؑ کی بیوی والہہ کی مثل بیان کی ہے۔ یہ دونوں ہمارے بندوں کے تصرف میں تھیں تو دونوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی تو ایسی عورتوں کا نام نہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے اور نہ ہی مسلمانوں کو لینا چاہیئے قدرت نے بھی اشارہ سے کام چلا لیا ہے اور ہمیں بھی اشارے سے کام نکالنا چاہیئے۔

جس آیت کو عنوان بیان قرار دیا ہے اس کے بارے میں ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ دیکھو تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۹۰ سطر حاشیہ فرمان صفحہ ۲۲۷ لوگ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے نبی کو اٹھایا لہٰذا وہ صدیق ہے۔ مگر میں عرض کرتا ہوں کہ جو بندہ نبی کریمؐ کو اٹھائے اگر وہ صدیق ہے تو جسے خود محمد مصطفیٰ بیت اللہ میں اٹھائے وہ کیسا ہوگا؟ میں کہا کرتا ہوں دگو جھگڑا نہ کیا کرو بس جس کو محمدؐ نے نیچا کیا اُسے نیچا رہنے دو اور جس کو محمدؐ نے اونچا کیا اُسے اونچا رہنے دو۔ صلوٰۃ۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے نبیؐ اکرم کو بیٹی دی اس شرف کی وجہ سے وہ صدیق ہے مجھے اس شرف سے انکار نہیں ہے میں پوچھتا ہوں جو رسولؐ اللہ کو بیٹی کا رشتہ دے اگر وہ صدیق ہے تو جس کو محمدؐ مصطفیٰ فاطمہؑ جیسی بیٹی دے وہ کیا ہونا چاہیئے کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسالت کی تصدیق کی اس لئے وہ صدیق ہے۔ کیوں مسلمانوں کیا ہر کلمہ پڑھنے والا رسالت کی تصدیق نہیں کرتا۔ ارے ہر مسلمان کہتا ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ تو جس نے بھی کلمہ پڑھا اس نے رسالت کی تصدیق فرمائی پھر تو ہر ایک بندہ صدیق ہونا چاہیئے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ اس بزرگ نے سب سے پہلے رسالت کی تصدیق کی ہے اس لئے وہ صدیق ہے تو یہ بھی سن لو۔ عَنْ عَبَادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُھَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ صَلَّیْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِیْنَ۔ ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۶۲ روایت میں ہے عباد بن عبد اللہ سے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ میں بندہ ہوں اللہ کا اور بھائی ہوں اس کے رسولؐ کا درود ہے اللہ کا ان پر اور سلام ہے اور میں صدیق اکبر ہوں نہ دعوے کرے گا اس فضیلت کا میرے بعد مگر جھوٹا اور نماز پڑھی میں نے سب لوگوں سے سات برس

صدیق ہونے کا معیار

پیشتر۔ یہ تو آپ کے ہاں سے صدیق نہیں بلکہ صدیق اکبر کا فیصلہ ہی ہو گیا اور آپ نے تسلیم کر لیا کہ تمام لوگوں سے سات برس پہلے حضرت علیؑ نے جناب رسولؐ اللہ کے ساتھ نماز پڑھی تھی ۔ فرماؤ پہلا صدیق رسالت کرنے والا کون ہے ۔

لوگو! صدیق وہ ہوتا ہے جس کی زبان کا فقرہ اللہ کی رضا اور تقدیر بن جائے ۔ منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش ہُوا۔ آپ نے اُسے سُن کر ایک شخص جو خارجی تھا، اس کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا اس خارجی نے کہا کہ اے علیؑ آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا ۔ اس کی گستاخی پر حضرت نے فرمایا اُٹھ کُتّے بس اتنا کہنا تھا کہ وہ کُتا بن گیا اس کا لباس اس کے جسم سے گر پڑا۔ دُم ہلانے لگا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ جناب امیر علیہ السلام کو رحم آگیا ۔ اللہ سے دُعا کی تو وہ پھر انسان بن گیا ۔ آپ نے فرمایا کیا رسولؐ اللہ کے وصی کے پاس وصیٔ سلیمان علیہ السلام آصف بن برخیا جتنی بھی طاقت نہیں ۔ خدا کی قسم تمہارے رسولؐ کی عزت تمام انبیاء سے زیادہ ہے ۔ کسی نے کہا کہ پھر معاویہ سے جنگ کرنے کیلئے آپ کو مددگاروں کی کیا ضرورت ہے فرمایا اتمام حجّت کی خاطر ایسا کرتا ہوں اگر میں معاویہ کے بارے میں دعا کروں تو اس کی قبولیت میں ذرا بھر دیر نہ ہو ۔ کنوز المعجزات صہ ۲۲

میں نے اس وقت تک صدیق اکبر کے واقعات و دلائل پیش کئے ہیں جی چاہتا ہے کہ تقریر کے آخر میں ایک واقعہ صدیقہ کبریٰ کا بھی سُناتا جاؤں کیونکہ اس تقریر میں جناب مریمؑ کا معجزہ (کھجوروں کا) ذکر ہوا ہے ۔ تو ایک واقعہ فخر مریمؑ کا بھی ذکر ہو جائے ۔ شیعہ اور سُنی حضرات دونوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایام قحط میں ایک مرتبہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت فاطمہؑ زہرا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہؑ تیرے گھر میں کچھ کھانا ہو تو لائیے تین روز سے میں نے کھانا نہیں کھایا ہے ۔ حضرت فاطمہؑ اور امیر المومنینؑ اور حسنین علیہم السلام نے بھی تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا ۔ حضرت فاطمہؑ اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئیں اور مصلّٰی بچھا کر دو رکعت نماز ادا کی ۔ اور بعد میں نماز کے دست عصمت بلند کر کے دُعا مانگی کہ پالنے والے تیرا رسولؐ اور تیرے رسولؐ کی اولاد بھُوکی ہے اپنے خزانہ غیب سے ہمیں رزق عطا فرما ۔ تاکہ میرا باپ اور شوہر اور میرے بچّے بھُوک کی تکالیف سے نجات پائیں لکھا ہے کہ ابھی بتولؑ کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ خاتون محشر کے لئے ایک کاسہ پڑا جو کہ گھر میں رکھا تھا اس سے دھواں اُٹھا حضرت سیدہؑ نے دیکھا کہ اس میں تازہ کھانا موجود ہے اور وہ پیالہ کھانے سے پُر ہے سیدہ اس کو اُٹھا کر جناب رسولخدا

زبان امیر کا معجزہ

صدیقہ کبریٰ کے لئے جنت سے کھانا آتا

کی خدمت میں لے گئیں اور جناب امیرؑ المومنین اور حسنین علیہم السلام کو طلب فرمایا جس وقت جناب رسول خدا صلعم نے اس کا سرپوش اٹھایا تو دیکھا کہ وہ پیالہ پاکیزہ روٹیوں سے اور لذیذ گوشت سے پُر ہو رہا ہے اور مشک کی خوشبو اس میں سے آتی ہے۔ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ اسے فاطمہؑ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا۔ یعنی کہاں سے آیا ہے واسطے تیرے یہ کھانا۔ حضرت فاطمہؑ نے بالہام خدا عرض کی کہ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ یعنی یہ کھانا خدا کے ہاں سے ہے جسے وہ چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے جناب رسولخداؐ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی کو مثل مریمؑ کے کیا ہے؟ اس کھانے کو مع اہلبیت کے رسولخداؐ نے کھایا سب سیر ہو گئے اور پیالہ اسی طرح پُر رہا جناب سیّدہ نے ہمسایہ کے لوگوں کو بھی اس کھانے سے محظوظ فرمایا تفسیر عمدۃ البیان جلد ا صفحہ ۱۵۷

ایک بزرگ کے مرید کہتے ہیں کہ ہمارا پیر اس لئے صدیق ہے کہ اُس نے دین کی خاطر بہت سامال قربان کیا۔ کیوں مسلمانو! جو چند کوڑیاں نبی اکرمؐ کے حوالے کر دے وہ تو بن جائے گا صدیق اکبر اور جس کی کروڑوں روپے کی دولت شجر اسلام کی آبیاری کے لئے ہی صرف ہو جائے اس کا نام بھی مسلمانوں کے ہاں مشکل سے ملے۔ او بے مروّت مسلمانو! حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی دولت کہاں چلی گئی بنا بر ناسخ التواریخ کے اسّی ہزار اُونٹ خدیجۃ الکبریٰ کے مال تجارت میں گئے ہوئے تھے اور اپنے زمانہ کی سب سے زیادہ مالدار تھیں۔ مجالس الشیعہ صفحہ ۱۲۔ مولانا کلب حسینؒ صاحب۔ کیوں مسلمانو! اگر جناب خدیجۃ الکبریٰ اپنی دولت اسلام پر خرچ نہ کرتیں تو اس مال کا بعد جناب خدیجۃ الکبریٰ کون مالک و وارث تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ جتنی دولت حضرت فاطمہؑ زہرا کی اسلام پر خرچ ہوئی ہے اتنی کسی کی بھی خرچ نہیں ہوئی۔ رسولؐ اللہ کی بیٹی کے نمک خوار و شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کو نمک حلال ہونا چاہیئے کیا نمک حلالی یہی ہے کہ ادھر نبیؐ کی آنکھ بند ہوئی اُدھر خدیجۃ الکبریٰ کا مسلمانوں نے بھرا گھر اُجاڑ دیا۔ کربلا کے میدان میں ابوطالبؑ اور خدیجۃ الکبریٰ کے علاوہ کس صحابی کی اولاد اسلام و توحید کے کام آئی ہے لوگ کہتے ہیں کہ اسلام پر ابوطالبؑ کے بچّے قربان ہوئے ہیں میں کہتا ہوں صرف بچّے ہی قربان نہیں ہوئے بلکہ ابوطالبؑ و خدیجۃ الکبریٰ کی بچیاں بھی میدان کربلا میں شجر توحید کی بقا کے لئے کام آئی ہیں۔

صاحب حزن المومنین لکھتے ہیں کہ ایک عالم نے ایک شب حضرت سیّد الشہداء کو خواب میں دیکھا کہ تشریف لائے ہیں کس ہیئت سے کہ تمام جسم زخموں سے فگار ہے۔ تلواروں، نیزوں اور تیروں کے زخموں

سے جسم اطہر غربال ہو رہا ہے اس کے بعد یہ عالم بیدار ہو گئے اور مولا مظلوم کو یاد کر کے بہت روئے کہ ابھی تک میرے مولا کے زخم درست نہیں ہوئے۔ لکھا ہے کہ دوسری شب بھی مولا امام حسینؑ علیہ السلام پھر اُسی عالم کو خواب میں ملے اب جو اس عالم نے دیکھا کہ جناب سید الشہداء بالکل ٹھیک ہیں اور ان کے صرف دو زخم باقی ہیں جو اچھے نہیں ہوئے ایک تو پہلو کا زخم دوسرا سینے کا زخم۔ اس عالم نے عرض کی۔ مولا کل آپ کا جسم زخمی تھا مگر آج صرف دو زخم باقی ہیں۔ امام نے فرمایا ہاں کل میرے شیعوں نے مجلس برپا کی تھی اور ہماری مصیبتوں پر روئے تھے۔ اُن کے آنسو ہمارے زخموں کے مرہم ہو گئے اس عالم نے عرض کی مولا یہ دو زخم کیسے ہیں جو اچھے نہیں ہوئے فرمایا پہلو کا زخم وہ ہے جو دشمنوں نے بھائی عباسؑ کے لگایا تھا اور سینہ کا زخم وہ ہے جو ظالم نے علیؑ اکبر کے سینے پر نیزہ لگایا تھا۔ لواعج الاحزان جلد ۲ صفحہ ۱۶۲

اب میں دربار یزید کے کچھ واقعات عرض کرتا ہوں منقول ہے کہ نبی کریمؐ کا صحابی سہل ساعدی بیت المقدس کی زیارت کر کے دمشق میں تشریف لائے۔ شہر کو غیر معمولی طور پر سجا دیکھ کر حیران رہ گئے لوگوں سے پوچھا آج یہاں کونسی عید ہے ایک شامی نے کہا عید کیسی یہ شہادت حسینؑ فرزند رسولؐ اللہ کے قتل کی خوشی منائی جا رہی ہے۔ سہل اگر آج آسمان خون برسائے اور زمین شق ہو جائے تو بھی کم ہے آج حسینؑ کا سر دربار یزید میں آرہا ہے آج نبی کی بیٹیاں سر کھلے بازار دمشق سے گزاری جا رہی ہیں۔ آج زینبؑ کلثومؑ سر کھلے مسلمانوں کے ہجوم میں آرہی ہیں۔ یہ سنتے ہی سہلؓ کے ہوش جاتے رہے۔ اور دھاڑیں مار کر رونے لگا کہ ہائے ہائے ظالموں نے فرزند رسولؐ کو قتل کر ڈالا۔ مسلمانو! قیامت آگئی کہ نبیؐ کے نواسے کا قتل اور خوشیاں اولاد رسولؐ کی اسیری اور یہ عید۔ پھر پوچھا سر حسینؑ کا کس دروازے سے لایا جا رہا ہے لوگوں نے کہا کہ باب الساعت کی طرف سے ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایک شور سنائی دیا۔ اور بہت سے علم نمودار ہوئے۔ چند بیبیاں بے کجاوہ اونٹوں پر سر کھلے دکھائی دیں ایک اونٹ پر کم سن بچی بیٹھی تھیں جس کی بے کسی اور بے بسی کو دیکھ کر سہل زار و زار رونے لگے۔ آخر آگے بڑھ کر پوچھا آپ کون ہیں؟ اس بچی نے جواب دیا کہ میں سکینہ بنت الحسین ہوں۔ میرا چچا شہید کر دیا گیا میرے نانے کے صحابی میرے دیر مارے گئے، میرا بابا کربلا کے میدان میں شہید کر دیا گیا۔ یہ سُن کر سہل زار و زار روتا تھا اور اپنے منہ پر طمانچے مارتا تھا۔ آخر عرض کی بی بی، اس وقت میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں جناب سکینہ نے کہا اگر ہو سکے تو ان سروں کو ہمارے اونٹوں کے پاس سے علیحدہ کر دو، تاکہ

تماشائی ان کو دیکھنے میں مشغول رہیں اور ہم نامحرموں کی نظروں سے محفوظ ہو جائیں۔ لکھا ہے کہ سہل نے کہہ سن کر سروں کو آگے بڑھوادیا۔ سہل کہتے ہیں کہ اسی عالم میں۔ ایک شامی عورت نے سر امام حسینؑ علیہ السلام پر ایک پتھر مارا۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور خدا سے دعا کی کہ اس ملعونہ کو اور اس کے ساتھ ان چار عورتوں کو جو ہاتھوں میں پتھر لئے تھیں ہلاک کر ابھی میرا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ وہ پانچوں ہی کوٹھے سے گر کر مرگئیں۔ (تاریخ ناسخ)

اب دربار یزیدؑ کا حال بھی ذرا سن لیں، لکھا ہے کہ جس وقت اہل بیت کو دربار یزید میں لایا گیا۔ تو وہ ملعون شراب پی رہا تھا اس نے حکم دیا کہ امام علیہ السلام کا سر تخت کے نیچے رکھ دیں۔ وہ جام پر جام چلائے جا رہا تھا اور جو تھوڑی سی شراب پیالے میں بچ جاتی تھی وہ اسی طشت میں ڈال دیتا وہ ملعون اس بیہودگی میں مشغول تھا اور اہل حرم قیدیوں کی حالت میں اس کے سامنے کھڑے تھے اس کے بعد وہ بید سے دندان مبارک حسین علیہ السلام سے بے ادبی کرنے لگا ابو برزہ اسلمی صحابی رسولؐ سے یہ گستاخی دیکھی نہ گئی بگڑ کر کہنے لگا۔ اے یزیدؑ، حسینؑ کے دانتوں پر سے چھڑی ہٹالے۔ میں نے دیکھا ہے کہ رسولِ خداؐ خوشی محبت سے حسنؑ اور حسینؑ کے دانتوں اور ہونٹوں کے بوسے لیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہو۔ خدا تمہارے قاتلوں کو ہلاک کرے ان پر خدا کی لعنت ہو۔ اور دوزخ میں ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ یہ سن کر یزیدؑ کو غصہ آگیا اور ابو برزہ کو دربار سے نکل جانے کا حکم دیا۔

اس کے بعد اس ملعون نے اہل حرم کی طرف دیکھا کہ ایک کم سن بچی بار بار اپنے پیر زمین سے اٹھاتی ہے اور رکھ دیتی ہے۔ یزیدؑ نے کہا یہ کون لڑکی ہے کسی نے کہا یہ سکینہ بنت الحسینؑ ہے اب یزید جناب سکینہؑ سے مخاطب ہو کر بولا۔ اے معصومہ تو بار بار اپنے پیر زمین سے کیوں اٹھاتی ہے جناب سکینہ نے فرمایا اے یزیدؑ تیری فوج نے ہم بارہ اسیروں کے گلے ایک ہی رسّی سے باندھ رکھے ہیں چونکہ یہ بیبیاں مجھ سے قد میں لمبی ہیں اس لئے ان کے کھڑے ہونے کی حالت میں جب میرا گلا کھنچتا ہے تو میں اپنے پیر بار بار اٹھاتی ہوں۔ یہ سن کر یزیدؑ نے حکم دیا کہ سکینہ کی گردن کی رسّی ڈھیلی کردی جائے۔

مقتل ابن رشید میں ہے کہ یزید نے شمرؑ سے کہا کہ میں زینبؑ بنت علیؑ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ کنیزوں کو اس کے سامنے سے ہٹادے یہ حکم سنتے ہی شمرؑ تازیانہ لے کر بڑھا اور کنیزوں کو جناب زینبؑ کے سامنے سے ہٹانے لگا اور سب تو ہٹ گئیں مگر زن حبشہ (فضہ) کسی طرح ہٹنے پر تیار نہ تھی شمرؑ

نے چاہا کہ تازیانہ سے جناب فضہؓ کو اذیت دے کر ہٹا دے۔ اُس وقت یزید کی پشت پر حبشی غلاموں کی ایک جماعت برہنہ تلواریں لے کر کھڑی تھی، جناب فضہؓ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا حبشیو تماری عزت وحمیت کو کیا ہوگیا ہے کہ تمہاری قوم وقبیلہ کی عورت کو شمرؔ تازیانہ سے مارنا چاہتا ہے اور تم کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہو۔ یہ سُن کر حبشی تلواریں ننگی کر کے یزید کے سامنے آگئے اور کہنے لگے۔ اے یزید شمرؔ کو منع کردے کہ اس حبشیہ پر ہاتھ نہ اٹھائے ورنہ بھرے دربار میں تلواریں چل جائیں گی۔ حبشیوں کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر یزید نے شمرؔ کو منع کردیا۔ عزادارو! یہ حال دیکھ کر جناب زینبؑ نے اپنا مُنہ مدینے کو کرلیا اور آواز دے کر عرض کی۔ نانا دمشق میں فضہؓ کے حمایتی تو نکل آئے مگر تیری بیٹی کا حامی کوئی موجود نہیں۔ مصباح المجالس جلد ا صـ۲۶۱۔ اس حالت کو دیکھ کر اہل دربار رونے لگے۔ اور محمدؐ کی بیٹیوں کی بے کسی دیکھ کر کہرام بپا ہوگیا۔ یزید نے جب یہ حال دیکھا تو ایک موذن کو حکم دیا کہ اذان دے۔ موذن فوراً ممبر پر چڑھا اور اذان شروع کردی لوگ خاموش ہوگئے جب موذن نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه۔ تو امام نے فرمایا موذن خاموش ہوجا اور امام نے فرمایا یزید بتا یہ محمد تیرا نانا ہے یا میرا نانا ہے۔ او یزید اگر اس وقت رسولؐ اللہ اپنی اس اولاد کا حال دیکھ لیں تو اُن کے دل پر کیا گزرے گی۔ امام کا یہ کہنا تھا کہ مسجد میں لوگوں کی رونے سے چیخیں بلند ہوئیں۔ یزید کی بیوی کو معلوم ہُوا تو وہ سر برہنہ روتی ہوئی دربار میں آگئی، یزید نے جلدی سے اس کے اُوپر چادر ڈالی۔ بحارالانوار جلد ۱۰ حصہ ۲ صـ۲۴۔ جناب زینبؑ نے فرمایا او بے غیرت مسلمانو! تمہیں اپنی عورتوں کے پردے تو یاد ہیں اور محمدؐ کی بیٹیاں سر برہنہ کھلے درباروں میں پھراتے ہو۔ وہ دن دُور نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم سے اس کی بازپُرس کرے گا۔ رُباعی۔

شہیدِ ظلم کلیجے ہلا دیئے تُو نے   حسینؑ درد کے دریا بہا دیئے تُو نے
ہر ذرہ بے حس میں اک تڑپ بھردی   دماغ دشمع کئے دل بنا دیئے تُو نے

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰالِمِيْنَ۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

چودھویں مجلس

سردار انبیاؐ کا عالمین کیلئے نذیر ہونا، جناب حلیمہ کے پاس آپکے معجزات، درخت کا چلنا اور نبوت کی گواہی دینا، حضرت داؤد کیلئے پہاڑ، پرندے اور حضرت سلیمان کیلئے ہوا کا مسخر ہونا امیرالمومنین کی انبیاؑ ماسلف پر افضلیت، موسیٰؑ کا چناؤ، صحابہ کا چناؤ، شہزادہ قاسم فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مصائب اور شہادت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝ پارہ ۱۸ رکوع ۱۶۔ بہت برکت والا ہے جس نے اُتارا قرآن اُوپر بندے اپنے کے تاکہ ہووے واسطے عالموں کے ڈرانے والا۔

شیعہ قوم کا مرکز محورِ مذہب ہے محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام اور ان کی امامت و خلافت، ولایت، صداقت طہارت، شجاعت، کرامت، عبادت، شرافت، سخاوت، امانت، دیانت، ذہانت، متانت، نیابت، قرابت۔ یہ سب اس موضوع کے جزو ہیں۔ بس ہمارا بنیادی اُصول ہے کہ ہم محمدؐ مصطفیٰ کے بعد کسی کو نبی نہیں مانتے۔ اور آل محمدؐ کے بعد کسی کو امام و ولی نہیں مانتے، ہمارا نبی وہ ہے کہ جس کے دروازے پہ ساری نبی سائل و بھیکاری نظر آتے ہیں۔ اور ہمارے خلیفۂ حق وہ ہیں کہ جن کی امامت و خلافت اجماع کی محتاج نہیں بلکہ نص الٰہی اُن پر شاہد و مشہود ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم جب کبھی اپنے نبیؐ کی تعریف کریں تو بھی قرآن مجید سے اور اگر اپنے امام و خلیفۂ رسولؐ کی تعریف کریں تو بھی قرآن مجید سے کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی رضا اللہ کی رضا ہے ادھر ہمارے نبی کا ہاتھ اٹھا اور کفار کو کنکرے مارے تو ادھر قدرت نے فرمایا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى پارہ ۹ رکوع ۱۶ اور نہیں مارے تُونے کہ جس وقت مارے تُونے ولیکن اللہ نے مارے اور اگر ہمارا

امام رضا الہٰی میں بستر رسولؐ پر سویا تو قرآن مجید طواف کرتا ہوا اس انداز میں نظر آیا۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ پارہ ۲ رکوع ۹۔ خدا کے بندے کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں۔ اور خدا ایسے بندوں پر بڑا ہی شفقت کرنے والا ہے۔ تفسیر حسینی قادری جلد اول ص۵۲ پر صاحب تفسیر نے لکھا ہے کہ بعضے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے کہ غار کی شب کو حضرت سید مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچھونے پر لیٹ رہے اور اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا کردی۔ اللہ اکبر۔ میں کہا کرتا ہوں مسلمانو! ان کا جاگنا بھی قرآن ہے ان کا سونا بھی قرآن، ان کا جنگ کرنا بھی قرآن، ان کی صلح کرنا بھی قرآن، ان کا علم بھی قرآن ان کا حلم بھی قرآن، ان کی سخاوت بھی قرآن، ان کی شجاعت بھی قرآن ان کی طہارت بھی قرآن، ان کی عبادت بھی قرآن۔ ارے یہ خاموش رہیں تو قرآن بنتا ہے اور اگر یہ گفتگو کریں تو قرآن بنتا ہے۔ صلوٰۃ۔

سنو! قدرت کا ارشاد ہے کہ میرا حبیب عالمین کا نذیر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ عالمین کا رب ہے۔ تو محمدؐ عالمین کیلئے نبیؐ ہے۔ اللہ آسمان والوں کا رب تو محمدؐ آسمان والوں کا نبی۔ اللہ عرش والوں کا رب تو محمدؐ عرش والوں کا نبی۔ اللہ فرش والوں کا رب تو محمدؐ فرش والوں کا نبی۔ اللہ دریا کی مخلوق کا رب تو محمدؐ دریا کی مخلوق والوں کے نبی اللہ ظلمات والوں کا رب تو محمدؐ ظلمات والوں کا نبی۔ اللہ پہاڑ والوں کا رب تو محمدؐ پہاڑ والوں کا نبی۔ اللہ غار والوں کا رب تو محمدؐ غار والوں کا نبی۔ اللہ حوران جنت کا رب تو محمدؐ حوران جنت کا نبی۔ فرشتوں کا رب تو محمدؐ ملائکہ کے نبی۔ اللہ تعالیٰ نبیوں کا رب تو محمد مصطفیٰ نبیوں کے نبی۔ پس جس جس کا وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اُس کا محمدؐ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ اور جس جس کا محمدؐ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ اُس اُس کا ہے علیؑ۔ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللہِ۔ کیونکہ نبی اکرمؐ نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص۲۶۲ جس جس کا میں مولا اُس اُس کا میرا بھائی علیؑ مولا ہے۔ رباعی عرض ہے

ورد علیؑ ہے باعثِ عرفان انبیاء ۔۔۔ اسم علیؑ ہے عصمتِ داماںِ انبیاء
بے دین کہہ رہا ہے کہ ایمان کل نہیں ۔۔۔ مولا علیؑ کی ذات ہے ایمانِ انبیاء (صلوٰۃ)

مسلمانو! جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ساری کائنات کے نبی و ہادی تو نبی اکرمؐ کا خلیفہ کیسا ہونا چاہیے۔ آیت تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ پر غور فرما

کہ خلیفہ رسولؐ کا انتخاب کریں چونکہ مسلمانوں نے نبی اکرمؐ کی مسندِ خلافت پر اپنے جیسے بٹھلانے تھے اس لئے اس بات پر زور دیا کہ محمدؐ ہم جیسا بشر تھا اور تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۹ پر لکھ مارا کہ محمدؐ۔ بڑے بھائی سے تو کم درجہ نہیں ہیں۔ یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑھائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ یہ ہے مسلمانوں کے نزدیک نبی کا مقام۔ اور سنو۔ فرماتے ہیں کہ۔ اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا۔ وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱ اگر مولانا کو کوئی چمار سے کم تر لفظ ملتا تو وہ ہی لکھتے لفظ چمار سے ذلیل لفظ مولانا کو ملا نہیں ہے یہ اس لئے لکھا ہے کہ دنیا کو یقین ہو جائے کہ نبی بھی ہماری طرح کا ایک بشر ہی ہوتا ہے وہ ہم سے چار مسئلے زیادہ جانتا ہے اور ہم چار لفظ اس سے کم پڑھے ہوئے ہیں۔ کیوں رسولؐ اللہ کا کلمہ پڑھنے والو! اگر رسولؐ ہماری طرح انسان ہیں تو صحابہ کرام جو نبیؐ کے غلام تھے وہ کس جیسے ہوئے۔ آپ کو ماننا پڑے گا کہ اگر رسولؐ اللہ ہماری طرح کا انسان تو اس کے غلام ہمارے غلاموں کی طرح کے انسان ہوئے۔ مولانا فرماؤ تکلیف تو نہیں ہوئی، تو پھر کس بات کا شور ہے کہ شیعہ صحابہ کرام کو نہیں مانتے۔ جب بقول آپ کے وہ ہیں ہی ہمارے غلاموں جیسے تو ان کے ماننے اور نہ ماننے سے کیا فرق پڑتا ہے مسلمانو! اگر صحابہ کرام کی شان شیعوں سے منوا لی ہے تو پہلے صحابہ کرام کے مولا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان بیان کرو۔ جب بعد از خدا ساری کائنات سے افضل و اکمل رسولؐ اللہ ہوں گے تو پھر حضور پرنورؐ کے غلام بھی بلند و بالا ارفع و اعلیٰ تسلیم کرنے پڑیں گے ہاں اگر رسولؐ اللہ ہماری طرح کا انسان ہے تو نبی کے بچپنے میں گرمی میں بادل سایہ کیوں کرتا تھا۔ شیعہ سنی کتابوں میں ہے جناب حلیمہؓ جب رسولؐ خدا کو لے کر مکہ سے واپس چلی تو قافلہ والوں نے کہا کہ اے حلیمہؓ آتے ہوئے تو تیری سواری اتنی لاغر اور کمزور تھی کہ ہم سے دو دو میل پیچھے رہتی تھی۔ اب واپسی پر اتنی تیز ہو گئی۔ کیا یہ سواری وہی ہے؟ جناب حلیمہؓ نے جواب دیا۔ اے میری قوم سواری وہی مگر سوار بدل گیا۔ ارے جس پر بچپنے میں رسولؐ اللہ قدم رکھے۔ وہ عام سواریوں جیسی سواری نہ رہے اور ملاں کہتا ہے کہ محمدؐ ہماری طرح کا بشر ہے۔ استغفر اللہ۔ لکھا ہے کہ نبی اکرمؐ کا حلیمہ کے گھر پہنچنا تھا کہ حلیمہ کے بھیڑ بکریوں کے دودھ کا یہ عالم تھا کہ حلیمہؓ سے سنبھلے نہ سنبھلتا تھا۔ گویا کہ حلیمہؓ کے گھر رحمت للعالمینؐ کی برکت سے دودھ کی نہر آگئی۔ منقول ہے کہ جناب حلیمہؓ کا دائیں طرف کا دودھ

مؤلف تقویۃ الایمان کے عقائد

جناب حلیمہؓ کی سواری

پستان کا دودھ

خشک ہو گیا تھا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو بائیں طرف سے دودھ پلاتی تھی۔ جب تاجدار رسالت کو جناب حلیمہؓ نے گود میں لے کر دودھ دینا چاہا تو آپ نے دائیں طرف مُنہ پھیر لیا۔ چونکہ دائیں طرف کا دُودھ خشک ہو چکا تھا اس لئے حلیمہؓ نے بائیں طرف آپ کا رُخ اور کیا نبیؐ نے بائیں طرف سے انکار کر کے دائیں طرف کے دودھ کی طرف رغبت کی حلیمہؓ نے حضوؐر کو دائیں ہی طرف کا دودھ دے دیا۔ تو قدرت نے فوراً دائیں طرف کا دودھ جاری کر دیا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف کی نہر کو صرف اپنے حبیب کی خاطر خشک کر دیا تھا کہ میرا حبیب کسی کے جھٹلائے ہوئے دُودھ کو مُنہ نہ لگائے۔ منقول ہے کہ جناب حلیمہؓ کے گھر ایک کھجور تھی جو کافی مدت سے خشک ہو چکی تھی۔ نبی اکرمؐ جب حلیمہؓ کے گھر میں تشریف لائے تو ایک روز آپ نے حلیمہؓ سے دریافت کیا کہ یہ کھجور کب سے خشک ہو چکی ہے۔ جناب حلیمہؓ نے کہا کہ کئی برس ہو چکے ہیں کہ یہ خشک ہے آپ نے فرمایا میرا اللہ اسے سرسبز کر دے گا۔ اِدھر حضوؐر کی زبان اقدس پہ یہ فقرہ جاری ہوا اُدھر کھجور کو ہرا ہونے کی فکر ہوئی بس کھجور فوراً ہری ہو گئی جناب حلیمہؓ دیکھ کر حیران ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا جس اللہ نے اسے سرسبز کر دیا ہے وہ خدا اِسے پھل بھی عطا کرے گا۔ تو خالق کائنات نے اُسے پھلدار بنا دیا۔ اور وہ پھل فوراً پک گئے جناب حلیمہؓ نے کہا اے محمدؐ آپ انتظار فرماویں میرا خاوند جس وقت گھر آئے گا تو وہ تمہیں کھجوریں اتار کر دے گا۔ نبی اکرمؐ نے مُسکرا کر فرمایا جس خالق نے اسے پھلدار بنایا ہے کیا وہ خدا اسے جُھکا نہیں سکتا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ کھجور نے اپنی شاخوں کو رسولؐ اللہ کے قدموں پر رکھ دیا گویا کھجور کی شاخیں رسولؐ اللہ کے قدموں کے بوسے لے رہی تھیں۔ صلوٰۃ۔

کھجور کے درخت کا پھلدار ہونا

اور سُنو! حضرت امیر المومنینؑ علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا کہ قریش کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور انہوں نے آپ سے کہا کہ اے محمدؐ آپ نے ایک بہت بڑا دعوےٰ کیا ہے ایسا دعویٰ نہ تو آپ کے باپ دادا نے کیا نہ آپ کے خاندان والوں میں سے کسی اور نے کیا ہم آپ سے ایک امر کا مطالبہ کرتے ہیں اگر آپ نے اُسے پُورا کر کے ہمیں دکھلا دیا تو پھر ہم بھی یقین کر لیں گے کہ آپ نبی و رسولؐ ہیں اور اگر نہ کر سکے تو ہم جان لیں گے (معاذاللہ) آپ جادوگر اور جُھوٹے ہیں حضرت نے فرمایا وہ تمہارا مطالبہ ہے کیا؟ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے لئے اس درخت کو پکاریں کہ یہ جڑ سمیت اکھڑ آئے اور آپ کے سامنے آکر ٹھہر جائے آپ

نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ ہر شے پہ قادر ہے اگر اُس نے تمہارے لئے ایسا کر دکھلایا تو کیا تم ایمان لے آؤ گے اور حق کی گواہی دو گے ۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ۔ آپ نے فرمایا اچھا جو تم چاہتے ہو تمہیں دکھائے دیتا ہوں اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم بھلائی کی طرف پلٹنے والے نہیں ہو۔ یقیناً تم میں سے کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہیں چاہ (بدر) میں جھونک دیا جائے گا اور کچھ وہ ہیں کہ جنگِ (احزاب) میں جتھہ بندی کریں گے ۔ پھر آپ نے فرمایا اے درخت اگر تو اللہ اور آخرت کے دن پہ ایمان رکھتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں تو اپنی جڑ سمیت اُکھڑ کر یہاں تک آکر میرے سامنے ٹھہر جا۔ رسولؐ اللہ کا یہ فرمانا تھا کہ اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا وہ درخت جڑ سمیت اس طرح اُکھڑ کر آیا کہ اس سے سخت کھڑکھڑاہٹ اور پرندوں کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ کی سی آواز آتی تھی یہاں تک کہ وہ لچکتا جھومتا ہوا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے آکر ٹھہر گیا ۔ جب قریش نے یہ دیکھا تو کہا کہ اے محمدؐ اب تو اسے حکم کر کہ آدھا واپس چلا جائے تو آنحضرت کے اشارے سے وہ آدھا واپس چلا گیا اس کے بعد قریش نے کہا اچھا اب اسے کہو کہ یہ پہلے کی طرح جُڑ جائے۔ تو وہ نبی کا اشارہ پاکر جُڑ گیا۔ میں نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ بے شک اس درخت نے آپ کی نبوّت کی تصدیق کی مگر قریش نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے اور وہ ایمان نہیں لائے تھے ۔ کتاب نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۲۱۱

فرمادیں اگر نبیؐ ہم جیسا ہے تو اس طرح کیا ہم بھی کر سکتے ہیں ملّاں کہتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ نے کیا نبیؐ کی تو دُعا قبول ہوئی ۔ میں کہتا ہوں آپ بھی اپنی دعا قبول کروا کر دکھلادیں ۔ یہ سب ہتھکنڈے اس لئے کئے جاتے ہیں کہ نبیؐ کی کرسی پر اپنے جیسا بٹھلانا مقصود تھا ۔ قرآن مجید کی آیت جو عنوان بیان قرار دی گئی ہے اُس سے ثابت ہے کہ نبی عالمین کا نذیر ہے تو یہ ضروری ہے کہ جس جس کا محمدؐ مصطفےٰ نبی ہے اُس اُس کی زبان کو جانتا ہو ۔ مثلاً میں پنجاب کا مبلّغ تو پنجابی کا جاننا میرے لئے ضروری ہے فرماؤ اگر میں لکھنؤ چلا جاؤں تو وہاں پنجابی کام دے جائے گی ۔ ارے وہاں اُردو کا جاننا ضروری ہے ۔ ورنہ وہاں کے لوگوں کو مافی الضمیر نہیں سمجھا سکوں گا ۔ ایران کے واعظ کو فارسی کا جاننا ضروری ۔ عرب کے مقرر کیلئے عربی کا ماہر ہونا ضروری ہے ۔ امریکہ ، لندن کے مبلّغ کیلئے انگریزی کا جاننا لازمی اور اگر کوئی ساری کائنات کا مبلّغ مقرر ہو تو ساری کائنات کی زبانوں کا اس کے واسطے جاننا ضروری و لازمی ہے ورنہ اس قوم کا مبلّغ نہیں کہلا سکتا جس قوم کی زبان نہ جانتا ہو۔

درخت کا اُکھڑنا اور نبوّت کی گواہی دینا

عالمین کی زبان جاننا

مسلمانو! محمد مصطفیٰ ہے عالمین کا نذیر تو آنجناب کیلئے ضروری ہے کہ آپ عالمین کے ہر ذی روح کی زبان سے واقف ہوں۔ یا مانو کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب فضل الٰہی سے کائنات کی ہر زبان جانتا ہے یا قرآن کی اس آیت کو قرآن سے نکال کر کافر بن جاؤ۔ قرآن سنو۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ۔ پارہ رکوع نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑے ساتھ بازو اپنے کے مگر امتیں ہیں مانند تمہاری۔ تو جب پرندے اور درندے کیڑے مکوڑے تمام حیوان امتیں ہیں تو ان کے نبی کیلئے ضروری ہے کہ ان کی زبانوں کو جانتا ہو۔ مسلمانو پتھروں پر بھی تو انبیاء کی حکومت اور تصرف رہا۔ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ۔ پارہ ۱۷ رکوع اور مسخر کیا ہم نے ساتھ داؤد کے پہاڑوں کو تسبیح کہتے تھے اور جانوروں کو معلوم ہوا کہ پتھر اپنی عرض حضرت کی خدمت میں پیش کر سکتے تھے اور حضرت داؤد انہیں ان کی زبان حقیقت میں ان کو سمجھا سکتے تھے اور سنو۔ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ پارہ ۱۷ رکوع ۷ اور واسطے سلیمان کے ہوا کو مسخر کیا گیا کہ اس کے حکم سے چلتی تھی تو ثابت ہو گیا کہ حضرت سلیمان ہوا کو جو بھی حکم دیتے تھے وہ وہ اسے سمجھتی ہی تھی۔ کیونکہ اس کے حکم سے چلتی تھی تو جب دوسرے انبیاء علیہم السلام کا یہ مقام ہے کہ وہ پتھر اور ہوا تک کو سمجھا سکتے تھے تو ان انبیاء کا نبی محمد مصطفیٰ جو عالمین کی ہر شئے کا نبی ہے اس کا علم کتنا بلند ہو گا۔ تو جب آمنہ کے لال کی حکومت وسلطنت ذہن میں آ جائے تو اب میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ اجماع ہی کر کے حضور کا خلیفہ بنالو۔ اگر یہ شیعہ اجماعی خلافت سے مانوس تو نہیں ہو سکے میں کہتا ہوں چلو اجماع ہی کر کے رسول اللہ کا خلیفہ بنالو۔ مگر کرو اجماع۔ مسلمانو! محمد مصطفیٰ ہے عالمین کا نذیر تو عالمین کے ہر فرد کو جمع کرو، سورج کی چمک کو بلاؤ۔ چاند کی دمک کو بلاؤ، پھولوں کی مہک کو بلاؤ، سبزے کی لہک کو بلاؤ، دریا کی روانی کو بلاؤ، سمندر کی وحدانی کو بلاؤ بادل کے شور کو بلاؤ، ہوا کے زور کو بلاؤ، جنت سے رسولؐ بلاؤ، گھر سے بتولؑ بلاؤ، جنگل سے درندے بلاؤ، ہوا سے پرندے بلاؤ، ملائکہ باصفا کو بلاؤ، غار سے اژدہا کو بلاؤ، کائنات کی ہر حرکت کو بلاؤ، عرش کرسی کی برکت کو بلاؤ، کائنات کے ہر فرد کو بلاؤ، بچے، جوان اور بوڑھے مرد کو بلاؤ، جبرائیل کے استاد کو بلاؤ، محمد کے داماد کو بلاؤ، خدا کے خانہ زاد کو بلاؤ، کرو اجماع ضرور کرو، کون کہتا ہے کہ نہ کرو۔ مگر یاد رکھو۔ چند آدمیوں کو کسی نامناسب مقام پر جمع کر کے اجماع کا نام دے لینا دیانت، شرافت نہیں ہے فرماؤ سقیفہ کوئی مسجد رسول اللہ ہے۔ کاش کہ کوئی انصار و مہاجرین سے یہ کہہ دیتا کہ خلافت مصطفےٰ

حضرت داؤد کیلئے پہاڑ اور پرندے

سلیمان کیلئے ہوا

اجماع کرو

سقیفہ کی تعریف

کا فیصلہ ہے چلو مسجد میں بیٹھ کر کرلیں۔

سقیفہ کا ترجمہ سنو! جہاں باطل مشوروں کے لئے پوشیدہ مکان پر عرب جمع ہوا کرتے تھے۔ مجازاً سخن بے ہودہ کو کہتے ہیں سقیفہ۔ لغات کشوری ص۲۵۱۔ یہ ہے تیرے اجماع کی حقیقت جہاں مہاجرین میں سے صرف تین بندے تھے یہ تو اُسی چڑے کی مثال کی طرح ہے جو اپنی چڑیا کے ساتھ درخت پر بیٹھا کہہ رہا تھا کہ اب میں بہت وزنی ہوگیا ہوں، اب ان بیچارے درختوں کی طاقت کہاں کہ میرے بوجھ کو برداشت کرسکیں، آخر ہمیں پہاڑوں پہ ہی ٹھکانہ بنانا پڑے گا۔ چڑیا اس کی ہاں میں ہاں ملائے جارہی تھی۔ اتفاق سے حضرت سلیمانؑ نبی کا ہوا میں تخت جو گزرا تو۔ چڑا اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ جی چاہتا ہے کہ اپنا پر مار کر سلیمانؑ کا تخت اڑا دوں۔ اس سے چڑیا نے عرض کی ناں۔ ایسا نہ کرنا، نبی بیچارہ مر جائیگا۔ پیغمبر پہ مصیبت آجائے گی۔ دیو جو اوپر بیٹھے ہیں بیچارے اُلٹ جائیں گے۔ جناب سلیمانؑ نے حکم دیا۔ تو چڑے کو کان سے پکڑ کر پیغمبر کے دربار میں پیش کیا گیا۔ نبی نے دریافت کیا کیوں میاں جی کیا فرمارہے تھے کہا حضورؑ کچھ نہیں فرمایا میں سن رہا تھا جو تو باتیں بنارہا تھا۔ عرض کی اے خدا کے رسولؑ میں نے کونسا میدان خیبر و اُحد جیت لیا ہے۔ صرف گھر میں بیوی پر رعب جمارہا تھا بھلا چڑا کہاں اور آپ کے تخت کا مقام کہاں، مسلمانو! وسعتِ سلطنت و حکومت محمدؐ مصطفیٰ کہاں اور سقیفہ میں صرف مہاجر تین بندے کہاں یہ اجماع کیسا لوگو نبی اکرمؐ صلعم کا مقام بھی دیکھو اور اپنے بزرگوں کے حدود اربعہ کو بھی دیکھو

چڑے کی ناطاقتی اور سلیمانؑ کا تخت

آؤ ذرا قرآن مجید سے تاجدار رسالت کا خلیفہ تلاش کریں کہ نبی اکرمؐ کے بعد ان کی مسند پہ کون شخص بیٹھ سکتا ہے۔ فی الحال صحابہ کرام کو چھوڑیئے انبیاء علیہم السلام کی صف میں نگاہ دوڑائیں کہ شاید کوئی رسول اللہ کا خلیفہ مل جائے آؤ حضرت آدمؑ سے عرض کریں کہ اے ابوالبشر رسولؐ اللہ انتقال فرما گئے ہیں کیا آپ ان کی مسند پہ بیٹھ سکتے ہیں تو جناب آدمؑ قرآن مجید سے جواب دیں گے کہ محمدؐ ہے عالمین کا نبی۔ اور میرے لئے ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً پارہ رکوع ۴۔ اور جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں۔ بیچ زمین کے نائب لوگو آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے بنایا صرف زمین کیلئے اور آمنہ کا لال ہے عالمین کیلئے ایک بات اور بھی سننے جائیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی خلافت کا اعلان فرمایا تو فرشتوں نے عرض کی۔ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ

پارہ ۱ ع۴ کہا انہوں نے کہ بناتا ہے بیچ اس کے اُس شخص کو کہ فساد کرے بیچ اس کے اور بہائے گا خوُن اور ہم پاکیزگی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف تیری کے ۔ اس آیت کریمہ سے صاف ثابت ہے کہ ملائکہ نے خلافت کی خود خواہش کی کہ ہمیں بنا دے وہ تو خونریزی کریگا ہم تیری تسبیح کرتے ہیں۔ ملائکہ کی تمنا خلافت نے مقام خلافت کو واضح کر دیا کیونکہ فرشتہ نوری ہوتا ہے اور وہ کسی مادّی چیز کی تمنا نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ مادی اشیاء سے بلند ہوتا ہے۔ فرشتے کو نہ دھوپ لگے نہ سردی نہ جوانی نہ بڑھاپا، نہ بیوی نہ بچے، نہ بھوک نہ شہوت، نہ مکان کی غرض، نہ دُکان کی تمنا، نہ چاندی کی چاہت نہ سونے کا شوق، نہ تاج کی احتیاج نہ تخت کا لالچ، معلوم ہوا کہ جو حکومت و تخت تاج کی خواہش کرے وہ نوری نہیں ہو سکتا نوری ان چیزوں سے بلند ہوگا۔ بھائیو فرشتہ ہوتا ہے نُوری اور مادی اشیاء اس کے لئے بے کار ہے تو ثابت ہوا کہ فرشتہ کبھی مادی اشیاء کی تمنا ہی نہیں کرے گا۔ جب کبھی فرشتہ اللہ سے کسی شیئ کی تمنا کرتا ہُوا نظر آئے تو سمجھو کہ وہ شیئ نوری ہے مادی نہیں تو اب فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار خلافت ہمیں عطا کر دے تو ثابت ہو گیا کہ یہ مقام خلافت مادی نہیں کوئی نوری عہدہ ہے۔ مادی عہدہ ہوتا تو فرشتے تمنا نہ کرتے تو خلافت عہدہ ہے نوری۔ بس جس کو اپنا پیر خلیفہ بنانا ہو۔ پہلے اپنے پیر کو نوری تو ثابت کرے یہ مقام تو نوریوں کا ہے، خاکیوں کا نہیں ہے حکومت کو خلافت کا لباس پہنا کر، داد تحسین لینے والو۔ خلافت کوئی نوری عہدہ ہے جو نہ کسی کے چھیننے سے چھن سکتا ہے اور نہ کسی کے دینے یا تخت پر بیٹھنے سے وہ خلیفہ بن سکتا ہے ایک بندہ تخت پر بیٹھ کر بادشاہ تو کہلوا سکتا ہے مگر خلیفہ حق نہیں بن سکتا۔ حق کے خلیفہ کے لئے ضروری نہیں کہ وہ تخت پر ہو تو خلیفہ ہوگا ارے خلیفہ تو خلیفہ ہی ہے چاہے تخت پر یا زمین پر ہو۔ خلیفہ ممبر پہ ہو تو بھی خلیفہ ہے یہودی کے باغ کو پانی دے رہا ہو تو بھی خلیفہ ہے نوک نیزے پہ ہو تو بھی خلیفہ ہے ہاں حضرت ابوالبشر قرآن سے جواب دیں گے کہ میرا علم ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا۔ پارہ ۱ رکوع ۴ اور سکھلائے آدمؑ کو نام سارے تم میں تو وہ انسان موجود ہے جسے قدرت نے وَمَنۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡكِتٰبِ پارہ ۱۳ رکوع ۱۲ اور وہ شخص کہ پاس اس کے ہے علم کتاب کا۔ ارے پوری کتاب کے عالم تم میں موجود ہیں انہیں کیوں نہیں مان لیتے ہیں میں ابن تراب ہوں یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے مٹی سے پیدا فرمایا ہے اور تم میں تو وہ موجود ہے جس کو خدا کے حبیب نے ابوتراب کا خطاب عطا فرمایا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت سے نکالا تو جنتی لباس میرا واپس لے لیا تھا کہ دنیا میں جنت کا لباس لے کر تم نہیں جا سکتے، مسلمانو ہیں جنت کا لباس

حضرت آدم کی خلافت

خلافت نوری عہدہ ہے

امیر المومنین علیہ السلام حضرت آدم سے افضل

دے کر دنیا کا لباس پہن کر زمین پر آیا اور تم میں ان بچوں کا باپ موجود ہے۔ جن بچوں نے ماں کی گود میں
بیٹھ کر جنت سے لباس منگوا کر نانے کے ساتھ نماز عید ادا کی تھی۔ روضۃ الشہدا۔ بحار الانوار۔ ضیاالعین
جلد ۱ صہ ۱۴۴ و صہ ۱۶۲۔ اسے کیوں نہیں مان لیتے جاؤ میں صرف زمین کا خلیفہ اور وہ عالمین کے ہادی کا مقام ہے

حضرت آدمؑ سے تو جواب مل گیا آؤ حضرت نوحؑ چونکہ صاحب شریعت ہیں اور آدمؑ ثانی کا خطاب بھی
حاصل کر چکے ہیں چلو اُن سے عرض کریں شاید وہ اس قابل ہوں کہ آمنہ کے لال کے خلیفہ بن جائیں اب
ہم نے حضرت نوح علیہ السلام سے آکر عرض کی اے اللہ کے رسولؑ کیا آپ محمدؐ مصطفٰے کے خلیفہ بن سکتے
ہیں تو جناب نوحؑ نے قرآن مجید سے اپنی سند ہمیں دیکھائی سنائی اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ پارہ ۲۹ رکوع ۹
تحقیق بھیجا ہم نے نوحؑ کو طرف قوم اس کی کے۔ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ عَذَابٌ
اَلِیْمٌ ہ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ہ ترجمہ یہ کہ ڈرا قوم اپنی کو پہلے اس سے کہ آوے عذاب
ان کو درد دینے والا۔ کہا اے قوم میری تحقیق میں واسطے تمہارے ڈرانے والا ہوں ظاہر اُس فرمان خداوندی
سے ثابت ہوا کہ حضرت نوحؑ صرف اپنی قوم کی طرف رسولؑ بنا کر بھیجے گئے۔ اور محمدؐ مصطفٰی عالمین کی طرف
بھیجے گئے حضرت نوحؑ کی نبوت محدود اور محمدؐ عربی کی نبوت لامحدود۔ ہمیں دربار حضرت نوحؑ سے جواب ملے
گا کہ میں اپنی قوم کو سمجھالوں گا۔ بیر علم کے جن آگئے تو کون سمجھائے گا۔ فرمایا تم جانتے ہو کہ جب میری قوم
مجھے پتھر مارتی اور میں زخمی ہو کر پتھروں میں دب جاتا تھا تو فرشتہ آکر میرے زخموں سے اپنے پر لگاتا تو
میں فوراً تندرست ہو جاتا یعنی اگر نبی بیمار ہو تو فرشتہ کے پر لگنے سے نبی شفایاب ہو جاتا ہے اور اگر فطرس
جیسا فرشتہ بیمار ہو تو بتولؑ کے لال کا دامن لگے تو فطرس فرشتہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ جلاءالعیون، بحار الانوار
جلد ۱ حصہ ۲ صہ ۱۵، ضیاالعین جلد ۱ صہ ۹۴۔ مسلمانو میں نے کشتی نجات بنائی تھی مگر لکڑی سے بنائی تھی تم میں تو وہ
موجود ہے جن کو تمہارے رسولؐ نے نجات کی کشتی ارشاد فرمایا ہے۔ حدیث:۔ مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ
نُوْحٍ مَنْ رَکِبَهَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ وَھَوٰی مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صہ ۲۸۱ فرمایا میری اہلبیت
کی مثال کشتی نوحؑ کی مانند ہے جو اس میں چڑھ گیا وہ نجات پا گیا اور جو رہ گیا وہ غرق ہو گیا اور جہنم میں گر گیا نبی فرماتے ہیں
جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا اگر دین و دیانت ہو اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذات پاک سے
رابطہ ہو تو یہ ایک ہی فرمان افتراق کی تمام گتھیوں کو سلجھانے کیلئے کافی ہے فرمایا جو اہلبیت کی کشتی پہ سوار
ہو گیا وہ بچ گیا اور جو رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔ صلوٰۃ۔ ہاں حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ میں صرف اپنی قوم کا نبی۔ اور محمدؐ

حضرت نوحؑ کی نبوت

حضرت خلیل کی امامت

ہے عالمین کا ہادی میں اس لائق نہیں کہ نبی اکرمؐ کی کرسی پر بیٹھ سکوں۔

آؤ مسلمانو حضرت خلیل اللہ سے عرض کریں کہ شاید وہ اس قابل ہوں کہ تاجدار رسالت کے خلیفہ بن جائیں ہم نے اگر جناب خلیلؑ سے عرض کی کہ مولا آپ رسولؐ اللہ کے خلیفہ بن جائیں آواز آئی لوگو کیا تم نے قرآن پاک میں میری سند نہیں دیکھی عرض کی کہ کہاں ہے فرمایا سنو وَاِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ پارہ ۱ رکوع ۱۵۔ جس وقت آزمایا ابراہیم کو رب اس کے نے ساتھ کئی باتوں کے پس پورا کیا ان کو کہا تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھ کو واسطے لوگوں کے امام مسلمانو میں نے قدرت کی منشا کے مطابق امتحان دیا اور کامیابی پر ملا مجھے صرف عہدۂ امامت اور وہ بھی بس انسانوں کیلئے امام بنایا گیا ہوں فرمایا میں تو صرف انسانوں کا امام ہوں اگر فرشتوں کو کسی وقت کوئی مشکل پیش آئے تو انہیں کون مسائل بتائے گا۔ میں وہ ہوں جس نے بتوں کو چھپ کے توڑا تم میں تو وہ موجود ہے جس نے دوش مصطفیٰؐ پر بلند ہوکر بتوں کو توڑا۔ میں نے کعبہ کو بنایا تم میں وہ موجود ہے جس نے کعبہ کو بسایا میں ہوں خلیلؑ اللہ تم ہی تو وہ موجود ہے جسے نبیؐ نے فرمایا لِسَانُ اللهِ، عَیْنُ اللهِ، ید اللہ، کرم اللہ، وجہ اللہ ولی اللہ۔ اُسے کیوں نہیں تسلیم کرتے ہیں میں نے ایک قربانی دی وہ بھی آنکھیں بند کرکے، تم میں وہ موجود ہے جس نے پورے گھر کی بہتر قربانیاں دیں۔ دو دو رکعت نفل پڑھ کے، لوگو میں صرف انسانوں کا رہنما اور محمد مصطفیٰ ہے عالمین کا ہادی رہنما اُسے تلاش کرو جو عالمین کو ہدایت کر سکے۔ صلوٰۃ۔ اس کے بعد قوم نے کہا چلو حضرت موسیٰ کے پاس چلیں وہ یقیناً رسولؐ اللہ کی جانشینی کا حق رکھتے ہیں۔ آئے اور کلیمؑ اللہ کو سلام کرکے عرض کی اے طور پر معراج کرنے والے آپ محمدؐ مصطفیٰ کے خلیفہ بن جائیں تو حضرت موسیٰؑ نے قرآن پڑھا۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ ؕ پارہ ۲۸ رکوع ۱۔ اور کہا موسیٰؑ نے واسطے اپنی قوم کے اے قوم میری کیوں ایذا دیتے ہو مجھ کو اور تحقیق جانتے ہو تم کہ میں خدا کا رسول ہوں طرف تمہاری فرمایا میں تو صرف اپنی قوم کا ہادی ہوں اور بس فرمایا میں جوان تھا میرا بڑا بھائی میرے ساتھ تھا کتاب میرے پاس تھی ہم فرعون کے دربار میں گئے اس کے جادوگروں نے سانپ بنائے تو میں ڈر گیا فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۝ پارہ ۱۶ رکوع ۱۲ پس چھپایا بیچ دل اپنے کے ڈر موسیٰؑ نے کہا ہم نے مت ڈر تحقیق تو ہے غالب۔ لوگو میں سانپوں کو دیکھ کر ڈر گیا تم میں تو وہ موجود ہے جس نے تین چار دن کے سن میں جھولے میں اژدھا کو چیر کر رکھ دیا

حضرت موسیٰ کی نبوت

ارجح المطالب ص۵۱ میں کلیم ہوں اور تم میں کلام اللہ ہے جس کا دعویٰ ہے کہ اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُهَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ وَ اَنَا قُرْاٰنٌ نَاطِقٌ ۔ منصب امامت ص۴۲ میں صدیق اکبر ہوں میرے سوا کذاب کے کوئی اپنے کو صدیق اکبر نہ کہلوائے گا اور میں قرآن ناطق ہوں ۔ مسلمانو! میں فرعون کے گھر پلا تم میں تو وہ موجود ہے جس کی آنکھ کھلی تو مصطفیٰ کی گود میں اور مصطفیٰ آنکھ بند ہوئی تو اس کی گود میں اُسے کیوں نہیں رسول اللہ کا خلیفہ مان لیتے میں انسانوں کو تو ہدایت کر لوں گا اگر سانپ آگیا تو کون اس کو ہدایت کرے گا۔ ارے میں وہ ہوں جس کو معراج طور پہ ہوئی اور تم میں تو وہ موجود ہے جس نے دوش رسولؐ اللہ پر کعبہ میں معراج کی جاؤ اور اس کا دامن تھام لو۔

آخر میں ہم حضرت عیسیٰؑ کے پاس آگئے کہ ہو سکتا ہے کہ مریمؑ کا لال اس عہدۂ جلیلہ کو سنبھال لے اور کام بن جائے عرض کی تو رُوح اللہ نے قرآن مجید سے جواب دیا۔ وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ پارہ ۲۸ رکوع ۹ اور جس وقت کہا عیسیٰؑ بیٹے مریمؑ کے نے اے بنی اسرائیل تحقیق میں رسولؐ خدا کا ہوں طرف تمہاری ۔ فرمایا او بے عقل مسلمانو! میں صرف بنی اسرائیل کا نبیؐ ہوں اور محمدؐ مصطفیٰ ہے عالمین کا نبی ۔ کہاں ایک قوم اور کہاں کائنات کی وسعت ، میں وہ ہوں جس کی ماں کو میری ولادت کے وقت بیت المقدس سے نکالا اور تم میں تو وہ موجود ہے جس کی ولادت کے وقت اس کی ماں کو بیت اللہ میں بلایا گیا۔ بھائیو میں بتولؑ کا بیٹا ہوں تم میں تو بتولؑ عذرا کا شوہر موجود ہے تم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ میں عیسیٰؑ جب آؤں گا تو مہدیؑ کا مقتدی ہوں گا ارے جب ایسا ہے تو تم میں تو مہدیؑ کا باپ موجود ہے اُسے کیوں نہیں بنا لیتے ۔ میں تو صرف اپنی قوم کیلئے رسولؐ ہوں اور محمدؐ ہے عالمین کیلئے رسول ۔ جاؤ اُسے تلاش کرو۔ جو عالمین کا ہادی بنایا گیا ہو۔

بس آخر کار تھک کر ہم نے قرآن مجید سے عرض کی کہ اے اللہ کی کتاب تو بتا کہ کیا کوئی سوائے محمدؐ مصطفیٰ کے اور نبی بھی عالمین کا رسولؐ بن کر آیا ہے آواز آئی وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ ۔ پارہ ۹ رکوع ۱ اور نہیں بھیجا ہم نے بیچ کسی بستی کے کوئی نبی ۔ قدرت کا ارشاد ہے کہ ہم نے قریہ قریہ ۔ بستی بستی نبی بھیجے ۔ عالمین کا نبی تو صرف محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات پاک ہے جب آپ کو انبیاء علیہم السلام میں سے بھی خلیفۂ مصطفیٰ نہ ملے تو اب غور کرو کہ عالمین کے نبی کا خلیفہ کون ہو سکتا ہے چلو رسولؐ اللہ سے ہی دریافت کریں کہ یا رسولؐ اللہ! آپ کے عالمین کو ہدایت کون کر سکتا ہے ہمیں تو

قرآن مجید میں تلاش کرنے پر انبیاء علیہم السلام سے بھی کوئی ایسا نبی نہ ملا جو عالمین کا ہادی قدرت نے بنایا ہو نبی اکرمؐ نے فرمایا آؤ مسلمانو میں تمام انبیاء کے کمالات تمہیں ایک ہی جگہ دکھلا دوں ارشاد فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اٰدَمَ فِیْ عِلْمِہٖ وَ اِلٰی نُوْحٍ فِیْ عَزْمِہٖ وَ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِیْ حِلْمِہٖ وَ اِلٰی مُوْسٰی فِیْ ھَیْبَتِہٖ وَ اِلٰی عِیْسٰی فِیْ زُھْدِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ۔ المجالس المرضیہ ص۲۲۱ مودۃ القربیٰ ص۶۹ تفسیر انوار النجف جلد ا ص۱۱۸ تحفہ اثنا عشریہ ص۲۲۵۔ ترجمہ جو چاہے کہ آدم کو اس کے علم میں اور نوحؑ کو اُس کے عزم اور ابراہیمؑ کو اُس کے حلم میں اور موسیٰؑ کو اُن کی ہیبت میں اور عیسیٰؑ کو اُس کے زہد میں دیکھے تو وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی طرف دیکھے تمام انبیاء کے کمالات اس کو ایک ہی شخصیت میں نظر آجائیں گے۔

رُباعی عرض ہے۔

احمد کے پسینے سے نبی بنتا ہے — اور اللہ جیسے چاہے وہ ولی بنتا ہے
بکھرے ہوئے اوصاف نبیوں کے تمام — یکجا کیے جائیں تو علیؑ بنتا ہے (صلوٰۃ)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر تمام انبیاء کے کمالات (سوائے محمدؐ مصطفیٰ کے) جمع کر دیئے جائیں تو ایک علیؑ بنتا ہے اور اگر علیؑ کے کمالات بکھیر دیئے جائیں تو ایک لاکھ کئی ہزار نبی بنتے ہیں عقلاً نقلاً ثابت ہے بعد از خدا تعالیٰ اور محمدؐ مصطفیٰ جناب حیدرؑ کرار ساری کائنات سے اکمل و افضل ہے ایک اور فرمان مصطفیٰؐ ملاحظہ ہو۔ لِکُلِّ نَبِیٍّ وَصِیٌّ وَّ وَارِثٌ وَاِنَّ عَلِیًّا وَصِیِّیْ وَ وَارِثِیْ مِنْ بَعْدِیْ۔ مودۃ القربیٰ ص۳۶، ینابیع المودۃ ص۷۹۔ فرمایا ہر پیغمبر کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور علیؑ میرا وصی اور وارث ہے

اب میں آپ کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا مسلمان اجماع کر کے خلیفہ رسولؐ بنانے کا حق رکھتے ہیں یا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار کسی نبی کو بھی نہیں دیا۔ میں مانتا ہوں کہ اگر خلافت ہے دنیا کا کام تو جس لوگ مناسب سمجھیں اُسے حاکم بنالیں اور صلاح و مشورے سے دنیا کے کاروبار چلا لیا کریں اور اگر خلافت ہے عہدہٴ الٰہی اور دین کے امور سے کوئی امر ہے تو یہ حق اُسے ہی پہنچتا ہے جس نے دین کو ترتیب دیا ہے میں قرآن مجید سے پیغمبر کا چناؤ پیش کرتا ہوں اس پر غور کر کے نتیجہ نکالیں۔ سنو! حضرت موسیٰؑ کی قوم نے کہا کہ ہم خدا کا کلام سننا چاہتے ہیں تو حضرت موسیٰؑ ستر آدمی چُن کر طُور پہ لے گئے۔ وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَہٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا۔ اور پسند کیا موسیٰؑ نے قوم اپنی میں سے ستر آدمیوں کو واسطے وعدے کے ہمارے فَلَمَّا اَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَۃُ پارہ ۹ رکوع ۹ پس پکڑا ان کو بجلی نے یہ ہے حضرت

حاشیہ: من اراد ان ینظر — حضرت موسیٰؑ کا چناؤ

موسیٰ کا چناؤ کہ اپنی امت سے چُن کر ستر آدمی کلام خدا سنانے کے واسطے لے گئے اور جب انہوں نے یقین نہ کیا کہ یہ خدا کا کلام ہے اور کہا کہ ہم کو خدا دِکھلا دے تو ایک زلزلہ اور بجلی کی چمک نے انہیں جلا کر خاکستر کر دیا۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ا ص۲۴۲ ۔ مسلمانو! جب موسیٰ کا چناؤ کامیاب نہ ہُوا۔ تو عام انسانوں کا چناؤ کس طرح کامیاب ہو جائے گا۔

اس کے ساتھ ایک اور واقعہ سُن لیں تاکہ خلافت کو سمجھنے میں اور آسانی ہو جائے۔ شیعہ سُنی حضرات اس واقعہ کو کثرت سے بیان کرتے ہیں نبی اکرمؐ نے حضرت بلالؓ حبشی کو مؤذن مقرر کیا ہُوا تھا۔ جناب بلالؓ ہی ہمیشہ مسجد رسولؐ میں اذان دیا کرتے تھے کہتے ہیں کہ جناب بلالؓ شین کی جگہ سین بولتے تھے کیونکہ وہ عرب نہ تھے اور زبان اُن کی اتنی صاف نہ تھی کہ شین اچھی طرح ادا کر سکیں۔ مگر دل اتنا صاف تھا کہ ایک روز آئینہ سے اپنا چہرہ دیکھ رہے تھے اور اپنے خالق سے عرض کر رہے تھے کہ میرے اللہ جس طرح تُو نے مجھے قلب بھی نورانی عطا کیا ہے اسی طرح رنگ چہرہ بھی خوبصورت ہوتا تو کتنا اچھا تھا۔ کہتے ہیں کہ اتفاق سے پیچھے سے رسولؐ اللہ آ گئے اور بلالؓ کو دیکھ کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ شعر

آئینہ میں کیا دیکھے ہو اپنی ادائیں اس رنگ اس ڈھنگ کو پوچھو میرے جی سے

کہتے ہیں کہ ایک روز صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ چونکہ بلالؓ اچھی طرح اذان کے الفاظ ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہمیں مؤذن تبدیل کرنا چاہیئے آخر یہ فیصلہ ہُوا کہ۔ حسان بن ثابت کے چھوٹے بھائی نعمان بن ثابت کو جس کا گلا نہایت ہی اچھا اور صاف ہے مؤذن مقرر کر دیا جائے۔ جب وہ اچھی اور صاف سُریلی آواز میں آذان دے گا تو رسولؐ اللہ اس کی آواز سُن کر پسند کر کے اُسے مؤذن مقرر کر لیں گے اور بلالؓ کی غلط بیانی سے ہمیں اس طرح نجات مل جائے گی۔ یہ فیصلہ کر کے نعمان بن ثابت کو کہا کہ صبح ذرا آواز ٹھیک کر کے ایسی اذان دو کہ لُطف آ جائے، علی الصبح نعمان بن ثابت نے بلالؓ کے آنے سے پہلے ہی اذان دینا شروع کر دی اور اتنی اچھی اور صاف آواز میں اذان دی کہ مسلمان بوڑھے، جوان اور بچے تو کیا پردہ نشین عورتیں بھی بچوں کو اٹھائے ہوئے مسجد کے دروازے پر آ گئیں کہ دیکھیں تو سہی کہ آج کس نے اذان دی ہے صحابہ کرام خوش تھے کہ ہمارا چناؤ انتخاب نہایت ہی کامیاب رہا کیونکہ آج تو بے نماز بھی نمازی بن گئے مسلمان تو کیا منافق بھی مسجد رسولؐ میں آ گئے۔ بس مسجد میں اور تو سارے ہی آ گئے نہیں آئے تو ایک خدا کا حبیب اور ایک اس کے حبیب کا حبیب۔ جب نماز جماعت کا وقت ہُوا تو ایک آدمی نے دروازہ رسولؐ

صحابہ کا مؤذن رسول کو بدلنا

صحابہ کا چناؤ بیکار

پر اگر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ جماعت کا وقت ہو گیا ہے تشریف لا کر نماز پڑھائیں تو نبی کریمؐ نے فرمایا کیا اذان ہو گئی۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ! کب کی اذان ہو گئی فرمایا میں نے نہیں سُنی جب میرا بلالؓ اذان دیتا ہے تو میں اُس کی آواز سُنتا ہوں اور بلالؓ کی آواز سُن کر سر رہ پہ جبرائیل اذان دیتا ہے اور وہ آواز بھی میں سُنا کرتا ہوں ابھی تک تو میں نے دونوں آوازیں نہیں سُنیں۔ صحابی نے عرض کی مولا آج بلالؓ نے اذان نہیں دی بلکہ آج ہم نے ایک اور مؤذن کا چناؤ کیا ہے جس کی آواز میں یہ تاثیر ہے کہ پوری مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے فرمایا! بلالؓ کو کیا ہُوا۔ عرض کی مولا اس کی زبان سے شین اچھا اور صاف نہیں نکلتا تھا اس لئے ہم نے نئے آدمی کا چناؤ کر لیا ہے فرمایا میرے خدا نے مجھے منع کیا ہے کہ تمہیں نماز پڑھاؤں۔ جاؤ اپنے لئے پیش نماز بھی تجویز کر لو۔ اگر مجھ سے نماز جماعت کرانی ہے تو بلالؓ سے کہو کہ اذان دے تاکہ میں آکر نماز پڑھاؤں بس اب کیا تھا۔ سب نے بلالؓ کو ہاتھ جوڑے کہ تو اذان دے ہمارا چناؤ کامیاب نہ ہو سکا۔ کیوں مسلمانو جب یہی صحابہ کریم نبیؐ کی مسجد کا مؤذن مقرر نہ کر سکے تو یہی بزرگ خلیفہ رسولؐ کے چناؤ کا کیا حق رکھتے ہیں۔ خلیفہ کہلانا اور بات ہے اور خلیفۂ رسول ہونا اور بات ہے۔ حضرت ابوبکر کے پاس ایک عرب نے آکر سوال کیا آپ خلیفۂ رسولؐ ہیں کہا کہ نہیں پھر اُس نے پُوچھا کہ پھر آپ کیا ہیں فرمایا کہ میں خالفہ ہوں جو آنحضرت کے بعد اس کی جگہ پر بیٹھ گیا ہو۔ کنز العمال حاشیہ، مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۳۶۱ مطبع مصر، نور العصر صفحہ ۹۱

اسی طرح حضرت عمر فرمایا کرتے تھے۔ مَا اَدْرِیْ خَلِیْفَۃٌ اَنَا اَمْ مَلِکٌ۔ مجھ کو خود خبر نہیں کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ۔ یعنی وہ خود بھی اس معاملہ میں مذبذب تھے۔ کنز الاعمال حاشیہ مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۳۶۱

اور ایک تشریح سُن لیں وہ یہ کہ تمام انبیاء فرشتے، جن و انس، وحوش، پرندے غرضیکہ ساری کائنات حضور پُر نور کی اُمتی ہے تمام لوگ ایمان لا کر کہلائے مومن تو اب عرض ہے کہ ساری اُمت رسول مومن ہے تو ساری اُمت سے امیر المومنینؑ سوچ کر تجویز کرنا، حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت خلیلؑ، حضرت کلیمؑ، حضرت عیسٰیؑ یہ سب ہیں۔ مومن فرماؤ امیر المومنین کیسا ہونا چاہیئے۔ انس سے روایت ہے کہ میں ہمراہ رسولِ خدا صلعم کے ایک مقام پر پہنچا کہ وہاں میں نے ایک آواز سُنی جب میں نے اس آواز کی طرف نگاہ کی تو ایک مرد کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتا ہے اور یہ دُعا کرتا ہے کہ خداوندا مجھ کو اس اُمت مرحوم سے کر جس پر تو نے رحمت کی ہے۔ یعنی مجھ کو محمد مصطفٰی کی اُمت میں داخل کر انس کہتا ہے کہ میں نے اُس کی خبر جناب رسولِ خدا کو کی کہ ایک آدمی اس طرح کی دعا کرتا ہے۔ نبیؐ نے

خلیفہ یا ظالم

خلیفہ یا بادشاہ

حضرت خضرؑ کی دعا

فرمایا اس کو جا کر میرا سلام کہو، کہ خدا کا رسول دریافت کرتا ہے کہ بتا تیرا نام کیا ہے انس کہتا ہے میں گیا اور حضرت کا سلام اور پیغام اس کو پہنچایا۔ اُس نے جواب میں کہا کہ میرا سلام بھی رسولؐ خدا کو پہنچا دو اور انہیں میری طرف سے عرض کرنا کہ آپ کا اُمتی خضرؑ ہے جو خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ اُسے آپ کی اُمت سے کرے۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ا صفحہ ۱۸۲۔ کیوں مسلمانو اگر دوسرے انبیاء انتقال فرما چکے تھے تو حضرت خضرؑ جو نبی اکرمؐ کے اُمتی اُسی سے پوچھ لیتے کہ نبیؐ کا خلیفہ کون ہونا چاہیئے بس جب حضرت خضرؑ مومن ہے۔ تو حضرت خضر کا سردار امیر المؤمنین کون ہونا چاہیے تلاش کر کے بتلاؤ کہ خضرؑ کا سردار کون ہے؟ اور کون ہوسکتا ہے۔ مسلمانوں کو دلائل تو دینا نہیں صرف زبانی رٹ سے کام چلائے جاتے ہیں۔ جہاں تک حقائق کا تعلق ہے وہ تو یہی ہے کہ جو نبیؐ اکرم کے خلیفہ تھے انہوں نے ہی نبی کے دین کی حفاظت فرمائی اور دنیا کو بتلا دیا کہ باطل کو اس طرح نیست و نابود کیا جاتا ہے۔ رُباعی عرض ہے

قلبِ بشر کو حُسنِ حقیقت کی چاہ دی — احساس کو حیات تو دل کو نگاہ دی

جب کائنات میں نہ سہارا کوئی رہا — اسلام کو حسینؑ نے بڑھ کر پناہ دی (صلوٰۃ)

ہزاروں انسان امام بنے، سینکڑوں نبی بنے، کچھ ایسے بھی بندے قدرت کی مخلوقات میں پلٹے جاتے ہیں کہ جنہوں نے خدائی کے دعوے کئے مگر آج تک حسینؑ بننے کی کسی نے جرأت نہ کی، بس ایک ہی حسینؑ ہے اور ایک ہی کربلا ہے۔ رُباعی۔

کچھ چل نہ سکی فنا کی بقا کے بعد — پھر ابتدا نہ ہوئی اس انتہا کے بعد

سر اس طرح یزید کا کچلا حسینؑ نے — پھر کربلا نہ ہوئی اس کربلا کے بعد (صلوٰۃ)

کیوں مسلمانو دین پہ گھر اُجڑے تو علیؑ کا، بیٹے ذبح ہوں تو بتولؑ کے، بچیاں سر ننگے پھرائی جائیں تو نبیؐ کی، لاش پہ گھوڑے دوڑیں تو حسینؑ کی، خیام کو آگ لگے تو آلِ محمدؐ کے، اور حد یہ کہ سینکڑوں برس تک دیواروں میں چنائے جائیں تو سید اور خلافت کا تاج ملے تو ابوبکر کو، اور امامت ملے تو ابو حنیفہ کو، خدا جانے مسلمانو کو آلِ محمدؐ سے کیا دشمنی تھی؟ کہ سینکڑوں برس تک آلِ محمدؐ کو قتل کرنا، سعادت سمجھتے رہے اور آج بھی آلِ محمدؐ سے دُشمنی کرنا دینی وظیفہ سمجھتے ہیں۔ منقول ہے کہ حضرت امام موسیٰؑ کاظم علیہ السلام کی سینتیس ۳۷ اولادیں تھیں۔ مگر تختۂ ارض پر شاید کسی ایک مقام پر اُن کی کہیں دو قبریں اکٹھی ہوں۔ لکھا ہے کہ جب حضرت امام موسیٰؑ کاظم قید ہوئے تو گھر میں ایک بچہ جس کا نام قاسم تھا، اُسے اُس کی ماں کے

مصائب شہزادہ قاسمؑ فرزند جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام

حوالے کرکے تاکید کر دی کہ خیال رکھنا کہیں اسے بھی نظر بد نہ لگ جائے ایک مرتبہ جو عید کا دن آیا تو جناب قاسمؑ بھی بچوں کے ساتھ کھیلنے کو نکلے تو ایک بچّے نے کسی بات پر کہا کہ اس لڑکے سے جس کا باپ عرصہ سے حکومت کی گرفت میں ہے ہم نہیں کھیلتے، جناب قاسمؑ نے جب سُنا تو دل پر سخت چوٹ لگی اور گھر آکر ان سے کہا کہ اے والدہ گرامی بتا میرا باپ کہاں ہے؟ ماں نے کہا بیٹا تیرا باپ سفر میں ہے اگر خدا کو منظور ہوا تو چند روز کے بعد گھر آجائے گا؛ مگر جناب قاسمؑ نے اصرار پر اصرار کیا کہ بتائیں کہ میرا باپ کس غرض سے اور کس مُلک وشہر میں سفر کو گیا ہے آخر ماں نے مجبور ہو کر رو کر کہا کہ بیٹا تیرا باپ مسلمانوں کا قیدی ہے۔ مدّت گزر گئی رسولؐ اللہ کی امّت نے اُسے بغداد میں قید خانہ میں مہمان رکھا ہوا ہے قاسمؑ نے کہا میں اپنے باپ کو ملنے کیلئے ضرور جاؤنگا۔ شہر کے بچّے مجھے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو قیدی کا لڑکا ہے ہم تیرے ساتھ گفتگو تک کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ماں نے بچّے کو لاکھ سمجھایا کہ بیٹا زمانہ آلِ محمدؐ کا دشمن ہے اس پر آشوب زمانہ میں بغداد کی طرف جانا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ مگر بچّے نے کہا کہ نہیں امّی میں ضرور اپنے باپ کو ملنے جاؤں گا اور اگر ہو سکا تو باپ کی جگہ میں قید ہو کر اپنے مظلوم باپ کو آپ کے پاس مدینہ بھیج دوں گا۔ جب ماں نے دیکھا کہ قاسمؑ کسی طرح بھی نہیں رُکتا تو اُسے دو وصیتیں کیں کہ بیٹا ایک تو رات کو سفر کرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ مُسلمان تمہیں گرفتار کرلیں اور دوسرا بیٹا اگر کوئی ذات ونسب پوچھے تو یہ نہ بتلانا کہ میں سیّد ہوں بلکہ کہنا کہ میں غریب الوطن ہوں۔ عزادارو! اس کے بعد ماں نے جناب قاسمؑ کو رات کے وقت جبکہ قاسمؑ کی بہنیں سو چکی تھیں بغداد کی طرف روانہ کر دیا۔ حضرت قاسمؑ رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں بیٹھ رہتے، کہتے ہیں کہ ایک سال تک جنگلوں میں مارے مارے پھرتے ہوئے شام کو شہر حلّہ میں پہنچے اور مسجد میں آکر نماز ادا کرنے کے بعد لیٹ رہے۔ لکھا ہے کہ عشاء کے وقت ابوبصیر نامی ایک مومن مسجد میں آیا اور اُس نے نماز ادا کی اور مسجد کو خالی پاکر مولا حسینؑ کی مظلومیت کو یاد کرکے رونے لگے۔ جناب قاسمؑ سمجھ گئے یہ کوئی آلِ محمدؐ کا محبدار ہے اس سے کہا کہ میں مسافر ہوں اگر تو مناسب سمجھے تو میں آج رات کو تیرا مہمان رہ جاؤں۔ ابونصیر نے اُسے قبول کیا اور حضرت قاسمؑ کو اپنے گھر لاکر کھانا کھلایا اور خوش کر دیا۔

منقول ہے کہ اسی شب جناب قاسمؑ کو خواب میں اپنے والد حضرت موسیٰؑ کاظمؑ ملے اور فرمایا بیٹا

بغداد نہ آنا حکومت کو پتہ چل گیا ہے کہ ایک سیّد بچّہ بھی مدینہ سے چلا ہؤا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تو بھی گرفتار ہو جائے حضرت قاسمؑ چونکہ خوش صورت اور نیک سیرت تھے اس لئے ابو بصیر نے انہیں اپنے ہاں چند روز رہنے کی استدعا کی اور حضرت قاسمؑ وہیں رہ گئے کہتے ہیں کہ حضرت قاسمؑ نے ایک سبیل پر ملازمت اختیار کی اور آنے جانے والوں کو پانی پلانے پر مامور ہو گئے ادھر گھر میں ابو بصیر کی بچی جوان ہو گئی جس کا نام اسماء تھا ابو بصیر نے اپنی عورت سے مشورہ کیا کہ یہ جو صاحبزادہ قاسمؑ ہمارے گھر رہتا ہے اس سے اسماء کی شادی کرنی چاہیئے۔ اس سے اچھا رشتہ ملنا بڑا مشکل ہے اس کی عورت نے اسے قبول کیا اور حضرت قاسمؑ کی شادی ابو بصیر کی لڑکی اسماء کے ساتھ ہو گئی۔ اب میں کیا بتاؤں کہ جناب قاسمؑ کے دل پر کیا گزرتی ہوگی کہ کاش آج میری ماں اور بہنیں ہوتی اور میری اس رسم عقد میں شریک ہو کر مجھے سرفراز کرتیں۔ عزادارو جناب قاسمؑ کی شادی کے ایک سال بعد اللہ نے قاسمؑ کے گھر ایک لڑکی عطا کی جس کا نام فاطمہ رکھا گیا۔ ایک روز جناب قاسمؑ سبیل پر پانی پلا رہے تھے کہ ایک ملعون کو معلوم ہو گیا کہ یہ سیّد ہے کیونکہ پانی پلاتے ہوئے آپ کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا کہ مسلمانو تم پانی پیو ہمارے تو پیاسے ہی شہید ہو گئے اس ملعون ازلی نے انگوروں میں زہر ملا کر حضرت قاسمؑ کو کھلائے بس انگوروں کا کھانا تھا کہ زہر کا اثر ہوا، تو جناب قاسم گھر تشریف لائے اور اسماء سے کہا کہ مجھے بستر کر دے اور اپنے باپ کو بلا کہ میں چند وصیتیں کروں۔ کیونکہ مجھے زہر مل گیا ہے اسماء نے کہا کہ میرا باپ آج ایک مصیبت میں مبتلا ہے کہا وہ کیا کہا وہ ہمارا امام موسیٰؑ کاظم شہید ہو گئے۔ عزادارو! جب جناب قاسمؑ نے باپ کی شہادت کی خبر سنی تو بے ساختہ کہا ہائے بابا، ہائے بابا کا نام جو اسماء نے سنا تو پیٹ کر کہا بابا اُجڑ گئے۔ بابا قاسم تو حضرت امام موسیٰؑ کاظم کا بیٹا ہے ابو بصیر دوڑ کر آئے اور قاسمؑ کو باپ کا پرسا دیا گھر میں کہرام بپا ہؤا۔ ہائے مسافر ہائے مسافر کی صدائیں بلند ہوئیں آخر جناب قاسمؑ نے فرمایا اے مومن میرے دفن کرنے کے بعد میری بچی کو مدینہ پہنچا دینا اور موسیٰ کاظمؑ کا گھر دریافت کر کے میری ماں کے حوالے کر دینا اور میری بہنوں کو میرا سلام کہنا کہ تمہارا ویر غربت کے عالم میں زہر ظلم سے شہید کر دیا گیا۔ آج بھی جناب قاسمؑ کا روضہ حلّہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اردو ترجمہ عیون المعجزات ص۲۳ وفات امام الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اسماء سے تزویج

شہادت شہزادہ قاسم

پندرھویں مجلس

تبرا و تولّٰی، آیات اللہ کیا ہیں، تحریف قرآن، خلیفہ، سردار انبیاء یا اُن سے بہتر، علم امام کے واقعات، صادق آل محمد نے خلیل اللہ کا معجزہ پرندوں والا دکھایا، شیروں نے جادوگروں کو نگل کھایا، رباعیات درشان صاحب الزماں علیہ السلام، جندل یہودی کو سردار انبیاءؐ نے اپنے اوصیاء کے اسماء بتائے، امیرالمومنین آیت اللہ تعالیٰ کی آیت کبریٰ ہیں، مصائب یحییٰ حرانی کی شہادت، جابر انصاری اور اسیران کربلا کا کربلا میں وارد ہونا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ پارہ ۱ رکوع ۱۲۔ نہیں منسوخ کرتے ہم کسی آیت کو اور نہ مٹاتے ہیں یہاں تک کہ اس سے بہتر یا اُس جیسی نہ لے آویں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر شیئ پر قادر ہے۔

خالق کائنات نے اپنی مخلوقات کو بے شمار نعمتیں عطا فرما کر پہلا مطالبہ یہ کیا ہے کہ مجھے واحد لاشریک مانو اور اس کے ساتھ ایک کڑی شرط یہ لگا دی کہ میرے مقابلہ میں جس نے بھی خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس جھوٹے پر پہلے تبرا کرو۔ یعنی اُس سے نفرت و بے زاری کا پہلے اعلان کرو، ورنہ دعویٰ عبودیت بیکار ہوگا۔ مسلمانو تبرا پہلے ہے اور تولّٰی کا حکم بعد میں ہے۔ یعنی لَآ اِلٰہَ پہلے کہو اور اِلَّا اللّٰہُ بعد میں کہو۔ جب تک انسان لَآ اِلٰہَ نہ کہے اس وقت تک وہ اِلَّا اللّٰہ کہنا قبول ہی نہیں کرتا۔ اسی طرح نبوت کے بارے میں بھی حکم ہے کہ میرے حبیب محمد مصطفیٰ کو رسولؐ مانو مگر یاد رکھو جو جھوٹے مدعیان نبوت ہیں ان پر پہلے لعنت کرو۔ جب تک تم جھوٹے نبی کو لعنتی نہیں کہو گے، سچا نبی تمہیں اپنی اُمت میں شامل ہی نہیں کرے گا۔ اگر کوئی آدمی نمازیں پڑھے، حج کرے، زکوٰۃ دے ڈاڑھی بڑھائے، رزق حلال کمائے اور نیک کاموں

پر خرچ کرے صرف یہ کہہ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مسلمہ کذاب کو بھی نبی بنایا ہے میں تو کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ سارے ایک جیسے تو خیال و مفتیان دین اس بندے کا اسلام قبول فرمالیں گے۔ مسلمانو! جب تک انسان محمد مصطفیٰ کے مقابلہ میں آنے والوں پر لعنت نہیں کرے گا۔ اس کا دعویٰ اسلام قبول ہی نہیں ہو گا۔ اگر کوئی آدمی بیت اللہ کے شرف حج کر آئے طواف کعبہ میں ساری عمر گزار دے مگر کبھی کبھار سومنات کے مندر کی طرف منہ کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ کہہ دیا کرے کہ یہ بھی کعبہ ہے فرماؤ کیا وہ مسلمان ہے۔ کیا الحاج اُسے کہنا آپ گوارا کرلیں گے۔ میں ایک آدمی کے بارے میں مفتیانِ دین سے فتویٰ مانگتا ہوں کہ ایک بندے نے قرآن مجید حفظ کیا اور قاری اتنا اچھا کہ مصر والے بھی اس کی حسن صوت سے محو حیرت ہیں ہر روز بچارا قرآن پاک ختم کرتا ہے۔ کبھی اُس نے قرآن مجید کے علاوہ بات ہی نہیں کی وہ دنیا کی باتوں میں بھی قرآن پڑھتا ہے چالیس برس گزر گئے قرآن کے بغیر اُس نے کوئی کبھی گفتگو ہی نہیں کی مگر اس کا ایمان ہے کہ گرو نانک کا گرنتھ کیا قرآن مجید سے کم ہے دونوں برابر ہی تو ہیں۔ فرماؤ ایسے مفتی پرہیز گار کو کیا سمجھو گے۔ مسلمان یا کافر۔ یقیناً ایسا بندہ کافر ہے جو خدا تعالیٰ کے کلام کے برابر گرنتھ نانک کا سمجھے پس ثابت ہُوا کہ اگر کوئی انسان خدا تعالیٰ کے بنائے ہوؤں کے مقابلہ میں کسی غیر کو برابر سمجھے تو وہ دین سے خارج ہو جاتا ہے تو جب توحید، نبوت، کعبہ، قرآن مجید کے مقابلہ میں کسی غیر کو لانے والا کافر ہے تو خدا کے بنائے ہوئے امام کے مقابلہ میں جو غیر کو لائے اُسے کیا کہنا چاہیئے۔ مسلمانو! ہر اُس بندے سے نفرت و بے زاری کرو جو خدا تعالیٰ کے بنائے ہوؤں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو کھڑا کرے۔ بس تبرا پہلے کرو اور تولّیٰ بعد میں ہونا چاہیئے۔

جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ ایک وادی میں۔ میں امیرالمؤمنین کے ساتھ تھا، حضرت نے راستہ چھوڑا۔ اور ایک طرف کو چل دیئے۔ میں بھی حضرت کے ساتھ۔ چلا۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر تبسم کیا اور فرمایا شاباش! اے پرندو! تم فضل خدا سے بولتے ہو۔ میں نے عرض کی مولا پرندہ کہاں ہے۔ فرمایا ہوا میں کیا تم اسے دیکھنا اور اس کا کلام سُننا چاہتے ہو۔ میں نے کہا ضرور، حضرت نے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی۔ پس ایک طائر اُتر آیا اور امیرالمومنین کے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے اُس کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ فرمایا خدا کے حکم سے گفتگو کر۔ کہ میں علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں۔ وہ پرندہ عربی زبان میں بولا السلام علیک یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت نے جواب سلام دیا اور اس سے دریافت

کیا کہ تیرے کھانے پینے کا سبب اس بے آب و گیاہ زمین میں کہاں ہے اُس نے عرض کی میرے مولا جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو آپ کی ولایت کا ذکر کر کے سیر ہوتا ہوں اور جب پیاسا ہوتا ہوں تو آپ کے دشمنوں پر تبرا کرتا ہوں پس سیراب ہو جاتا ہوں مولا نے فرمایا خدا تعالیٰ اس میں برکت دے مجمع الفضائل جلد ۲ صـ۱۸۲ ۔ اللہ اکبر ۔ بس دوست دشمن کی تمیز ہی انسانیت کا پہلا دستور ہے ۔ ایک انسان کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ اپنی دنیا کے کئے ہوئے پر نادم ہو کر کہے گا ۔ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ۔ پارہ ۱۹ رکوع ۱ ۔ وائے ہو مجھ پر کاش میں فلانے کو دوست نہ بناتا ۔ تفسیر قمی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فلانے سے مراد آلِ محمدؐ کے دشمنوں میں سے ایک شخص مراد ہے ۔ جو قیامت کو اپنے ہاتھ کاٹے گا ۔ تفسیر عمدة البیان جلد ۲ صـ۵۷ قرآن مجید ترجمہ مقبول احمد حاشیہ صـ۴۲۲ ۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے ۔ رُباعی ۔

دُور شو از اختلاطِ یارِ بد   یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

مار بد تنہا ہمی بر جان زند   یارِ بد بر جان و بر ایمان زند

یعنی بُرا دوست دیار سانپ سے بھی بُرا ہے ۔ سانپ اگر کاٹے تو جان کا خطرہ ہوتا ہے اور بُرا یار جان اور ایمان دونوں کو برباد کر دیتا ہے لہٰذا سوچ سمجھ کر کسی سے محبت کرنا کہیں دین و ایمان کا بیڑا غرق نہ ہو جائے ۔

جس آیت کو میں نے عنوان بیان قرار دیا ہے اب اُس کی طرف رُجوع کریں ۔ قدرت کا ارشاد ہے کہ ہم نہ تو کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں اور نہ کسی کو مٹاتے ہیں جب تک کہ اس جیسی یا اُس سے بہتر نہ لے آویں اور ایسا کرنے پر ہم قادر ہیں ۔ اب میں کلام پاک سے چند آیتیں آیت اللہ کی پیش کرتا ہوں ۔ سنو ! وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰيَةً پارہ ۱۸ رکوع ۳ اور کیا ہم نے بیٹے مریمؑ کے کو اور ماں اس کی کو آیت اور حضرت عزیرؑ کے بارے میں فرمایا ۔ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ پارہ ۳ رکوع ۳ اور تاکہ کریں ہم تجھ کو آیت واسطے انسانوں کے اور سنو ! اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ پارہ ۱۱ رکوع ۷ تحقیق بیچ آنے جانے رات کے اور دن کے اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے بیچ آسمانوں کے اور زمین کے البتہ آیتیں ہیں واسطے قوم ڈرنے والوں کے اور سنو ۔ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا پارہ ۱۵ رکوع ۶ اے قوم میری یہ ہے اونٹنی اللہ کی واسطے تمہارے آیت تو اللہ تعالیٰ

نے اونٹنی کو بھی آیت فرمایا ہے اور سنو وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاهُ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ پارہ ۱۷ رکوع ۹ ہم نے قرآن کو کھلی آیتیں بنا کر نازل کیا ہے تو قرآن مجید بھی آیت اللہ ہے اور سنو ! وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا پارہ ۱۲ رکوع ۹ ہم نے موسیٰ کو آیتیں دے کر بھیجا یعنی نبی کا معجزہ بھی آیت اللہ ۔ اور سنو ! حضرت نوحؑ کی کشتی بھی آیت اللہ ۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ پارہ ۲۰ رکوع ۱۶ ۔ پس نجات دی ہم نے کشتی والوں کو اور کیا ہم نے اس کو عالمین کے لئے آیت ۔ میں نے کلام پاک سے آٹھ آیتیں پیش کی ہیں کہ نبی، حضرت مریم، زمین آسمان ، دن رات ، ناقہ صالح ، تمام رسولؑ ، قرآن مجید ، نبی کا معجزہ اور کشتیٔ نوح وغیرہ سب اللہ کی آیتیں ہیں ۔ صلوٰۃ ۔ اور اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ ہم نہ کسی آیت کو مٹاتے ہیں اور نہ منسوخ کرتے ہیں ۔ جب تک کہ اس جیسی یا اس سے افضل نہ لے آویں ۔

لیکن جو لوگ خود داغدار ہیں وہ شیعوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ اُن کا چالیس پارے کا قرآن ہے مگر خود تحریف قرآن کے قائل ہیں ۔ ایک دو حوالے پیش کئے دیتا ہوں ۔ حضرت زرؓ سے حضرت ابی بن کعب نے پوچھا کہ سورہ احزاب کی کتنی آیتیں شمار ہوتی ہیں ۔ آپ نے فرمایا تہتر ۷۳ تو حضرت ابی نے فرمایا نہیں میں نے تو دیکھا ہے کہ یہ سورۂ بقر کے قریب قریب تھی اور اس میں یہ آیت بھی پڑھی جاتی تھی اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ یعنی جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت بدکاری کریں تو انہیں ضرور سنگسار کرو ۔ یہ سزا خدا کی طرف سے ہے اللہ بڑا غالب اور حکمت والا ہے ۔ مسند احمد، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ پارہ ۲۱ ص۴۶ ۔ اب مسلمان انصاف سے فیصلہ دیں کہ سورۂ بقر جتنی سورۂ احزاب تھی تو اب ہے تہتر آیتوں پر مشتمل باقی کہاں گئیں ۔ فرماؤ تحریف کے کون قائل ہوئے ارے اللہ کا فرمان تو گواہ ہے کہ ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے اور نہ بھلاتے مٹاتے ہیں جب تک اس جیسی یا اس سے بہتر نہ لے آویں تو اس ارشاد ربانی سے تو قرآن پاک کم نہیں ہونا چاہئے بلکہ زیادہ ہو سکتا ہے اور سنو ۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ نَزَلَتْ اٰيَةُ الرَّجْمِ وَرَضَاعَةُ الْكَبِيْرِ عَشْرًا وَلَقَدْ كَانَ صَحِيْفَةٌ تَحْتَ سَرِيْرِيْ فَلَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا دَاجِنٌ فَاَكَلَهَا ۔ سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص۵۰ ۔ اُمّ المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رجم کی آیت اتری اور بڑے آدمی کو دس بار دودھ پلا دینے کی ۔ اور یہ دونوں آیتیں ایک کاغذ پر لکھی تھیں ۔ میری چارپائی کے تلے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہم آپ کی وفات میں مشغول تھے

تو گھر کی پلی ہوئی بکری آئی اور وہ کاغذ کھا گئی انتہیٰ فرمان ام المومنین سے تو ثابت ہو گیا کہ حضورؐ پرنور کے زمانے میں آیت رجم وغیرہ تھی اور وہ منسوخ بھی نہیں ہوئی البتہ بکری شریف کی نذر ہونے کے بعد قرآن مجید میں نہ آسکی۔ فرماؤ تحریف قرآن کے قائل کون بزرگ ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی روش پر ہی نگاہ ڈال لیں کہ قرآن پاک میں تین صد تیرہ بار جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اُسے قرآن مجید کا جزو نہیں سمجھتے بایں لئے نماز فرض ہو یا تراویح اس میں پورا قرآن پڑھ جائیں گے مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم غائب۔ اسی پہ بس نہیں بلکہ پہلا پارہ الٓمّٓ ۔ سے شروع کرتے ہیں تو الحمد یعنی سورہ فاتحہ کو کیا ہوا۔ اگر فاتحہ قرآن مجید ہے تو پہلا پارہ الحمد للہ سے یا بسم اللہ سے شروع ہونا چاہیئے فرماؤ تحریف کا کون قائل ہے

خیر یہ تو ایک معترضہ واقعہ تھا جو عرض کیا گیا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم کسی آیت کو نہ منسوخ کرتے ہیں اور نہ ہی مٹاتے ہیں۔ جب تک کہ اس جیسی یا اس سے بہتر نہ لے آویں تو جب قدرت کا یہ دستور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دستور کو نہیں بدلتا۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِهِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا پارہ ۲۲ رکوع اور ہرگز نہ پلٹے گا۔ تو اللہ کی سنت میں تبدیلی۔ یعنی خدا کے قانون میں لچک اور تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ اس کا قانون ہر ایک کے لئے یکساں ہے اور ہر وقت ایک جیسا ہے جو کچھ خالق نے مقرر فرمایا ہے وہ جب بھی آیت کو منسوخ کرے گا یا مٹائے گا تو اُس سے افضل یا اُس جیسی لائے گا تو اب غور کر کے فرماؤ کہ ایک دن ایسا آیا کہ خالق نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ کو اپنے پاس بُلا لیا۔ فرماؤ اس کی جگہ پر اللہ کیسے بزرگ کو بٹھلائے گا قرآن مجید سے ثابت ہے کہ نبی ہوتے ہیں آیت اللہ اور خدا آیت کی جگہ اس جیسی یا اس سے بہتر لاتا ہے فرماؤ محمد کی جگہ پر کیسا اور کون ہوگا۔ آمنہ کے لال سے بہتر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر کم از کم ایسا تو ہو جو محمد مصطفیٰ کے علم کا وارث ہو۔ تلاش کر کے لاؤ مسلمانو! نبی اکرمؐ کی مسند پہ بیٹھنے والا انسان جس کے علم، حلم، عبادت، شجاعت کو دیکھ کر خدا کا حبیب یاد آجائے اور اگر نہ ملے تو خود حضورؐ اکرم کا فرمان سُن کر فیصلہ کر لو۔ فرمایا اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَاٰخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَاَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَكُلُّنَا مُحَمَّدٌ معرفت بالنورانیہ ص۳ ۔ ہمارا اول بھی محمدؐ ہے ہمارا آخر بھی محمدؐ ہے ہمارا درمیانہ بھی محمد اور ہم سب کے سب محمد ہیں اور سنو: اَنَا وَعَلِیٌّ مِّنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ ۔ تذکرۃ الخواص ص۲۳، مودۃ القربیٰ ص۸، المجالس المرضیہ ص۱۱ فرمایا میرا اور علیؑ کا ایک نور ہے اور سنو! حُسَيْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ ۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص۲۷۶، حسینؑ مجھ سے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اور سنو! فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ

فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ، مشکوٰۃ شریف جلد۲ صفحہ۲۷۰ ۔ فرمایا فاطمہ میرا حصہ ہے جس نے اُسے غضبناک کیا۔ اُس نے مجھے غضبناک کیا۔ میں کہتا ہوں کہ کم از کم محمدؐ کی کرسی پہ ایسا تو ہونا چاہیئے کہ جس کے افعال و کردار سے محمدؐ کی جھلک آئے۔

احمد بن عیسیٰ الکاتب کا بیان ہے کہ میں نے ایک شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ تشریف فرما ہیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں حضرت نے میری طرف نظر اُٹھا کر دیکھا اور اپنے دستِ مبارک سے ایک مٹھی خرما اس طشت سے عطا فرمایا جو آپ کے سامنے رکھا ہُوا تھا۔ میں نے انہیں گنا تو پچیس ۲۵ دانے تھے۔ اس خواب کو ابھی زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ مجھے معلوم ہُوا کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سامرہ سے تشریف لائے ہیں میں ان کی زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا ان کے سامنے ایک طشت رکھا ہے جس میں خرمے ہیں میں نے حضرت کو سلام کیا حضرت نے جواب سلام دینے کے بعد ایک مُٹھی خرما مجھے عطا فرمایا۔ میں نے ان خرموں کو شمار کیا تو وہ پچیس ۲۵ تھے۔ میں نے عرض کی مولا کیا کچھ اور خرما بھی مل سکتا ہے جواب میں فرمایا کہ اگر خواب میں تمہیں رسول خدا نے اس سے زیادہ دیا ہوتا تو میں بھی اضافہ کر دیتا۔ دمعہ ساکبہ جلد۳ صفحہ۱۲۴ چودہ ستارے صفحہ۴۱۲۔ اسی طرح کے واقعات حضرت امام جعفر صادق اور امام علی رضا علیہما السلام کے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ تاجدار رسالت کی نظر وسعت ملاحظہ فرماویں۔ حدیث معصوم سنو!

اِنَّهٗ یَرَی الْعَرْشَ وَ یَرٰی مَا تَحْتَ الثَّرٰی وَ یَرٰی مَا فِی الْمَغْرِبِ وَالْمَشْرِقِ۔ معرفت بالنورانیہ صفحہ۱۴ محمد مصطفیٰ کی نگاہ عرش اور تحت الثریٰ مغرب اور مشرق یعنی ہر چیز کو دیکھتی تھی۔ یہ ہے وسعتِ نگاہ مصطفیٰ اور خدا کا حکم ہے کہ ہم جب کسی آیت کو بدلیں تو اُس کی جگہ اس جیسی یا اس سے بہتر لاتے ہیں فیصلہ دو مسلمانو کہ اس قانونِ الٰہی کے مطابق رسول اللہ کے مقام کیسا انسان آنا چاہیئے کم از کم ایسا تو ہو کہ جس کی نگاہ عرش۔ تحت الثریٰ۔ مشرق۔ مغرب کو دیکھتی ہو لاؤ اور ہم سے خلیفہ منواؤ ورنہ خواہ مخواہ کا اجماعی شور نہ مچاؤ کہ اُمت نے اجماع کر لیا لہٰذا ٹھیک ہو گیا کُرسی رسول اللہ پہ بیٹھنا اور بات ہے اور خلیفۂ رسول ہو کر کمالات مُصطفیٰ دنیا سے منوانا اور بات ہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ اسماعیل بن محمد نامی نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے سوال کیا کہ مولا میں تنگ دست ہوں مہربانی فرما کر کچھ مدد فرماویں کہ قرضہ ادا ہو جائے اور حالات معمول کیمطابق ہو جائیں۔ فرزند رسولؐ میں تو ایک درہم تک کو ترس رہا ہوں اور پھر اُس نے خُدا کی قسم بھی کھائی کہ میرے

اگر خرما زیادہ دیتا تو میں بھی زیادہ دیتا

پاس کچھ نہیں ہے۔ امام نے فرمایا کیوں خدا کی جھوٹی قسم کھاتا ہے کیا تو نے دو صد اشرفیاں زمین میں گاڑ کر نہیں رکھی ہیں۔ پھر کہتا ہے کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے خیر میں نے یہ بات اس خیال سے نہیں کہی کہ تجھے کچھ نہ دوں۔ پھر غلام سے فرمایا کہ جو تیرے پاس اس وقت ہے وہ سب اسے دے دے۔ غلام نے سو اشرفیاں اسماعیل بن محمد کو دے دیں۔ تو حضرت نے فرمایا اے اسماعیل یہ سمجھ رکھ کہ تو نے جو دفینہ کر رکھا ہے جس وقت تو اس کا نہایت حاجتمند ہوگا۔ اس وقت اس سے محروم رہے گا۔ اسماعیل کہتا ہے کہ جو حضرت نے مال مجھے عنایت کیا تھا میں اُسے خرچ کرتا تھا۔ ایک زمانہ میں جب خرچ کی نہایت تنگی ہوئی۔ تو میں نے اس زمین کو کھودا جہاں اشرفیاں دفن کی تھیں۔ مگر وہاں کچھ بھی نہ تھا آخر معلوم ہوا کہ میرے لڑکے کو معلوم ہو گیا تھا۔ اُس نے وہ تمام اشرفیاں نکال کر کہیں خرچ کر دیں اور مجھے ان سے ایک اشرفی بھی نہ مل سکی۔ لواعج الاحزان جلد ا صـ۲۹۶۔ میں نے یہی عرض کیا ہے کہ رسولؐ اللہ کے مقام پر کم از کم ایسا تو ہو جو وسعتِ نگاہ ایسی رکھتا ہو کہ جیسی خدا کا حبیب محمد مصطفیٰ رکھتے ہیں ورنہ قرآن مجید کی آیت کہ مَا نَنسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَا اَوْ مِثْلِھَا۔ اللہ جب کسی آیت کو منسوخ کرتا ہے یا مٹاتا ہے تو اس کی جگہ اُس جیسی یا اُس سے بہتر لاتا ہے۔ فرماؤ نبی اکرمؐ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اللہ نے اپنے پاس بلا لیا تو اُس کے مقام پر کون بٹھلایا۔ کم از کم ایسا تو ہو کہ جس کو دیکھ کر خدا کا حبیب یاد آجائے۔

ممکن ہے کہ کوئی صاحب یہ فرمائے کہ اپنی کتابوں سے حوالہ پیش کرنا کونسا مشکل ہے اس طرح تو ہر انسان اپنے پیر و مرشد کے واقعات گھڑ کر سنا سکتا ہے سو عرض ہے کہ اب میں علمائے اہلسنت کے ارشادات مع حوالہ جات پیش کئے دیتا ہوں۔ ان پر نگاہ ڈال کر فیصلہ فرما لیجئے۔ سنو عبدالرحمٰن جامی کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے۔ اس کی کتاب شواہد النبوۃ کے صـ۳۳۴ پر ملاحظہ فرمادیں۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دن میں بہت سے آدمیوں کے ساتھ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک سائل نے عرض کی کہ جب خداوند قدوس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ۔ پارہ ۳ رکوع ۳ امام نے پرندوں میں سے چار پرندے پکڑ لئے پھر انہیں اپنی طرف بلائیے) کا حکم فرمایا تو کیا وہ پرندے ہم جنس تھے یا ایک دوسرے مختلف۔ امام نے فرمایا اگر تم چاہو تو تمہیں ویسا ہی کر کے دکھلا دوں۔ ہم نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اے مور ادھر آ۔ اسی وقت مور حاضر

ہوگیا۔ پھر کہا اے کوّے اِدھر آ۔ تو فوراً ایک کوا آگیا۔ پھر کہا اے باز اِدھر آؤ۔ اسی وقت ایک باز حاضر ہوگیا پھر فرمایا اے کبوتر اِدھر آؤ تو کبوتر حاضر ہوگیا۔ جب چاروں پرندے آگئے تو آپ نے فرمایا ان کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو اور ایک کا گوشت دوسرے میں ملا دو اور خوب پیس ڈالو لیکن ہر ایک کے سر کو بحفاظت رکھو اس کے بعد مور کے سر کو پکڑ کر کہا اے مور ادھر آ۔ تو فوراً مور کے گوشت کے ذرّے ہڈیاں پرائس کے سر کے ساتھ لگ کر مور زندہ ہوگیا۔ اسی طرح آپنے کوّے کبوتر اور باز کو بُلایا اور وہ بھی حضرت کا حکم پاتے ہی زندہ ہوگئے فرمایا یہ پرندے تھے اور اسی طرح حضرت خلیلؑ نے انہیں زندہ کیا تھا۔ اللہ اکبر صلوٰۃ۔ لو مسلمانو اب تو مان جاؤ فرماؤ کیا یہ فخر خلیلؑ ہیں کہ نہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے داؤد بن کثیر سے فرمایا اے داؤد اللہ کی کتاب میں نماز ہم ہیں، حج ہم ہیں، شہر حرام ہم ہیں، بلد الحرام ہم ہیں کعبتہ اللہ ہم ہیں قبلتہ اللہ ہم ہیں اور وجہہ اللہ ہم ہیں تفسیر انوار النجف جلد ۳ صہ ۹۱۔

میں مانتا ہوں کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کے عصا میں قدرت نے یہ طاقت بخشی تھی کہ وہ اژدھا بن جاتا تھا اور اگر کوئی نہ مانے تو منکرِ قرآن ہو کر کافر ہو جائے، بے شک کلیمؑ کا معجزہ قرآن پاک سے ثابت ہے اس کے ساتھ میرے مولا کا معجزہ بھی سُن لو۔ شاید مان جاؤ کہ محمد مصطفیٰ کی مسند پر بیٹھنے کا حق رکھنے والے یہی حضرات تھے۔ روایت میں ہے کہ منصور نے بابل سے ستّر جادوگروں کو بلا کر اپنے دربار میں بٹھایا ہُوا تھا اور اُن سے کہہ دیا تھا کہ میں عنقریب اپنے ایک دشمن کو بُلانے والا ہوں وہ جب یہاں پر آئے تو تم اس کے ساتھ کوئی ایسا کرتب کرنا جس سے وہ ذلیل ہو جائے۔ اس کے بعد اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بُلایا۔ جب آپ دربار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ستر شیر دربار میں بیٹھے ہیں۔ آپ کو جلال آگیا، اور آپ نے ان شیروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اپنے بنانے والوں کو نگل لو۔ وہ شیر کی تصویریں مجسم ہوئیں اور انہوں نے سب کاہنوں کو نگل لیا۔ یہ دیکھ کر منصور کانپنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد عرض کی فرزند رسولؐ ان شیروں کو حکم دیجئے کہ ان جادوگروں کو اُگل دیں آپ نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا اگر عصائے موسٰیؑ نے سانپوں کو اُگل دیا ہوتا۔ تو یقین ہے کہ یہ بھی اُگل دیتے۔ دمعہ ساکبہ جلد ۲ صہ ۵۱۲ چودہ ستارے صہ ۲۸۰ صلوٰۃ۔ ان حقائق کو عرض کرنے کے بعد اب دامن بیان کو اُلٹ کر عرض کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ فرمان و اعلان ہے کہ ہم کسی آیت کو نہ منسوخ کرتے ہیں اور نہ مٹاتے ہیں جب تک کہ اس جیسی یا اس سے بہتر نہ لے آویں تو مسلمانو! سنی حضرات کا تو ایمان ہے کہ ابھی تک بارہ ۱۲ اُن

شیروں نے جادوگروں کو نگل لیا

امام پیدا نہیں ہوا وہ قیامت کے قریب پیدا ہوگا مگر میری عرض ہے کہ گیارہ امام تو رسول اللہ کے جانشین بنے اور گیارویں کے انتقال و شہادت کے بعد قانون قدرت کے مطابق ان کی جگہ پر اس سے بہتر یا کم از کم اس جیسا تو ہونا چاہیئے فرمائیں گیارویں کے بعد آیت اللہ کون ہے اور اگر ملاں لوگ اس کا نام لینے سے گھبرائیں تو اپنے ہی مذہب کے بہت بڑے عالم حضرت عبدالرحمٰن جامی کے شواہد النبوۃ کے ص ۲۶۶ پر دیکھیں وہ فرماتے ہیں کہ صاحب العصر بارھویں امام ہیں آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے اور آپ امام الحجۃ القائم ہیں۔ المہدی، المنتظر اور صاحب زماں کے لقب سے بھی ملقب ہیں آپ خاتم دوازدہ آئمہ ہیں آپ کی والدہ کا نام سوسن یا نرجس ہے۔ ملا جامی نے اپنی کتاب شواہد النبوۃ میں امام آخرالزماں کی ولادت کے حالات ہی تحریر نہیں بلکہ حضرت حجۃ اللہ کے معجزات بھی بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک معجزہ آپ کو سنائے دیتا ہوں۔

امام عصر

سنو! ایک دفعہ اہل حلہ میں سے ایک شخص جس کا نام اسماعیل تھا کو زخم آگیا جس کو علاج معالجہ سے حلہ اور بغداد کے حکما عاجز آگئے اور کہنے لگے کہ اس کا علاج سوائے قطع و برید کے کوئی نہیں۔ لیکن یہ حصہ کاٹنے سے بہت زیادہ خطرہ ہے کیونکہ وہ نس جس پر ساری زندگی کا دارومدار ہے اس کے پاس ہی ہے اسماعیل کہتا ہے کہ جب تمام اطبا مایوس ہوگئے تو میں (سرمن رائے) مشہد شریف چلا گیا۔ اور آئمہ کے ضریح مقدس کی زیارت کے بعد میں ایک حوض میں کود گیا۔ اور خدا سے استمداد و استعانت کرنے لگا۔ بعض راتوں میں عبادت بھی کرتا رہا۔ اور زیادہ وقت وہیں گزارا۔ ایک روز میں نے دجلہ کے کنارے جا کر غسل کیا۔ پاک صاف کپڑے پہنے اور مشہد شریف کی طرف متوجہ ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ میری طرف چار سوار آرہے ہیں۔ دو تلوار بستہ تھے ایک کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور چوتھے کے کاندھے پر اتری ہوئی کمان تھی یہ سب شرفائے مشہد میں سے معلوم ہوتے تھے جب میرے پاس آئے تو انہوں نے السلام علیکم کہا میں نے وعلیکم السلام کہا۔ نیزہ بردار کمان والے کے دائیں طرف تھا اور دوسرے دونوں ذرا دور کھڑے تھے جس شخص کے پاس کمان تھی وہ مجھ سے کہنے لگا کیا تو اپنے اعزہ و اقارب کے ہاں اکیلا ہی جائے گا۔ میں نے کہا ہاں جناب اُس نے کہا کہ میرے پاس آؤ کہ میں تیرے زخم کا علاج کر دوں۔ میں ان کے پاس گیا۔ آپ نے میرے زخم کو اچھی طرح نچوڑ دیا۔ جس سے مجھے سخت درد محسوس ہوا نیزہ بردار کہنے لگا۔ اے اسماعیل کیا تجھے فلاح حاصل ہوئی۔ میں حیران تھا کہ وہ میرے نام سے کیسے

امام زمانہ کی برکت سے ناسور مندمل ہوگیا

کیسے آگاہ ہو گئے۔ میں نے کہا ہم فلاح پائیں گے اور آپ بھی انشاء اللہ فلاح پائیں گے۔ نیزہ بردار کہنے لگا۔ یہ امام ہیں۔ میں دوڑ کر امام کے پاس گیا اور آپ کے زانو کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد آپ چل دیئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا۔ آپ نے مجھ سے واپس چلا جانے کو کہا۔ میں نے عرض کی میں آپ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا آپ نے بار دیگر فرمایا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ میں نے وہی جواب دیا۔ نیزہ بردار نے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تجھے امام نے دوبارہ واپس جانے کو کہا ہے اور تو خلاف امر کر رہا ہے۔ یہ سُن کر میں کھڑا ہو گیا۔ آپ چند قدم چلے پھر مجھ سے فرمایا۔ دیکھو تم جب بغداد جاؤ گے۔ تو مُستنصر تمہیں دربار میں طلب کرے گا۔ اس کی بات نہ ماننا۔ میں اُسی حالت میں تھا کہ آپ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد مشہد شریف آگیا۔ میں نے کہا وہ تو امام تھے۔ انہوں نے پوچھا امام صاحب نیزہ تھے یا صاحب کمان تھے میں نے کہا صاحب کمان تھے۔ پھر کہا کیا تم نے انہیں اپنا زخم دکھایا۔ میں نے کہا ہاں دکھایا تھا۔ لیکن آپ نے اُسے چھوڑ دیا تھا۔ یہ نغمہ میری دائیں ران پر تھا۔ میں نے اُسے برہنہ کیا تو دائیں ران پر اس قسم کا کوئی نشان نہ تھا۔ مجھ پر دہشت کے مارے تنگ گزرنے لگا۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ زخم بائیں طرف ہو تو میں نے اُسے بھی برہنہ کر کے دیکھا تو کوئی نشان نہ تھا۔ اس پر لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور اس طرح ہجوم ہُوا کہ میرے کپڑے پھٹ گئے۔ خادمانِ مشہد مجھے اپنے گھر لے گئے اور اس طرح لوگوں نے مجھے خلاصی دلائی۔ میرے پہنچنے سے پہلے خبر بغداد شریف پہنچ چکی تھی۔ یہاں بھی لوگ مجھ پر اُمڈ آئے قریب تھا کہ اس جمِ غفیر میں مارا جاتا لیکن مجھے خلیفہ کے پاس لے گئے۔ مُستنصر نے مجھ سے میری رام کہانی پوچھی تو میں نے کہانی دہرائی مستنصر کہنے لگا کہ اِسے ہزار دینار دے دو۔ مگر میں نے لینے سے انکار کر دیا کیونکہ حضرت نے مجھے اس سے کوئی چیز لینے سے منع فرمایا تھا۔ یہ حال دیکھ کر مستنصر رونے لگا اور میں باہر چلا آیا۔ شواہد النبوۃ صفحہ ٣٧٠۔ اس طرح کے اور بھی واقعات کتاب مذکور میں کلا جامی نے تحریر فرمائے ہیں کہ قیامت کے قریب امام زمانہ ظہور فرمادیں گے صلوٰۃ۔ رُباعی۔

پردے سے نکل مشتاق زمانہ ہے   تم کتنے حسین ہو ہمیں دنیا کو دکھانا ہے

آئے گا میرا ساقی ہے رات ابھی باقی   ہم پی کے اُٹھیں گے جائیے جسے جانا ہے

رُباعی دیگر :-

اہلِ دنیا نے عجب شور مچا رکھا ہے   بدعتِ کفر کو اسلام بنا رکھا ہے

گر تجھے توحید بچانا ہے خدا　　بھیج اُسے جسے پردے میں چھپا رکھا ہے

رُباعی دیگر :-

حجابوں سے نظر ٹکرا رہی ہے　　حضور اب بات بڑھتی جا رہی ہے

چلے بھی آیئے پردے سے باہر　　قدم چومنے قیامت آ رہی ہے

رُباعی دیگر :-

لاکھ سمجھاتا ہوں دل کو پر قرار آتا نہیں　　کوئی اس رازِ درونِ پردہ کو سمجھاتا نہیں

گر ہلال عید ہو تو صبر آ جائے قمر　　چودھویں کا چاند ہے پھر بھی نظر آتا نہیں

رُباعی دیگر :-

بجلی رُخ روشن سے گرائیں تو قیامت　　عشاق کو جلوہ نہ دکھائیں تو قیامت

قائم کی غیبت میں قیامت ہے بہر طور　　آئیں تو قیامت ہے نہ آئیں تو قیامت (صلوٰۃ)

عبدالرحمٰن جامی کی طرح بہت سے علمائے کرام نے جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر مبسوط کتابیں تحریر کی ہیں، نجم الحسن عسکری جو خاص سامرہ کے رہنے والے تھے انہوں نے بھی ایک کتاب امام زمانہ کی شان میں تحریر کی ہے۔ اس کے علاوہ ینابیع المودۃ۔ الصواعق المحرقہ وغیرہ میں بھی امام زمانہ کے حالاتِ زندگی ملتے ہیں تو ثابت ہوا کہ اس وقت آیت اللہ جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام کی ذات پاک ہی ہے۔

اب تمام آئمہ کے نام کی فہرست بھی سُن لو۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن جندل بن جنادہ بن جبیر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ بتایئے وہ کونسی چیز ہے جو خدا کے لئے نہیں وہ تو اس کا شریک ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کوئی شریک نہیں رکھتا اور وہ چیز خدا تعالیٰ کے پاس نہیں وہ ظلم ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور وہ چیز کہ جس کو خدا نہیں جانتا۔ وہ اے یہود یو تمہارا قول ہے کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور خدا تعالیٰ یہ نہیں جانتا کہ اس کا کوئی بیٹا بھی ہے۔ یہ جواب سُن کر جندل نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ پھر اُس نے عرض کی یا رسول اللہ کل رات میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت مجھ سے فرما رہے ہیں

سرورِ انبیاء نے جندل یہودی کو اپنے بارہ اوصیاء کے نام بتائے

کہ اے جندل تو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر ایمان لے آ۔ اور ان کے اوصیاءؑ سے متمسک ہو
یارسولؐ اللہ! خدا نے اسلام تو مجھے نصیب کیا کہ میں مومن ہو گیا۔ اب فرمایئے آپ کے بعد آپ کے اوصیاءؑ
کون ہوں گے تاکہ میں اُن سے تمسک کر سکوں۔ حضرت نے فرمایا اے جندل میرے بعد میرے اوصیاء عدد
نقباءِ بنی اسرائیل کے برابر ہوں گے جندل نے کہا میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ نقباءِ بنی اسرائیل بارہ
تھے حضرت نے فرمایا میری امت کے امام بھی بارہ ہوں گے۔ جندل نے عرض کی یارسولؐ اللہ کیا وہ سب
کے سب ایک ہی زمانہ میں ہوں گے حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ ایک کے بعد دوسرا ہو گا۔ اے جندل تم
اُن میں سے صرف تین اماموں کو دیکھو گے میرے بعد سب سے پہلے میرے وصی سید الاوصیاء ابو الائمہ
علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں پھر ان کے دونوں فرزند حسنؑ اور حسینؑ یکے بعد دیگرے امام ہوں گے۔ اے جندل
میرے بعد تم ضرور ان سے متمسک رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ جاہلوں کی جہالت تمہیں دھوکا دے۔ اے جندل
جب علیؑ ابن الحسینؑ سید العابدینؑ کا زمانہ ولادت قریب آئے گا تو تمہارا انتقال ہو جائے گا اور آخری رزق
تمہارا دودھ ہو گا۔ جندل نے عرض کی یارسولؐ اللہ یہ نام میں نے توریت میں بھی پڑھے ہیں۔ اب فرمایئے کہ
امام حسینؑ کے بعد کتنے امام ہوں گے اور اُن کے نام کیا ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے فرزند حسینؑ کی نسل
سے نو امام ہوں گے۔ مہدی بھی انہی میں سے ہو گا جس وقت حسینؑ کی مدتِ حیات پوری ہو جائے گی
تو ان کے فرزند علیؑ جن کا لقب زین العابدینؑ ہے امام ہوں گے پھر جب علیؑ ابن الحسینؑ کی مدت زندگی تمام
ہو جائے گی تو ان کے فرزند محمدؑ باقر امام ہوں گے پھر محمدؑ کے بعد ان کے فرزند جعفر امام ہوں گے۔ صادق ان
کا لقب ہو گا پھر جعفر کے بعد اُن کے بیٹے موسیٰؑ امام ہوں گے اُن کا لقب کاظم ہے پھر موسیٰؑ کے بعد
ان کے بیٹے علیؑ امام ہوں گے اُن کا لقب رضا ہے پھر علیؑ کے بعد ان کے فرزند محمدؑ امام ہوں گے لقب ان
کا زکی ہے پھر محمدؑ کے بعد ان کے بیٹے علیؑ امام ہوں گے لقب ان کا نقی ہو گا پھر ان کے بعد ان کے
فرزند حسنؑ جن کا لقب امین ہے وہ امام ہوں گے پھر میری اُمت کا امام غائب ہو جائے گا۔ جندل نے
عرض کی یارسولؐ اللہ کیا حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ غائب ہوں گے حضرت نے فرمایا وہ غائب نہیں ہوں گے۔ بلکہ
ان کے فرزند جو کہ بارہویں امام ہیں وہ غائب ہو جائیں گے۔ جندل نے عرض کی یارسول اللہ! ان کا اسم مبارک
کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا جب تک وہ ظاہر ہوں گے ان کا نام نہ لیا جائے گا۔ جندل نے عرض کی یارسولؐ اللہ
میں نے توریت میں یہ سب تذکرہ پڑھا ہے۔ ینابیع المودۃ ص۴۴۲، ضمیمہ مقبول ص۲۵۶، حقائق الوسائط ص۲۹۵،

شرح فقہ اکبر صـ۷۶، مودۃ القربیٰ صـ۲۸۔

جس شرح فقہ اکبر میں ہمارے ۱۲ اماموں کا تذکرہ ہے اس میں بزرگوں کے بھی بارہ خلفاء کا ذکر بڑی شدومد سے کیا گیا ہے۔ چلتے چلتے وہ بھی سن کر حفظ کرلیں۔ فالاثنا عشر ھُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ الْاَرْبَعَۃُ وَمُعَاوِیَۃُ وَابْنُہٗ یَزِیْدُ وَعَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ مَرْوَانَ وَاَوْلَادُہٗ الْاَرْبَعَۃُ وَبَیْنَھُمْ عُمَرُ ابْنُ عَبْدُ الْعَزِیْزُ۔ شرح فقہ اکبر صـ۸۲، مؤلف نے لکھا ہے کہ پس خلیفے بارہ۱۲ ہیں حضرت۔ ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علیؑ اور معاویہ پھر اُس کا بیٹا یزید، پھر عبدالملک بن مروان پھر اس کے چار بیٹے یزید، سلیمان۔ ہشام۔ ولید اور اُن کے درمیان بارہویں ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز۔ اب مسلمانوں کی مرضی ہے کہ جس طرف کے امام پسند آئیں انہیں امام مان لیں۔ میری دعا ہے اور ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ دعا کیا کرے کہ قیامت کو ہر بندے کا حشر اپنے چہیتے امام کے ساتھ ہو۔ آمین یارب العالمین۔ ثم آمین۔ بڑا عجز گروہ ہے ان لوگوں کا جنہوں نے یزیدؔ جیسے بندے کو خلیفہ تسلیم کرلیا۔

اب دامنِ تقریر سمیٹتے ہوئے میں ایک اور طرف آپ کو ملتفت کرانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مریمؑ کو، معجزہ کو، تمام انبیاء کو، قرآن مجید کو، ناقہ حضرت صالح کو، زمین و آسمان کو، چاند سورج ستارے وغیرہ کو اپنی آیات فرمایا ہے۔ یاد رہے کہ انبیاء علیہم السلام ہیں آیت اللہ۔ تو اللہ تعالیٰ معراج کی آیت میں فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَاط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ پارہ ۱۵ رکوع۱۔ پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے طرف مسجد اقصیٰ کے وہ جو برکت دی ہم نے گرد اس کے کہ دکھلاویں اس کو آیتیں اپنی۔ تحقیق وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اس فرمانِ باری تعالیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ خالق نے اپنے حبیب کو اس لئے معراج کرائی کہ انہیں اپنی آیتیں دکھلانا مقصود تھیں۔ تو نبی کریمؐ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی آیتیں ملاحظہ فرمائیں۔ یعنی جنت۔ کوثر، لبن، سلسبیل، تسنیم، حوریں، غلمان، ملائکہ، عرش، کرسی، بیت المعمور، انبیاء۔ تجلیات الٰہیہ وغیرھا آیت اللہ کو دیکھا۔ قرآن مجید نے بھی یہی فرمایا۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی پارہ ۲۷۔ رکوع۶ تحقیق دیکھا اس نے پروردگار کی بڑی آیتوں کو اب غور طلب امر یہ ہے کہ شب معراج جو اللہ نے آیت کبریٰ اپنے حبیب کو دکھلائی وہ کیا تھی جو آیت کبریٰ ہوگی وہی تاجدار رسالت کا وصی خلیفہ ہوگا اب سنو۔ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا لِلّٰہِ اٰیَۃٌ ھِیَ

سنیوں کے حضرات ۱۲ امام

جناب علی ابن ابیطالب اللہ کی سب سے بڑی آیت ہیں

اَکْبَرُ مِنِّیْ - کافی میں ہے کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی آیت مجھ سے بڑی نہیں ہے تفسیر صافی صفحہ ۴۲۵ ، جب سب سے بڑی آیت ہے ہی جناب حیدر کرار تو نبیؐ اکرم کی جگہ پر سوائے حیدر کرار کے کوئی نہیں بیٹھ سکتا بس خلیفہ ہونا اور بات ہے اور خلیفہ کہلانا اور بات ہے۔

عبدالرحمٰن جامی فرماتے ہیں کہ علیؑ اور اولاد علیؑ تاجدار رسالت کو ساری دنیا بلکہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ پیارے تھے لکھتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام حضرت امام حسینؑ کو اپنے دائیں بازو اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؑ کو بائیں بازو پر بٹھائے ہوئے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا خداوند تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے ہاں یکجا نہ رہنے دے گا - ان میں سے ایک کو واپس بلائے گا اب ان دونوں میں سے آپ جسے چاہیں پسند کر لیں - حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر حسینؑ رخصت ہو جائیں تو ان کے فراق میں - حضرت فاطمہؑ ، حضرت علیؑ اور میری جان سوزی ہو گی - اور اگر ابراہیمؑ وفات پا جائیں تو صرف مجھے ہی غم و الم کا سامنا ہو گا - اس لئے مجھے ہی اپنا غم ہی پسند ہے - اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیمؑ نے انتقال فرمایا - پھر جب بھی حضرت حسینؑ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آتے تو حضور علیہ السلام ان کو گود میں لے کر پیشانی پر بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے ہوئے فرماتے کہ اس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کو قربان کر دیا ہے - شواہد النبوۃ صفحہ ۲۰۴ - مسلمانو جس پر رسول خداؐ نے خوشی سے اپنا بیٹا فدا کیا اسی کو نبیؐ کی امت نے تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کر دیا - خدا جانے نبیؐ کی امت کو آل محمدؐ سے دشمنی کیا تھی - نہ ان کی عزت کا خیال اور نہ ہی ان کی عظمت کو طبع خاطر میں لائے میں ایک واقعہ اس قیدی کی عزت کا پیش کئے دیتا ہوں جس کو مسلمانوں نے ہتھکڑیاں اور طوق پہنا کر کربلا سے کوفہ و شام تک پیدل چلایا۔

ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے - وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں علیؑ ابن الحسینؑ کی دولت سرائے پر گیا - پہلے تھوڑی دیر باہر کھڑا رہا - بعد ازاں اجازت ملنے پر جو میں کمرے میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ حضرت علیؑ زین العابدینؑ فرش پر سے کوئی چیز چن رہے ہیں بعد اس کے پردے کے اندر ہاتھ بڑھا کر کسی کو وہ چیز دے دی - میں نے دریافت کیا کہ یا مولا یہ کیا چیز آپ چن رہے تھے فرمایا فرشتوں کے نازک نازک پر ہیں - میں نے عرض کی کہ کیا فرشتے آپ کے پاس آتے ہیں - فرمایا اے ابو حمزہ فرشتے ہمارے پاس آ کر تکیہ کے برابر بیٹھتے ہیں - لواعج الاحزان جلد ۱ صفحہ ۹ - مگر ان ہستیوں کی مسلمانوں نے کوئی قدر نہ کی - کسی کے پہلو پہ دروازہ گرایا گیا - کسی کو مسجد میں سجدے کی حالت میں شہید کیا گیا - کسی کو زہر دغا سے اور

اپنے بیٹے ابراہیم کو حسین علیہ السلام پر فدا کیا

امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس ملائکہ کا حاضر ہونا

کسی کو تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا گیا۔ میں کہتا ہوں رسولِ خدا سے لیکر حضرت صاحب العصر والزماں علیہم السلام تک آئمہ کے حالات زندگی نظرِ انصاف سے پڑھ کر ان چودہ میں سے ایک تو بتاؤ کہ جس نے اپنی طبعی موت سے انتقال کیا ہو۔ یہ سب رسولؐ اللہ کا کلمہ پڑھنے والوں کی چالاکیاں ہیں کہ دین کا لباس پہن کر وارثانِ دین کو قتل کرنا اپنا شعار و مشغلہ زندگی قرار دینا ضروری سمجھا۔ رسولؐ اللہ سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام تک پورے اڑھائی سو سال میں آپ کو تاریخ ایک آدمی کی نشان دہی بھی نہیں کرسکتی کہ کسی ہندو، کافر، مشرک، مجوسی، یا کسی نصرانی نے کبھی آلِ محمدؐ کو ستایا ہو۔ بلکہ تاریخ اس کے شواہد پیش کریگی کہ مسلمانوں نے آلِ محمدؐ کی تشہیر کی اور نصرانیوں نے آلِ محمدؐ کی نصرت میں اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔

ایک واقعہ سُن ہی لیں۔ حافظ جمال الدین محدث اپنی کتاب روضۃ الاحباب میں لکھتے ہیں کہ شہرِ حران میں جب آلِ محمدؐ کا لُٹا ہوا قافلہ پہنچا تو یہاں ایک عالم یہودی یحییٰ نامی حرانی ایک ٹیلہ پر اپنے کلیسا میں کھڑا دیکھ رہا تھا کہ کوئی اسیروں کا قافلہ جن کے آگے آگے چند سر بُریدہ نوک نیزوں پر سوار آرہے ہیں اور کچھ عورتیں اور بچے بھی شتران بے کجاوہ پر نہایت بے کسی کی حالت میں اسیر کرکے لائے جا رہے ہیں۔ یحییٰ حیران ہو کر اپنے معبد سے اتر کر بر سرِ راہ آکر کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ لشکر ابن زیاد آپہنچا۔ اُس نے دیکھا کہ سرہائے بُریدہ نیزوں پر بلند ہیں اور کچھ عورتیں اور چند بچے با سرِ عُریاں بے حال و پریشان اونٹوں پر سوار ہیں۔ جونہی اس کی نظر فرقِ مبارک جناب سید الشہداء علیہ السلام پر پڑی تو اُس کے جمالِ مُبارک کی طلعت نے اس کی آنکھوں میں خیرگی پیدا کر دی اور جب اُس نے بنظرِ غور اس سرِ انور کی طرف دیکھا تو اس فرقِ مقدس کے لبہائے مبارک اُسے متحرک نظر آئے۔ یہ دیکھ کر وہ اور قریب آیا تو کان لگا کر سُنا تو متحرک لبوں پر یہ آیۂ مرافی ھدایہ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ پارہ ۱۹ رکوع ۱۵ (عنقریب ظالموں کو اپنا انجام معلوم ہو جائے گا کہ ان کے لئے کونسی جگہ ہے) جاری تھی۔ یحییٰ اس مشاہدہ پر سخت ہی متحیر ہُوا اور سردارانِ لشکر سے دریافت کرنے لگا کہ یہ سرِ مطہر کس کا ہے اور یہ اسیر کون ہیں۔ جواب میں کہا گیا حسینؑ ابن علیؑ اور ان کے اقارب یہ سُنتے ہی یحییٰ نے باآوازِ بلند رونا شروع کیا اور کہا کہ لشکر تھے اس خدائے بزرگ برتر کا ہے کہ اس نے اس شر سے ہمیں محفوظ رکھا۔ لوگو آج مجھ پر بہت سے مخفی حالات اسرار عیاں ہو گئے۔ واللہ شریعت اسلام میں خونِ ناحق کی سزا ہمیشہ کے لئے جہنم ہے۔ اور ایسے مصائب بجز انبیاء اور خانوادہ انبیاء کے

یحییٰ حرانی کا اسلام لانا اور شہید ہونا

کسی اور طبقہ انسانی کیلئے مخصوص ہیں۔ اور یہی معصیتیں اُن کے حق پر ہونے کے واضح دلائل ہیں۔

پھر اُس نے جناب سید الشہداء کی مادرِ گرامی کا نام نامی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا دختر حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہ سنتے ہی اس راہب یہود نے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور مسلمان ہوگیا۔ اس کے بعد وہ جناب سجاد سے عرض کرنے لگا کہ اے فرزند رسولؐ میرے اسلام کا گواہ رہنا کہ میں نے خدا کی توحید آپ کے نانا محمد مصطفٰی کی نبوت اور آپ کی ولایت کا اقرار کر لیا ہے اور اسی پر انشاء اللہ میرا خاتمہ ہوگا۔ امام نے فرمایا آمین یحیٰی نے روتے ہوئے عرض کی مولا اگر کوئی حاجت ہو تو میرے لئے حکم کریں امام نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو چند چادریں لے آ۔ یحیٰی دوڑ کر اپنے کلیسا میں گیا اور جس طرح بھی بن پڑا چند چادریں لے کر امام کے پاس آیا امام نے سر برہنہ بیبیوں کے حوالے کر دیں۔ ہائے مصیبتا کہ جونہی سیدانیوں نے چادریں اپنے سروں پر لیں تو اشقیاء نے نیزوں سے انہیں اتارنا شروع کیا۔ عزادارو! نیزوں کی انیوں کی تکالیف کو برداشت نہ کرتے ہوئے رسولؐ زادیوں نے وہ چادریں خود بخود پھینک دیں۔ اشقیا کے ظلم و جور کو دیکھ کر یحیٰی سے نہ رہا گیا۔ تلوار لے کر اشقیاء پر ٹوٹ پڑا۔ اور بہت سے اشقیا کو واصل جہنم کر کے خود بھی شہید ہوگیا۔ عزادارو! جب رسولؐ زادیوں نے یحیٰی کا سر نوک نیزے پر دیکھا تو منہ مدینے کو کر کے کہا اے ہمارے جدِ امجد محمد مصطفٰی آپ کی اُمت سے کسی انسان نے ہماری حمایت نہیں کی بلکہ یحیٰی یہودی نے تیری بچیوں کی بے کسی پر غیرت میں آکر اپنی جان قربان کر دی۔ مظلوم کربلا صد ۲۳۱۔ یحیٰی شہید کی قبر شہر حران میں ہے اور آج بھی یحیٰی شہید کے لقب سے مشہور ہے۔

پوری تاریخ کربلا پڑھنے سے صرف ایک صحابی رسول جناب جابر بن عبداللہ انصاری جو نابینا ہو چکے تھے ان کا واقعہ ملتا ہے کہ جب اُس نے سُنا کہ محمد مصطفٰی کا نواسہ مسلمانوں نے بے جرم و بے خطا شہید کر دیا تو وہ اپنے غلام کو لے کر مدینہ سے کربلا پہنچا۔ لکھا ہے کہ جب جابرؓ کربلا کے میدان میں پہنچے تو ان کے غلام نے ایک دہقان سے پوچھا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہے اس نے کہا کہ کربلا۔ یہ سنتے ہی جابرؓ نے رونا شروع کیا۔ اور غلام سے کہا کہ اُونٹ کو بٹھا دے تاکہ میں یہاں سے پاپیادہ فرزند رسولؐ کی قبر تک پہنچوں۔ غلام نے جابرؓ کا ہاتھ پکڑا اور اُسے لے کر چلا۔ جب مقتل میں پہنچے تو غلام نے کہا اے صحابیؓ رسولؐ یہ تو سنسان مقام ہے۔ یہاں کس سے دریافت کروں کہ قبر حسینؑ کونسی ہے۔ جابرؓ نے کہا کہ تو مجھ کو قبروں کے درمیان

کھڑا کر دے ۔ غلام نے جابرؓ کو قبروں کے درمیان کھڑا کر دیا ۔ تو جابرؓ نے روتے ہوئے باآواز بلند کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ ناگاہ ایک قبر سے آواز آئی ۔ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا جَابِرُ ۔ جابرؓ نے کہا بس یہی قبر فرزند رسولؐ کی ہے بس بے تاب ہو کر جابرؓ قبر حسینؑ پر گر پڑا ۔ اور اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے ۔ غلام نے جابرؓ کو پانی چھڑک کر ہوش میں لایا ۔ اور عرض کی کہ اے صحابی رسولؐ اللہ قبر سے اُٹھ کر کسی گوشے میں روپوش ہو جایئے غالباً آپ کے یہاں آنے کی خبر کسی نے ابن زیاد کو کر دی ہے اس نے فوج کا ایک دستہ غالباً آپ کی گرفتاری کو بھیجا ہے ۔ جابرؓ نے کہا کہ اچھا ہو کہ یہ بے دین دشمنِ ایمان مجھے بھی قتل کر دیں جب رسولؐ اللہ کا تمام گھر تباہ ہو گیا ۔ تو اب جینے کا کیا مزا ۔ کہا کہ تو نظر جما کر دیکھ کہ اس فوج کا رُخ کدھر کو ہے اس پر اُس نے جو غور سے دیکھا تو اُس نے عرض کی کہ میری عقل حیران ہے کہ یہ سامنے سے آنے والا قافلہ کن لوگوں کا ہے ۔ جابرؓ یہ تو معاملہ ہی کچھ ہے کہ ہر اونٹ پر ایک ایک سیاہ علم ہے ۔ عماریوں پر سیاہ پردے نظر آتے ہیں اور یہ ستم رسیدہ قافلہ ہماری طرف آ رہا ہے ۔

عزادارو! یہ قافلہ دکھیا زینبؑ کا ہے کہ شام کی قید سے رہا ہو کر زیارت حسینؑ کو کربلا تشریف لائی ہے جب اہل حرم کربلا کی وادی میں پہنچے تو واحسینا واحسینتا کی صدائیں بلند ہوئیں اور اس قدر دردناک نوحے تھے کہ زمین و آسمان ہلنے لگے ۔ ایک شعر عرض ہے ۔

لایا تھا جو مدینہ سے ہم کو ۔ وہ کیا ہُوا   یاں کس کے ساتھ داخلۂ کربلا ہُوا

جابرؓ سمجھ گیا کہ اسیرانِ کربلا رہا ہو کر آئے ہیں ۔ جب امام زین العابدینؑ کی نظر اپنے جدؐ کے صحابی پر پڑی تو فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا جَابِرُ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَنْصَارِیْ ۔ جابرؓ نے کہا کہ آپ کون ہیں ؟ فرمایا اَنَا عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ ۔ یہ سُنتے ہی جابرؓ بے تابانہ حضرت سجادؑ سے لپٹ گئے اور امام کو پُرسا دینے لگے فرمایا جابرؓ کس کس کا پُرسا دو گے رسولؐ اللہ کا تو بھرا گھر ہی اُجڑ گیا ۔ جوانوں میں میرے سوائے کوئی باقی نہیں رہا ۔ روتے ہوئے جابرؓ نے عرض کی ۔ مولا قمر بنی ہاشم کی قبر کہاں ہے امام نے فرمایا اے جابرؓ ان کے شانے لب نہر کاٹے گئے وہیں حسینؑ کے اس فدائی نے دم توڑا ۔ بابا جان اس کی لاش یہاں تک نہ لا سکے ۔ جابرؓ نے عرض کی کہ مجھے ان کی قبر پر لے چلو ۔ میں اس قبر کا طواف بھی کر لوں ۔ امام جابرؓ کو لئے ہوئے فرات کے کنارے پہنچے ۔ وہاں دیکھا کہ ایک دہقان مصروف کاشت ہے جب اُس نے قبر عباسؑ پر آواز گریہ سُنی تو وہ قریب آیا اور آنکھوں میں آنسو بھر کر کہنے لگا ۔ ایک سال کا عرصہ ہوا ہے کہ

اس سرزمین پر ایک ہولناک واقعہ میں نے دیکھا کہ عمر بھر نہ بھولوں گا۔ وہ یہ کہ محرم کی دوسری تاریخ کو یہاں تھوڑے سے آدمیوں کا ایک قافلہ اترا اس میں چند جوان کچھ بوڑھے کچھ بچے اور کچھ عورتیں تھیں یکایک شاہی فوج نے ان کو گھیر لیا۔ اور ان کے خیمے دریا کے کنارے سے ہٹا دیئے گئے۔ ساتویں محرم سے ان کا پانی بند ہوگیا۔ دسویں محرم دن کو میدان کارزار گرم ہوا۔ اس چھوٹے سے لشکر نے تین دن کی بھوک و پیاس میں وہ دیرانہ جنگ کی کہ دشمن پر ہراس طاری ہوگیا۔ ایک جوان تو ہو بہو ہمارے پیغمبر کے مشابہ تھا۔ جس قبر پر تم کھڑے رو رہے ہو یہ اس فوج کا سپہ سالار تھا یہ سن کر سجادؑ کی چیخ بلند ہوئی فرمایا یہ میرا چچا تھا اور جو نبیؐ کے مشابہ تھا وہ میرا بھائی علیؑ اکبر تھا۔ ہائے میرا بھرا گھر دوپہر میں اُجڑ گیا۔ مصباح المجالس جلد ۲ صہ ۳۵۲

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ۔

سولہویں مجلس

علی مع القرآن والقرآن مع علی ، شرک، کفر، نفاق ، منافق کی پہچان ۔ خلق اور امر ۔ حضرت عیسیٰؑ نے چار آدمیوں کو زندہ کیا ۔ امام علی نقی علیہ السّلام نے شیر قالین کو حکم دیا رُوح کی شان ۔ اولی الامر کی شان و دلائل ۔ اولی الامر ، آئمہ معصومین ہیں ۔ سردار انبیاء کے بغیر احکام اسلام کا سمجھنا محال ہے ، معجزات امیر المومنین علیہ السلام ۔ معجزہ سیّد سجاد ۔ معجزات سید الشہداء در کربلا ، عبداللہ بن عمیر کلبی اور اس کی زوجہ کی شہادت ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ۔ پارہ ۵ رکوع ۵ ۔ اے ایمان کے دعویدارو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسولؐ کی اور اولی الامر کی ۔ جو تم میں سے ہوں اور اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو ۔ پس اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس امر میں خدا اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو اور یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اور انجام کی راہ سے بہت اچھا ہے ۔

شیعہ سُنّی حضرات جناب امیرؑ المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے کمالات و فضائل اپنی اپنی کتابوں سے پیش کرتے ہیں مگر میں آج صرف قرآن پاک سے حیدر کرار کے فضائل بیان کروں گا ۔ میں کہتا ہوں کہ علیؑ کے فضائل کی ذمہ دار بخاری شریف نہیں ۔ علیؑ کے فضائل کی ذمہ دار مسلم شریف نہیں ۔ علیؑ کے فضائل کی ذمہ دار مشکوٰۃ شریف نہیں ۔ علیؑ کے فضائل کی ذمہ دار ترمذی شریف نہیں ۔ علیؑ کے فضائل کی ذمہ دار ابن ماجہ اور ابن داؤد نہیں ۔ مسلمانو علیؑ کے فضائل کی ذمہ دار نسائی اور موطا امام مالک نہیں ۔ بلکہ علیؑ کے

فضائل کی ذمہ دار کافی بھی نہیں، علیؑ کے فضائل کی ذمہ دار تہذیب الاحکام نہیں۔ علیؑ کے فضائل کی ذمہ دار کتاب من لا یحضرہ الفقیہ، یا استبصار نہیں۔ مسلمانو! نبیؐ نے نہیں فرمایا علیؑ مع البخاری نبیؐ نے نہیں فرمایا علیؑ مع المسلم نبیؐ نے نہیں فرمایا۔ علیؑ مع المشکوٰۃ رسول اللہؐ نے نہیں فرمایا۔ علیؑ مع الکافی نبیؐ نے نہیں فرمایا علیؑ مع تہذیب الاحکام بلکہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ فرمایا علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ الصواعق المحرقہ ص۱۲۲، تفسیر انوار النجف جلد ۱ ص ۵۲

علیٌ مع القرآن والقرآن مع علی

معلوم ہوا کہ جہاں قرآن ہوگا وہاں علیؑ ہوگا اور جہاں علیؑ ہوگا وہاں قرآن ہوگا۔ علیؑ گھر میں تو قرآن گھر میں۔ علیؑ ممبر پہ تو قرآن ممبر پہ، علیؑ نیچا تو قرآن نیچا، علیؑ اونچا تو قرآن اونچا۔ علیؑ نے بیعت کی تو گویا قرآن نے بیعت کی۔ علیؑ نے انکار کیا تو گویا قرآن نے انکار کیا۔ علیؑ نے جس سے جنگ کی گویا قرآن نے اس سے جنگ کی۔ علیؑ نے صلح کی گویا قرآن نے صلح کی۔ علیؑ آگے قرآن آگے علیؑ پیچھے قرآن پیچھے مثال سے واضح کرتا ہوں ہم چار آدمی سفر کر رہے تھے تین ہم غیر سید اور ایک ہم میں سیدّ بھی اور اس کے پاس قرآن مجید بھی فرماؤ ان چاروں میں آگے کون ہوگا پھر جب منزل پہ پہنچے تو ایک کو ممبر پلا فرماؤ سید کو کہاں بٹھاؤ گے ارے اگر علیؑ کو پیچھے کر دیا تو گویا قرآن پاک کو پیچھے کر دیا اور اگر علیؑ کو نیچے کر کے کوئی بزرگ ممبر پہ اونچا بیٹھ گیا تو اس نے صرف علیؑ ہی کی توہین نہیں کی بلکہ قرآن مجید کی بھی توہین کی فرماؤ جس نے قرآن کی توہین کی وہ کیا ہوا کیونکہ نبیؐ نے فرمایا عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ۔

واقعہ

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حاکم شام نے حضرت عبداللہ ابن عباس کو بلا کر کہا کہ میں سنتا ہوں کہ تو علیؑ کی تعریف کرتا ہے جو ہماری منشا کے خلاف ہے آئندہ علیؑ کی تعریف نہ کرنا ابن عباس خاموش ہوگئے معاویہ نے پھر کہا اے عبداللہ کیا تم نے سنا ہے کہ میں کہتا ہوں علیؑ کی آئندہ تعریف نہ کرنا عبداللہ ابن عباس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو تیسری بار معاویہ نے غصے میں کہا کہ اگر آئندہ میں نے علیؑ کی تعریف سنی کہ تو علیؑ کی مدح کرتا ہے تو قرار واقعی سزا دوں گا۔ اس پر عبداللہ ابن عباس نے جھنجلا کر کہا او معاویہ تو مجھے قرآن پڑھنے سے روکتا ہے کہا نہیں۔ قرآن مجید ضرور پڑھو مگر علیؑ کی تعریف نہ کیا کرو۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا او معاویہ اگر علیؑ کی تعریف کو روکنا ہے تو پہلے قرآن کو ختم کرو۔ کیونکہ نبیؐ نے فرمایا عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ معاویہ نے کہا کہ ابن عباس

بے شک قرآن پڑھو مگر اس کے معنی و مفہوم اہلبیت کے علاوہ لوگوں سے دریافت کرو۔ ابن عباس نے کہا اے معاویہ یہ کیا انصاف و دیانت ہے کہ قرآن مجید اترا ہم پر اور دریافت کریں غیر سے۔ تفسیر انوار النجف جلد ۸ صفحہ ۱۱۹، حقائق الوسائط جلد ۸ صفحہ ۳۶۹۔ مسلمانو یہ تو بالکل ٹھیک ہے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے یعنی جو کچھ قرآن پاک نے کہا جناب حیدر کرار نے اُسے تسلیم کیا اس پر عمل کیا اس کا پرچار کیا قرآن کے جائز کو جائز کہا اور قرآن کے حرام کو حرام کہا قرآن کہتا گیا علیؑ مانتا گیا عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے۔ اب عرض کرنا ہے کہ قرآن کس طرح علیؑ کے ساتھ ہوا۔ سنو جو کچھ قرآن نے کہا اُسے علیؑ نے تسلیم کیا تو علیؑ قرآن کے ساتھ ہوا اور جو کچھ علیؑ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اُسے قرآن بنایا تو قرآن علیؑ کے ساتھ ہوا علیؑ سو گئے خدا نے علیؑ کا سونا قرآن بنایا۔ علیؑ نے رکوع کی حالت میں انگوٹھی دی۔ تو خدا نے قرآن بنایا۔ علیؑ نے جنگ کی تو خدا نے قرآن بنایا۔ علیؑ کے گھر سے جو کی روٹیاں خیرات ہوئیں تو خدا نے قرآن بنایا بس علیؑ فعل کرتے گئے خدا قرآن بناتا گیا۔ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ صلوٰۃ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان کے دعویدارو یعنی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قدرت ایمان کے دعویداروں سے خطاب کر رہی ہے اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایمانداروں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے یعنی قدرت کی نگاہ میں ہر انسان ایماندار نہیں ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ایمان ہے کیا شئے اور ملتا کس طرح اور کہاں سے ہے سنو! تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِهَا۔ یعنی ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے مثلاً پانی کی ضد آگ ہے نور کی ضد ظلمت ہے حق کی ضد باطل ہے صدق کی ضد کذب ہے دن کی ضد رات ہے۔ دین کی ضد بے دینی ہے، بہادر کی ضد بزدل ہے کرار کی ضد فرار ہے عالم کی ضد جاہل ہے مگر ایمان کی ضدیں تین ہیں ایک شرک دوسرا کفر تیسرا نفاق ہے عزیزو! دن کی قدر رات سے ہوتی ہے عالم کی قدر جاہل سے ہوتی ہے کرار کی تمیز فرار سے ہوتی ہے نور کی شان ظلمت سے ہوتی ہے۔ حق کی شوکت باطل سے ہوتی ہے دوست کی عظمت دشمن سے ہوتی ہے اگر کوئی میدان چھوڑ کر بھاگا تو جم کر لڑنے والے کی شان بن گئی۔ رات کی تاریکی سے دن کی عزت و بلندی کا پتہ چل گیا۔ جاہل کی جہالت و گمراہی سے عالم کی شوکت تسلیم کرنا پڑی۔ باطل کی سیاہ کاریوں نے حق کا نشان بتلایا۔ اسی طرح شرک و کفر نفاق نے ایمان کی جستجو پر مجبور کیا۔ مسلمانو! ایمان ان تینوں

کو یعنی شرک، کفر اور نفاق کو چھوڑنے پر ہی مل سکتا ہے جہاں یہ تینی کمبخت ہوں گے وہاں ایمان نہیں ہوگا تو جب ایمان ان تینوں کے چھوڑے بغیر نصیب نہیں ہو سکتا تو کُلّ ایمان ان تینوں سے کس طرح مانوس ہو سکتا ہے بس ان تینوں کو چھوڑ کر مومن بن جاؤ۔ شرک کی مرض کس طرح جائے گی اگر مشرک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ دے تو مومن نہیں ہوتا۔ کیونکہ ابھی دو منزلیں اور باقی ہیں مشرک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے سے شرک سے تو ضرور نکل جاتا ہے مگر کفر باقی ہے اور قرآن کا حکم ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔ پارہ ۳۰ رکوع ۲۳۔ تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اہل کتاب سے اور مشرک ہیں بیچ آگ دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے۔ تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اہل کتاب سے لوگ کافر بھی ہو سکتے ہیں۔ پھر مشرک اور کافر کا ٹھکانہ بھی تجویز فرما دیا کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی پڑھتا ہو اور ابھی مرض نفاق باقی ہو، لوگو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہِ کہنے سے شرک کی مرض سے خلاصی ملتی ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے کفر کی مرض دُور ہوتی ہے مگر ابھی ایک مرض کا خطرہ ہے جسے نفاق کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں اعلان کیا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ پارہ ۵ رکوع ۱۸ یقیناً منافق جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے ارے منافق ہوتا ہی وہی ہے جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی پڑھتا رہے اور دشمن اسلام بھی ہو۔ قرآن مجید سے ان کی تعریف سنو! اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ پارہ ۲۸ رکوع ۱۳ جس وقت آتے ہیں تیرے پاس منافق کہتے ہیں کہ گواہی دیتے ہیں ہم کہ تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً منافق جھوٹے ہیں۔ معلوم ہوا کہ منافقوں کی توحید و رسالت کی شہادت بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہے کیونکہ خدا کا حکم ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ منافق کہتا رہے محمد رسول اللہ خدا کا فرمان ہے کہ واقعی محمد تو خدا کا رسول ہے مگر منافقوں کی گواہی قبول نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں ایک اور مقام پر وضاحت فرما دی ہے۔ وَقَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔ پارہ ۲۶ رکوع ۱۴ کہا بدوؤں نے کہ ایمان لائے ہم اے میرے پیغمبر کہہ نہ ایمان لائے تم ولیکن کہو مسلمان ہوئے ہم اور ابھی نہیں داخل ہوا ایمان بیچ دلوں تمہارے کے۔ اس آیہ مراتی ہدایہ سے ثابت ہوا کہ ایمان اور شئے ہے اور اسلام اور شئے ہے یعنی مسلمان

شرک، کفر، نفاق

منافقین کی گواہی قبول نہیں

ایمان اور اسلام میں فرق

ہونا اور بات ہے اور مومن ہونا اور بات ہے۔

اب کس طرح معلوم ہو کہ یہ بندہ مومن ہے اور یہ بندہ منافق ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے دو طریقے واضح طور پر عیاں فرمائے ہیں ایک ہے میدانِ جنگ قرآن سنو۔ وَمَا اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا پارہ ۴ رکوع ۸ اور جو کچھ پہنچا تم کو اس دن کہ ملیں دو جماعتیں پس ساتھ حکم اللہ کے تھا اور تاکہ ظاہر کرے ایمان والوں کو اور تاکہ ظاہر کرے ان لوگوں کو کہ منافق ہوئے بس میدان جنگ میں آسانی سے پتہ چل جاتا ہے کہ مومن کون ہے اور منافق کون ہے، مومن میدان میں جم کے لڑتا ہے اور حضرت منافق حیلے بہانے کرتا ہے۔ اور آخر میدان سے فرار ہو کر جاتا ہے پھر لطف کی بات یہ ہے کہ جتنا نفاق زیادہ اتنی رفتار زیادہ، کوئی منافق پہاڑی پر بکری کی طرح میدان سے بھاگتا ہے اور کوئی اتنا تیز بھاگتا ہے کہ مدینے سے بھی آگے نکل جاتا ہے اور تیسرے روز مڑ کے آتا ہے تو ایک طریقہ ہے منافق کی پہچان کا میدان جنگ اور دوسرا منافق کی پہچان کا طریقہ ہے ذکر حیدرِ کرار۔ کیونکہ علیؑ کے نام سے منافق گھبراتا ہے صحابہ کرام کا طریقہ ورد ش سنو۔ كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنٰفِقِيْنَ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۲۰۔ صحابہ کرام حضرت امیر علیہ السلام کا ذکر چھیڑ کر معلوم کر لیا کرتے تھے کہ مومن کون ہے اور منافق کون ہے اب نتیجہ سنو کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو شرک غائب مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو کفر غائب اور عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ کہا تو نفاق غائب اب ہو گیا مومن یعنی چوتھی منزل ہے مومن کی۔ تو ذاتِ احدیت، مومنین سے خطاب کر رہی ہے کہ اے ایمان کے دعویدار و اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسولؐ کی اور اولی الامر کی۔ پہچان و انتخاب میں دھوکا کھایا ہے کچھ بزرگوں نے فرمایا کہ اولی الامر بادشاہ وقت ہوتا ہے مگر حق یہ ہے کہ اس سے مراد آئمہ معصومینؑ ہیں، کیونکہ خدا نے جس طرح اپنی اور رسول اللہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اسی طرح اولی الامر کی اطاعت بھی تمام بندوں پر واجب کی ہے تو ایسا شخص خدا اور رسولؐ کا نائب ہو سکتا ہے اس لئے اس کا معصوم ہونا بھی ضروری ہوا۔ کیونکہ اس کو عقل نہیں قبول کرتی کہ کسی گنہگار کی اطاعت کا خدا تعالیٰ حکم دے اور بارہ ۱۲ اماموں کے سوا کسی کی عصمت کا کوئی شخص نہ مدعی ہے اور نہ ہی دعویٰ ہو سکتا ہے اس کے علاوہ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ حکم خداوند عالم کا کسی خاص وقت یا زمانہ یا خاص کسی شخص کے واسطے نہیں ہے بلکہ ہر شخص اور ہر وقت کے واسطے قیامت تک کے

منافق کی پہچان

لئے ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اطاعت بھی عام ہے امور دنیا اور دین کی تخصیص نہیں ہے بلکہ عام اطاعت کا حکم ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر اولی الامر سے مراد دنیا کے بادشاہ ہوں تو مذہب اسلام کا کوئی ٹھکانا نہ رہے گا کیونکہ کہیں نصاریٰ بادشاہ ہیں۔ کہیں بدھ مذہب والے، کہیں کفار۔ اور اگر مسلمان ہی مقصود ہوں تو پھر ان میں بھی خدا جانے کتنے فرقے ہیں اور حدیثِ رسول ؐ کے مطابق ایک کے سوائے سب کے سب جہنمی ہیں پھر کہیں سُنی بادشاہ ہیں تو کہیں شیعہ۔ کہیں اہلحدیث تو کہیں خارجی۔ پھر مسلمان اطاعت کرے تو کس کی اور سب کی کرے تو یہ بھی محال ہے تب ضرورت ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کے علاوہ کوئی اور شخص مراد ہو اور اس شخص کا موجود بھی رہنا ضروری ہے ورنہ خدا تعالیٰ کا حکم لغو اور بے کار ہو جائے گا۔ اسی بنا پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً الْجَاھِلِیَّۃِ۔ منصب امامت ص۶۶۔ جس نے اپنے وقت کے امام کو نہ پہچانا وہ کفر و جہالت کی موت مرا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بادشاہ دنیا کی معرفت حاصل کرنے والا کافر نہیں ہوتا لہٰذا ثابت ہوا کہ اولی الامر وہ شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کا جانشین و خلیفہ مقرر کیا ہے

اب میں آپ کے سامنے لفظ امر پیش کرتا ہوں کہ امر کیا چیز ہے اور جو امر کرنے کا حق رکھتا ہے وہ ہوگا صاحب الامر۔ قرآن سنو۔ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ پارہ ۸ رکوع ۱۴ خبردار خلق کرنا اور امر کرنا اللہ کا کام ہے مٹی، پانی، آگ، ہوا کے اجزا کو ترکیب دے کر پیدا کرنے کا نام ہے خلق اور اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ پارہ ۲۳ رکوع ۵۔ سوائے اس کے نہیں کہ حکم اس کا جب چاہے پیدا کرنا کسی چیز کا کہتا ہے واسطے اس کے ہو جا پس ہو جاتی ہے صفت خلق کا کام ہے کہ اجزا کو ترکیب دے کر پیدا کرنا اور صفت امر اجزا و ترکیب کی محتاج نہیں ہے بلکہ صرف کہا اور ہو گیا۔ بغیر کسی مادے کے اس کا نام ہے امر۔ اور اولی الامر وہ ہوگا جو ایسا امر کر سکے۔ ایک واقعہ سے امر کی تشریح کرنا چاہتا ہوں۔ منقول ہے کہ معاویہ کی طرف سے ایک آدمی نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے آکر چند سوالات کئے آپ نے فرمایا کہ میرے بیٹے حسنؑ سے دریافت کر لے منجملہ ان سوالوں کے ایک یہ سوال بھی تھا کہ وہ دس چیزیں کونسی ہیں جو ایک دوسری پر بھاری ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے پتھر۱ کو بڑی قوت بخشی ہے اور اسے سخت پیدا فرمایا ہے مگر اس پر غالب ہے لوہا۲ جو اس کو کاٹ دیتا ہے اور لوہے سے زیادہ سخت آگ۳ ہے جو اسے پگھلا دیتی ہے اور آگ سے زیادہ

سخت پانی ہے جو اسے بجھا دیتا ہے اور پانی کے اوپر غالب ہے ابر ہے جو اسے اٹھائے پھرتا ہے اور ابر کے اوپر سخت ہے ہوا جو اسے اڑائے پھرتی ہے اور ہوا پر غالب ہے وہ فرشتہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہوا پر حاکم مقرر کیا ہے کہ جہاں وہ خدا کے حکم سے ہوا کو حکم کرتا ہے لے جاتا ہے اور اس فرشتے پر غالب ہے ملک الموت جو اس کو بھی مارے گا اور ملک الموت پر غالب ہے موت کیونکہ ملک الموت کو بھی موت آئے گی پھر فرمایا کہ ملک الموت پر جو غالب ہے وہ امر خدا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں صاحب الامر بنایا ہے۔ جلاء العیون جلد ۱ صفحہ ۲۳۶۔ لوائج الاحزان جلد ۲ صفحہ ۱۱۔ لوگو صاحب الامر وہ ہوگا جس کے امر سے کچھ نہ ہو مگر پھر بھی ہو جائے۔

میں نے عرض کیا کہ ایک صفت خلق ہے کہ جس سے قدرت ترکیب سے مخلوق کو پیدا کرتی ہے اور دوسری صفت امر ہے جو محتاج ترکیب و اجزا نہیں ہے اس کریم و رحیم رب العالمین نے اپنے فضل و کرم سے صفت خلق کی جھلک حضرت عیسیٰؑ کو عطا فرمائی کہ وہ مٹی سے پرندے بنا لیا کرتے تھے اِنِّیٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۔ پارہ ۳ رکوع ۱۳ یقیناً میں پیدا کرتا ہوں واسطے تمہارے صورت پرندے کی مٹی سے۔ پس پھونکتا ہوں بیچ اس کے پس ہو جاتا ہے جانور ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور خبر دیتا ہوں میں تم کو ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم بیچ گھروں اپنے کے۔ اللہ اکبر۔ اس فرمان باری تعالیٰ سے ثابت ہے کہ اللہ کریم نے جناب عیسیٰؑ کو یہ قوت عطا کی تھی کہ وہ مٹی سے پرندے بناتے تھے بیماروں کو شفا بخشتے تھے۔ مادر زاد اندھوں کو نور بصارت کے ساتھ نور ایمان عطا کرتے تھے مردے زندہ کرتے تھے اور جو کچھ لوگ کھاتے تھے یا اپنے گھروں میں جمع کرتے تھے وہ سب حضرت عیسیٰؑ بتا دیا کرتے تھے۔ باذن اللہ۔

حضرت عیسیٰؑ نے چار آدمیوں کو زندہ کیا

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے چار آدمی زندہ کئے تھے۔ ایک تو بڑھیا کا بیٹا کہ ماں اس کی بہت روتی تھی حضرت عیسیٰؑ کو اس پر رحم آیا اور بحکم خدا اس کو زندہ کر دیا۔ دوسرا ایک دوست حضرت عیسیٰؑ کا تھا کہ وہ مر گیا تھا اس کو زندہ کیا اور وہ بیس سال زندہ رہا۔ اس کی اولاد بھی ہوئی اور جب تک زندہ رہا کھاتا پیتا رہا تیسری ایک بوڑھی عورت کو زندہ کیا کہ اس کے واسطے قوم اس کی بہت روتی تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے

زندہ ہوگئی اور چوتھے سام پسر نوح علیہ السلام کو زندہ کیا کہ اس کو مرے ہوئے تقریباً چار ہزار سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ حضرت عیسیٰ کی قوم نے کہا کہ اگر تو اس کو زندہ کردے تو ہم سب آپ پر ایمان لے آویں گے حضرت عیسیٰ اس کی قبر پر گئے اور قُم بِاِذنِ اللّٰہ فرمایا تو قبر شق ہوگئی اور سام اس میں سے باہر نکلا کہ بال اس کے سفید تھے کہنے لگا قیامت آگئی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے خدا تعالیٰ کے حکم سے تجھے زندہ کیا ہے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اے سام تُو۔ تو جوان مرا تھا، بال تیرے کیوں سفید ہیں۔ کہا تیری آواز سُن کر میں نے گمان کیا کہ قیامت ہوگئی ہے اس واسطے اس کے ہول سے میرے بال سفید ہوگئے ہیں۔ اس کے بعد جناب عیسیٰ نے اُسے حکم الٰہی سے پھر مرنے کا حکم دیا اور وہ قبر میں چلا گیا۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ صفحہ ۱۶۱۔ روایت میں ہے کہ بطور امتحان حضرت عیسیٰ کے مشورہ کر کے چالیس آدمیوں نے چند قسم کا کھانا کھایا ہر ایک کھانا دوسرے کھانے کے غیر تھا پھر اپنے اپنے گھروں میں مختلف قسم کی اشیاء کو چھپا کر علیحدہ علیحدہ رکھا۔ پھر حضرت عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہمیں بتلائیے کہ ہم نے کیا کھایا ہے اور ہمارے گھروں میں کیا چیز ہے اور وہ کہاں کہاں رکھی ہوئی ہے حضرت عیسیٰ نے بحکم خدا سب کچھ بتلا دیا۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ صفحہ ۱۶۲ تو یہ کمالات اللہ تعالیٰ نے اُسے عطا کئے ہیں جس کو صفت خلق کا مظہر قرار دیا ہے اور صفت امر ہے اس سے اعلیٰ کیونکہ صفت خلق اجزا و ترکیب کی محتاج ہے اور صفت امر کسی شئی کی محتاج نہیں بس اِدھر کہا اور اُدھر ہوگیا تو جب اللہ تعالیٰ نے صفت خلق کی جھلک اپنے فضل و کرم سے حضرت عیسیٰ کو عطا کی ہے تو صفت امر کی جھلک سے کیوں بخل کرے بس صفت امر کا اختیار اُسے عطا کرے گا جو عیسیٰ سے افضل ہو۔ اور وہ وہی حضرات ہوں گے جن کے بارہویں پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ کلام مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے فضائل تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ بیان فرمائے ہیں کہ حضرت عیسیٰ تمام انبیاء سے افضل ہیں ہرگز نہیں بلکہ حضرت خلیل اللہ اور جناب رسالتمآب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو یقیناً حضرت عیسیٰ سے افضل و اکمل ہیں۔ مسلمانو! حضرت عیسیٰ کے کثرت سے فضائل بیان کرنے کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ آلِ محمدؐ کے کمالات کا سمجھانا قدرت کو مقصود ہے کہ جب عیسیٰ کے فضائل دنیا دیکھے گی تو خود بخود اندازہ لگائیں گے کہ امام زمانہ صاحب العصر والزمان عج کے پیچھے حضرت عیسیٰ کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا وہ کیسے ہوں گے۔ صلوٰۃ۔

بس صاحب الامر وہ ہے جس کے امر سے بغیر مادہ کے مخلوقات۔ خدا کے حکم سے پیدا ہو جائے

ملا جامی رقمطراز ہیں کہ ایک دن متوکل کے پاس ایک مشہور ہندی شعبدہ باز آیا اور اس نے بہت سے کرتب دکھلائے۔ متوکل نے اس سے کہا کہ میرے دربار میں میرا ایک دشمن عنقریب آنے والا ہے اگر تو اُسے اپنے کرتب سے شرمندہ کردے تو میں تجھے ایک ہزار اشرفی انعام دوں گا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ جب وہ آجائے تو اس کے لئے کھانے کا بندوبست کرنا اور مجھے اُس کے پہلو میں بٹھا دینا۔ میں ایسا کروں گا کہ وہ سخت شرمندہ ہوگا یہ سُن کر متوکل خوش ہوگیا اور جب حضرت امام علی نقی علیہ السلام تشریف لائے تو کھانا لایا گیا اور سب کھانے کے لئے بیٹھے امام علیہ السلام نے جونہی لقمہ اٹھایا اور تناول فرمانا چاہا۔ تو شعبدہ باز نے جادو کے زور سے اُسے اڑا دیا۔ اسی طرح تین مرتبہ اُس نے کیا آخر میں سارا مجمع ہنس پڑا۔ امام علی نقی علیہ السلام یہ دیکھ کر اس قالین کی طرف متوجہ ہوئے جو دیوار میں لگا ہُوا تھا اور اس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپ نے شیر قالین کو حکم دیا کہ مجسم ہوکر اس کافر ازلی کو نگل لے بس صاحب الامر کے مُنہ سے فقرہ نکلا تو شیر قالین سچ مچ کا شیر بن گیا اور اس ہندی شعبدہ باز کو نگل گیا۔ اس واقعہ سے دربار میں ہلچل مچ گئی متوکل سرنگوں ہوگیا اور امام علیہ السلام سے درخواست کی کہ اس شیر قالین کو جو پھر اپنی حالت پر آگیا ہے حکم دیجئے کہ وہ اس کافر ہندی کو اُگل دے امام علیہ السلام نے فرمایا اگر موسیٰؑ کے اژدہے نے فرعون کے جادوگروں کے سانپ نگل لینے کے بعد اُگل دیئے ہوتے تو یہ شیر بھی اُگل دیتا۔ چونکہ اس نے نہیں اُگلا تھا لہٰذا یہ بھی نہیں اُگلے گا۔ کتاب شواہد النبوت صہ ۳۶۲۔ دمعہ ساکبہ جلد ۳ صہ ۱۲۵۔ صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ یہ ہے اولی الامر کہ صرف حکم کرے نہ ہو اور ہو جائے اور یہ یاد رہے کہ ملا عبدالرحمٰن جامی نے ایسے کئی واقعات درج کئے ہیں اللہ اکبر۔

ایک واقعہ مردہ زندہ کرنے کا بھی سُنتے جایئے حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام رضا علیہما السلام سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مردے زندہ کئے ہیں۔ فرمایا ایک مرتبہ قریش آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ہمارے مُردوں کو اگر زندہ کردیں تو ہم اسلام قبول کریں گے آنحضرت صلعم نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا کہ علی ان کے ہمراہ جایئے اور جسے یہ کہتے جائیں اُسے تم میرا حکم سُناتے جائیو اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ۔ پس مولا علیؑ ان کے ہمراہ ہوگئے اور جس جس کا انہوں نے نام لیا حضرت علیؑ نے اُس اُس کو رسول اللہ کا حکم پہنچایا کہ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ خدا کے حکم سے اُٹھو۔ اور میری نبوت کی گواہی دو۔ پس مولا کا حکم سُنتے ہی قبروں سے مُردے کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ کی نبوت کی

شیر قالین نے شعبدہ باز کو نگل لیا

گواہی دی۔ کہ وہ خدا کا رسول ہے۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ا صفحہ ۱۹۱، حقائق توسائط صفحہ ۱۲۳۔ حقائق العقائد صفحہ ۱۸۔
روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہوکر کہیں تشریف لے جارہے
تھے کہ راستہ پر ایک معذور اپاہج آدمی پڑا تھا اس نے جو امام علیہ السلام کو دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ اگر
میں شفایاب ہوتا تو آج امام کے قدموں کو بوسے دیتا۔ امام علیہ السلام نے اس کے قریب آکر اپنا چابک زمین
پر ڈال کر اس اپاہج سے فرمایا کہ اس چابک کو اٹھا دے اس معذور نے جو حرکت کی تو اپنے آپ کو تندرست
پایا اور دوڑ کر امام کے قدموں سے لپٹ گیا کہ امام نے مجھ بیمار پر ترس کر کے شفا عطا کی۔ صلوٰۃ۔ حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ نَحْنُ حُجَّةُ اللّٰهِ وَبَابُ اللّٰهِ وَنَحْنُ لِسَانُ اللّٰهِ وَنَحْنُ وَجْهُ
اللّٰهِ وَنَحْنُ عَيْنُ اللّٰهِ وَنَحْنُ وُلَاةُ أَمْرِ اللّٰهِ فِي عِبَادِهٖ۔ تفسیر انوار النجف جلد ۲ صفحہ ۱۰ فرمایا ہم حجۃ اللہ۔
باب اللہ، لسان اللہ، وجہ اللہ، عین اللہ ہیں اور ہم اللہ کے بندوں میں اولی الامر ہیں۔ اسی طرح کی ایک حدیث
اہلسنت کی طرف سے بھی پیش کئے دیتا ہوں۔ عَنْ عَبْدِ الْغَفَّارِ بْنِ قَاسِمٍ قَالَ سَأَلْتُ جَعْفَرَ ابْنَ
مُحَمَّدٍ عَنْ أُولِي الْأَمْرِ فَقَالَ كَانَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ مِنْهُمْ۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۰ عبدالغفار بن قاسم سے
منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق ابن محمد باقر علیہ السلام سے اولی الامر کی نسبت پوچھا تو فرمانے لگے کہ
خدا کی قسم علیؑ انہیں میں سے تھے

اولی الامر کی وضاحت قرآن مجید کی ایک اور آیت سے سنیں فرمایا خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ
جَمِيعًا۔ پارہ ا رکوع ۳ جو کچھ بیچ زمین کے ہے وہ سب کچھ تمہارے ہی لئے پیدا کیا ہے تو یہ کروڑوں قسم
کی نعمتیں زمین، آسمان، پہاڑ، سمندر، چاند، سورج، ستارے، ابر، نباتات، حیوانات، ہیرے جواہر،
میوے، اناج، دودھ، شہد غرضیکہ کائنات کی تمام اشیاء حضرت انسان کے لئے خالق کائنات نے پیدا
فرمائی ہیں۔ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا۔ پارہ ۱۳ رکوع ۱۷ اگر گنو تم نعمتیں اللہ کی تو ہرگز نہ
گن سکو گے تو یہ تمام نعمتیں جسم انسانی کے لئے اور جسم ہے ماتحت روح کے چلو ایک اور ترکیب ہی
ملاحظہ فرمالیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات پر کتنے احسانات فرمائے ہیں۔ دیکھو سمندر کا پانی کھاری ہے۔
اگر انسان اُسے پئے تو زندگی کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ سمندر
سے بخارات اٹھائے جو اپنے دامن میں پانی لے کر بلند ہوتے ہیں، پھر ہوا کا رخ پہاڑوں کی طرف کردیا
کہ پہاڑوں سے ٹکرائیں اور راستہ میں خالق نے کُرے بنائے کہ وہاں بادل آئیں تو برسیں۔ جو پانی زہریلا تھا۔

اُسے قدرت نے اپنی مخلوقات کے لئے میٹھا کر کے گھر پہنچا دیا کہ میری مخلوق کی زندگی تلف نہ ہو، اس طرح ہزاروں قسم کے طریقے استعمال فرما کر اپنی قدرت کاملہ سے نسل انسانی کی حفاظت فرمائی۔ مسلمانو! یہ سب کچھ انسان کے جسم کے لئے ہے اور جسم کی بقا روح سے ہے یعنی روحِ انسانی کے لئے یہ سارا جھمیلا معرضِ وجود میں لایا گیا۔ جب روحِ انسانی کی عزت و عظمت ذہن میں آجائے تو فیصلہ دو روح اللہ کیسا ہوگا؟ اور پھر فرماؤ جس کے پیچھے روح اللہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے وہ مہدی کیسا ہوگا؟ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ وہی اولی الامر ہوگا؟ کہ جن کے پیچھے صفت خلق کا مالک نماز ادا کر رہا ہے وہی صفت امر کا مالک ہوگا اور جو صفت امر کا مالک ہوگا وہی تو اولی الامر ہوگا۔ صلوٰۃ۔ یہی وجہ تھی کہ کربلا کے میدان میں اپنے اختیارات کا اعلان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جب میرے مولا نے اشقیاء کو خوشیاں مناتے ہوئے دیکھا کہ وہ عباسؑ اور اکبرؑ کو شہید کرنے پر فخر کر رہے ہیں تو مولا نے فرمایا۔ مسدس سنو!

چاہوں تو پگھل کر ابھی کہسار ہو پانی، ہر ذرہ ہر جنگل ہر خار ہو پانی
تیرے لئے دریا میں شرارہ بار ہو پانی اپنے لئے آتش سے نمودار ہو پانی

کہہ دوں تو ابھی غرقِ تغیر میں جہاں ہو
فوارہ میرے زخموں سے بھی کوثر کا رواں ہو

میرے مولا نے فرمایا اے عمر بن سعد سُن۔ (مُسدس)

چاہوں تو میں امکاں کے نظاروں کو بدل دوں اجرام کے ان رہ گزاروں کو بدل دوں
بہتے ہوئے دریا کے دھاروں کو بدل دوں ماحول کی کشتی کے کناروں کو بدل دوں

ارشاد میں مامور ہوں مجبور نہیں ہوں
زہراؑ ہے صدف جس کا میں وہ درِ ثمیں ہوں (صلوٰۃ)

روضۃ الاحباب میں محدث میر جمال الدین حسینی بروایت حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے یوں منقول ہے کہ جب آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ نازل ہوئی تو میں نے جناب رسولِ خدا سے عرض کی کہ میں نے خدا اور رسولِ خداؐ کو تو پہچانا مگر اولی الامر کون ہیں؟ جن کی اطاعت کو خدا تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے اس پر حضرت رسولِ خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ھُمْ خُلَفَائِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَوَّلُھُمْ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِب ثُمَّ الْحَسَنُ ثُمَّ الْحُسَیْنُ ثُمَّ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ

ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَعْرُوْفُ فِي التَّوْرٰةِ بِالْبَاقِرِ وَسَتُدْرِكُهُ يَا جَابِرُ فَإِذَا لَقِيْتَهُ فَاَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ ثُمَّ الصَّادِقُ جَعْفَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثُمَّ مُوْسٰى ابْنُ جَعْفَرٍ ثُمَّ عَلِيُّ ابْنُ مُوْسٰى ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثُمَّ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ حُجَّةُ اللّٰهِ فِي اَرْضِهٖ ۔ یعنی جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اولی الامر میرے بعد میرے خلفاء ہیں اوّل ان سے علیؑ ابن ابی طالب ہیں ان کے بعد حسنؑ ہیں، ان کے بعد حسینؑ ہیں ان کے بعد علیؑ ابن الحسینؑ ہیں، ان کے بعد محمد بن علیؑ ہیں جو باقرؑ کے نام سے توریت میں مذکور ہیں اور قریب ہے اے جابرؓ تم ان کو جانو گے پس جب ان سے ملاقی ہو تو میرا سلام ان سے کہنا، ان کے بعد جعفر بن محمدؑ ہیں، ان کے بعد موسیٰؑ ابن جعفر ان کے بعد علیؑ بن موسیٰؑ ہیں ۔ ان کے بعد محمدؑ بن علیؑ ہیں ان کے بعد علیؑ بن محمدؑ ہیں، ان کے بعد حسنؑ بن علیؑ ہیں ان کے بعد حجۃ اللہ یعنی امام مہدی صاحب العصر ہیں ۔ مصباح الظُلَم صفہ ۲۳۴، کتاب روضۃ الاحباب کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے رسالہ اصول حدیث میں معتبر اور مستند قرار دیا ہے تو اس فرمان واجب الاذعان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روز روشن کی طرح واضح اور ثابت ہو گیا کہ اولی الامر سے مراد حضرت علی علیہ السلام سے لیکر قائم آل محمد علیہ السلام تک بارہؑ نفوس قدسیہ ہی ہیں اسی فرمان رسالتمآبؐ کے پیش نظر ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام نے ممبر مسجد دمشق پر خطبہ ارشاد فرمایا اور اُس میں آپ نے شامیوں کو مخاطب کیا مسجد دمشق سامعین و حاضرین سے چھلک رہی تھی ۔ آپ نے فرمایا اَيُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ ۔ تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم نماز پڑھو، متکلم خدا ہے اور ایمان والے مخاطب ہیں حکم ہے صلوٰۃ کا کہ تم نماز پڑھو، بتاؤ صلوٰۃ کا ترجمہ تو ہے دعا کا اب کس طرح قیام کرو گے سجدہ کیونکر بجا لاؤ گے اور تشہد کا کیا معنی و مطلب ہوئے پھر قیام و قعود میں کیا پڑھو گے، کہاں سے پڑھو گے، تم مخاطب خدا متکلم درمیان میں کسی کو نہ لاؤ اور نماز پڑھ کر دکھلا دو، سنو خدا کا حکم ہے کہ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں بتاؤ روزہ کس طرح رکھو گے درمیان میں کسی کو نہ لاؤ اور روزہ رکھ کر دکھلاؤ ۔ لوگو! خدا کا حکم ہے کہ زکوٰۃ دو، زکوٰۃ دے کر دکھلاؤ، کتنی دو گے، کس وقت دو گے، نصاب کیا ہو گا اور کس کس چیز سے کتنی کتنی دو گے ۔ درمیان میں کسی کو نہ لاؤ اور زکوٰۃ دے کر دکھلاؤ ۔ پھر آپ نے قرآن سے ایک آیت تلاوت فرمائی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا پارہ ۴ رکوع ۱ واسطے اللہ کے اُوپر لوگوں کے حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پا سکے طرف اس کے زادِ راہ ۔ عربی لغت میں حج

اولی الامر آئمہ معصومین ہیں

پھر آپ نے شامیوں سے فرمایا کہ میرا نانا معلم احکام دین ہے

کے معنی ہیں ارادہ تو کیا ارادہ کرو گے تو حاجی بن جاؤ گے۔ بتاؤ لوگو! حج کس طرح کرو گے، خدا متکلم اور تم مخاطب درمیان میں کسی کو نہ لاؤ اور حج کر کے دکھلاؤ بیت اللہ جاکر کیا کرو گے کس طرح طواف کرو گے کس طرح اور کہاں قربانی کرو گے کہاں کہاں کتنی نماز اور کیسے پڑھو گے تو قرآن تو نہیں بتاتا تو تم حاجی بھی بن گئے، تم نمازی بھی بن گئے، تم نے زکوٰۃ بھی دے دی، روزے بھی رکھتے تو تم یہ جو کر رہے ہو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بجا لا رہے ہو، یہ تم نے کہاں سے سیکھا ہے یہ معنی تمہیں کس نے بتائے جس پر آج تمہارا عمل ہے تو تمام حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آپ کے نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دین سیکھا ہے یہ معنی ہمیں رسولؐ اللہ نے بتائے ہیں ہمیں تو قطعاً معلوم نہ تھا کہ نماز، حج، روزہ، زکوٰۃ کے کیا معنی ہیں۔ یہ سب معنی و طریقے آپ کے نانا رسولؐ اللہ نے بتائے ہیں تو پھر آپ نے ان پر سوال کر دیا کہ جب یہ معنی میرے نانا نے تمہیں بتلائے تو تم نے یقین کر لیا کہ یہی معنی خدا تعالیٰ کی منشا و رضا بھی ہیں یعنی خدا کے نزدیک بھی یہی معنی ہیں، سب نے کہا ہاں فرزند رسولؐ۔ ہم ایمان لے آئے کہ جس طرح آپ کے نانا نے ہمیں سمجھایا اور بتلایا بس یہی خدا کی رضا ہے امام نے فرمایا لوگو میرے نانا نے نماز کے معنی بتلائے تو تم نے قبول کر لئے روزے کے معنی بتائے تو تم مان گئے زکوٰۃ کی تفصیل معنی بتائے تو تم نے تسلیم کر لیا حج کے طریقے معنی سمجھائے تو تم نے انکار نہ کیا اور اولی الامر کے معنی جو میرے نانا بتلائے ہیں اس سے تم انکار کیوں کرتے ہو، اسے کیوں نہیں مانتے یا روزہ نماز، حج وغیرہ چھوڑ دیا جو میرے نانا نے اولی الامر کے معنی بتائے ہیں اُسے تسلیم کرو، اُسے مانو اس فرمان امام کو سن کر شامی حیران ہو گئے کوئی جواب نہ دے سکے مقام اہلبیت ص۱۱۱۔ صلوٰۃ۔

میں نے عرض کیا اولی الامر وہ ہوگا جس کی زبان کا فقرہ خدا کی تقدیر بنے امر ہی کا مختار تو اولی الامر ہوگا اور امر یہ ہے کہ کچھ نہ ہو کہہ دے ہو جا بس ہو جائے ایسا بندہ تلاش کر کے دکھلاؤ کہ ہم اُسے اولی الامر تسلیم کر لیں اور اگر آپ کو نہ ملے تو دروازۂ اہلبیت پر آؤ کہ ان کی ہر حرکت دین کی برکت نظر آتی ہے دامنِ تقریر کو سمیٹتے ہوئے ایک آدھ واقعہ اور بھی اولی الامر کا سناتا جاؤں تاکہ آپ کو اولی الامر کی وسعتِ کمالات کا مزید تعارف ہو جائے۔ بروایت بری عمارؓ بن یاسر سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امیرؑ المومنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے اپنے مدیون کو مقروض ہونے کی شکایت کی جبکہ آپ نے مجھ سے میرا غمناک چہرہ دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی۔ مولا علیؑ نے سامنے پڑے ہوئے پتھر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جاؤ یہ اٹھا

پتھر سونا بن گیا

لو اور اپنا قرضہ چکا لو۔ میں نے عرض کی آقا وہ تو پتھر ہے آپ نے فرمایا میرا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگو تو وہ اس کو سونا بنا دے گا۔ حضرت عمارؓ کہتے ہیں کہ میں نے حسب الحکم مولا علیؑ کے ویسے ہی کیا تو واقعی سونا بن گیا۔ پس آپ نے فرمایا اپنی ضرورت کے مطابق اس سے لے لو۔ تو میں نے عرض کی آقا یہ کس طرح نرم ہوگا کہ میں اس سے توڑوں آپ نے فرمایا اے ضعیف الیقین اللہ سے میرے نام کا واسطہ دے کر دعا تو کرو۔ وہ نرم ہو جائے گا۔ کیونکہ میرے ہی نام کی بدولت تو خداوند کریم نے داؤد پر لوہے کو موم کیا تھا عمارؓ کہتا ہے میں نے آپ کے نام سے دعا مانگی تو وہ موم ہو گیا اور میں نے اپنی ضرورت کے مطابق توڑ لیا۔ پس باقی ویسے کا ویسا پتھر بن گیا۔ تفسیر انوار النجف جلد ۶ صہ ۱۴۱۔ صلوٰۃ۔ ایک رُباعی پیش خدمت ہے سُنو!

حقیقت علیؑ ولی نہ انبیاء سمجھ سکے ۔۔۔ مجال تیری کیا ہے اس کی خاک پا سمجھ سکے

تیرا دماغ کیا کسی نبی سے بھی بلند ہے ۔۔۔ علیؑ ولی کو مصطفٰی کبریا سمجھ سکے

(تصدق شیرازی)

پتھر کا ٹکڑا ناشپاتی اور سیب بن گیا

مجمع النورین میں بروایت سید مرتضٰی بالاسناد حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ ایک دفعہ صعصعہ بن صوحان بیمار ہوا اور حضرت علی علیہ السلام چند صحابہ کے ہمراہ اس کی مزاج پرسی کو تشریف لے گئے۔ صعصعہ نے مولا کی زیارت کی اور بہت خوش ہوا کہ کریم ابن کریم نے مہربانی فرمائی ہے۔ ظاہری اور باطنی بیماریوں کے معالج نے دیکھا تو وسط صحن میں ایک پتھر کا ٹکڑا پڑا تھا۔ آپ نے ایک صحابی کو فرمایا کہ یہ پتھر مجھے اٹھا کر لا دو۔ چنانچہ آپ نے اس کو اپنی ہتھیلی میں رکھ کر ذرا دبایا اور ہاتھ کو کھولا تو وہ ناشپاتی تھی پس ایک صحابی کو حکم دیا کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب میں تقسیم کر دے اور ایک ٹکڑا صعصعہ کو بھی دو اور ایک ٹکڑا مجھے بھی دو چنانچہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب میں تقسیم کیا گیا آپ نے اپنے ٹکڑے کو اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا تو وہ سیب بن گیا تو پھر اس کے بعد بھی حسب سابق ٹکڑے کر کے تقسیم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ایک ٹکڑا صعصعہ کو بھی دو اور ایک ٹکڑا مجھے بھی دو چنانچہ تقسیم کیا گیا اور حضرت نے اپنے ہاتھ کے ٹکڑے کو ہاتھ میں رکھ کر دبایا تو وہ پہلے کی طرح پتھر بن گیا اور آپ نے اس کو صحن میں پھینک دیا۔ صعصعہ نے اپنے حصہ کی ناشپاتی اور سیب کا ٹکڑا کھایا تو بخار ٹوٹ گیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ تفسیر انوار النجف جلد ۶ صہ ۱۴۱

یہ ہے اولی الامر کہ جس کے تابع برابر ہے۔

لہوف میں ہے کہ یزید نے حضرت سجادؑ سے کہا کہ آپ تین حاجات مجھ سے طلب کر سکتے ہیں یعنی

میں آپ کی تین باتیں قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا ایک تو یہ کہ جو ہمارا مال لوٹا گیا ہے وہ مجھے واپس دلایا جائے یعنی ایک چرخہ بتول ایک چادر سیدہ کی اور باقی تبرکات انبیاء وغیرھم، دوسرا اگر تیرا ارادہ مجھے قتل کرنے کا ہے تو مستورات کے ساتھ ایسے شخص کو بھیج کہ جو انہیں حرم پیغمبر تک پہنچا دے اور تیسرا یہ کہ مجھے میرے باپ کے سر اطہر کی زیارت کرا دے تاکہ میں اس سے الوداع کر لوں۔ یزید نے کہا کہ باقی باتیں تو ہو سکتی ہیں مگر تمہیں تمہارے باپ کا سر نہیں ملایا جائے گا۔ اس وقت سامنے کے کمرہ میں سر مطہر ایک طشت میں رکھا ہوا تھا۔ سجادؑ نے فرمایا۔ کمینہ تو سمجھتا ہے کہ میں بابا کے سر کو نہیں دیکھوں گا۔ پس اُٹھے اور اُسی کمرے کی طرف رُخ کیا۔ اور عرض کی۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ۔ پس دروازہ خود بخود کُھلا اور سر مبارک سے رومال ہٹا کر اور سر کو جنبش ہوئی اور جواب دیا عَلَيْكَ السَّلَامُ يَاوَلَدِيْ وَقُرَّةَ عَيْنِيْ اِصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ فَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ۔ تیرے اوپر سلام ہو اے فرزند میرے، میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہر مصیبت پر صبر کرو کیونکہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ مجمع النورین، المجالس المرضیہ صد ۱۵۹ یہ ہے۔ اولی الامر جس کے تابع ہر امر ہے۔

واقعات کربلا میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ صبح عاشور کو عبداللہ ابن جویریہ مزنی گھوڑے پر سوار ہو کر خندق کے کنارے آ کر کھڑا ہو گیا۔ چونکہ مولا امام حسین علیہ السلام نے خیام کے تین طرف خندق کھدوا کر اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ جلا دی تھی کہ دشمن عقب سے خیام پر حملہ نہ کر سکیں۔ عبداللہ ابن جویریہ مزنی نے آگ جلتی دیکھ کر کفر آمیز کلمات کہنے شروع کئے کہ اے حسینؑ تمہیں آتش کی بشارت ہو کہ تم نے دنیا ہی میں اس کو حاصل کرنے میں جلدی کی ہے امام نے دریافت فرمایا کہ یہ ملعون کون ہے؟ کسی نے عرض کی کہ مولا یہ خبیث عبداللہ ابن جویریہ مزنی مردود ہے امام نے فرمایا کہ میں تو اپنے رب کریم پروردگار کی بارگاہ میں جا رہا ہوں اور تو ہی دوزخ کا مزہ چکھنے والا ہے۔ فرمایا اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ عَذَابَ النَّارِ فِي الدُّنْيَا۔ بار الٰہا اُسے دنیا میں عذاب آتش کا مزہ چکھا۔ راویاں اخبار کا بیان ہے کہ ابھی امام کی زبان سے بددُعا کے فقرات جاری ہوئے ہی تھے کہ اس شقی کا گھوڑا بدکا کہ جس کے نتیجے میں یہ ملعون زین سے زمین پر اس طرح گرا کہ اس کی ایک ٹانگ رکاب میں اٹک گئی اس حالت میں اُسے گھوڑے نے خندق میں لا ڈالا اور وہ ملعون جل کر خاکستر ہو گیا یہ منظر دیکھ کر اصحاب حسینؑ نے کہا سبحان اللہ کیا امر ہے اولی الامر کا۔ اللہ اکبر۔ المجالس المرضیہ صد ۸۷ سعادت الدارین صد ۲۷۹۔ ابن بابویہ نے اپنی امالی میں بسند مُفضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

سر مبارک، اولی الامر کی

سر ابن جویریہ، اولی الامر کی

کی ہے کہ روز عاشور ایک شخص آیا جس کا نام تمیم بن حصین فزاری تھا۔ اس نے امام حسینؑ اور آپ کے جانثاروں کو مخاطب کرکے کہا کہ دیکھو فرات کا پانی کس طرح صاف و شفاف شکم مار کی طرح بل کھا رہا ہے لیکن خدا کی قسم تم ایک قطرہ نہ چکھو گے اور اسی حالتِ پیاس میں تمہاری موت واقع ہو گی۔ امام نے دریافت فرمایا یہ کون ملعون ہے تو کہا گیا کہ یہ تمیم بن حصین مردود ہے آپ نے فرمایا یہ اور اس کا باپ دونوں جہنمی ہیں اور دعا کی اے میرے اللہ اس خبیث کو آج ہی پیاس کا مزہ چکھا۔ امام کا اس کے حق میں یہ کہنا تھا کہ اس پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ گھوڑے سے گرا اور دوسرے گھوڑوں نے اسے اپنے پاؤں میں کچل کر واصل جہنم کر دیا۔ المجالس المرضیہ ص۸۵، سعادت الدارین ص۲۷۹۔

کوفی و شامی کچھ اس طرح کے بدطینت تھے کہ باوجود ان کرامات و معجزات دیکھنے کے سوائے حرؑ کے اور کسی ملعون پر کوئی اثر نہیں ہوا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ان کا ضمیر مردہ ہو چکا تھا اور وہ حکومت وقت کی خوشامد کاسہ لیسی میں خدا و رسول اور اپنی عاقبت کو فراموش کر چکے تھے۔ منقول ہے کہ عبداللہ بن عمیر کلبی اور اس کی زوجہ بھی میدان کربلا میں شہید ہوئی۔ یہ شخص حضرت امیرالمومنینؑ کے صحابہ میں سے تھے بروایت ناسخ اس کی کنیت ابو وہب تھی، نہایت شجاع دلیر اور طاقتور بہادر تھا۔ کوفہ بیر الجعدہ کے قریب اس کا گھر تھا۔ یہ مکان کوفہ کی گنجان آبادی سے بالکل باہر ان باغات خرما کے قریب تھا جو نخلیہ کے حدود میں واقع تھے۔ ان کے ساتھ ان کی رفیقۂ حیات جو قبیلہ نمر سے تھیں ایک دن جو یہ گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ فوجیں کربلا کی طرف جا رہی ہیں۔ دریافت کیا کہ یہ لشکر کہاں جا رہا ہے تو جواب ملا کہ کربلا میں حسینؑ ابن علیؑ سے جنگ کرنے جا رہے ہیں۔ عبداللہ ابن عمیر نے دل میں سوچا کہ میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کا شیدائی تھا لیکن وہ قوم جو فرزند رسولؐ کے خون کی پیاسی ہے ان کے ساتھ جنگ کرنا کفار کی جنگ سے یقیناً کم نہ ہوگا۔ پس گھر میں آیا اور اپنی زوجہ کو اطلاع دی کہ میں نصرت فرزند رسولؐ کے لئے کربلا کو جاتا ہوں۔ اس کی زوجہ نے کہا کہ جو کچھ تو نے سوچا ہے وہ بہت بہتر ہے لیکن مجھے بھی ساتھ لیتے جاؤ۔ ہم دونوں اپنے مولا کی نصرت میں کام آئیں گے۔ پس راتوں رات عبداللہ نے اپنی زوجہ کے ہمراہ کوچ کیا اور آٹھویں محرم کی شب وارد کربلا ہو گئے اور امام عالی مقام سے باریابی کا شرف حاصل کیا۔ لکھا ہے کہ جب دسویں محرم کے روز عمر بن سعد نے پہلا تیر امام کے خیام کی طرف پھینکا تو اس کے بعد ابن زیاد کا آزاد کردہ غلام لیسار پہلے پہل فوج اشقیا کی طرف سے لڑنے کے لئے نکلا امام کی طرف سے

عبداللہ ابن عمیر کا تعارف

عبداللہ بن عمیر کلبی اور اس کی زوجہ کی شہادت

حبیبؓ ابن مظاہر اور بریرؓ بن خضیر ہمدانی نے امام سے اجازت طلب کی لیکن امام نے ان دونوں کو روک لیا اس کے بعد عبداللہؓ بن عمیر نے اجازت چاہی تو امام نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔ گندمی رنگ، لانبا قد، کلائیاں اور بازو کشادہ، پشت اور سینہ ملاحظہ کرتے ہوئے فرمایا بہادر اور جنگ آزما جوان معلوم ہوتا ہے جاؤ اگر تمہارا دل چاہتا ہے۔ عبداللہ میدانِ جنگ میں آئے۔ فریق مخالف نے نام و نسب پوچھا اور انہوں نے بتایا کہ میں عبداللہ ابن عمیر کلبی ہوں۔ ابن زیاد کے غلام یسار نے کہا کہ تو واپس جا میرے مقابلہ میں حبیبؓ ابن مظاہرؓ، زہیر ابن قیس یا بریرؓ بن خضیرؓ کو آنا چاہیئے یہ سُن کر عبداللہؓ نے جواب دیا اے حرامزادے کیا جنگ میں مدمقابل کا انتخاب تیرے ذمہ ہے کہ جس کو تو چاہے وہی آئے بس اتنا کہہ کر شیر غضبناک کی طرح اس پر حملہ کیا اور ایک ہی ضربت میں اس کو واصل جہنم کر دیا۔ ابن زیاد کا دوسرا غلام جس کا نام سالم تھا وہ فوراً تلوار لے کر عبداللہ کی طرف بڑھا تو عبداللہ کو آواز دی گئی کہ ہوشیار ہو جاؤ دشمن وار کرنے کے لئے آ رہا ہے لیکن اس نے اس وقت توجہ کی جبکہ سالم تلوار چلا چکا تھا۔ پس اُس نے اپنے بائیں ہاتھ سے تلوار کے وار کو روکا جس سے عبداللہ کی انگلیاں کٹ گئیں۔ لیکن اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سنبھلے اور دشمن پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اُسے فی النار کر دیا۔ پھر شیر ببر کی طرح گرجتا ہوا میدان کی طرف بڑھا اور لشکر میں گھس گیا اس کی زوجہ یہ سب ماجرا دیکھ رہی تھی۔ پس خیمے کا عمود لے کر اس کی مدد کو دوڑی اور آواز دی کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں فرزند رسولؐ کی نصرت میں خوب فداکاری کرتے چلے جاؤ۔ عبداللہؓ نے جب اپنی عورت کو دیکھا تو فرطِ غیرت سے پلٹا اور چاہا کہ اس کو واپس لوٹائے لیکن وہ نہ مانی اور اس نے اپنے شوہر کا دامن تھام کر کہا کہ میں تیرے ساتھ قتل ہوں گی۔ چونکہ عبداللہ کے دائیں ہاتھ میں تلوار تھی اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں کٹ چکی تھیں اور زخمی بھی تھا اس لئے عورت کو واپس پلٹنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس نے امام عالی مقام کو مدد کے لئے پکارا۔ امام اُس کی آواز سُن کر خود تشریف لائے اور اس کی عورت سے فرمایا کہ خدا تیرے اُوپر رحم کرے تو واپس پلٹ آ۔ عورتوں سے جہاد ساقط ہے۔ عورت نے امام کے حکم کی تعمیل کی اور واپس آ گئی مگر عبداللہؓ مصروف جہاد رہا۔ بہتوں کو جہنم پہنچا کر شربت شہادت پی کر راہئ جنت ہُوا۔ جب اس کی عورت نے اپنے شوہر کو شہید دیکھا تو پھر بے تابانہ دوڑ کر لاش پر پہنچی اور اس کے سرہانے بیٹھ کر شوہر کے چہرے سے خاک اور خون صاف کرنے لگی اور کہتی تھی تجھے بہشت مبارک ہو اور میری دُعا ہے کہ خدا مجھے بھی تیرے ساتھ ملحق کر دے۔ شہید کی لاش پر عورت کو دیکھ کر شمرؔ ملعون

نے اپنے غلام رستم سے کہا کہ کیا دیکھتا ہے اس عورت کو اس کے شوہر سے ملا دو، چنانچہ اس بے حیا نے ایک عمود کی ضرب سے اس نیک نصیب عورت کے سر پر وار کیا جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ اور شوہر کے ہمراہ جنت میں داخل ہو گئی، اس طرح کربلا کے خونی معرکے میں ایک قابل احترام خاتون کے مقدس لہو کا بھی اضافہ ہو گیا۔ سعادت الدارین ص ۲۰۰، بحار الانوار جلد ۱۰ حصہ ۲ ص ۲۱۴، شہید انسانیت ص ۲۳۱، اصحاب الیمین ص ۱۹۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔

ستر ھویں مجلس

انسان اشرف المخلوقات ہے، چاند خوبصورت ہے ہارون عباسی اور زبیدہ، بہلول کا فیصلہ، غضب، لالچ، شہوت، حسد کی وضاحت، جناب یحییٰ کی شہادت اور خون کا جوش مارنا، حضرت حمزہ کی شہادت، قاتل کو شراب پلانا، عمرو بن عبدود کی لاش کو نہ لوٹنا، دشمن کو تلوار دینا، حبشی اور ہندہ کا اسلام لانا، حصین بن نمیر کے مظالم اور سید سجاد کا سلوک، جناب فضہ کا سونا بنانا، جناب امیر کا دنیا کو طلاق دینا، ہارون کا قید خانہ امام میں ایک فاحشہ کو بھیجنا، امام حسنؑ کا دستر خوان، بے دین ملاں ابلیس کا بھائی، عابس بن شبیب شاکری کی عظمت اور شہادت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا o پارہ ۲۲ رکوع ۶ ترجمہ۔ تحقیق رو برد کیا تھا ہم نے امانت کو اوپر آسمانوں کے اور زمین کے اور پہاڑوں کے پس انکار کیا سب نے یہ کہ اٹھا دیں اس کو اور ڈر

گئے اس سے اور اٹھا لیا۔ اس کو انسان نے تحقیق وہ تھا بے باک نادان۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں لاکھوں قسم کی مخلوق پیدا کی ہیں۔ یہ اسی کی ذات والاصفات ہی بہتر جانتی ہے کہ کتنی قسم کی مخلوق دنیا میں پیدا کی جا چکی ہے۔ رب کریم نے اپنی مخلوقات کو طرح طرح کے خطابات سے سرفراز فرمایا ہے کسی کا نام نوری رکھا تو کسی کو خاکی کہا۔ کسی کو ناری کا خطاب دیا تو کسی کو آبی فرمایا مگر سب سے اعلیٰ خطاب حضرتِ انسان کو عطا کیا گیا وہ خطاب ہے اشرف المخلوقات۔ عزیزو اشرف المخلوقات کا لقب بنی نوع انسان کے علاوہ کسی کا مقدر نہ ہو سکا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عنایات ہیں کہ حقیر و کمزور انسان کو ساری مخلوقات پر افضلیت و سرداری عطا فرمائی، حالانکہ طاقت میں انسان سے شیر، ہاتھی، اونٹ، گھوڑا بلکہ گدھا تک بھی زیادہ ہیں کھانے میں بھینس، گائے، بکری، وغیرہ انسان سے کہیں آگے ہیں ان حیوانات کی خوراک منوں کے حساب سے ہوا کرتی ہے اور انسان چھٹانکوں کے حساب سے کھاتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ملاں حلوہ کھانے میں ان حیوانوں کا مقابلہ کر جائے تو یہ اور بات ہے۔ بھاگنے میں ہرن، گیدڑ، خرگوش اور کتا انسان سے کہیں تیز بھاگتا ہے یہ تو اپنی اپنی مشق ہے کہ کتا بہت دوڑتا ہے ہاں یہ ماننا ہی پڑتا ہے کہ کتا بہت بھاگتا ہے ہمارے ملک میں تو کتا دو ہی کام کرتا ہے یا بھاگتا ہے اور یا بھونکتا ہے بھونکنے آجائے تو مالک چاہے منع کرتا رہے کہ بھولو نہ بھونک یہ کمبخت ایک نہیں سُنتا بھونکے ہی چلا جاتا ہے اور اگر بھاگنے پر آجائے تو یہ نشیب و فراز تک نہیں دیکھتا پہاڑوں پر چڑھنا بھی اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

ہاں تو عبادت میں ملائکہ حوریں، غلمان، بلکہ پرندے تک انسانوں سے کہیں آگے ہیں۔ حضرت انسان ملائکہ سے عبادت میں کیا مقابلہ کرے گا۔ پھر کبھی غور فرمایا کہ یہ کمزور و ناتواں انسان اشرف المخلوقات کے معزز خطاب سے کیوں نوازا گیا۔ ارے اس میں خوبی کیا ہے کہ یہ اشرف المخلوقات کا تاج پہن کر اکڑ کر کہتا ہے کہ میں ساری کائنات میں حکومت کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ چاند کی چمک ہو یا سورج کی دمک ہو، سبزے کی لہک ہو یا پھولوں کی مہک ہو۔ دریا کی روانی ہو یا سمندر کی دھدانی ہو، بادل کا شور ہو یا ہوا کا زور ہو، رات کی خاموشی ہو یا دن کی گرمجوشی ہو، غرضیکہ کائنات کی ہر شیئ میرے ہی لئے پیدا کی گئی ہے میں ہی ہر چیز کا مالک و مختار ہوں۔

انسان کی جسارت پر ایک واقعہ عرض کرتا ہوں سنو۔ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مسلمانوں کا بادشاہ

ہارون رشید چاندنی رات میں اپنی بیوی زبیدہ سے چاند کی روشنی کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھو چاند کو کتنا حسن عطا کیا ہے اس کے چمکتے ہوئے چہرے کی چمک سے ساری دنیا روشن ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات سے چاند زیادہ حسین و جمیل ہے۔ زبیدہ نے کہا اے ہارون بے شک چاند میں حسن کی فراوانی ہے مگر انسان اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہے چاند کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی خاطر پیدا کیا ہے۔ نہ کہ انسان کو چاند کی خاطر پیدا کیا گیا ہے بھلا چاند اور انسان کا کیا مقابلہ۔ یہ سن کر۔ ہارون رشید کو طیش آگیا کہ کیا تو اپنے آپ کو چاند سے زیادہ حسین سمجھتی ہے زبیدہ نے کہا کہ ہارون حضرت انسان چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہے۔ ہارون نے غصہ میں آکر کہا کہ اگر تو اسے ثابت نہ کر سکے تو تجھے طلاق۔ یہ کہہ کر ہارون اُٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا اور زبیدہ سوچنے لگی کہ اب اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے کہاں سے پیش کیا جائے۔ جب دن چڑھا تو ہارون نے علمائے اسلام کو بُلا کر دریافت کیا کہ میں نے رات کو اپنی بیوی زبیدہ سے کہا ہے کہ اگر انسان اپنے آپ کو دلائل کے ساتھ چاند سے حسین و جمیل ثابت نہ کر سکا تو تجھے طلاق ہو گئی۔ بتلاؤ اے علمائے کرام انسان خوبصورت ہے یا چاند ادھر علمائے اسلام نے سوچا کہ اگر کہتے ہیں کہ چاند انسان سے لاکھوں گنا زیادہ حسین ہے تو زبیدہ کو طلاق ہوتی ہے جو خود ہارون کے لئے بھی برداشت سے باہر ہے پھر ہمارے مذہب میں حلالہ کے سوا عورت کی طرف رجوع حرام ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ انسان چاند سے خوبصورت ہے تو دلیل و ثبوت درکار ہے جس کا ملنا محال ہے یہ سوچ کر علمائے نے ہارون سے کہا کہ آج شام تک ہم قرآن و احادیث سے تلاش کر کے سوچ سمجھ کر فیصلہ دیں گے کہ انسان زیادہ خوبصورت ہے یا چاند۔ بس سارا دن مولویوں نے علمی گھوڑے دوڑائے مگر مقصود نہ مل سکا آخر شام کو نماز مغرب کے بعد فیصلہ سُنانے کا اعلان کر دیا کہ انسان سے چاند خوبصورت ہے اب جو نماز مغرب کا وقت ہوا کہ کہیں سے جناب بہلولؒ جسے دنیا دیوانہ کہتی ہے تشریف لائے اور علماء کا ہجوم دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔

علمائے نے بتلایا کہ بہلولؒ آج زبیدہ کو طلاق ہو رہی ہے کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ چاند سے انسان خوبصورت ہے اور ہارون کہتا ہے کہ اگر اس کا ثبوت قرآن حدیث سے نہ مل سکے تو زبیدہ کو طلاق ہو گئی۔ بہلولؒ نے دریافت کیا کہ مفتیانِ دین کا کیا فیصلہ ہے کہا کہ ہم نے تو یہی کچھ سمجھا ہے کہ چاند انسان سے کہیں زیادہ خوبصورت ہے، لہٰذا زبیدہ کو طلاق ہو گئی۔ بہلولؒ نے کہا کہ آج نماز مغرب میں پڑھاؤں گا

علمائے کرام نے فرمایا کہ ہمیں کیا انکار ہے ہماری نماز تو ہر فاسق و فاجر کے پیچھے ہو جایا کرتی ہے تم تو علیؑ والے ہو کیا حرج ہے آج تم ہی نماز پڑھا دو۔ پس بسم اللہ کر کے جناب بہلولؒ نے مغرب کی نماز پڑھانا شروع کی تو سورہ الحمد کے بعد سورہ والتین شروع کی یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد پڑھا۔ وَالتِّيْنِ ۝ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ آگے پڑھنا تھا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ مگر پڑھا لَقَدْ خَلَقْنَا الْقَمَرَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ تو پیچھے سے کسی نے لقمہ دیا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ بہلولؒ نے پھر پڑھا لَقَدْ خَلَقْنَا الْقَمَرَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ پیچھے سے پھر کسی نے انسان کا لقمہ دیا بہلولؒ نے منہ پھیر کر فرمایا کہ یہ جھگڑا کس بات کا ہے کہ خدا کا تو حکم ہے۔ ترجمہ آیت کا۔ قسم ہے مجھے التین کی اور زیتون کی اور قسم ہے طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی یقیناً پیدا کیا ہم نے آدمی کو اچھی ترکیب کے ساتھ۔ یعنی احسن تقویم سے پارہ ۳۰ رکوع ۲۰ جب اللہ تعالیٰ چار قسمیں اٹھا کر انسان کو احسن تقویم فرما رہا ہے تو میں نے سمجھا کہ شاید انسان کی جگہ چاند یعنی قمر نے حاصل کر لی ہے اس لئے میں نے علماء کے ڈر سے قمر پڑھا تھا اب علماء کو قرآن پاک سے بھی ثبوت مل گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے افضل و اکمل حسین وجمیل حضرت انسان کو ہی پیدا فرمایا ہے اس پر کسی نے پوچھا کہ یہ کون انسان ہے جس نے ہماری رہنمائی کی ہے کسی نے کہا کہ یہ علیؑ کا دیوانہ ہے بہلولؒ نے کہا کہ یہ تو علیؑ کا دیوانہ ہے اگر کسی دانا سے واسطہ پڑا تو خدا جانے تمہارا کیا حال ہوگا۔ ہاں اگر حقیقت میں مولا علیؑ کا دیوانہ ہو۔ صرف نام کا دیوانہ، نہ ہو حقیقت میں مولا علیؑ کا دیوانہ ہو تو دوسروں کے لاکھ ملاں پہ بھاری ہوتا ہے۔

بہلول کا فیصلہ

چند روز کا واقعہ ہے ہمارے گاؤں میں ایک مولانا اپنی علمی محنتوں کا تذکرہ کر کے عوام سے داد لے رہے تھے کہ واقعی مولانا نے ساری زندگی علم دین حاصل کرنے میں صرف کر دی ایک ملنگ نے عرض کی مولانا فرماویں کہ وہ کونسی چیز تھی جو زندہ تھی تو پیتی تھی اور مر گئی تو کھاتی تھی۔ مولانا نے فرمایا بالکل غلط ہے یہ مسئلہ نہیں ڈھکوسلہ ہے فرمایا نہیں حضور فرماویں کہ وہ کونسی شئی، تھی کہ زندہ تھی تو صرف پیا کرتی تھی اور مرنے کے بعد کھاتی تھی۔ ملاں نے کہا کہ نہ دین میں اس کی کوئی مثال ہے اور نہ دنیا میں کوئی ایسی چیز ہے۔ ملنگ نے مسکرا کر فرمایا مولانا! میرے جتنا بھی علم نہ حاصل کر سکے۔ حضور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا۔ درخت کے ساتھ تھا تو پانی پیتا تھا اور جب کٹ کر حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں عصا آیا تو فرعون

کے درباریوں کے اژدھا کھایا کرتا تھا۔ صلوٰۃ۔
تو آج میں نے اشرف المخلوقات کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے مسلمانوں ہر انسان اشرف المخلوقات میں شامل نہیں ہے۔ مختصر سی تشریح یہ ہے کہ ایک ہے درندہ، دوسرا ہے حیوان، تیسرا ہے انسان اور چوتھا ہے فرشتہ۔ تشریح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حیوانوں کو شہوت، لالچ، غضب کی قوت تو عطا کی ہے مگر دولت عقل سے محروم رکھا ہے دوسری طرف فرشتوں کو قدرت نے صرف عقل عطا کی ہے قوت شہوت لالچ، حسد اور قوتِ غضب عطا نہیں فرمائی تو حیوانوں میں عقل ہے نہیں نیکی کیسی اور کیونکر اور فرشتوں میں شہوت، لالچ، حسد اور انتقام کی قوت ہے نہیں تو برائی کیونکر؟ کرسکیں گے ایک انسان ہی ایسا ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے اُسے عقل کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے اور دوسری طرف شہوت، حسد۔ لالچ اور قوتِ غضب سے بھی سرفراز فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو ملائکہ کے کمالات اور حیوانوں کے اوصاف یعنی دونوں جنسوں کے کمالات سے نوازا ہے تو بس اگر انسان اپنی عقل کو بروئے کار لا کر شہوت، حسد، لالچ اور غضب پر غالب آ کر خدا تعالیٰ کی عبادت کر دکھائے تو فرشتوں سے افضل ہے کیونکہ ملائکہ میں تو گناہ کرنے کا مادہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے تو انہوں نے گناہ نہیں کئے اور کرتے بھی کیسے؟ کیونکہ گناہ کرنے کی ان میں حس ہی نہیں۔
اور حیوانوں کو جبکہ اللہ تعالیٰ نے عقل کی قوت عطا ہی نہیں کی تو ان سے خطا کی باز پُرس کیسی؟ اگر انسان بھی حیوانوں کی طرح عقل جیسی قیمتی دولت کے ہوتے ہوئے گناہ کرے تو وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہے کیونکہ حیوانوں نے تو خطا کی چونکہ عقل اُن کے پاس نہ تھی اور انسان نے حسد، لالچ، شہوت اور غضب سے مرعوب ہو کر اور شکست کھا کر عقل جیسے جوہر کو زنگ لگا کر شرافت سوز عمل کر لیا۔ پس ثابت ہوا کہ بدکردار انسان حیوانوں سے بدتر ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرنے والا انسان فرشتوں سے افضل و اکمل ہے اور یہی انسان اشرف المخلوقات کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے شکل و صورت کو دیکھ کر اشرف المخلوقات کہہ دینا اور بات ہے اور حقیقت میں اشرف المخلوقات ہونا اور بات ہے۔ بھائیو! جیسا ہی کام ہوگا ویسا ہی مقام اور نام ہوگا۔ چونکہ درندے کا کام ہے شرافت کو بالائے طاق رکھ کر چیرنا پھاڑنا یعنی خون بہانا تو جو انسان اس کے کردار کا مالک ہوگا۔ وہ خدا اور رسولؐ کے نزدیک انسان نما درندہ ہی تو ہے اور قیامت کے دن اسی شکل و صورت میں دربار الٰہی میں پیش کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں بھی قدرت

نے اس کا واضح طور پر اعلان کر دیا ہے وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ پارہ ۳۰ رکوع ۶ اور جس وقت کہ وحشی جانور اکٹھے کئے جائیں بس وہ انسان وحشی ہی محشور ہوگا۔ بلکہ وحشی سے بھی بدتر ہوگا کیونکہ وحشی کے پاس عقل تمیز جیسی قیمتی دولت نہ تھی مگر انسان نے ایسی بے حیائی کی کہ عقل و دانش بھی لب بام حیرت سے کھڑی اس کی ستم ظریفی دیکھتی رہی۔ دوسرا حیوان نما انسان ہے کہ حیوان کا کام ہے کہ جس کا ملے جس طرح ملے اسے کھا جائے حیوان نے کبھی دریافت نہیں کیا کہ یہ کھیت میرے مالک کا ہے یا غیر کا بس جو ملا جہاں سے ملا کھا گیا تو جس انسان کے ایسے افعال ہوں کہ حلال حرام اپنے بیگانے دوست دشمن حق و باطل میں تمیز نہ کرے وہ دیکھنے میں تو انسان نظر آتا ہے مگر حقیقت میں حیوان ہے اور جس حیوان سے اس کی خصلت زیادہ ملتی ہوگی قیامت کو اسی شکل میں دربار الٰہی میں پیش ہوگا تو دنیا میں درندہ نما انسان اور حیوان نما بندے تو لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ اسی لئے تو شاعر نے کہا ہے۔ شعر۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ۔۔۔ یہ بندہ اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اللہ اکبر۔ اور تیسری قسم ہے اشرف مخلوقات کی کہ جس نے شہوت، حسد، لالچ اور جذبہ غضب کو عقل کے چکر میں لا کر انہیں وہ چکر دیئے کہ یہ چاروں قوتیں خود بخود ختم ہوگئیں اور ہر طرف عقل کی کھیتی لہلہانے لگی۔ صلوٰۃ۔ آج کے مختصر سے بیان میں صرف ان چاروں جذبات کی یعنی جذبہ غضب جسے انتقام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جذبہ لالچ، جذبہ شہوت اور جذبہ حسد پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، تاکہ اشرف المخلوقات کے درجات و کمالات آنکھوں کے سامنے آجائیں۔ پہلی ہے جذبہ غضب بس غضب و انتقام کا علاج صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ دشمن سے پورا ہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ بدلہ لیا جائے۔ مسلمانو! جذبہ انتقام تو انبیائے علیہم السلام میں بھی نظر آتا ہے ہم گنہگار انسان تو کیا۔ جن کے دروازے پر ملائکہ اگر غلامی کریں وہ بھی جذبہ انتقام رکھتے تھے۔ منقول ہے کہ بخت نصر نے جب بیت المقدس پر حملہ کیا تو اُس نے بنی اسرائیل کو بے دریغ قتل کیا۔ شہر کے وسط میں بخت نصر نے ایک جیسا مٹی کا ٹیلہ دیکھا کہ اُس سے خون جوش مار کر نکل رہا ہے بخت نصر نے پوچھا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ خون پیغمبر خدا کا ہے۔ اور نام اس کا یحییٰ بن زکریا تھا بنی اسرائیل کے بادشاہ نے اسے قتل کیا تھا؟ اور خون اُس کا جوش مار کر مٹی میں سے باہر نکلتا ہے اور مٹی ڈالتے ڈالتے یہ پہاڑ ہوگیا ہے مگر بند نہیں ہوتا اور سبب اس کے

حضرت یحییٰ کا قتل ہونا اور خون کا جوش مارنا

قتل کرنے کا یہ ہے کہ تنؔو سال کا عرصہ ہوا ہے کہ اس زمانہ میں ایک بادشاہ تھا وہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے زنا کیا کرتا تھا جس وقت حضرت یحییٰؑ پر اس کا گزر ہوتا تو یحییٰؑ کہتا کہ اے بادشاہ خدا سے ڈر یہ تجھ کو حلال نہیں ہے ایک بدکار عورت نے دیکھا کہ حضرت یحییٰؑ ہماری عیش و عشرت میں مانع ہوتا ہے تو اس ملعونہ نے ایک روز اس بادشاہ کو جبکہ وہ نشہ کی حالت میں تھا کہا کہ میں اس وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک یحییٰؑ کا سر قلم کر کے نہ لایا جائے بادشاہ نے حکم دیا کہ یحییٰؑ کا سر کاٹ کر حاضر کریں۔ لوگوں نے حضرت یحییٰؑ کو شہید کر کے اس کا سر کاٹ کر ایک طشت میں رکھ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ جس وقت سر پر بادشاہ کی نگاہ پڑی تو حضرت یحییٰؑ کے سر سے آواز آئی اے بادشاہ خدا سے ڈر یہ تجھ کو حلال نہیں ہے اور اس کے بعد خون سر کا جوش مار کر زمین پر گرا اور جوش مارتا تھا اور ساکن نہیں ہوتا تھا اور اس پر مٹی ڈالتے تھے تو اس میں سے بھی خون نکلتا تھا یہاں تک کہ مٹی ڈالتے ڈالتے ایک پہاڑ ہوگیا اور خون بند نہیں ہوا۔ اس پر بخت نصر نے کہا کہ میں بنی اسرائیل کو اس وقت تک قتل کرتا رہوں گا جب تک کہ یہ خون بند نہ ہو۔ پس بنی اسرائیل کو اس نے قتل کرنا شروع کیا جس بستی میں جاتا تھا اس بستی کے مرد، عورتیں، بچے، جوان، بوڑھے یہاں تک کہ حیوانوں کو بھی قتل کر دیتا تھا۔ لکھا ہے کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کو فنا و برباد کر دیا مگر حضرت یحییٰؑ کا خون اسی طرح جوش مارتا رہا۔ آخر بخت نصر نے دریافت کیا کہ کیا کوئی بنی اسرائیل سے باقی ہے کسی نے کہا کہ فلاں بستی میں ایک ضعیفہ عورت رہتی ہے بخت نصر نے حکم دیا کہ اس ضعیفہ کا سر قلم کر دو۔ جب اُسے قتل کیا گیا تو حضرت یحییٰؑ کا خون جوش مارنے سے بند ہوگیا کہتے ہیں کہ یہ بڑھیا وہی عورت تھی جس نے حضرت یحییٰؑ کو شہید کرایا تھا۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ا ص ۱۲۴۔ تفسیر انوار النجف جلد ۳ ص ۱۴۷۔ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ جذبۂ انتقام تو انبیأ علیہم السلام میں بھی پایا جاتا ہے۔

حضرت حمزہ کی شہادت

دیگر انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کرنے سے بیان میں طوالت ہو جائے گی میں قرآن پاک سے ایک واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی تحریر کر دیتا ہوں وہی اس مطلب کو سمجھانے کے لئے کافی ہو جائیگا۔ منقول ہے کہ جنگ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے تھے اور کفار نے مسلمانوں کی لاشوں کو مثلہ کیا تھا ہندہ زوجہ ابوسفیان نے حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی کی آپ کے پیٹ کو ملعونہ نے چاک کیا اور آپ کا جگر نکال کر چبانے کی کوشش کی مگر خدا نے اُسے پتھر بنا دیا۔ اس ملعونہ نے حضرت حمزہؓ کے کان، ناک بھی کاٹ لئے تھے جب رسولخدا صلعم اپنے چچا کی لاش پر پہنچے تو لاش کی بے حرمتی دیکھ کر نبی اکرمؐ نے

رو کر فرمایا اے مکہ کے بے غیرت قریشیو! تم نے میرے چچا کی لاش کی بے حرمتی کی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تم پر فتح نصیب کی تو خدا کی قسم میں تمہارے ستّر کا یہی حال کروں گا۔ اِدھر رسولِ خداؐ کی زبان اطہر سے یہ نکلا اُدھر قدرت نے وحی نازل فرمادی کہ میرے حبیب وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ط وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ پارہ ۱۴ رکوع ۲۲ اور اگر بدلہ لو تم پس بدلہ لو اس چیز کے کہ ایذا دیئے گئے ہو تم ساتھ اس کے اور البتہ اگر صبر کرو تم یقیناً وہ بہتر ہے واسطے صبر کرنے والوں کے۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ پارہ ۱۴ صہ ۱۸، تفسیر حسینی قادری جلد ۱ صہ ۵۸۸، تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صہ ۲۱۶ یہ ہے جذبۂ انتقام کہ جو ایک فطری شیئ ہے جو انبیاء علیہم السلام میں بھی پایا جاتا ہے۔ لکھا ہے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی اکرمؐ نے فرمایا ہم نے صبر کیا اور قسم کا کفّارہ ادا فرمادیا۔ ان واقعات کو دیکھنے کے بعد جب آلِ محمدؐ پر نگاہ پڑتی ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ رسولؐ اللہ کی تربیت کا ان پر کس قدر اثر تھا کہ قاتل کو شربت پلایا جا رہا ہے اور اپنے بیٹے امام حسنؑ کو تاکید کی جاتی ہے کہ بیٹا اس نے میرے سر پر ایک ہی وار کیا ہے اگر میں شہید ہو جاؤں تو تم بھی ایک ہی وار کرنا۔ اللہ اکبر۔

قاتل کو شربت پلانا

منقول ہے کہ جنگ خندق میں، مسلمانوں کی مالی حالت نہایت ہی کمزور تھی کہ رسولِ خداؐ بھی چار دن فاقہ میں رہے اسی جنگ میں عمرّو بن عبدود کو حضرت امیر علیہ السلام نے قتل کیا اور عرب کے دستور کے مطابق دشمن کی لاش کو بھی برہنہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ آپ نے عمرّو بن عبدود کے ہتھیار، زرہ اور جامہ نہ اُتارے حالانکہ اسی زمانہ میں دستور تھا کہ قاتل مقتول کا اسباب لوٹ لیتا تھا۔ عمرو بن عبدو کی ہمشیرہ اپنے بھائی کی لاش پر آئی اور اس کو کپڑوں اور ہتھیاروں میں ملبوس دیکھ کر کہا کہ تجھ کو کفو کریم کے سوا کسی نے قتل نہیں کیا۔ اپنے مقتولوں سے بھی اپنی کریمی کا لوہا منوانا صرف اور صرف اسی ذات پاک کا کام ہے رسول مقبول صہ ۱۴۹ اسلوٰۃ۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی سیرتِ طیبہ پڑھنے کے بعد تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان میں جذبۂ انتقام ہے ہی نہیں بس یہ صرف بخشش کرنا ہی جانتے۔ معتبر اسناد سے ثابت ہے کہ جنگِ اُحد میں

عمرو بن عبدود کی لاش

حضرت علیؑ مصروفِ کارزار تھے کہ مقابل کی تلوار ٹوٹ گئی اور اس نے کریم ابن کریم کے سامنے دستِ سوال دراز کر دیا۔ کہا اے علیؑ مجھے اپنی تلوار فی سبیل اللہ عنایت فرمادیں پس آپ نے تلوار اُس کے سامنے ڈال دی، دشمن نے تلوار اُٹھا کر کہا کہ کیا آپ دیوانے ہیں جو میدان جنگ میں اپنے قاتل کو تلوار دے کر خود نہتے ہو گئے۔ عقلمند ایسے وقت میں اپنا ہتھیار دشمن کو نہیں دیا کرتا۔ جناب حیدر کرار

دشمن کو تلوار دینا

نے فرمایا تیرے سوال کو رد کرنا، میری جوانمردی کے خلاف تھا۔ یہ سُن کر کافر نے تلوار مولا کے حوالے کر دی اور کہا کہ مجھے کلمہ پڑھائیے کسی نے عرض کی کہ اے علیؑ اگر دشمن تلوار چلا دیتا تو کیا ہوتا۔ فرمایا تلوار کیسے چلاتا، میری تلوار اُس کے ہاتھوں میں تھی اور اُس کا دل میرے قبضہ میں تھا۔ سبحان اللہ۔ کتاب المجالس المرضیہ صہ۸۶ رُباعی عرض ہے۔

گرتے ہوئے وہ لوگ سنبھل جاتے ہیں! جو نام علیؑ سُن کے مچل جاتے ہیں
ناصر جو بغض رکھتے ہیں آلِ نبیؐ سے اسلام کے دائرہ سے نکل جاتے ہیں

ینابیع المودۃ میں ہے کہ جس وحشی نے جناب حمزہؓ کو میدانِ احد میں شہید کیا تھا۔ بعد میں وہ ایمان لے آیا۔ آنحضرت نے اس کا اسلام لانا تو قبول فرمالیا مگر اُسے فرمایا غَیِّبْ وَجْهَكَ عَنِّی مطلب یہ تھا کہ چونکہ تو نے میرے چچا کو قتل کیا ہے تجھے دیکھ کر چچا یاد آتا ہے اس لئے تم میرے سامنے نہ آیا کرو۔ رسول مقبول صہ۲۲، لواعج الاحزان جلد۱ صہ۲۹۷۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان، مادر معاویہ، عقبہ کی بیٹی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جانی دشمن تھی۔ جنگ اُحد کی لڑائی میں آتے ہوئے اُس نے راستہ میں حضورؐ انور کی والدہ کی قبر انور اکھاڑنا چاہی۔ جنگِ احد میں یہ کافروں کو اُبھارتی رجز پڑھتی اور دف بجاتی تھی، اُس نے اپنے وحشی غلام سے حضرت حمزہؓ کو شہید کرایا تھا۔ لاش حمزہ کو مُثلہ کیا اور اُن کا شکم مُبارک چاک کر کے چبانے کی کوشش کی وہاں سے اُس کا لقب ہندہ جگر خوار یعنی ڈائن مشہور ہو گیا۔ اُس نے اپنے شوہر ابوسفیان کی ڈاڑھی پکڑ کر جوتیوں سے پیٹا تھا کہ تو مسلمان کیوں ہو گیا ہے۔ جب یہ ملعونہ مسلمان ہوئی تو خدا کے حبیب نے فرمایا کہ ہندہ تیرا اسلام لانا قبول ہے مگر میرے سامنے نہ آئی کر کیونکہ تجھے دیکھتے ہی مجھے چچا حمزہؓ یاد آجاتا ہے رسول مقبول صہ۲۲۵۔ جب جذبۂ انتقام کا یہ عالم ہے تو خدا کیلئے واقعۂ کربلا کو نظر انصاف سے پڑھ کر فیصلہ دیں کہ حضرت سجادؑ کس کس کو منع کریں کہ تم میرے سامنے نہ آیا کرو۔ مجھے بابا یاد آتا ہے۔ کیوں مسلمانو کیا رسولؐ اللہ کے چچا کی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے تھے یا چچا کی مُنہ بیٹیوں کو بازاروں میں پھرایا گیا تھا کیا چچا کے خیموں کو آگ لگائی گئی تھی، کیا چچا کی بہنوں کے کانوں سے بندے چھینے گئے تھے ہرگز نہیں۔ مگر پھر بھی رسولؐ اللہ نے وحشی اور ہندہ کو اپنے سامنے آنے سے منع کر دیا۔ آؤ ذرا حضرت سجّاد کی سیرت کا مطالعہ کریں اللہ اکبر۔ لکھا ہے کہ جس وقت حضرت علیؑ اکبر میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے تو اُس وقت حضرت سجادؑ کو بخار سے افاقہ تھا۔ آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور ریت کا

وحشی قاتلِ حمزہؓ کا اسلام لانا

ہندہ کا اسلام لانا

بیمار کا صبر

علیٔ اکبر کا قاتل

تکیہ لگاکر بھائی کا جنگ دیکھنے کی غرض سے اپنے خیمے کا پردہ اٹھوادیا۔ حضرت علیٔ اکبر کا جنگ دیکھ کر کبھی کبھی بیمار بھائی کے چہرے پر مسکراہٹ بھی آتی تھی، لڑتے لڑتے آخر حصینؔ بن نمیر نے علیٔ اکبر کے سینے میں نیزہ مارا۔ تو نیزہ سینے میں ٹوٹ گیا۔ حصینؔ نے ٹوٹا ہوا نیزہ مولائے حسینؑ کی طرف کیا اور اُچھلا کودا پھر کہا حسینؑ دیکھ یہ تیرے کڑیل جوان بیٹے کا خون ہے۔ یہ منظر حضرت سجادؑ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو جناب زینبؑ سے کہا پھوپھی اماں میرے خیمے کا پردہ گرا دو بھائی کی حالت نہیں دیکھ سکتا۔ یہ حصینؔ بن نمیر کا ظلم امام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سنو! جب قافلہ آل محمدؐ کا قید ہو کر شام کی طرف جارہا تھا

جناب سکینہ کا اشقیاء سے پانی مانگنا

تو ایک مرتبہ ایک مقام پر اشقیا نے پانی جو تقسیم کیا تو حضرت سکینہؑ نے اپنی پھوپھی اماں سے عرض کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اشقیا سے پانی طلب کروں یہ اس لئے کہ حُجّت تمام ہوجائے کل بروز قیامت ان ملاعنہ کو بھی پیاس لگے گی اور یہ بھی میرے جد کے سامنے دستِ سوال دراز کریں گے۔ تو جناب زینبؑ سے اجازت لے کر حضرت سکینہؑ ایک برتن لے کر آگے بڑھی تو حصینؔ ملعون جو پانی تقسیم کر رہا تھا جناب سکینہؑ کو دیکھ کر اُس نے مُنہ دوسری طرف پھیر لیا۔ جناب سکینہؑ اس طرف آئی تو اُس نے اپنا رُخ دوسری طرف کر لیا آخر کار جناب سکینہؑ علیٰحدہ کھڑی ہوگئی کہ جب پانی اپنی فوج کو تقسیم کرلے گا تو بچا ہوا پانی تو ہمیں دے گا۔ مسلمانو! شقاوت کی حد یہ تھی کہ جب یہ ملعون پانی تقسیم کر چکا تو باقی ماندہ پانی اُس نے سکینہؑ کو دکھلا کر زمین پر ڈال کر کہا کہ تم قیدیوں کو مقررہ پانی سے زیادہ مقدار میں پانی نہیں دیا جائیگا یہ منظر بھی حضرت سجادؑ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا

اور سنو! ایک مرتبہ اسی سفر شام میں دوپہر کے وقت حضرت سجادؑ کی ہتھکڑیاں گرم ہوگئیں جب اشقیاء قیام کرتے تھے تو ان کے لئے خیمے لگ جاتے تھے اور آل محمدؐ کو دھوپ میں بیٹھنے کا حکم دیا جاتا تھا اب جو اشقیاء نے قیام کیا تو ان کے لئے خیمے نصب ہوگئے اور آل محمدؐ دھوپ میں بیٹھ گئیں آل محمدؐ کے قریب حصینؔ بن نمیر ملعون کا خیمہ تھا۔ حضرت سجادؑ اُٹھے اور حصینؔ کے خیمہ کے سائے میں آکر بیٹھ گئے۔ کڑی سے جو کڑی ٹکرائی تو حصینؔ نے اپنے غلام سے دریافت کیا کہ یہ آواز کیسی ہے۔ غلام نے کہا کہ قیدی کی ہتھکڑیاں شدّتِ دھوپ سے سخت گرم ہوگئیں ہیں اور وہی آپ کے خیمہ کے سائے میں آکر بیٹھا ہے۔ حصینؔ نے غلام سے کہا کہ اس قیدی سے کہو کہ سائے سے اُٹھ جائے ہمارے خیمہ کے سائے کے قریب بیٹھنا ہم امیروں کی توہین ہے امام نے حصینؔ کے غلام سے فرمایا کہ اس

سید سجادؑ پر حصین بن نمیر کا ظلم

سے کہو کہ ہم نے تم سے خیمہ تو کوئی نہیں مانگا۔ دھوپ پہ بیٹھ بیٹھ کے تو قیدیوں کے رنگ بھی سیاہ ہوگئے ہیں میری ہتھکڑیاں جب ذرا ٹھنڈی ہوگئیں تو میں خود بخود ہی چلا جاؤں گا۔ عزادارو! جب حصینؔ ملعون نے یہ سُنا تو کچھ اس انداز سے اپنے خیمہ سے نکلا کہ سیدانیاں تڑپ گئیں اور آواز دے کر کہا بیٹا سجادؑ دھوپ پہ آجاؤ ہم اپنے بندھے ہاتھوں کا سایہ کرکے تیری ہتھکڑیوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گی۔ یہ عالم تو خود حضرت سجادؑ کے ساتھ گزرا۔ عزیزو روایت میں ہے کہ مستورات آلِ محمدؐ کو جتنا اس ملعون نے ستایا ہے اور کسی ملعون نے اتنا ظلم نہیں کیا۔ کیوں مسلمانو! رسولؐ اللہ نے تو فرمایا تھا کہ اگر میں مکّہ کے قریشیوں پر غالب آیا تو ایک کے بدلے ستر۷۰ قتل کروں گا اور فرمایا کہ وحشی اور ہندہ اگرچہ مسلمان ہوچکے ہیں مگر میرے سامنے نہ آیا کریں۔ فرماؤ حضرت سجادؑ کس کس کو منع کرے کہ یہ ملعون میرے سامنے نہ آیا کرے۔ عزادارو! حصینؔ ملعون نے بروز عاشور مولا حسینؑ کو ایک ایسا تیر مارا کہ جو دہن مبارک میں حسینؑ کے پیوست ہوگیا اور خون بہنے لگا۔ تاریخ آئمہ صـ۲۹۴

مسلم بن عقبہ کی مدینہ پر چڑھائی

اب میں جذبۂ انتقام کے بارے میں ایک واقعہ تاریخ سے پیش کرتا ہوں۔ یقیناً اس سے بہتر اور کامل واقعہ اور کوئی آپ کو نہیں مل سکتا۔ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ہجری ۶۴ھ میں مسلم بن عقبہ نے مدینۃ الرسول پر حملہ کیا، اور ڈیڑھ ہزار سے زائد مہاجرین اور انصار کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ سات سو حافظ قرآن ٹھکانے لگائے۔ عوام کا تو کوئی شمار ہی نہیں کوئی کہتا ہے کہ دس۱۰ ہزار مارے گئے اور کوئی کہتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ قتل کئے گئے۔ دس۱۰ ہزار عورتوں نے بے شوہر کے بچے جنے۔ تذکرۃ الخواص صـ۲۴۷، تاریخ الخلفاء صـ۲۲۵، تاریخ اسلام اکبر نجیب آبادی جلد ۲ صـ۸۰۔ الحاصل مسلم بن عقبہ مدینہ کو ویران کرکے مکّہ کی طرف چلا، راستہ میں اجل نے گھیر لیا اور یہ حصینؔ بن نمیر کو اپنا قائمقام بنا کر واصل جہنم ہُوا۔

ابن نمیر کا سید سجادؑ کے پاس حاضر ہونا

حصینؔ نے مکّہ کا محاصرہ چالیس۴۰ روز تک رکھا۔ ان ایام میں خبر ملی کہ یزیدؔ بھی واصل جہنم ہوگیا تو فوج اس کی منتشر ہوگئی کہ حاکم مرچکا ہے۔ خُدا جانے اب ہمارا حشر کیا ہوگا۔ حصینؔ بھی دُم دبا کر مکّہ سے بھاگا کہ جنگلوں سے ہوتا ہُوا شام کو نکل جاؤں گا۔ لکھا ہے کہ حصینؔ چند روز کا بھوکا پیاسا جنگل میں سفر کر رہا تھا کہ اس کی نظر چند خیموں پر پڑی۔ خیال کیا کہ ساری دنیا تو مجھے نہیں پہچانتی کہ یہ قاتل علیؑ اکبر ہے یہ سوچ کر خیام کے قریب آیا کیا دیکھا کہ خیمے کے دروازے پر ایک سفید ریش انسان ہاتھ میں تسبیح لئے کھڑا ہے۔ اس نے جو غور سے دیکھا تو ڈر گیا کہ اوہو۔ میں تو دشمن کے گھر آگیا ہوں یہ تو علیؑ ابن الحسینؑ ہے

جلدی سے واپس جانے لگا۔ میرے مولا نے فرمایا او جانے والے عرب کیوں خالی واپس جا رہا ہے ہمارے دروازے سے تو اس وقت بھی کوئی خالی نہیں گیا جبکہ میرے باپ کا سر نوک نیزے پر تھا۔ آپلٹ آ اور اپنی حاجت بیان کر۔ حسینؑ نے سمجھا کہ اگر پہچان لیا ہے تو بھاگنے نہیں دے گا ممکن ہے کہ نہ پہچانا ہو جلدی سے پانی پی کر چلا جاؤں گا۔ جب حسینؑ آیا تو امام نے اپنے ہاتھوں سے حسینؑ کو پانی پلایا۔ کھانا کھلایا جب جانے لگا تو امام نے فرمایا تیرا سفر لمبا ہے میرا گھوڑا لے جا۔ میں تو پیدل چلنے کا عادی ہو گیا ہوں اور راستہ کا خرچ بیس دینار بھی ساتھ لیتا جا۔ جب امام کی یہ شفقت دیکھی تو دشمن سے بھی نہ رہا گیا۔ کہا اے سجادؑ آپ نے مجھے پہچانا نہیں ہے۔ عزادارو! امام رو پڑے اور فرمایا حسینؑ خدا کی قسم میں نے تجھے پہچان لیا تھا مگر اُس دن ہم تیرے مہمان تھے اور آج تو میرا مہمان ہے جو کچھ تو نے اپنے بزرگوں سے سیکھا ہے وہ تو نے کر لیا اور جو کچھ میں نے اپنے بزرگوں سے سیکھا۔ وہ کچھ میں نے کر لیا۔ تاریخ آئمہ صہ ۲۹۴ (مفتری اختلاف) تذکرہ محمدؐ و آل محمدؐ جلد ۲ صہ ۲۱۳۔ لوگو جو قوتِ غضب پہ غالب آگیا وہ ہے اشرف مخلوقات بس وہ محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی ذاتِ گرامی ہیں۔

دوسرا ہے لالچ کا جذبہ۔ اس مرض میں تو بڑے بڑے ملوث ہیں۔ لالچ کی حد ہے کہ دو صد روپے کا اونٹ نبی کریمؐ کو مشکل وقت میں نو صد روپے کو بیچا جا رہا ہے، دیکھو کتاب مدارج النبوۃ جلد ۲ صہ ۹۶۔ لالچی ملاں کے لئے ایک مثال ہی سُن لو۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابلیسؑ نے اپنے چیلوں سے کہا کہ ملاں بڑا لالچی ہوتا ہے لوگوں کو تقویٰ و توکل کی تلقین کرتا ہے اور خود لالچ کے بحر عمیق کی تہہ میں جھکھ مارتا ہوا نظر آتا ہے اس کے چیلوں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو ہمیں مشاہدہ ہی کرا دیجئے ابلیسؑ نے ایک چیلے کو دس روپے دیئے اور کہا کہ فلاں زمیندار کے پاس لے جا اور اُسے کہہ کہ آپ کے رفیق و دوست ابلیسؑ نے بطور ہدیہ کے دس روپے بھیجے ہیں انہیں قبول فرمالیجئے۔ جب زمیندار نے سُنا کہ ابلیسؑ مجھے اپنا بھائی سمجھتا ہے کہا کہ میں ایسے ہدیہ پر لعنت کرتا ہوں واپس لے جا اس ملعون کے پاس۔ پس ابلیسؑ کا غلام واپس دس روپے لے کر آگیا۔ اور ماجرا بیان کیا ابلیسؑ نے کہا کہ اب فلاں دکاندار کے پاس لے جا اور اُسے بھی یہی کہنا کہ آپ کے بھائی ابلیسؑ نے بطور ہدیہ کے یہ رقم بھیجی ہے وہ لے گیا اور ابلیسؑ کا پیغام دیا۔ اس دکاندار نے لاحول پڑھا اور کہا ابلیسؑ ملعون کا ہم سے کیا واسطہ اس رقم کو واپس لے جا میں ہرگز ایسے نہیں لیتا، اس کے بعد ابلیسؑ نے کہا اچھا فلاں ملازم کے پاس لے جا

اور اسے کہنا کہ آپ کے بھائی ابلیس نے آپ کی خاطر یہ حقیر سا ہدیہ ارسال کیا ہے وہ لے گیا اور ملازم نے ابلیس کا نام سُنا تو اُسے دھتکار کر نکال دیا۔ اس کے بعد ابلیس نے کہا کہ فلاں میاں جی کے پاس اب لے جا اور اسے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ آپ کے بھائی ابلیس نے یہ مختصر سی رقم بطور ہدیہ کے آپ کو عنایت کی ہے اب جو ابلیس کا شتونگڑا دس روپے کسی بے دین ملّاں کے پاس لے گیا تو اُس نے سلام کا جواب نہایت ادب سے دیا اور رقم کو دیکھ کر کہا کہ میرا بھائی میرے علم سے واقف ہے۔ اُس نے یقیناً بیس روپے بھیجے ہوں گے اور تو مجھے دس ہی دے رہا ہے۔ یہ ہے بے دین ملّاں کی حالت، ہاں علمائے کرام کا مقام تو اتنا ارفع و اعلیٰ ہے کہ فرشتے ان کے پاؤں کے نیچے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں یہ بے دین اور لالچی ملّاں ہی کی مہربانیاں تو تھیں کہ رسولؐ اللہ کا گھر فتوے لگا کر اُجاڑ دیا گیا۔ اب جو تہتّر فرقے مسلمانوں کے بنے ہوئے ہیں یہ ملّاں ہی کی تو ذہنی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا قاتل و دشمن نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بحق محمدؐ و آل محمدؐ ایسے لوگوں سے ہمیں محفوظ رکھے آمین۔ شعر عرض ہے۔

شیخ جی مقابلہ کیسا۔ ہمسری کب ہم شراب نوشوں سے
اک عصمت فروش بہتر ہے، آپ جیسے خدا فروشوں سے (صلوٰۃ)

دوسری طرف آل محمدؐ کا توکّل یہ ہے کہ ان کے گھر کی خادمہ حضرت فضہؓ نے ایک پیتل کا ٹکڑا لے کر اس پر دوا ڈالا تو وہ سونا بن گیا۔ اتنے میں حضرت امیرؑ تشریف لائے تو فرمایا اے فضہؓ تم نے خوب کاریگری کی ہے لیکن اس میں ایک کمی رہ گئی ہے اگر تو فلاں طریقہ اختیار کرتی تو اس سے بھی اعلیٰ سونا بنتا۔ فضہؓ نے عرض کی اے میرے مولا۔ کیا آپ بھی یہ علم جانتے ہیں تو آپ نے اپنے لختِ جگر حسینؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ بچہ بھی جانتا ہے پھر فرمایا فضہؓ ہم اس سے بہت زیادہ جانتے ہیں پس آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو فضہؓ نے دیکھا کہ سونے کے ڈھیر اور چاندی کے خزانے چلتے ہوئے نظر آئے۔ آپ نے فرمایا اپنے سونے کو اس میں ملا دے چنانچہ فضہؓ نے تعمیل حکم کی۔ دمعہ ساکبہ المجالس المرضیہ صد ۳۰۲۔ صلوٰۃ۔

اس دنیا کو جس پہ دنیا مرمٹتی ہے جس کے حصول کی خاطر خدا رسولؐ کے فرامین کو پس پشت ڈالا جاتا ہے اس کو مخاطب کرکے میرے مولا امیر المومنین فرماتے ہیں یا دُنیا طَلَّقتُکِ ثَلاثاً غُرّی غَیرِی

بے دین ملاں، ابلیس کا بھائی ہے

جناب فضہؓ کا سونا بنانا

اے دنیا میں تجھے تین مرتبہ طلاق دے چکا ہوں جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں ہوا کرتی اب تو کسی اور کو دھوکا دے گلستانِ حکمت ص۱۲۹۔ ایک مقام پر مولا علیؑ فرماتے ہیں اِنَّ دُنْیَاکُمْ ھٰذِہٖ لَاَھْوَنُ فِیْ عَیْنِیْ مِنْ عُرَاقِ خِنْزِیْرٍ فِیْ یَدِ مَجْذُوْمٍ وَاَحْقَرُ مِنْ وَرَقَۃٍ فِیْ فَمِ جَرَادَۃٍ گلستانِ حکمت ص۱۴۲ فرمایا تمہاری یہ دنیا میری نگاہوں میں اُس سُور کی ہڈی سے زیادہ بے قیمت ہے جو کسی جذامی کے ہاتھ میں ہو یا اُس پتی سے زیادہ بے وزن ہے جسے مڈی نے اٹھا لیا ہو۔ یہ ہے دنیا کی وُقعت وقیمت مولا علیؑ کی نگاہ میں اب اس سے زیادہ اور دلیل کیا پیش کی جا سکتی ہے میں کہتا ہوں دنیا تو آخرت کے مقابلہ میں کوئی چیز ہی نہیں میرے مولا تو آخرت کے بارے میں فرماتے ہیں مَا عَبَدْتُکَ طَمَعًا لِجَنَّتِکَ وَلَاخَوْفًا مِنْ نَارِکَ بَلْ وَجَدْتُکَ اَھْلًا لِلْعِبَادَۃِ فَعَبَدْتُکَ۔ مناظرہ ہیر ص۱۲ عرش کی پالنے والے میں نے تیری عبادت نہیں کی یا جنت کے طمع سے اور نہ دوزخ کے خوف سے بلکہ اس لئے عبادت کی ہے کہ تو عبادت کے لائق ہے تو جو انسان خدا تعالیٰ کی عبادت جنت کے طمع کو درمیان میں لا کر نہ کرے وہ انسان کتنا بلند ہوگا۔

بس یوں سمجھو کہ جس طرح دوسرے انبیاء معجزات لائے حضرت آدمؑ کا معجزہ آگ، حضرت نوحؑ کا معجزہ کشتی حضرت خلیلؑ کا معجزہ آگ کو گلزار کرنا۔ حضرت کلیمؑ کا معجزہ عصا، حضرت عیسیٰؑ مردوں کو زندہ کرتے تھے، اسی طرح رسولخدا صلعم کا معجزہ جناب حیدر کرار یعنی صامت قرآن یعنی معجزہ اور ناطق قرآن بھی معجزہ۔ رباعی عرض ہے۔

معجزہ عقل وخرد کی بے بسی کا نام ہے ہر نبی اک معجزہ لایا یہ قصہ عام ہے

ہے علیؑ کی ذات ختمی مرتبت کا معجزہ مرتضیٰ کی معرفت میں ہر بشر ناکام ہے (صلوٰۃ)

جذبۂ انتقام اور جذبۂ لالچ کی مختصر سی تشریح ہوگئی۔ اب مجھے جذبۂ شہوت کے بارے میں کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔ سو عرض ہے کہ پہاڑوں سے ٹکرانے والا انسان، ظلمات میں گھوڑے دوڑانے والا انسان، آسمان پہ کمند ڈالنے والا انسان۔ ہوا کو مسخر کرنے والا انسان، جب کبھی جذبات کی رو میں آیا تو تنکے کی طرح بحرِ شہوت میں بہتا ہوا نظر آیا۔ منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک آدمی کو اپنی لڑکی کے پاس اکیلا بیٹھا ہوا دیکھا تو فرمایا کیا شیطان مر چکا ہے یعنی نبیؐ کریم کا مقصد یہ تھا کہ اپنی جوان لڑکی کے پاس بھی اکیلا نہیں بیٹھنا چاہیئے اور دوسری طرف یہ عالم ہے کہ چوداں سال قید خانے میں گزر گئے حوروں تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ علامہ ابن شہر آشوب تحریر فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ہارون رشید

کے قید خانہ میں تھے تو ہارون نے آپ کے قتل کرنے کا ایک بہانہ تجویز کیا۔ کہ ایک عورت جو نہایت حسین وجمیل تھی اسس کو آپ کی خدمت میں قید خانے بھیجا کہ مدت سے سید قید ہے اور یہ فطری شیئی ہے کہ اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ جنس اپنی جنس کی طرف میلان کرتی ہے۔ امام موسیٰ کاظم اس کی طرف نظر شہوت سے دیکھیں گے اور مجھے قتل کرنے کا بہانہ مل جائے گا۔ لکھا ہے کہ جب وہ لڑکی امام کی خدمت میں حاضر ہوئی تو امام نے فرمایا کہ تو واپس چلی جا۔ مجھے میرا اللہ کافی ہے۔ وہ عورت ہارون کے پاس واپس آئی اور قصہ بیان کیا۔ ہارون نے کہا کہ موسیٰ سے جاکر کہو کہ تو ہمارا قیدی ہے ہماری مرضی ہم ایک قید خانہ میں دو قیدی رکھنا چاہتے ہیں۔ آج نہ سہی کل سہی جب بھی کبھی اُس نے اس کی طرف نظر اُٹھاکر دیکھا تو ہم اسس پر تہمت زنا لگاکر آسانی سے اُسے شہید کر سکیں گے۔ عورت پھر واپس لائی گئی اور امام کو ہارون کا پیغام پہنچایا کہ حاکم کی مرضی ایک قید خانہ میں دو قیدی رکھنے کی ہے۔ یہ سُن کر امام خاموش ہو گئے، لکھا ہے کہ جب شام کا وقت ہوا تو امام نے اُس عورت کو ایک طرف دیکھنے کو اشارہ کیا اب جو اس عورت نے دیکھا کہ ایک جنت کے باغوں میں سے باغ ہے جس میں ہزاروں حُوریں کوثر کے پیالے اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ سُبْحَانَكَ یَاعَظِیْمُ کی تسبیح کرتی ہوئی نظر آئیں ان حوروں میں سے ایک حور نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تو یہاں کیسے آگئی اس نے کہا کہ اس قیدی کی خدمت کے لئے حاکم نے مجھے بھیجا ہے اس حُور نے کہا وائے ہو تجھ پر مدت گزر گئی ہم جنت کی حُوریں اس کا طواف کر رہی ہیں یہ سید اتنا بے نیاز ہے کہ یہ ہماری طرف نہیں دیکھتا چہ جاکہ یہ تیری طرف دیکھے جب اس عورت نے یہ منظر دیکھا تو بے ہوش ہوگئی اور اس کی زبان سے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ سُبْحَانَكَ یَاعَظِیْمُ کی تسبیح جاری ہوگئی دوسرے روز ہارون نے ایک آدمی کو بھیج کر جو معلوم کرایا تو اس نے آکر کہا کہ وہ عورت تو سجدے میں پڑی سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ سُبْحَانَكَ یَاعَظِیْمُ کی تسبیح کئے جا رہی ہے۔ ہارون نے اُسے بلایا تو وہ عورت اپنی کانپتی ہوئی انگلیاں آسمان کی طرف کرکے رو رو کر کہنے لگی کہ ہارون خدا کی قسم یہ امام حق عبد صالح ہے اور یہ نام اس کا مجھے حُوروں نے بتایا ہے اس واقعہ کو سُن کر ہارون نے اس عورت پر کڑی نگرانی لگادی کہ کسی اور کو یہ واقعہ نہ سنایا جائے مناقب شہر آشوب جلد ۵ ص۶۳۔

جلاء العیون جلد ۲ ص ۲۶۲، چودہ ستارے ص ۳۰۷۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ اور بھی تارک الدنیا کا سماعت فرمائیں اور پھر مجلس ختم ہو گی۔ مجمع النورین

قید خانہ میں امام کی خدمت میں عورت کو بھیجنا

میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا ایک کھیت تھا۔ بال بچوں کی خوراک کا سامان وہیں سے آتا تھا ایک دن حضرت علی مرتضیٰ باغ میں پانی دے رہے تھے کہ ایک عرب آیا اور اُس نے روٹی کا سوال کیا مگر حضرت کو پہچانتا نہ تھا۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ روٹی کا برتن فلاں درخت کے نیچے ہے وہاں سے اٹھا کر کھا لو وہ آیا اور توانچہ کو کھولا چونکہ روٹی جو کی تھی وہ اُسے نہ کھا سکا پس آپ نے فرمایا اگر روغنی لذیذ غذا ہی کھانا درکار ہے۔ تو مدینہ میں حسنؑ ابن علیؑ کے دولتکدہ پر جاؤ۔ وہاں دسترخوان بچھا ہے لذیذ کھانا ملے گا وہاں امیر غریب ہر ایک یکساں طور پہ کھاتا ہے کسی کو روک ٹوک نہیں ہے وہ اعرابی پوچھتا ہوا، حضرت امام حسنؑ کے مکان پر حاضر ہوا۔ اس کے لئے کھانا لایا گیا وہ ایسی غذائیں تھیں جو دل کو لبھاتی اور آنکھوں کو بھاتی تھیں۔ ایک حلوہ کی پلیٹ بھی سامنے رکھی تھی اعرابی ایک لقمہ کھاتا اور دوسرے کو آستین میں رکھتا۔ امام حسنؑ نے فرمایا اے عرب تو جب تک اس شہر میں مقیم ہے صبح شام یہاں اگر کھانا کھا جانا اور اگر کوئی رفیق سفر ہے تو اس کو بھی ہمراہ لانا یہ ذخیرہ کیوں کرتا ہے۔ عرض کی حضورؑ میں نے باغ میں ایک باغبان جو درختوں کو سیراب کر رہا تھا دیکھا ہے اُس نے اپنی روٹی دکھائی وہ اس قدر خشک تھی کہ میں نہ کھا سکا اُس نے ہی مجھے آپ کے دسترخوان کی نشاندہی کی ہے پس یہ روٹی اور حلوہ اُسی کے لئے جمع کر رہا ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا یہ اُسی کا دسترخوان ہے وہ میرا بابا علیؑ ہے انہوں نے دنیا کو ترک کر دیا ہے دنیا کی لذات کی انہیں مطلق پرواہ نہیں ہے المجالس المرضیہ ص۱۵ صلوٰۃ

اب چوتھا ہے حسد کہ انسان اپنے سے بلند دار فع و اعلیٰ پر حسد کرتا ہے تو فرماؤ محمدؐ و آلِ محمدؐ کس پر حسد کریں جبکہ فرشتے ان کے غلام انبیاء علیہم السلام ان کے دروازے کے سوالی، نبیوں کی مشکلیں اُن کے وسیلے سے حل ہوئیں تو یہ کس پر حسد کریں۔ ساری کائنات تو ان کے صدقے سے پیدا ہوئی۔ کوئی ان سے اعلیٰ ہو تو حسد کی مثال بھی دی جا سکے صرف ایک ہی واقعہ پہ اکتفا کرتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جب میں آسمان پنجم پر تھا تو دور سے ایک فرشتے کو دیکھا کہ ممبر نور پر بیٹھا ہے اور بہت سے فرشتے اس کے گرد جمع ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون فرشتہ ہے۔ جبرائیل نے کہا کہ قریب جا کر ملاحظہ کیجئے۔ میں جو قریب گیا تو دیکھا کہ میرے بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔ میں نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ کیا علیؑ میرے سے پہلے یہاں پہنچ گئے۔ جبرائیل نے کہا کہ نہیں بلکہ فرشتوں نے خواہش کی تھی اور درگاہِ خدا میں عرض کیا تھا کہ خداوندا! روئے زمین پر

تو انسان صبح شام مشاہدہ جمال علیؑ ابن ابی طالبؑ سے جو تیرا دوست، تیرا ولی تیرے حبیب کا وصی ہے بہرہ مند ہوتے ہیں مگر ہم سب محروم ہیں تو حق تعالیٰ نے التجا ان کی قبول کی اور اپنے فضل و کرم سے صورت امیرؑالمومنین کو آسمان پر پیدا کیا کہ ہمیشہ فرشتے زیارت کیا کرتے ہیں اور تسبیح و تقدیس بجالاتے ہیں اور ثواب اس کا دوستانِ علیؑ کو ہدیہ کرتے ہیں۔ لواعج الاحزان جلد ۲ صفحہ ۲۹۔ تو جب ملائکہ علیؑ کی شبیہ کو دیکھ کر اپنے درجے بلند کرتے ہیں تو فرماؤ یہ کس پہ حسد کریں بعد از خدا تعالیٰ کے یہ ساری کائنات سے افضل و اعلیٰ ہیں تو ان کا کسی پر حسد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ دنیا نے تو ان پر حسد کیا ان سے ظاہری حکومت چھینی، فدک غصب کیا، ان کے ہر فرد کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔

آج مجھے ان کے صحابی عابس بن شبیب شاکری کی شہادت عرض کرنا ہے حضرت امیرؑالمومنین نے جنگ صفین میں فرمایا کہ اگر اس جیسے ہزار انسان دنیا میں پیدا ہو جائیں تو جس طرح خدا چاہتا ہے اسی طرح اس کی عبادت کا حق ادا ہو جائے۔ سعادۃ الدارین صفحہ ۳۲۸۔ زیارت ناسبہ مقدسہ میں اس پر سلام وارد ہے عابس بن شبیب نہایت بلند پایہ خطیب عبادت میں شب بیدار تہجد گزار بزرگ تھے۔

عابس بن شبیب شاکری کی عظمت

ابو مخنف سے منقول ہے کہ جب اٹھارہ ہزار کوفیوں نے امیر مسلمؑ کی بیعت کر لی اور مختار کے گھر میں شیعانِ کوفہ کا اجتماع ہوا تو وہاں عابس بن شبیب شاکری نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس کے آخر میں حضرت مسلم سے کہا کہ میں کسی کو دھوکا میں نہیں رکھنا چاہتا، میرا سر حاضر ہے اور یہ ہر وقت حاضر رہے گا حبیب ابن مظاہر نے تصدیق کی۔ عابس اور شوذب ہی جناب مسلم کا خط لے کر امام حسین علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئے تھے اور امام کے ساتھ کربلا میں وارد ہوئے۔ بحار الانوار سے منقول ہے کہ جب صبح عاشور ہوئی تو عابسؓ نے شرف شہادت حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو شوذبؓ کے پاس آیا اور کہا اے شوذبؓ آج کے دن کے متعلق کیا ارادہ ہے؟ شوذبؓ نے کہا کہ میں تو اپنا سر مولا حسینؑ کے قدموں پر صدقہ کروں گا۔ عابس نے کہا کہ آج تو وہ دن ہے کہ اگر انسان چاہے تو تحت الثریٰ سے ترقی کر کے آسمان تک جا سکتا ہے۔ لکھا ہے دونوں مل کر مولا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پہلے جناب شوذبؓ نے اذن جہاد حاصل کیا اور بہت سے ملاعین کو واصل جہنم کر کے درجہ شہادت پر فائز ہوا۔

اس کی شہادت کے بعد عابسؓ بن شبیب شاکری نے امام سے اجازت حاصل کرنے کی درخواست کی امام نے اُسے اذن جہاد دیا۔ عابسؓ نے امام کا آخری وداعی سلام کرتے ہوئے عرض کیا آقا گواہ رہنا

کہ میں آپ کے اور آپ کے باپ کے دین پر تادم شہادت برقرار رہوں۔ پھر غضب ناک شیر کی طرح میدان کارزار کی طرف بڑھا اور مقابلہ کے لئے آواز بلند کی ربیع بن تمیم جو فوج اشقیاء سے تھا۔ کہتا ہے کہ میں عابس کو پہچانتا تھا، اس کی شجاعت کو آزما چکا تھا اور بڑے بڑے خطرناک اور سنگین مقام پر خصوصاً جنگ صفین میں عابسؓ کو میں نے دیکھا تھا پس عابس للکارتا ہوا میدان میں نکلا تو میں نے اپنی فوج کے لوگوں سے کہا۔ یَاَیُّھَا النَّاسُ ھٰذَا اَسَدُ الْاُسُوْدِ لوگو یہ شخص شیروں کا شیر ہے ھٰذِہٖ ابْنُ شَبِیْبٍ ہے جو بھی اس کے مقابلہ کو جائے گا مجال نہیں کہ وہ بچ کر آجائے جب لشکریوں نے یہ آواز سنی تو ان کے حوصلے پست ہو گئے پس کسی میں جرأت نہ تھی کہ لڑنے کیلئے آگے بڑھتا۔ جب عابسؓ نے دیکھا کہ مقابلہ کے لئے کوئی نہیں آتا تو اپنی زرہ اتار پھینکی اور خود کو بھی سر سے اُتار دیا۔ ابن سعد نے حکم دیا کہ اس کو پتھر مارو چاروں طرف سے لوگ پتھر مارنے لگے۔ ربیع بن تمیم کہتا ہے کہ عابسؓ نے اس طرح حملہ کیا کہ جس طرح شیر بکریوں کے غول پر حملہ آور ہوتا ہے دو دو سو آدمی آگے بھاگتا ہوا نظر آتا تھا۔ لکھا ہے جب عابسؓ نے زرہ اُتاری تو کسی نے کہا کہ اسے تو نے کیوں اتار دیا۔ کہا کہ شہید ہونے میں مانع ہے۔ کہتے ہیں کہ آخر میں قمیص تک اتار دی، اور لوگوں نے چاروں طرف سے پتھروں کی بارش شروع کر دی آخر پتھروں اور تیروں کے زخموں سے چور ہو کر گر پڑا، اور اُس کا سر تن سے جُدا کر دیا گیا لوگ ایک دوسرے سے بڑھ کر کہتے تھے کہ میں نے عابسؓ کو قتل کیا ہے عمر بن سعد نے کہا کہ کسی ایک آدمی کی مجال کہاں کہ اسے شہید کرے تم سب نے مل کر اسے شہید کیا ہے۔ لکھا ہے کہ عابسؓ کی لاش کو امام نے سینے سے لگایا اور رو کر فرمایا۔ ہائے میری فوج کی کمر ٹوٹ گئی۔ بحار الانوار جلد ۱۰ حصہ ۲ ص ۲۳۴ شہید سانحت ص ۴۰۰ ، اصحاب الیمین ص ۹۶۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ۔

عابس ابن شبیب کی شہادت

اٹھارھویں مجلس

وسیلہ کی وضاحت، انبیائے اولوالعزم کا وسیلہ، سردارِ انبیاء نے جنابِ علیؑ مرتضیٰ کو وسیلہ بنایا، نصاریٰ نجران کی شان و شوکت، واقعہ مباہلہ کی تفصیل اور نکات، حضورؐ سردارِ انبیاء کے چار بیٹیوں کی نفی، امیر المومنین علیہ السلام کی قبر کا پتہ چلنا، حضورؐ کے غم میں معذور بوڑھے کی آہ و فریاد اور وفات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْہِمْ حَفِیْظًا ۝

جو کوئی اطاعت کرے رسولؐ کی یقیناً اُس نے اطاعت کی اللہ کی اور جو کوئی پھر جاوے پس نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اوپر ان کے نگہبان۔

دنیا کا کام ہو یا دین کا ہر کام میں وسیلہ کی ضرورت ہے۔ وسیلہ کے بغیر کوئی کام پورا ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً کپڑے کی سلائی کرنی ہو تو سوئی دھاگے کی ضرورت ہے، درخت کاٹنا ہو تو کلہاڑا کی ضرورت ہے۔ پانی گرم کرنا ہو تو دیگچی کی ضرورت ہے۔ علم حاصل کرنا ہو تو استاد کا وسیلہ ضروری ہے۔ دنیا میں آنا ہو تو ماں باپ کے وسیلے کی ضرورت ہے۔ مکان پر چڑھنا ہو تو سیڑھی کو وسیلہ بنانا ضروری ہے فرماؤ خدا تعالیٰ کی منشا کو حاصل کرنا ہو تو کیا وسیلہ کی ضرورت نہ ہوگی، حضورؐ سیڑھی مکان پر چڑھنے کا وسیلہ تو تب ہی ہو سکے گی۔ جبکہ اس کا ایک کونہ مکان کی چھت سے ملا ہوا ہو اور دوسرا سرا زمین سے ملا ہوا ہو۔ اگر سیڑھی کا واسطہ و تعلق صرف مکان کی چھت کے ساتھ ہوا تو زمین والوں کے لئے بے کار ہوگی اور اگر سیڑھی کا تعلق صرف زمین کے ساتھ ہوا تو مکان کی چھت پہ چڑھنا ناممکن و مشکل ہوگا اسی طرح میرا وسیلہ وہ ہو سکے گا کہ اس کا ادھر تعلق تو ہم سے ہو اور اُدھر اس کا واسطہ اللہ تعالیٰ

وسیلہ کی وضاحت

سے ہو۔ اِدھر مجھ جیسا اُدھر اس جیسا نہ نرا ہم جیسا ہو اور نہ نرا اس جیسا ہو۔ چونکہ ہم خاکی انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت و رضا براہِ راست حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ ہم میں وہ جوہر ہے ہی نہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی منشا کو معلوم کیا جا سکے۔ اُدھر اللہ تعالیٰ اتنا بلند و ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کی ذات پاک دیکھنے میں آتی ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات دیکھائی دینے سے مُبّرا اور منزہ ہے اگر وہ ہمیں دیکھائی دے تو وہ خدا، خدا نہ رہے، ارے جس کو دیکھا جائے گا وہ کوئی جسم ہوگا اور اللہ تعالیٰ جسم و جسمانیات اور مکان و مکانیات سے ارفع و اعلیٰ ہے تو نہ ہم خدا تعالیٰ تک جا سکتے ہیں کہ مجبور معذور ہیں اور اللہ ہماری محفل میں آتا نہیں کہ اس کی ذاتِ والا صفات غائب اور مستور ہے تو پھر ہمیں وسیلہ کی ضرورت ہے کہ کوئی ایسا انسان ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا و منشا سے آگاہ کرے۔ ہاں اگر وہ نرا خدا تعالیٰ کی طرح ہُوا تو ہم تک نہیں آسکے گا کیونکہ خدا تعالیٰ جو براہِ راست جسم کے ساتھ ہماری محفل میں نہیں آتا تو وہ کیسے آسکے گا اور نہ وہ ہماری طرح کا ہو جبکہ اللہ تعالیٰ ہم اللہ تعالیٰ کے حضورؐ براہِ راست جو نہیں جا سکتے تو ہم جیسا ہُوا تو وہ کیسے جا سکے گا تو وہ بھی نہیں جا سکے گا، پس ثابت ہُوا ہے کہ ہمارا وسیلہ وہ ہونا ضروری ہے کہ نہ وہ بالکل ہماری طرح کا ہو اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرح کا ہو اور نہ صرف خاکی ہو اور نہ صرف نوری ہو، رنگ ہم جیسا ہو، ڈھنگ اس جیسا ہو، شکل ہم جیسی ہو، عقل اس جیسی ہو، ذکر ہم جیسا ہو فکر اس جیسا ہو؛ نام ہم جیسا ہو کام اس جیسا ہو۔ ہم میں آئے تو بالکل بشر نظر آئے اور نوریوں میں جائے تو فرشتوں کا مولا کہلائے اور اللہ تعالیٰ کی منشاء و رضا معلوم کر کے ہمیں بتلائے پھر بارگاہِ ایزدی میں ہم گنہگاروں کی شفاعت فرمائے پیاسوں کو کوثر پلائے اور علیؑ والوں کو جنت جانے کی اجازت فرمائے اور اپنے رحم و کرم سے پُل صراط سے پار پہنچائے۔ مسلمانو! خالق کائنات نے ایسے بندے پیدا فرمائے ہیں کہ جو مظہر ذات خدا ہیں۔ تبھی تو کہا، صفی اللہ، نجی اللہ، خلیل اللہ، کلیم اللہ، روح اللہ، حبیب اللہ، وجہہ اللہ، لسان اللہ، عین اللہ، ید اللہ، ولی اللہ، کون کہتا ہے کہ یہ خاصان خُدا، ہمارے معبود ہیں، بے شک وہ بندہ مشرک ہے جو کسی نبی یا ولی کو، خدا کی ذات، خدا کی صفات ذاتیہ اور خدا کی عبادت میں شریک مانے۔ ارے کوئی اس کا شریک کیسے جبکہ ہر نبی اور ہر ولی اس کی مخلوق ہے۔ وہ خالق، یہ مخلوق، وہ رازق یہ مرزوق، وہ اللہ یہ بندے، وہ معبود یہ عابد، وہ مسجود یہ ساجد، اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس کے کسی کمال میں اس کی شریک نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی ایسا عقیدہ رکھے تو بے شک وہ مشرک ہے اور اگر کوئی طاہر و مقدس اشرف و معصوم مخلوق کو اپنے جیسا سمجھے وہ بھی مردود بے دین کافر و ملحد ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ

نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم چونکہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتے میں اپنے اور تمہارے درمیان ایک مخلوق وسیلہ قرار دیتا ہوں۔ مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ ، جس نے میرے رسولؐ کی اطاعت کی یقیناً اس نے میری اطاعت کی۔ فرمایا اس کی اطاعت میری اطاعت اس کی منشا میری منشا اس کی ناراضگی میری ناراضگی، اس کا غضب میرا غضب، اس کی مرضی میری مرضی، بس محمدؐ کی اطاعت کرتے جاؤ۔ اور میری رضا پاتے جاؤ، یہ ہے تمہارے اور میرے درمیان وسیلۂ کامل، مسلمانو وسیلے کا واضح اعلان سنو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ پارہ ۶ رکوع۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اس تک وسیلہ اور جہاد کرو بیچ راہ اس کی کے تاکہ تم فلاح پاؤ۔

تو خالق کائنات نے فرمایا کہ چار چیزوں کے ہونے کے بغیر فلاح و نجات نہیں پا سکو گے، ایک ایمان، دوسرا تقویٰ، تیسرا وسیلہ، اور چوتھا ہے جہاد، اگر دعویٰ ایمان ہے مگر تقویٰ نہیں تو جنت نہیں ملے گی۔ ایمان اور تقویٰ دونوں ہیں مگر وسیلہ کامل نہیں تو بخشش نہیں ہوگی۔ اور اگر ایمان، تقویٰ اور وسیلہ بھی ہو مگر میدان سے پشت دکھا کر بھاگ جانے کا عادی ہے تو جنت ہرگز نہیں ملے گی۔ اللہ جانے میدان سے بکریوں کی طرح کی چال بھاگنے والے کس بل بوتے پر جنت میں جانے کا خیال رکھتے ہیں۔ سنو، جب تک ایمان، تقویٰ، وسیلۂ کامل اور میدان جہاد میں جم کر نہیں لڑو گے۔ جنت میں کبھی جا سکتے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ۔ میری طرف آنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ وسیلہ بناؤ نہیں بلکہ تلاش کرو۔ وسیلہ بنانا اور بات ہے اور وسیلہ تلاش کرنا اور بات ہے۔ ایک مثال ہی سن لو، تاکہ بات واضح ہو جائے۔ مثلاً مہمان کے آنے پر آپ نے ملازم سے کہا کہیں سے مرغی تلاش کرو تاکہ ذبح کی جائے۔ آپ نے مرغی بناؤ نہیں کہا بلکہ تلاش کرو فرمایا ہے لفظ تلاش اس بات کی دلیل ہے کہ مرغی پہلے سے ہے صرف تلاش کرنا ہے۔ اسی طرح وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ کا جملہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وسیلہ پہلے سے ہے ہمیں تو صرف تلاش کرنے کا حکم ہے وسیلہ بنانے کا حکم نہیں ہے بلکہ تلاش کرنے کا حکم ہے وسیلہ بنانا خدا کا کام ہے اور صرف تلاش کرنا ہمارا کام ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد نماز ہے یعنی اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ نماز ہے نماز کو وسیلہ قرار دو۔ ارے نماز تو خود محتاج وسیلہ ہے بھلا نماز میں محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام پر درود

ایمان، تقویٰ، وسیلہ، جہاد

وسیلہ بنانا نہیں بلکہ تلاش کرنا ہے

نہ بھیجو اور کسی قاضی سے فتویٰ تولا دو، کہ بغیر محمدؐ و آل محمدؐ کے اوپر درود پڑھے نماز قبول ہوجاتی ہے کہ آج سے پہلے تو کسی بزرگ نے ایسا فتویٰ نہیں دیا آج کوئی یزید نواز مُلّاں فتویٰ صادر کردے تو اور بات ہے جب نماز خود محتاج وسیلہ ہے تو یہ میرا وسیلہ کیسے بن سکتی ہے میرا وسیلہ تو وہ ہوگا کہ جو صرف خدا کا محتاج ہو اور خدا کی ساری مخلوق اس کی محتاج ہو اور اسی کے بارے میں حکم ہے کہ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ مجھ تک اگر پہنچنا ہے تو وسیلہ تلاش کرو۔ اللہ اکبر۔

حضرت آدم کا وسیلہ

جب میں قرآن و حدیث کو دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وسیلہ کی تو انبیاء علیہم السلام کو بھی ضرورت پڑی اور وسیلہ کے بغیر نبیؑ بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے تو میں اور تو گنہگار انسان بغیر وسیلہ کے کس طرح اپنے گناہوں کی بخشش کروا کر کامیاب ہوجائیں۔ صلوٰۃ۔ تاریخ و تفسیر گواہ ہے کہ حضرت ابوالبشر جناب آدم علیہ السلام جب جنت سے نکالے گئے تو انہوں نے دو سو برس تک کی مدت زمین پر بارگاہِ ایزدی میں آہ و زاری اور بے قراری میں گزاردی، تو ایک روز حضرت جبرائیل نے بحکم رب جلیل حضرت آدمؑ کو توبہ کرنے کا طریقہ سمجھایا۔ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ؕ پارہ ا رکوع ۴ پس سیکھ لیں آدمؑ نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں پس توبہ قبول کی اس کی، تحقیق وہی ہے توبہ قبول کرنے والا۔ مہربان۔ یعنی حضرت آدمؑ نے چند کلمات کے ذریعہ سے دعا مانگی جس کی وساطت سے خدا تعالیٰ نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔ صلوٰۃ۔ روایت میں ہے کہ حضرت آدمؑ نے یہ دعا کی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِیْ اے میرے اللہ میں محمدؐ آل محمدؐ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو میری کمزوریوں سے درگزر فرما۔ پس ادھر محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر دعا کی ادھر اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔ جذب القلوب صفحہ ٢٤٥ تفسیر انوار النجف جلد ۲ صفحہ ۱۱۴ مسلمانو جب حضرت آدمؑ کی بغیر وسیلہ کے نہ گزری تو تیری میری کیسے گزر جائیگی حقیقت یہ ہے کہ وسیلہ کی ہر کام میں اور ہر وقت ضرورت ہوا کرتی ہے ایک مثال ہی عرض کئے دیتا ہوں۔

مثال گائے کا وسیلہ

مولوی صاحب نے حکم کیا کہ چند روز کے لئے گائے میرے پاس بھیج دینا میں نے خیال کیا کہ مولوی صاحب وسیلہ کے تو قائل ہی نہیں میں نے ڈر کے مارے بغیر وسیلے کے گائے بھیجنا چاہی تو بس میں نے گائے کو چھوڑ دیا۔ کہ مولوی صاحب کے پاس پہنچ جائے، گائے چلی اور زمیندار کے کھیت جوار میں، پھر باجرے میں، پھر کماد میں، پھر کپاس میں پھر پھاٹک میں پھر چودہ ۱۴ دن کے بعد نیلام ہونے کے

لئے بازاریں۔ فرماؤ بغیر وسیلے کے میاں جی کے پاس گائے پہنچ جائے گی۔ ہرگز نہیں تو دنیا کا معمولی کام بھی جب بغیر وسیلہ کے نہیں ہو سکتا تو دین کا کام کس طرح بغیر وسیلہ کے ہو جائے گا۔ کیا کبھی کسی نے کسی وہابی مُلاں کو دیکھا ہے کہ اگر اُس کے گھر میں چوری ہو جائے تو تھانہ کی بجائے مسجد میں جا کر رپٹ درج کرائے۔ ہاں یہ درست ہے کہ رپٹ تھانے میں درج کرائیں اور خدا سے دُعا مسجد میں مانگنی چاہیئے۔

اسی طرح جب حضرت نوحؑ علیہ السلام اپنی کشتی کو لے کر چلے تو ایک مقام پر پہنچ کر کشتی بھنور میں آگئی اور ڈوبنے کا خطرہ لاحق ہُوا۔ تو حضرت نوحؑ علیہ السلام نے بھی بایں الفاظ خدا تعالیٰ کو وسیلہ کا واسطہ دیا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا نَجَّیْتَنِیْ مِنَ الْغَرَقِ۔ یعنی اے میرے اللہ میں تجھ سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ مجھے غرق ہونے سے نجات دے بس ادھر حضرت نوحؑ کی دعا ختم تو ادھر خطرات کے لمحات ختم۔ تفسیر انوار النجف جلد ٢ ص ١١٤ مسلمانو! جب حضرت نوحؑ نجی اللہ کی کشتی ان کے وسیلہ کے بغیر کنارے نہ لگ سکی تو تیری میری کشتی بحر عصیاں سے کس طرح بخیر کنارے لگ جائے گی۔ یہ روایت مشہور ہے کہ جب کوئی سائل حاجتمند دعا منگوانے کے لئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتا اور اپنی تکلیف عرض کر کے آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کے لئے عرض کرتا اور رسول خدا اس کے لئے دُعا مانگتے تو حضور پُر نور فرماتے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَلٰی فُلَانٍ بِحَقِّ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ میرے اللہ میں تجھے تیری بارگاہ میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کا واسطہ دیتا ہوں کہ فلاں بندے پر رحم فرما کر اُس کی فلاں حاجت پوری کر دے۔ کہتے ہیں کہ یہی رسولؐ اللہ کی روش و طور و طریقہ دعا کا رہا۔ صحابہ کرام تشریف لا کر اپنی حاجت عرض کرتے اور رسولؐ اللہ علیؑ کا واسطہ دے کر دعا مانگ دیتے۔ صحابی بھی آخر انسان ہی تھے ان کے دل میں خیال آتا کہ جب ہمارے لئے حضور پُرنور دعا مانگتے ہیں تو وسیلہ ابوطالبؑ کا لال ہوا کرتا ہے اور جب کبھی علیؑ کو دُعا کی ضرورت پڑی تو یقیناً پھر تو ہم میں سے ہی کوئی وسیلہ بنے گا۔ مدت گزر گئی اسی تمنا میں کہ کسی روز حضرت علیؑ بارگاہِ رسالت میں دعا کے لئے حاضر ہوں، لوگ کہتے ہیں کہ بارہ ١٢ سال کے بعد تو خدا دشمن کی بھی سُن لیتا ہے آخر وہ دن آ ہی گیا کہ ایک روز صحابہ کرام تاجدارِ رسالت کی خدمت میں تشریف فرما تھے کہ جناب حیدرِ کرارؑ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے لئے دعا فرما دیں کہ میری فلاں

حضرت نوحؑ کا واسطہ

حضور سرور انبیاء جناب علیؑ مرتضیٰ کو وسیلہ بناتے

مراد پوری ہو جائے، صحابہ کرام نے سُنا کہ مدت کے بعد آج ہماری تمنا بھی پوری ہو ہی گئی۔ پہلے رسول اللہ ہمارے لئے دعا کرتے تھے تو خدا تعالیٰ کو علیؑ کا واسطہ دیا کرتے تھے آج علیؑ کے لئے دعا کرتے ہوئے کس صحابی کا واسطہ ہوگا۔ ممکن ہے کسی کے دل میں خیال آیا ہوگا کہ آج ہماری عظمت کو ظاہر کرنے کا وقت آ ہی گیا۔ ادھر علیؑ کے حق میں دعا کرنے کے لئے دستِ نبوت بلند ہوئے اُدھر صحابہ کرام کے جوش و ہوش بلند ہوئے۔ جبرائیل نے آسمانوں کی مخلوق سے کہا کہ ذرا جھک کر دیکھو کہ آج سرور کائنات حضرت امیر علیہ السلام کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ کائنات نے کان لگا کر سُنا کہ نبی اکرم بارگاہ احدیت میں عرض کر رہے تھے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَلٰی عَلِیٍّ بِحَقِّ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ میرے اللہ تو علیؑ پہ رحم فرما تجھے علیؑ ابن ابیطالبؑ کا واسطہ۔ اللہ اکبر۔ معلوم ہوا کہ جناب حیدرِ کرار کو اگر دعا کی حاجت ہو تو بھی علیؑ کے لئے علیؑ ہی کا واسطہ بنتا ہے رُباعی عرض ہے۔

پاک پیغمبر نے فرمایا ہے علیؑ وہ ذی وقار ــ عظمتِ حیدر کا عارف ہے نبی یا کردگار
مرتضیٰ کی شان میں جو کرے تقصیر کچھ ــ اس قسم کے حجۃ الاسلام پر بھی بے شمار

(تصدق شیرازی) صلوٰۃ

تفسیر برہان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک یہودی خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور تیز نظر سے اُس نے حضورؐ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا اے یہودی تیری کوئی حاجت ہے تو سوال کر۔ اُس نے عرض کی کہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ افضل ہیں یا کہ حضرت موسیٰؑ جس کو اللہ نے اپنا کلیم بنایا ہے اور اس پہ توریت نازل کی۔ عصا کا معجزہ عطا کیا۔ سمندر کو چیرا اور بادل کا سایہ عطا کیا۔ یہودی کی گفتگو آپ خاموشی سے سُنتے رہے۔ جب وہ اپنے بیان کو ختم کر چکا تو آپ نے فرمایا انسان کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اپنی خود تعریف کرے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آدمؑ سے جب ترک اولیٰ ہوا تو اُس نے توبہ میں محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ پیش کر کے دعا مانگی تو قبول ہوئی، اسی طرح جب حضرت نوحؑ کشتی پر سوار ہوئے اور غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہوا تو محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلہ سے دعا مانگی پس نجات پا کر کنارے پر پہنچے اور حضرت ابراہیمؑ نے آگ میں جلتے ہوئے دُعا کی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ لَمَّا اَنْجَیْتَنِیْ مِنْھَا یعنی اے اللہ محمدؐ و آل محمدؐ کے صدقہ میں مجھے اس سے نجات عطا فرما پس خدا تعالیٰ نے دہکتی ہوئی آگ کو گلزار کر دیا

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں گھبراہٹ محسوس کی تو یہ لفظ اپنی زبان پر جاری کئے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ لِمَا اٰمَنْتَنِیْ یعنی اے اللہ میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے
وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے امن عطا فرمایا تو ارشاد قدرت ہوا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔
پارہ ۱۶ ارکوع ۱۲ یعنی ڈر نہیں کیونکہ تو ہی غالب ہوگا۔ اے یہودی اگر آج موسیٰؑ زندہ ہوتے اور اگر میری نبوت
پر ایمان نہ لاتے تو ان کا کوئی عمل بھی قبول نہ کیا جاتا اور اس کو اپنی نبوت کوئی فائدہ نہ دیتی۔ اے یہودی
جب میری ذریت سے مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔ تو حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ اتریں گے۔ اور ان کی نصرت کریں گے
اور لوقت نماز ان کو اپنے آگے کھڑا کر کے ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ تفسیر انوار النجف جلد ۹ صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳
مسلمانو! جب تمام اولی العزم انبیا علیہم السلام اپنی ہر مشکل میں انہیں مشکل کشا سمجھ کر محمدؐ و آلِ محمدؐ
ہی بارگاہ احدیت میں رسائی تک کامل و اکمل وسیلہ ہیں۔ صلوٰۃ محمدؐ و آلِ محمدؐ اور سنیئے! سعید ابن خالد
باھلی سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ بخار میں مبتلا تھے تو ہم حضرت علیؑ کے ساتھ رسول اللہ
کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت علیؑ نے اپنا دائیاں ہاتھ رسول اللہ کے سینے پر رکھ دیا اور کہا ام ملدم
چلے جاؤ۔ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ اٹھ کر بیٹھ گئے
اور حضورؐ نے چادر اتار دی اور فرمایا اے علیؑ اللہ تعالیٰ نے تم کو خصوصیات سے نوازا ہے۔ ان میں
سے یہ بات بھی ہے کہ دردوں کو تمہارے تابع کیا ہے جس چیز کو تم بھگاتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے
حکم سے بھاگ جاتی ہے دیکھو میرا بخار اتر گیا۔ کنوز المعجزات صفحہ ۲۲۔ رباعی عرض ہے۔ سنو۔

جب کہہ دیا نصیریوں نے ہے علیؑ خدا　　فرمایا میں ہوں خادم دربار مصطفےٰ
انکار کر رہے تھے جو حق کے امام کا　　ان سے کہا ہوں مظہر اوصاف کبریا
(تصدق شیرازی)

اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ تمام کتابوں کے حوالے ہیں اور روایات ضعیف بھی ہوا کرتی ہیں تو عرض
ہے کہ میں کلام پاک سے ہی پیش کر دیتا ہوں۔ مصرع

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

عزیزو! نماز ہم اس لئے پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنا واجب قرار دیا ہے۔ ہم پر نماز
فرض ہے ساری دنیا پر نماز صرف اور صرف فرض و واجب ہے۔ مگر معصوم یعنی رسول اللہ پر دو طرح

سے نماز واجب ہے ایک تو یہ کہ نماز پڑھنا نبیؐ پر بھی واجب ہے اور دوسرا یہ کہ نماز پڑھنے کا طریقہ مخلوقِ خدا کو سکھانا بھی نبیؐ پر واجب ہے۔ روزہ رکھنا امت پر بھی واجب مگر صرف ایک طرح سے اور معصوم پر دو طرح سے واجب ایک تو رسولؐ اللہ پر واجب ہے کہ روزہ رکھے بھی سہی اور دوسرا واجب ہے کہ مخلوق خدا کو روزہ رکھنے کا طریقہ و اوقات بھی بتلائے سمجھائے۔ ہم پر واجب ہے کہ زکوٰۃ ادا کریں۔ اور ضرور کریں مگر محمدؐ پر دو واجب کہ ایک زکوٰۃ ادا بھی کرے اور دوسرا اپنی امت کو زکوٰۃ کا نصاب و طریقہ بھی سکھائے۔ صاحبِ استطاعت کے لئے واجب ہے کہ حج کرے مگر محمد مصطفیٰؐ کے لئے دو طرح سے واجب ہے ایک تو یہ کہ حج کرے بھی سہی اور دوسرا مخلوقِ خدا کو ارکانِ حج بتلائے اور سمجھائے بھی سہی۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ نیک لوگوں سے حسنِ سلوک کا برتاؤ کریں تاکہ معاشرہ درست رہے مگر معصوم کے لئے دو طرح سے ضروری ہے ایک تو یہ کہ اچھے لوگوں سے اچھا برتاؤ کرے بھی سہی اور دوسرا ایسا کرنے کا طریقہ بھی اُمت کو سکھائے۔ ہمیں حکم ہے کہ ہم بُرے اور بدکار لوگوں سے درگزر کریں اور رسولؐ اللہ کے لئے دوہرا حکم ہے کہ ایک تو بُرے لوگوں سے درگزر کرے اور دوسرا درگزر کرنے کا طریقہ امت کو بتلائے بھی۔ مسلمانو! ہماری زندگی اس وقت تک اسلامی زندگی نہیں بن سکتی، جب تک کہ رسولؐ اللہ کے اسوۂ حسنہ پر گامزن نہ ہوں لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ پارہ ۲۱ رکوع ۱۹ ہمیں حکم ہے کہ اگر تمہاری قسمت میں نیک بیوی ہو تو اُس سے اچھا برتاؤ کرو مگر نبیؐ کیلئے اس میں دو حکم ہیں۔ ایک تو نیک و پارسا بیوی سے اچھا سلوک کرے اور دوسرا اُمت کو سکھلائے بھی سہی ہماری قسمت میں اگر بدخلق اور کج رو بیوی ہو تو اُس سے درگزر کا برتاؤ کریں تاکہ معاشرہ خراب نہ ہو۔ مگر رسولؐ اللہ کے لئے اس میں دوہرا حکم ہے ایک تو ایسی بیوی سے درگزر کرے اور دوسرا اُمت کو درگزر کرنے کا طریقہ سکھائے۔ اسی طرح ہمیں حکم ہے کہ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ کہ ایمان لانے والو وسیلہ تلاش کرو۔ ہمیں صرف وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ہے مگر نبی اکرمؐ کو یہاں پر بھی دو طرح کا حکم ہے ایک تو یہ کہ وسیلہ تلاش کرے بھی سہی اور دوسرا وسیلہ اُمت کو دکھلائے بھی سہی کہ یہ وسیلہ ہے تو اللہ تعالےٰ کی منشا و رضا معلوم کرنے کا صحیح و درست وہی وسیلہ ہوگا جو رسولؐ اللہ نے خود وسیلہ پکڑا ہو اور اُمت کو پکڑنے کا طریقہ بتلایا ہو۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھیئے کہ شیعانِ حیدرِ کرار کا اعتقاد و ایمان ہے کہ جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہما السلام ساری کائنات سے اکمل و افضل ہیں۔ مگر خدا کے معصوم بندے

اور رسول اللہ کے چھوٹے بھائی ہیں ۔ ہمارا یہ ایمان تو ہے کہ حضرت آدمؑ و نوحؑ سے حضرت علیؑ افضل ہیں مگر رسول اللہ کے غلام ہیں خود حضرت امیر کا فرمان ہے اَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِیْدِ مُحَمَّدٍ ۔ فرمایا میں محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں ۔ مسلمانو ۔ حضرت امیر ہوں یا حضرت سیدہ زہرؑہ حضرت امام حسنؑ ہوں یا حضرت امام حسینؑ تو یہ رسول اللہ کے جزو ہیں اور آمنہ کا لال ہے کل، یہ رسول اللہ کے محتاج ہیں رسول اللہ صرف خدا کی ذاتِ والاصفات کا محتاج ہے، جب ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہے تو قرآن مجید میں ایک واقعہ ہے جسے مباہلہ کہا جاتا ہے اس کی طرف غور کرو ۔ منقول ہے کہ ہجری سنہ ۱۰ھ میں آنحضرت نے نجران کے عیسائیوں کو بھی اسلام کی بذریعہ خط دعوت دی تو نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد جس میں کُل ساٹھ آدمی تھے اور اُن میں چودہ۱۴ شخص اُن کے سردار تھے ۔ جن کے نام یہ ہیں ۔ عاقب جس کا نام عبدالمسیح تھا، دوسرا سید جس کا نام ایہم تھا ۔ تیسرا۳ ابوحارثہ ابن علقمہ جو بکر بن وائل کا بھائی تھا اور چوتھا۴ ادریس بن حارث، پانچواں۵ زید، چھٹا۶ قیس، ساتواں۷ یزید نامی ایک سردار اور اس کے دونوں لڑکے، دسواں۱۰ خویلد، گیارہواں۱۱ عمرو، بارہواں۱۲ خالد، تیرھواں۱۳ عبداللہ اور چودھواں۱۴ محسن تھا ۔ مگر ان چودہ۱۴ سرداروں میں سے تین بڑے سردار تھے، عاقب جو امیر قوم تھا اور عقل مند سمجھا جاتا تھا اور صاحبِ مشورہ تھا اسی کی رائے پر یہ لوگ مطمئن ہو جاتے تھے، دوسرا سید جو ان کا لاٹ پادری تھا ۔ تیسرا ابوحارثہ جو رئیس اعلیٰ تھا ۔ یہ بنو بکر بن وائل کے عرب قبیلہ میں سے تھا لیکن نصرانی بن گیا تھا اور رومیوں کے ہاں اس کی بڑی آؤ بھگت تھی تفسیر ابن کثیر جلد ۱ پارہ ۳ ص۱ ۔ یہ وفد رسول اللہ کی خدمت میں بڑی ٹھاٹ سے زرق برق لباس ریشمی عبائیں اور سونے کی انگوٹھیاں پہنے ہوئے بڑی شان و شوکت سے مدینہ آیا ۔ ان کی سج دھج دیکھ کر صحابہ کرام حیرت میں کھو گئے ۔ کیونکہ اس سے پیشتر کوئی وفد اس طنطنہ اور طمطراق کے ساتھ یہاں نہیں آیا تھا ۔ جب وہ بنے ٹھنے مسجد نبوی کے قریب پہنچ کر سواریوں سے اترے اور اینٹھتے اکڑتے مسجد میں داخل ہوئے تو آنحضرتؐ نے ان کے ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھیاں اور جسموں پر دیبا و حریر کے لباس فاخرہ دیکھ کر نفرت سے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا ۔ اسی دوران ان کی نماز کا وقت ہو گیا تھا ۔ انہوں نے اپنے طریق پر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی کچھ لوگوں نے انہیں منع کرنا چاہا ۔ آپ نے فرمایا انہیں اپنے طریق پر نماز پڑھنے دو جب نماز سے فارغ ہوئے تو بھی رسول اللہ نے توجہ نہ فرمائی ۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر مسجد سے اٹھ باہر نکل آئے اور حضرت عثمان

اَنَا عبدٌ مِن عَبِیدِ مُحمّدٍ

نصاریٰ نجران کی شان و شوکت

اور عبدالرحمٰن کو دیکھ کر اُن سے شکوہ آمیز لہجہ میں کہا کہ تمہارے رسولؐ نے ہمیں پیغام بھیجا اور جب ہم حاضر ہوئے تو ہماری طرف سے منہ پھیر لیا۔ حضرت عثمان نے کہا کہ تم حضرت علیؑ سے وجہ دریافت کرو، وہ تمہیں بتلائیں گے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ جب ان لوگوں نے علیؑ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا سونے کی انگوٹھیاں اتار دو اور سادے سفری لباس میں دربار رسالت میں حاضری دو۔ یقیناً اللہ کے رسولؐ تم سے نفرت نہیں کریں گے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو رسولؐ اللہ نے اُن کی طرف توجہ فرمائی اور نماز عصر کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ جب آنحضرت نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ ہم پہلے ہی سے مسلمان ہیں۔ فرمایا تم مسلمان کیونکر ہو سکتے ہو جبکہ خنزیر کا گوشت کھاتے ہو۔ تم صلیب کی پرستش کرتے ہو اور مسیح کو ابن اللہ سمجھتے ہو۔ انہوں نے کہا بے شک مسیح ابن اللہ ہیں اگر وہ ابن اللہ نہیں تو آپ ہی فرما دیجئے ان کا باپ کون تھا؟ کیا کوئی بغیر باپ کے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ آنحضرت نے کلام پاک سے یہ آیت پڑھی اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ پارہ ۳ رکوع ۱۴ تحقیق مثال عیسیٰؑ کی نزدیک اللہ کے مانند مثال آدمؑ کے ہے۔ پیدا کیا اُس کو مٹی سے پھر کہا اس کو ہو جا پس ہو گیا۔ فرمایا نصرانیو! عیسےٰؑ کا تو باپ نہیں ماں تو ہے۔ مگر آدمؑ اور حوّا کی نہ ماں ہے اور نہ ان کا باپ ہے۔ بتاؤ انہیں کیا کہو گے۔ ارے میرا اللہ اس بات کا محتاج نہیں کہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہی نہ کر سکے وہ جس کو چاہے اور جس طرح چاہے مخلوق کو پیدا کرتا ہے۔ دیکھو دلیل کتنی قوی ہے اور سمجھانے والا خدا کا رسولؐ ہے مگر نجران کے عیسائیوں نے نہ ماننا تھا اور نہ ہی مانے تو معلوم ہو گیا کہ اگر انسان منہ پر آ جائے تو دلائل کی مضبوطی اور زبان کی صداقت بھی ضلالت گمراہی اور شیطنت کے مضبوط قلعے کو فتح نہیں کر سکتی۔ مسلمانو! جب ضدی انسان تاجدار رسالت کی بات کو بھی قبول نہیں کرتے تو آج کا شیعہ مولوی ان بدنصیبوں کو کس طرح حقائق منوا سکتا ہے جب رسولؐ اللہ کو قرآن کافی نہ ہوا تو نبیؐ نے دوسرا رخ اختیار فرمایا قدرت کا حکم ہوا۔ فَمَنۡ حَآجَّکَ فِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَکُمۡ وَ اَنۡفُسَنَا وَ اَنۡفُسَکُمۡ ۟ ثُمَّ نَبۡتَہِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ۝ پارہ ۳ رکوع ۱۴ پس جو کوئی جھگڑے تجھ سے بیچ اس کے بعد اس کے کہ تم نے علم سے سمجھایا ہو۔ پس کہو کہ آؤ بلا دیں ہم بیٹوں اپنوں کو اور بیٹوں تمہاروں کو اور عورتیں اپنی کو اور عورتیں تمہاری کو اور جانوں اپنی کو اور جانوں تمہاری کو پھر التجا کریں پس

حضرت عیسیٰ خدا کا بیٹا نہیں

آیۂ مباہلہ

کریں ہم لعنت اللہ تعالیٰ کی اُوپر جھوٹوں کے، مسلمانو! یہ ہے مباہلہ جس کو تمام مفسرین نے اپنی اپنی تفسیروں میں درج کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر جلد ا پارہ ۲ صفحہ پر تحریر ہے کہ رسولؐ اللہ مباہلہ کے لئے ایک حضرت علیؑ اور دوسری جناب فاطمہؑ، تیسرے امام حسنؑ اور چوتھے امام حسینؑ علیہما السلام کو لے کر مدینہ سے برآمد ہوئے۔

تفسیر حسینی قادری جلد اصفحہ ۱۱ پر مرقوم ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نجران کے پیشواؤں کو بُلا کر فرمایا کہ جس قدر ہم دلیلیں زیادہ دیتے ہیں تم عداوت اور نزاع بڑھاتے ہو۔ اب آؤ تو مباہلہ میں مشغول ہوں تاکہ اس بات میں امتیاز ہو جائے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے، اور باطل پر کون ہے۔ نصاریٰ اس پر راضی ہو گئے وقت اور جگہ بھی مقرر کر دی دوسرے دن جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت امام حسینؑ کو گود میں اٹھایا اور امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا۔ جناب سیدۃ النساءؑ حضرت بی بی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پیچھے اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ساتھ چلے۔ حضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ میں جب دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ اس طرف نصاریٰ بڑے تامل کے بعد مباہلہ سے پشیمان ہوئے اور اپنی بہتری صلح میں دیکھی با اینہمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے برابر صف باندھی جب ان کے سردار نے حضرت سرور انبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کو اہلبیت کے ہمیت دیکھا تو چلایا یارو ان بزرگواروں کی بددُعا سے بچو۔ قسم خدا کی میں دیکھتا ہوں اگر یہ خدا سے چاہیں کہ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اگر انہوں نے بددعا کر دی تو ایک نصرانی بھی روئے زمین پر باقی نہیں رہے گا پس اس بات پر صُلح کر لی کہ ہر سال ماہ رجب اور ماہ صفر میں دو ہزار پارچے بطور جزیہ دیا کریں گے اور ہر پارچہ چالیس ۴۰ درہم کا ہوگا اور اگر یمن میں جنگ چھڑی تو وہ جنگی امداد کے سلسلہ میں تیس ۳۰ زرہیں، تیس ۳۰ نیزے، اور تیس ۳۰ گھوڑے عاریتہً دیں گے اور اس کے صلہ میں وہ اپنی زمینوں پر بدستور آباد رہیں گے اور ان کے مال و جان کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہوگی۔ نبیؐ اکرم نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ میرے ساتھ مباہلہ کرتے تو حق تعالیٰ اُنہیں مسخ کر کے ان پر آگ نازل کرتا اور سب نجران والے بلکہ جن چڑیوں کے گھونسلے ان کے مکانوں کی چھت میں تھے وہ سب ہلاک ہو جاتے۔ یہ سب اہلسنت کی تفاسیر میں موجود ہے۔

اب میرا سوال مسلمانوں سے یہ ہے کہ اگر رسولخدا اکیلے ہی بددعا کر دیتے تو کیا نجران کے عیسائی بچ جاتے ہرگز نہیں اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب کے ساتھ ان چار نفوس کو کیوں شامل کیا۔ ان میں

ڈالو تو بچے چھ سات برس کے ہیں۔ ایک خاتون پردہ دار اور صرف ایک بھائی ہے آیت اتنی وسیع ہے کہ اَبْنَاۤءَنَا میں سارے مدینے کے بچے۔ اور نِسَاۤءَنَا تمام مدینے کی عورتیں اور اَنْفُسَنَا میں مع یار غار کے کُل صحابی شامل ہو سکتے ہیں پھر نبیؐ اکرم نے انہیں کیوں فراموش کر دیا جنہیں صدیق اور صدیقہ کا خطاب آج تک لوگ دیتے چلے آ رہے ہیں یہ تو ان کی صداقت کو نمایاں کرنے کا زرّیں موقع تھا کہ جھوٹوں پر تو وہی لعنت کرے گا جو خود صدیق ہوگا؟ ورنہ لعنت بٹ جائے گی۔ لوگو ہمارا سقیفہ سے کیا واسطہ ہم تو سیرت رسولؐ اللہ کو واجب العمل سمجھتے ہیں بس جس جس کو رسولؐ اللہ مباہلہ میں ساتھ لے گئے وہی انسان حقیقت میں صدیق تھا باقی مرید کے بخشے ہوئے تمغے ہیں اور یہ مقام کچھ ایسا خطرناک صحابہ کرام کو محسوس ہوا کہ کسی روایت میں نہیں ملتا کہ کسی صحابی نے عرض ہی کی ہو یا رسولؐ اللہ مجھے بھی ساتھ لے چلئے میں بھی تو صدیق ہوں، صحابہ کرام کا میدان مباہلہ میں ساتھ جانے کی تمنا نہ کرنا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ جانتے تھے یہ ہمارا مقام نہیں ہے اس مقام پر اس صدیق کی ضرورت ہے جس کو حق تعالیٰ نے تمغہ صداقت عطا کیا ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ اکیلے اگر نبی کریمؐ بددعا کر دیتے تو یقیناً کافی تھی۔ ارے ہمارے رسولؐ کے اشارے سے تو چاند بھی اپنی منزل چھوڑ دیتا ہے اور سورج واپس آ کر سلام کرتا ہے۔ علیؑ ہوں یا بتولؑ، حسنؑ ہوں یا حسینؑ یہ سب نبیؐ کے جزو ہیں۔ صرف انہیں اس لئے لے گئے کہ بے مروّت مسلمانوں کو دکھلانا مقصود تھا کہ جب ان کے بغیر محمد مصطفیٰؐ کامیاب نہ ہو سکا تو تم مسلمان ان کو چھوڑ کر کس طرح کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ ہے خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا وسیلہ اور خدا کے حبیب کا دکھلایا ہوا وسیلہ۔ صلوٰۃ۔

ایک بات اور بھی ذہن میں لائیے کہ رسولؐ اللہ۔ قرآن سناتے رہے کافی نہ ہو سکا تو جب رسولؐ اللہ کو قرآن مجید اکیلا کافی نہ ہو سکا تو اور کون مائی کا لال ہے کہ جسے اکیلا قرآن کافی ہو جائے قرآن تو خود صاحب قرآن کو بھی کافی نہ ہوا۔ اہلبیت کو آخر بلانا ہی پڑا، پس قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم بھی مشکل کے وقت اپنی اہلبیت کو ہی وسیلہ قرار دیتے تھے۔ مَنْ تَرَكَ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جس نے میری سنّت ترک کر دی وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی میری امّت سے خارج تو کیا یہ آیت قرآن مجید سے میاں جی کو یاد نہ رہی کہ آل محمدؐ سے انحراف کر بیٹھا۔ ادھر تو یہاں تک مسلمانوں نے لکھ دیا کہ ایک روز رسول خداؐ بیر اریس (ایک کنویں کا نام) پر کنویں میں پاؤں لٹکا

کر بیٹھ گئے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان نے بھی ایسا ہی کیا کہ کنوئیں پر بیٹھ کر اس میں پاؤں لٹکا دیئے کہ رسولؐ اللہ کی سنت پوری ہو جائے کیوں بھائی ادھر رسولؐ اللہ کی سنت کا اتنا خیال اور اُدھر اتنی بے پرواہی کہ آلِ رسولؐ کو بالکل فراموش کر دیا، جذب القلوب صہ ۱۵۹۔ ہاں یہ بھی یاد رہے کہ آیت مباہلہ میں جھوٹوں پر لعنت کرنے کا حکم ہے نہ کہ ان کی پیروی کرنے کا حکم ہے لوگو! قرآن اعلان کر رہا ہے کہ کاذبوں پر لعنت کرو اور یہی خدا کا حکم ہے فرماؤ ہم اللہ کا فرمان چھوڑیں یا قرآن کا بیان چھوڑیں یا محمدؐ عربی کا اعلان چھوڑیں، یا ہر کاذب پر لعنت کر کے باطل کی گردن مروڑیں صلوٰۃ

آیت مباہلہ نے ایک مسئلہ بھی حل کر دیا، کہ آیت میں تمام صیغے جمع کے ہیں۔ اَبْنَآءَنَا صیغہ جمع ہے مگر رسولؐ اللہ دو بچے لے گیا اَنْفُسَنَا صیغہ جمع ہے مگر نبی ایک بھائی حیدر کرار کو لے گیا وَنِسَآءَنَا میں صیغہ جمع ہے مگر رسولؐ اللہ صرف ایک بیٹی فاطمہ زہرؑا کو لے گیا تو ثابت ہو گیا کہ جب اللہ تعالیٰ اہلبیت محمدؐ کا تذکرہ کرتا ہے تو واحد کے لئے بھی لفظ جمع استعمال فرمایا کرتا ہے۔ ملاں لوگ نبیؐ اکرم کی بیٹیاں ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں یَاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ۔ پارہ ۲۲ رکوع ۵ اے نبی کہہ واسطے بی بیوں اپنی کے اور بیٹیوں اپنی کے اور بی بیوں مسلمانوں کی کے کہ چادریں بڑی سے پردہ کیا کریں، اس آیت پردہ میں چونکہ لفظ بنت نہیں بلکہ بنات ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کی ایک بیٹی نہ تھی بلکہ چار تھیں فرماؤ مسلمانوں مباہلہ میں صیغہ جمع کا ہے یا نہیں تو فرماؤ وہاں کتنی تشریف لے گئیں تھیں۔ وہاں صیغہ جمع میں ایک ہے تو یہاں جمع میں ایک کیوں نہیں ہو سکتی اور سنو اگر عقل و دانش سے بیبر نہیں ہے تو خالق کائنات نے چوتھے پارے کے آخر میں حرام رشتوں کی فہرست دی ہے ارشاد ہوتا ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ پارہ ۴ رکوع ۱۵ حرام کی گئیں ہیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری اور بیٹیاں تمہاری لو مسلمانو سارے قرآن پاک سے پوتیاں اور نواسیاں کہیں حرام دکھلاؤ۔ ہرگز نہیں دکھلا سکو گے۔ پھر کیا خیال ہے۔ میاں جی آپ کے مذہب میں نواسیاں اور پوتیاں بھی حرام ہیں، یا کہ ان سے نکاح جائز ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ نواسی اور پوتی بھی شامل ہے تو بس فیصلہ ہو ہی گیا کہ پردے کی آیت میں جہاں بنات ہے وہاں نبیؐ کی بیٹی، نواسیاں اور قیامت تک کی تمام سادات کی مستورات شامل ہیں کیونکہ یہ سب نبی کی بیٹیاں بھی تو ہیں۔ آج اگر رسولؐ اللہ تشریف لے آئیں تو کسی سیدانی سے عقد نہیں کر سکتا کیونکہ یہ

نبیؐ کی بیٹیاں ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ پردے کی آیت جب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تو اُس وقت جن کو مسلمان رسول اللہ کی بیٹیاں فرماتے ہیں وہ کب زندہ تھیں جنگِ احزاب ۵ھ میں ہوئی۔ اور بعد میں یہ سورہ نازل ہوئی تو وہ زندہ کب تھیں، انہیں قبروں میں پردے کا حکم دیا گیا تھا۔ بنات رسول اللہ کا مسئلہ قرآن مجید کی رُو سے تو ثابت ہے نہیں مگر کیا کہنا مسلمانوں کا کہ نبیؐ کریم کی بیٹیاں تو ضرور ثابت کرنی ہی ہیں چاہے قرآن پاک کی توہین ہو یا عظمتِ رسولؐ پر حرف آئے قرآن مجید سے اللہ تعالیٰ کا حکم سُنو! وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا پارہ ۲ رکوع ۱۱۔ اور تم نکاح مت کرو۔ شرک کرنے والوں سے یہاں تک کہ ایمان لاویں تو قرآن مجید کی نص ہے کہ مشرکوں کو رشتہ نہ دو یہ حرام ہے۔ مگر رسول اللہ کی چار بیٹیاں جو کہ میاں جی نے ثابت کرنی ہی ہیں اس لئے تمام ملاؤں نے متفق ہو کر کہا کہ حضورؐ پُر نور نے اپنی تین بیٹیاں مشرکوں کے نکاح میں دے رکھی تھیں۔ ملاں فخر سے فرماتے ہیں کہ رقیہ کا عقد عتبہ سے تھا اور اُم کلثوم کا عتیبہ سے یہ دونوں مشرک تھے اور ابو لہب کے بیٹے تھے۔ خلفائے راشدین ص ۱۶۲ اور تیسری لڑکی زینبؓ کا نکاح ابو العاص سے حالت کفر و شرک میں نبیؐ نے کر دیا تھا۔ تاریخ اسلام جلد ۱ ص ۱۶۲ اکبر نجیب آبادی۔ کیوں بھائیو! جن مسلمانوں کا رسولؐ اپنی بیٹیاں مشرکوں کو نکاح میں دے دیا کرے (خدا جانے مشرکین کا خطبہ نکاح کیسا ہوتا ہوگا) تو ان مسلمانوں کو تو یہ بھی سنت پوری کرنی چاہیئے۔ کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھنے والے اس شرف سے کیوں محروم جاتے ہیں اگر کوئی مولوی صاحب مَنْ تَرَكَ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ کو ملحوظِ نظر رکھتے ہوئے اپنے نبیؐ کی یہ سنت پوری کر دے تو کشمیر میں لڑائی کی کیا ضرورت ہے

کہتے ہیں کہ نبیؐ نے اعلان نبوت سے پہلے یہ رشتے کئے تھے پھر اسلام نے منع کر دیئے اگر ایسا ہی ہے تو رسول اللہ کی اور توہین اس سے زیادہ کیا ہوگی کیوں کہ خدا تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں اعلان کیا ہے کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ پارہ ۳ رکوع ۱۶ اور جس وقت لیا عہد اللہ نے عہد پیغمبروں سے البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب سے اور حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس پیغمبر، سچا کرنے والا اُس

چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے۔ البتہ ایمان لایو ساتھ اس کے اور البتہ مدد دینا اُس کو کہا کیا اقرار کیا تم نے؟ اور لیا تم نے اُوپر اس کے بھاری عہد میرا۔ کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔ کہا پس شاہد رہو؟ اور میں ساتھ تمہارے شاہدوں سے ہوں۔ پس جو کوئی پھر جاوے پیچھے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں بدکار (ترجمہ رفیع الدین) کیوں مسلمانو یہ روز میثاق کی بات ہے تو فرماؤ اُس وقت رسولؐ اللہ کیا تھے جبکہ خدا تعالیٰ انبیاء سے عہد لے رہا تھا اس آیت سے تو ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اس روز سے قدرت نے نبی بنا دیئے تھے اگر نبی نہ ہوتے تو نبیوں سے عہد کیسا؟ اور اگر رسولِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت سرتاج انبیاء نہ تھے تو دوسرے انبیاء سے اُن کے افضل و اکمل ہونے اور ان پر ایمان لانے کا اقرار کیسا ہو سکتا ہے؟ کہ کوئی اصحاب نواز ملاں کہہ دے کہ یہ باتیں تو روح کی ہیں تو میری عرض ہے کہ مولانا اگر رُوح کی باتیں ہیں تو معلوم تو ہو گیا کہ رسولؐ اللہ کی روح اس وقت بھی نبیؐ تھی تو جب روز میثاق سے رسولؐ اللہ کی رُوح نبیؐ تھی تو نبیؐ کی روح نے مشرکین کو بیٹیاں دینا کس طرح گوارا کر لیا۔

پاک بیٹیوں کی شادی

اس جگہ میں مولانا علامہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی کتاب جذب القلوب سے ایک دو شہادتیں پیش کئے دیتا ہوں مولانا فرماتے ہیں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جو کلمات آدمؑ صفی اللہ نے دربار خداوندی سے سیکھے تھے اور ان کی توبہ و مغفرت کا ذریعہ ہوئے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ پس سیکھ لیں آدمؑ نے اپنے رب سے چند باتیں پس رجوع کیا اس پر وہ کلمات یہ تھے اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اِغْفِرْلِیْ جذب القلوب ص۲۲۵ میاں سے تو ثابت ہوا کہ حضرت آدمؑ کا وسیلہ محمدؐ و آل محمدؐ ہی نہیں بنے بلکہ جس دن حضرت آدمؑ ان کا خدا کو واسطہ دے رہے تھے اس روز بھی محمدؐ و آل محمدؐ پاک و طاہر افضل و اکمل اور ذریعہ نجات تھے اور سُنیں۔ ایک حدیث عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہے علمائے حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے کہ جب آدمؑ صفی اللہ سے خطا سرزد ہوئی تو توبہ کیلئے کہا یَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرْلِیْ۔ اے میرے ربّ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ مجھ کو بخش دے) مجیب الدعوات کے دربار سے فرمان آیا کہ تم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کس طرح پہچانا۔ حالانکہ میں نے ابھی ان کے جوہر رُوح کو صدف جسمانیت میں نہیں رکھا ہے آدمؑ نے کہا۔ اے

حضرت آدمؑ کی توبہ کا وسیلہ

خدا تو جانتا ہے کہ جس روز مجھ کو اپنے دستِ قدرت سے تونے پیدا کیا اور میرے قالب بشری میں رُوحِ علوی پھونکی تو میں نے سر اٹھایا عرش کے پایوں پہ لکھا دیکھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ اس دن سے میں نے پہچان لیا کہ وہ تیرے ایک بندے ہیں اور تیرے نزدیک کل مخلوقات میں سے محبوب ترین اور تیرے دربار کے مقرب ترین ہیں۔ حکم آیا کہ جب تم نے ان کو میرے دربار میں وسیلہ مغفرت ٹھہرایا ہے تو میں نے تمہارے گناہ معاف کیئے اے آدمؑ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو تم کو بھی نہ پیدا کرتا۔ کتاب جذب القلوب صہ ۲۳۴۔

حیف ہے ان مسلمانوں پر کہ جس کا کلمہ حضرت آدمؑ پیدا ہوتے ہی پڑھ رہے تھے اُس کے متعلق ایمان رکھتے ہیں کہ اُس نے اپنی بیٹیاں مشرکوں کو دے چھوڑی تھیں، میاں جی کا خیال ہے کہ چلو رسولؐ اللہ کی توہین کی کوئی بات نہیں ایک بزرگ تو ذو النورین بنتا ہی ہے تو عرض ہے کہ جب یہ لڑکیاں کنواری ہو کر عتبہ عتیبہ کو شرک سے نہ نکال سکیں اور وہ ایک نور والے نہ بن سکے تو پھر مطلقہ ہو کر کسی کو کیا فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ ہاں اگر یہ خیال ہے کہ احکام شریعت بعد میں جاری ہوئے تھے تو مسلمانو ایک ایسا نبیؐ کا فعل دکھلاؤ جو رسولؐ اللہ نے چالیسؔ برس کیا ہو اور اعلان نبوت پر قدرت نے اپنے حبیبؐ کو منع کر دیا ہو۔ ارے جو رسولؐ اللہ چالیسؔ سال کرتے رہے وہی تو قرآن بنا ہے بس ہمارا رسولؐ وہ ہے جس کے ہر قول و فعل کی قرآن مجید نے آکر تصدیق کی ہے نہ کہ کافروں مشرکوں کو اپنی لڑکیاں دینے والا۔

بات دُور نکل گئی کہ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ و آلِ محمدؐ اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان وسیلہ قرار دیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا نَحْنُ وَسِیْلَةٌ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ اللهِ ہم ہی تمہارے اور خالق کے درمیان وسیلۂ کامل ان کا آدمؑ نے وسیلہ پکڑا تو حوا مل گئی اور ترکِ اولیٰ سے معافی مل گئی، حضرت نوحؑ نے وسیلہ ان کا پکڑا تو کشتی بچ گئی۔ خلیلؑ نے انہیں وسیلہ قرار دیا تو آگ گلزار ہو گئی کلیمؑ نے وسیلہ پکڑا تو جادو گروں پہ غالب آ گئے اور دریا شگافتہ ہو گیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے وسیلہ پکڑا تو چرخِ چہارم پر مسکن بن گیا۔ خود رسولؐ اللہ نے اپنی آل کو وسیلہ قرار دیا تو مباہلہ جیت لیا۔ میں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا وسیلہ پکڑا تو عاقبت سنور گئی۔ واعظ و مقرر بن گیا۔ دولتِ انسانیت سے سرفراز کیا گیا۔ لوگو تم بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ کو خدا کے حضورؐ میں وسیلہ قرار دو۔ ہر مشکل حل ہو جائے گی۔

امیر المومنینؑ کی قبر کا پتہ ملنا

ایک واقعہ سن لو اور مجلس ختم کئے دیتا ہوں۔ منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنین کی جب شہادت ہوئی اور حضرت کو نجف میں دفن کیا گیا تو جناب حسنین علیہم السلام نے اپنے باپ کی قبر کو چھپا دیا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خاص خاص اصحاب کو حضرت علی علیہ السلام کی قبر بتائی گئی تھی۔ روایت میں ہے کہ ایک روز ہارون صحرائے نجف کی طرف شکار کھیلنے گیا۔ جب نزدیک صحرائے نجف پہنچا تو جانورانِ شکاری کو چھوڑا جو ایک ہرن کے پیچھے دوڑے ہرن دوڑ کر جہاں مولا علیؑ کی قبر ہے وہاں جا کر کھڑا ہو گیا۔ کتے نیچے ٹیلے کے دور کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہرن ٹیلے سے نیچے آیا تو کتے پھر اس کی طرف لپکے وہ بھاگ کر پھر ٹیلے پر چڑھ گیا اور کتے دُور کھڑے رہے یعنی کتوں کی مجال نہیں کہ مولا علیؑ کی قبر پر جا سکیں حضور کتے علیؑ کی قبر پر نہیں جایا کرتے جب دو تین مرتبہ یہی واقعہ ہوا تو ہارون نے وہاں کے ایک ضعیف انسان سے جو قبیلہ بنی اسد سے تھا ماجرا دریافت کیا اُس نے بتلایا کہ یہاں پر علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہ السلام کی قبر ہے اس لئے کتے یہاں نہیں آتے اور ہرن نے مولا علیؑ کو وسیلہ پکڑا ہے بس اس کے بعد مولا کی قبر کا ہر خاص و عام کو حال معلوم ہو گیا۔ کتاب شواہد النبوۃ جامی صفحہ ۲۹۷، جلاء العیون جلد ا صفحہ ۲۹۴، تاریخ آئمہ صفحہ ۲۰۸، بس بھئی تو بھائی اس ہرن نے بتلایا کہ اگر دنیا کے کتوں سے بچنا ہے تو علیؑ کو وسیلہ قرار دیا۔ اسی قبر کی مناسبت سے آج مولا علیؑ کے سب سے پہلے زائر کا حال اور موت عرض کرتا ہوں۔ روایت میں ہے کہ جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ باپ کو نجف میں دفن کر کے واپس آ رہے تھے تو راستہ میں ایک آواز کراہنے کی سنی۔ دونوں بھائی اس جھونپڑی میں تشریف لے گئے۔ کیا دیکھا کہ ایک اپاہج اندھا مفلوج پڑا ہے جو رہ رہ کر نالہ و فریاد کر رہا ہے۔ امام حسنؑ نے اس کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا تو اُس نے نیچے کھینچ لیا اور کہا کہ تین دن گزر گئے آپ نے میری خبر تک نہیں لی امام نے فرمایا۔ کہ بھائی ہم تو آج پہلی ہی مرتبہ تیرے پاس آئے ہیں تو اُس نے کہا کہ معاف کرنا غلطی ہو گئی، تمہاری آواز سے ملتی جلتی آواز کا ایک بزرگ ہر روز مجھے آ کر کھانا کھلاتا تھا اور میری تیمارداری کرتا تھا۔ آج تیسرا دن ہے کہ وہ میرا محسن نہیں آیا، خدا خیر کرے وہ کریم بھلانے والا تو نہ تھا۔ بس اتنا سننا تھا کہ حسنؑ اور حسینؑ رو پڑے اور کہا کہ تو نے اُس کا نام دریافت نہ کیا کہا کہ اُس نے تو نام تک بتلایا نہیں تھا۔ وہ کریم ابن کریم تھا۔ امام حسنؑ نے فرمایا بھائی وہ ہمارا باپ تھا۔ جس کو ایک شقی نے

معذور اور اپاہج کی آہ و فریاد

تین دن ہوئے حالت نماز میں زخمی کر دیا اور آج وہ انتقال فرما گئے ہیں۔ اب ہم اُن کو دفن کرکے آرہے ہیں۔ عزادارو! اُس مفلوج نے جو سُنا کہ میرا محسن شہید ہوگیا۔ ڈھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیا اور کہا شہزادو۔ خدا کے لئے مجھے اُس کی قبر تک پہنچا دو۔ لکھا ہے کہ شہزادوں نے اُس بیمار کو اُٹھایا اور باپ کی قبر پر لاکر ڈال دیا۔ بس آتے ہی نابینا نے چیخ چیخ کر رونا شروع کر دیا۔ اور کہا مولا کس ظالم نے آپ کو شہید کیا مولا آپ چلے گئے اور مجھ غریب کا پُرسان حال اب کون ہوگا؟ یہ کہتے کہتے اُس اپاہج نے دم توڑ دیا۔ حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے اُس درویش کو غسل کفن دیا اور وہیں اپنے باپ کے قریب دفن کر دیا۔ محافل و مجالس صفحہ ۔ عزادارو! اس درویش نے محبت امیرؑ میں بلند مقام حاصل کرکے دکھلایا۔ اور ثابت کر دیا کہ میں پہلا انسان ہوں جس نے مولا علیؑ کی قبر کو وسیلہ قرار دیا ہے۔ بس محمدؐ و آلِ محمدؐ کا وسیلہ پکڑو تاکہ تمہاری نجات ہو جائے۔ شعر

تمنا ہے محبت میں علیؑ کی دم نکل جائے
یہی میرا وسیلہ ہے، یہی ہے پاسبان میرا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّلْ فَرَجَھُمْ

انیسویں مجلس

سرکار محمدؐ وآلِ محمدؐ کی مشیت، حسنینؑ شریفین کے لباس کا جنت سے آنا، میثمؒ تمار کی کھجوریں کڑوی ہوگئیں، اللہ تعالیٰ، رسولؐ اللہ، بیت اللہ ہادی ہیں، قانون ہمیشہ صدر مقام سے جاری ہوتا ہے۔ بی بی ہاجرہ کی چادر، سیاہ لباس کا جواز، حجرِ اسود کا بوسہ، آبِ زمزم کی سبیل، صفا مروہ کا جلوس، عرفات میں سینکڑوں عَلَم، جمع بین الصلوٰتیں، تینوں جمروں کو پتھر مارنا، خون بہانا، ذوالجناح کا جواز،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ پارہ ۳ رکوع سچا دین تو خُدا کے نزدیک بس یہی اسلام ہے۔

حضرات میں آج کی تقریر کچھ اس انداز میں کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے دامن میں حقائق مذہب شیعہ خیر البریہ کے انوکھے پھول لے کر جائیں اور اپنے گھر میں اپنے بچوں کو بھی آسانی سے سمجھا سکیں بلکہ میرا تو جی چاہتا ہے کہ میں آج سب کو ایک واعظ و مولوی اور عالم بنا دوں مگر شرط یہ ہے کہ میرا آج اس طرح ساتھ دیں کہ جیسا ساتھ دینے کا حق ہے بس میرے ساتھ کچھ ہوں ہاں کرتے رہیئے اور واعظ و مناظر بنتے جائیے ہاں اگر آپ نے میرے بیان کو بے توجہی اور خاموشی سے سماعت فرمایا تو میں تقریر نہیں کر سکوں گا اور مجھے تقریر کرنی بھی نہیں چاہیئے ایک مثال ہی سُن لو۔ اگر کوئی بچہ رات کو سوتے وقت اپنے فاضل باپ کو دنیا کی کوئی کہانی سُنائے تو اُس بچے کا پہلا مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ اُس کا باپ کچھ ہوں ہاں کرتا رہے یہ حقیقت ہے کہ جب تک بچے کا باپ ہوں ہاں کرتا رہے گا بچہ اُسے کہانی سناتا رہے گا۔ اور جب بچے کے کان میں ہوں ہاں کی آواز نہ آئے گی وہ بھی کہے گا اگر آپ خاموش ہیں تو میں کیوں خواہ مخواہ اپنا مغز کھپاتا رہوں، لو میں بھی سو رہا ہوں تو جب بیٹا اپنے

اہل مجلس کی توجہ لازمی ہے

باپ کو فرش والوں کی بناوٹی کہانی بغیر ہوں ہاں کے نہیں سُناتا تو میری مت ماری گئی ہے کہ میں آپ کو عرش والوں کی حقیقی کہانی بغیر ہوں، ہاں کے سُناتا جاؤں بس مہربانی کر کے میرے ساتھ کچھ ہوں ہاں کرتے رہنا اور حقائق مذہب آلِ محمدؐ کے انوکھے اور دلفریب پھول سنبھالتے رہنا

سنیئے قدرت کا ارشاد ہے کہ اے میری مخلوق میرے نزدیک اگر کوئی پسندیدہ دین ہے تو بس وہ اسلام ہی ہے آج کی تقریر میں صرف فضائل ہی بیان کرنا مقصود نہیں ہیں بلکہ ایک مسئلہ عرض کرنا ہے لوگو! محمدؐ و آلِ محمدؐ کے فضائل کے لئے تو صرف یہی فرمانِ خداوندی کافی ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ۔ پارہ ۲۹ رکوع اے محمدؐ و آلِ محمدؐ تم کچھ نہیں چاہتے بس وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے تو جن کی چاہت ہی اللہ تعالیٰ کی منشا کے خلاف نہ ہو، ان کے فضائل و کمالات کا احصا کیسے ہو سکتا ہے یہ قابلِ غور فقرہ ہے کہ تم کچھ نہیں چاہتے، چاہنا اور بات ہے اور کرنا اور بات ہے۔ بھائیو جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف کوئی کام نہ کرے وہ معصوم نہیں ہوتا۔ بلکہ معصوم وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے خلاف کچھ نہ چاہے۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ وہی چاہتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے اسی چاہت کو اُلٹ کر کہتا ہوں کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ جو کہہ دیں جب کہہ دیں اور جہاں کہہ دیں وہی تو اللہ کی چاہت ہو گی۔ یہ ماں کی گود میں کہیں تو اللہ کی تقدیر یہ ممبر پہ کہیں تو اللہ کی تقدیر اور اگر یہ نوکِ نیزہ پر کہیں تو اللہ کی تقدیر کیونکہ خالق خود تصدیق کرتا ہے۔ کہ ان کی چاہت میری چاہت ہے میں مانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کا پابند نہیں وہ قادرِ مطلق ہے بلکہ محمدؐ و آلِ محمدؐ خدا تعالیٰ کے پابند ہیں مگر اللہ کو یہ پیارے اتنے ہیں کہ ان کی زبان کے نکلے ہوئے فقرے وہ اپنے کریمانہ انداز و فضل سے قبول کر کے انہیں تقدیرِ الٰہی کا درجہ دیتا ہے۔ بس ان کی زبان سے جو نکلے جب نکلے جہاں نکلے خدا کی تقدیر و منشا ہو گی۔

حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ کسی عید پر حضرت امام حسنؑ اور امام حسین علیہما السلام کے پاس لباس نہ تھے پس حسنینؑ نے اپنی مادرِ گرامی سے کہا کہ اے مادرِ گرامی کل عید ہے اور تمام مدینے کے بچے عید کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے لباس عید کے لئے تیار نہیں کرائے گئے۔ جنابِ سیدہ نے فرمایا کہ شہزادو گھبراؤ نہیں تمہارے لباس درزی کے پاس ہیں کل لے آئیگا تو تمہیں میں اپنے دستِ عصمت سے مزین کروں گی۔ اِدھر بتولؑ نے بچوں سے

فرمایا کہ تمہارے لباس درزی کے پاس ہیں کل آجائیں گے اُدھر قدرت کی آواز آئی، جبرئیل سنتے کیا ہو۔ لباس لے کر بتولؑ کے دروازے پر جاؤ اور دق الباب کرنا جب آلِ محمدؐ کی کنیز دریافت کرے کہ دروازے پر کون ہے تو وہاں نہ کہنا کہ میں فرشتہ ہوں یہ نہ کہنا کہ رسولؑ ہوں، یہ نہ کہنا کہ حسنینؑ کا باورچی ہوں، بلکہ دریافت کرنے پر عرض کرنا اَنَا خَیَّاطُ الْحَسَنَیْن۔ کہ میں حسنینؑ کا درزی ہوں کیونکہ بتولؑ نے فرمایا ہے کہ درزی کے پاس کپڑے ہیں لہٰذا درزی ہی بن کر جاؤ۔ جلاء العیون جلد ا صفحہ ٢١٥۔ فرماؤ مسلمانو! کیا بتولؑ نے دُعا مانگی تھی کیا حضرت امیر المومنینؑ نے بچوں کے لئے جنّت کے لباس کی خالق سے درخواست کی تھی۔ کیا رسولؐ اللہ نے حضرت جبرئیل سے فرمایا تھا ہرگز نہیں بلکہ اِدھر بتولؑ کے منہ سے فقرہ نکلا اُدھر جبرئیل کو لباس پہنچانے کی فکر ہوئی یہ روایت یہاں تک ہی نہیں بلکہ بحار الانوار میں ہے کہ شہزادوں نے نانا سے عرض کی نانا جان یہ لباس تو سفید ہیں ہمیں رنگدار لباس چاہیئے اس پر جبرئیل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ۔ آپ شہزادوں سے دریافت فرمادیں کہ کونسا رنگ مرغوب طبع ہے وہی ہو جائیگا حضرت امام حسنؑ نے فرمایا میرے لباس کا رنگ سبز ہو۔ اور حضرت امام حسینؑ نے فرمایا میرے لباس کا رنگ سُرخ ہو، تو رسولؐ اللہ نے طشت میں امام حسنؑ کا لباس رکھا اوپر سے جبرئیل نے پانی ڈالا نبی اکرمؐ نے لباس کو مَلا تو سبز ہو گیا اور اسی طرح جبرائیل نے پانی ڈالا رسولؐ اللہ نے لباس کو مَلا تو امام حسینؑ کی منشا کے مطابق ان کا لباس سُرخ ہو گیا۔ بحار الانوار جلد ١٠ حصہ ا صفحہ ٤، ضیاء العینین جلد ا صفحہ ١٤٢۔ روضۃ الشہداء بس ان کی زبان سے جو نکلے جب نکلے اور جہاں نکلے خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے۔

حسنین شریفین کا لباس جنت سے

منقول ہے کہ ایک شخص رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام عرض کرنے کے بعد درخواست گزاری کہ یا رسولؐ اللہ میں ایک اہم ضرورت رکھتا ہوں۔ براہِ کرم کچھ درہم و دینار سے مدد فرمادیں تاکہ اپنی حاجت پوری کرسکوں آنحضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ خدا تعالیٰ تیری مدد کرے گا۔ وہ شخص بیٹھ گیا تو تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آدمی آیا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! اس تھیلی میں چار سو درہم ہیں میں اس کو آپ کے حوالے کرتا ہوں آپ جہاں چاہیں اسے خرچ فرمادیں۔ آنحضرتؐ کے پاس سائل تو پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے سائل سے فرمایا لو یہ تھیلی اٹھالو اس میں چار ہزار دینار ہے جو آدمی تھیلی لایا تھا اس نے عرض کی۔

چار ہزار دینار بن گئے

یارسولؐ اللہ! اس میں دینار تو ایک بھی نہیں ہے بلکہ صرف اس میں چار سو درہم ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے کھول کر دیکھو جب تھیلی کو کھول کر دیکھا گیا تو واقعی اس میں چار ہزار دینار تھے اور درہم ایک بھی اس تھیلی سے نہ نکلا۔ تھیلی لانے والا حیران رہ گیا کہ میں تو اس میں چار سو درہم ڈال کر لایا تھا اور یہ کیا ہو گیا؟ حضورؐ پر نور نے فرمایا بھائی واقعی تو اس میں چار سو درہم ہی ڈال کر لایا ہے مگر جب میری زبان سے چار ہزار دینار نکلے تو میرے اللہ نے چار ہزار دینار بنا دیئے۔ اللہ اکبر۔ مجمع الفضائل جلد ا صفحہ ۲۱۴ تو میں یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ چار ہزار دینار کے اسّی ہزار درہم ہوا کرتے ہیں۔ کہاں چار سو درہم اور کہاں اسّی ہزار درہم ثابت ہوا کہ اُن کی خاطر اللہ تعالیٰ تقدیر کو بدل دیتا ہے۔ صلوٰۃ

اور سنیئے روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرؑ المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہ السلام میثمؓ تمار کی دکان پر تشریف لائے۔ میثمؓ نے تعظیم سے سلام عرض کیا اور حضورؑ سے تشریف لانے کا سبب دریافت فرمایا آپ نے کہا میثمؓ گھر بیٹھے ہوئے ذرا اُکتا گیا تھا تو میں نے سوچا کہ چلو میثمؓ سے جا کر ملیں اور مذہبی گفتگو کر کے چند مسائل اُسے سمجھا آئیں میثمؓ نے مولا علیؑ کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے مجھ غریب پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ مولا نے کہا سنو میثمؓ ہم کسی کی دولت و مال کو نہیں دیکھتے۔ بلکہ ہماری نگاہ انسانی قلوب پر ہوا کرتی ہے۔ میثمؓ اپنوں کو تلاش کر کے ملنا، تو ہمارا شیوہ ہے۔ اس کے بعد میثمؓ نے عرض کی مولا مجھے ایک ضروری کام ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں وہ کام کر آؤں مولا نے فرمایا جاؤ اور ضرور جاؤ مولا سے اجازت ملتے ہی میثم اپنے کام کو چلے گئے اور دکان پر مولا علیؑ بیٹھ گئے۔ اتفاق سے ایک آدمی جس کے پاس ایک درہم کھوٹا تھا۔ وہ آیا اور عرض کی مولا میثمؓ کہاں ہے فرمایا کسی کام کو گئے ہوئے ہیں بتاؤ تمہیں اُس سے کیا کام ہے۔ اُس نے عرض کی کہ مجھے ایک روپے کی کھجوریں خریدنا درکار تھیں۔ فرمایا اس وقت میں دکاندار ہوں: درہم رکھ دے اور کھجوریں اس بھاؤ پر اپنی تول کے لے جا۔ اُس آدمی نے حکم پاتے ہی کھوٹا درہم جلدی سے رکھ دیا اور ٹیڑھی سیدھی کھجوریں تول کر دامن میں ڈالیں اور چل دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میثمؓ بھی آ گیا مولا کو سلام کر کے عرض کی مولا کیا کوئی خریدار تو نہیں آیا فرمایا میثمؓ ایک گاہک آیا تھا اور ایک درہم کی کھجوریں لے گیا ہے تم وہ درہم سنبھال لو

میثمؓ نے درہم دیکھا تو عرض کی مولا اگر اس طرح کے دو چار گاہک اور آجائیں تو میرا تو صفایا ہی ہو جائے گا۔ مولا نے فرمایا میثمؓ کیا بات ہے عرض کی مولا درہم کھوٹا ہے۔ فرمایا میثمؓ روپیہ کھوٹا ہے تو کھجوریں کڑوی ہیں۔ مسلمانو! کھجوریں کڑوی تھی نہیں بلکہ کڑوی ہوگئیں۔ اُدھر کی سنیئے کہ جب وہ کھجوریں لے کر گھر پہنچا تو عورت سے کہا کہ تمہارا کتنا کمزور اعتقاد ہے کہ تمام شیعہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم وفضل سے ہمارا مولا حضرت علیؑ غائب سے بھی آگاہ ہو جاتا ہے عورت نے کہا کہ بالکل یہی ہمارا اعتقاد و ایمان ہے مرد نے کہا وہ کھوٹا درہم جو رات کو دکاندار نے نہ لیا کہ کھوٹا ہے آج اُسے دن میں علیؑ کو دے کر یہ کھجوریں لایا ہوں۔ ارے تیرے پیر کو تو کھوٹے درہم کا بھی پتہ نہ چلا۔ اس صادق الیقین عورت نے کہا کہ اگر واقعی ایسا ہے تو کھجوریں کھا کے دیکھ اب اُس نے جو کھجور مُنہ میں ڈالی تو کھجور نے اپنے زہریلے اثر سے اُس کا گلہ پکڑ لیا اُس نے کھجور پھینکی اور چلّا کر کہا کہ کھجوریں کڑوی ہیں ان کے کھانے سے تو موت کا اندیشہ ہے۔ عورت نے کہا یہ کھجوریں کھا اور بچّوں کو کھلا اور کفن لے کر قبرستان کی تیاری کرو۔ مرد نے حیرت سے کہا کہ واقعی علیؑ نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے کڑوی کھجوریں مجھے دے دیں چلو کوئی بات نہیں میں کھجوریں واپس کر کے اپنا درہم لے آتا ہوں۔ اُسے کسی اور جگہ چلا لیں گے۔ کھجوریں اُسی طرح گود میں اور واپس میثمؓ کی دکان پر مولا علیؑ نے جو اُسے دُور سے دیکھا تو میثمؓ سے مُسکرا کے فرمایا دیکھو میثمؓ وہ ملزم بغیر ہتھکڑی کے آرہا ہے۔ اُس نے آتے ہی میثمؓ سے کہا کہ میثمؓ تیری کھجوریں کڑوی ہیں میثمؓ نے کہا میاں جی گرم کیوں ہو رہے ہو اگر میری کھجوریں کڑوی ہیں تو آپ کا روپیہ کونسا چمک رہا ہے۔ تیرا درہم بھی تو کھوٹا ہے اس کے بعد میثمؓ نے کھجوریں واپس لے لیں اور اُس کا درہم اُس کے حوالے کر دیا تو مولا علیؑ نے فرمایا میثمؓ گھبرا نہیں کھجوریں میٹھی ہیں۔ لوگو کھجوریں نہ پہلے کڑوی تھیں نہ اب میٹھی۔ علیؑ نے کہا تو کڑوی ہوگئیں اور حیدرِ کرار نے فرمایا تو میٹھی ہوگئیں۔ اللہ اکبر۔ مجمع الفضائل جلد ۲ صہ ۱۹۲۔ اسی طرح کا ایک واقعہ عرض کر کے آگے بڑھتا ہوں ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خداؐ اور حضرت ابو طالبؑ مقام ذی المجاز میں تھے کہ ابو طالبؑ نے جناب رسولِ خداؐ سے کہا کہ اے میرے بھتیجے مجھے پیاس لگی ہے اور یہاں پانی بھی نظر نہیں آتا۔ چونکہ حضرت ابو طالبؑ محسنِ اسلام تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا چچا آپ کے

لئے پانی موجود ہے یہ فرمایا اور سواری سے اُتر کر زمین پر پائے اقدس مارا کہ چشمہ پھوٹ پڑا۔ اور حضرت نے فرمایا لو چچا جان پانی پی لو۔ تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۹ تو بس محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ہر حرکت معجزہ اور ان کا ہر فعل منشاء الٰہی کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ صلوٰۃ۔

آج مجھے دین کے بارے میں ہی عرض کرنا ہے۔ مسلمانو! جو دین اللہ کو پسند ہے۔ وہ دین کون بنائے گا۔ سنو! مقنن دین خدا ہے دین وہ ہوگا جس کو خدا بنائے شیعہ صرف اور صرف وہی دین مانتے ہیں جس کو خدا نے بنایا ہو۔ باقی ساری بے دینی ہوگی۔ دین بنانا کام اللہ کا، دین پہنچانا کام نبیؐ کا، اور دین پر مصیبت آئے تو دین بچانا کام ہے امام کا، تو قابل غور امر یہ ہے کہ جس دین کو اللہ نے بنایا ہے اور محمدؐ مصطفی نے پہنچایا ہے اور امام نے اپنا گھر لٹا لٹا کے بچایا ہے وہ دین کہاں سے ملے گا۔ مسلمانو! قرآن مجید نے صرف تین ہستیوں کا ذکر کیا ہے کہ جو عالمین کے ہادی ہیں ایک اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ حمد ہے اُس کی جو عالمین کا پروردگار ہے۔ دوسرا وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ پارہ ۱۷ رکوع ۷۔ میرے حبیبؐ نہیں بھیجا تم کو مگر رحمت واسطے عالمین کے، اور تیسرا ابھی سنو! اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ پارہ ۴ رکوع ۱۔ تحقیق پہلا گھر جو مقرر کیا گیا واسطے لوگوں کے وہ ہے جو بیچ مکہ کے ہے برکت والا اور ہدایت واسطے عالموں کے ہے۔ تو یہ تین ہستیاں ہیں جو عالمین کے لئے ہادی نظر آتی ہیں۔ ایک خدا تعالیٰ دوسرے محمدؐ مصطفی اور تیسرے ہیں بیت اللہ جو مکہ معظمہ میں ہے یہ بات کسی طرح بھی درست نہیں کہ کہا جائے کہ یہ آیت مولا علیؑ کی شان میں ہے۔ نہیں بلکہ مولا علیؑ کے زچہ خانہ بیت اللہ کی یہ عظمت و شان ہے کہ وہ عالمین کا ہادی ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ خانہ ایسا تو صاحب خانہ کیا ہوگا تو معلوم ہوا کہ کائنات میں یہ تین ہستیاں عالمین کو ہدایت کر سکتی ہیں اور بس مگر اس میں مشکل یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے انسان کیا براہِ راست بلکہ دریافت کر سکتا ہے کہ پالنے والے تو بتا جس دین سے تو راضی ہے اور جو دین تیری ذات کو پسند ہے وہ کونسا دین ہے اسلام کے تو تہتر فرقے ہی اپنے آپ کو جنتی اور مومن کہلاتے ہیں۔ لوگو ہرگز ہرگز خدا کی ذات سے براہِ راست ہم مل کر دریافت نہیں کر سکتے اگر وہ ذات ہماری محفل میں شکل و صورت سے آجائے تو وہ خدا نہیں ہو سکتا وہ تو کوئی حلوہ خور مُلاں ہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ، رسول اللہ، بیت اللہ ہادی ہیں

اللہ تعالیٰ کی ذات تو آنکھوں سے نہیں دیکھی جاسکتی تو بس اللہ تعالےٰ براہِ راست کسی جسم کے ساتھ محفلِ انسانی میں آ نہیں سکتا اور ہم براہِ راست خدا کی ذات سے دریافت کر نہیں سکتے کہ پالنے والے تو بتا تہتر فرقوں سے تیری ذات کو کس کا دین پسند ہے۔ میرے اللہ تہتر فرقے ہی کہتے ہیں کہ بس ہمارا ہی دین خدا تعالےٰ کو پسند ہے۔ معلوم ہوا کہ باری تعالےٰ سے تو کسی وسیلہ کے ذریعہ دریافت کیا جائے گا۔

دوسری ہے نبی اکرم صلعم کی ذات کہ اُن کے دربار میں حاضر ہو کر عرض کرکے دریافت کرلیں۔ کہ یارسول اللہ آپ کی اُمت کے تہتر فرقے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ ان تہتر میں سے صرف ایک ہی جنتی ہے اور باقی تمام جہنمی ہیں آپ ارشاد فرمادیں کہ ان میں سے ایک فرقہ کون ہے۔ جس کا دین اللہ کو پسند ہے تو اب یہ بھی دریافت کرنا ناممکن ہے کیونکہ چودہ سو سال گزر گئے کہ وہ ہماری محفل سے جدا ہو گئے انہوں نے ہماری محفل میں رہنا پسند ہی نہیں کیا کہ چہرہ انور پر نور کی چادر ڈال کر ہم سے علیحدہ ہو گئے اب ہم اُس تک جا نہیں سکتے اور وہ ہماری محفل میں آنا گوارا نہیں کرتا تو دریافت کس طرح کریں کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ دین کونسا ہے؟ تو نبی اکرم صلعم سے بھی دریافت کرنا ناممکن ہے اب رہ گیا صرف بیت اللہ۔ جو مکہ ہے کہ جس کی نشاندہی قدرت نے کردی کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ پارہ ۴ رکوع ۱۔ یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے اور عالمین کو ہدایت کرتا ہے

تو تیسرا عالمین کا ہادی دنیا میں موجود ہے اُس سے ملاقات ہو سکتی ہے تو چلو اس سے ہی کیوں نہ دریافت کرلیں کہ اے عالمین کو ہدایت کرنے والے تو بتا تہتر فرقوں میں سے کس فرقے کا دین اسلام اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اگر یہ نہیں بتلائے گا تو اس کا دعوےٰ کہ میں عالمین کا ہادی ہوں کیا ہوا اور اگر بتلاتا ہے تو فرماؤ حاجیو! تم جو لاکھوں کی تعداد میں ہر سال بیت اللہ جاتے ہو کبھی اُس نے تمہیں ہدایت کی کہ اے بریلویو! خبردار آئندہ گیارھویں شریف نہ دینا، قبروں پہ سجدے نہ کرنا کبھی اُس نے کہا کہ اے شیعو! خبردار آئندہ تعزیہ داری نہ کرنا، اے دیوبندیو! خبردار آئندہ رسول اللہ کو اپنے جیسا بشر نہ کہنا۔ اے اہلحدیثو! خبردار آئندہ تراویحیاں جماعت سے نہ پڑھنا، ہرگز ہرگز اس نے کبھی اس طرح کی ہدایت نہیں کی ہم تو دیکھتے ہیں کہ جیسے بے ہدایتے گئے ویسے

رسول اللہ

بیت اللہ

ہی بے ہدایتے پلٹ آئے بلکہ پہلے سے بھی قدرے رنگ نرالا ہی چڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے ایک حاجی صاحب کی مثال سنائے دیتا ہوں۔ ہمارے شہر میں ایک نابینا بازار میں کھڑا بھیک مانگ رہا تھا کہ ایک حاجی صاحب گزرے اس نے نابینے کے ہاتھ پر پیسے دیکھے تو اپنی جیب سے ٹیڈی پیسہ نکال کر حافظ صاحب کے ہاتھ پر رکھ کر پندرہ پیسے اٹھا لیئے اور کہا کہ حافظ جی میں چونی رکھ کر پندرہ پیسے لے رہا ہوں۔ جب وہ چلا تو حافظ صاحب نے ٹٹولا تو چونی کی بجائے ٹیڈی پیسہ کیونکہ چونی کے کنگرے ہوتے ہیں اور وزن بھی زیادہ حافظ نے آواز دی حاجی صاحب ذرا بات سننا حاجی صاحب نے فرمایا کہ حافظ جی تمہیں نظر تو آتا نہیں پھر تمہیں کس نے بتا دیا کہ میں حاجی ہوں کہا حضور جو کام آپ کرکے جارہے ہیں بغیر حاجیوں کے کیا کوئی اور بھی کر سکتا ہے یہ تو صرف حاجی صاحب کی ہی ہاتھ کی صفائی ہو سکتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہر حج کرنے والا اپنی پہلی حالت پر نہیں رہ سکتا۔ اگر وہ انسان نیک ہوا۔ تو حجر اسود کو ہاتھ لگانے پر پہلے سے زیادہ نیک ہو گیا اور اگر وہ بُرا ہوا تو حجر اسود کو بوسہ دینے سے پہلے سے زیادہ شقی ہو گیا۔ یہ قدرت نے حجر اسود میں مقناطیسی قوت بخشی ہے کہ ہر حج کرنے والے میں انقلاب آ ہی جاتا ہے۔

ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ اس تیسرے عالمین کے ہادی سے دریافت کرو کہ بتا اللہ تعالےٰ کو کس فرقے کا دین پسند ہے۔ اب ایک عقلی دلیل بھی عرض کیئے دیتا ہوں تاکہ بیان واضح اور صاف ہو جائے لوگو یہ عقلی دلیل ہے کہ ملک کا قانون ہمیشہ ملک کے صدر مقام سے جاری ہوتا ہے ہمارے ملک کا قانون ہمارے ملک کے صدر مقام اسلام آباد راولپنڈی سے جاری ہوگا، بھارت کا قانون دہلی سے جاری ہوگا کیونکہ ان کے ملک کا وہ صدر مقام ہے۔ ایران کا صدر مقام ہے طہران تو ان کا قانون طہران سے جاری ہوگا۔ اسی طرح عراق کا قانون بغداد سے جاری ہوگا کیونکہ عراق کا صدر مقام بغداد ہے۔ تو عالم اسلام کا صدر مقام ہے بیت اللہ! تو ماننا پڑے گا کہ اسلام کا قانون اسلام کے صدر مقام بیت اللہ سے ہی جاری ہوگا۔ اسی لئے تو خالق کائنات ہر سال اپنے بندوں کو صدر مقام پر بُلاتا ہے کہ یہاں پر اگر قانون اسلام دیکھ جائیں اور اپنے اپنے ملک میں جا کر مسلمانوں کو بتلائیں کہ یہ ہے خُدا کا پسندیدہ دین اسلام۔ پس ثابت ہوا کہ جو قانون اسلام صدر مقام میں جاری ہوگا وہ ہے پسندیدہ دین اسلام خدا کا بنایا ہُوا، اور باقی سب ہے ملّاں کا بنایا ہُوا،

آؤ مسلمانو! حج کو چلیں اور وہاں جا کر دیکھ آئیں کہ وہاں کیا کچھ قانون اسلام ہے۔ لو ہم کراچی سے جہاز پر سوار ہو گئے اور اکیس ۲۱ سو میل کا سفر کر کے جدہ پہنچے اور جب میقات آیا لاری رُکی آواز آئی احرام باندھ لو، باقی جسم بے شک چھپا رہے مگر سر ننگے ہو جاؤ کیونکہ عظمت والے مقام پر جا رہے ہو سر ننگے عجز و نیاز سے جاؤ۔

مولوی کہتے ہیں کہ سر ننگے نماز پڑھنا، سر ننگے شیعہ امام حسینؑ کی مجالس میں بیٹھتے ہیں۔ جو قطعاً جائز نہیں لوگو اگر سر ننگے نماز پڑھنا اور مجلس سید الشہداء میں بیٹھنا فعل حرام ہے تو فرماؤ خدا کے گھر بیت اللہ میں حالت احرام میں جو حاجی صاحبان جاتے اور نمازیں پڑھتے ہیں وہ کیا ہوئیں؟ ارے ہم نے سر ننگے مجالس میں بیٹھنا جائز سمجھا تو بیت اللہ سے جو تیرا میرا صدر مقام ہے اور قانون ہمیشہ صدر مقام سے جاری ہوتا ہے۔ سُنّی بھائی تو احرام باندھنے کے بعد لاری پر سفر کر سکتے ہیں مگر شیعہ لاریوں میں سفر نہیں کرتے بلکہ ٹرکوں یا ننگی ویگنوں میں سفر کرتے ہیں کیونکہ خالق کا جو فرمان کہ میرے گھر میں سر ننگے ہو کر آؤ۔ جدہ سے تقریباً پچاس میل مکہ معظمہ ہے اور اس شہر کے وسط میں بیت اللہ ایک مکان ہے جس پر سیاہ غلاف چڑھا رہتا ہے۔ مسلمانوں نے کبھی خیال فرمایا کہ کعبہ پر سیاہ غلاف ہر سال کیوں چڑھایا جاتا ہے، ہمارے ملک میں معمولی پیروں کے روضے لاکھوں روپے خرچ کر کے بنائے جاتے ہیں مگر اسلام کا صدر مقام بالکل سادہ اور سیاہ غلاف میں ملبوس نظر آتا ہے اگر مسلمانوں کو غلاف ہی چڑھانا مقصود ہے تو کسی سال سبز غلاف ہوتا کسی سال زرد، کسی سال سُرخ، کسی سال سفید، کسی سال سنہری ہر سال سیاہ غلاف کے کیا معنی اور اگر خوبصورتی درکار ہے تو مکان ہی سونے کا بنا دیتے۔ ہجری ۱۳۹۵ھ دسمبر ۱۹۷۵ء، اخبار نوائے وقت، ۲۰ نومبر میں دیا گیا تھا کہ اس سال ۲۰ لاکھ آدمی حج کریں گے، تو اگر صرف حاجی ہی ایک ایک ماشہ سونے کا دے دیں پھر حضرت خلیلؑ سے لیکر آج تک کے تمام حاجی شمار کرو تو ایک مکان کیا سونے کے چاہے چھ مکان بنا لئے جائیں۔ پھر کمال یہ ہے کہ بیت اللہ تو بالکل سادہ مکان ہے اور کعبہ کے ارد گرد کی عمارت پر سستے زمانہ میں اکیس ۲۱ ارب روپیہ خرچ کرا گیا ہے تو ثابت ہوا کہ بیت اللہ کے لئے خوبصورتی درکار نہیں ہے اور نہ ہی کعبہ کو گرمی یا سردی لگتی ہے کہ غلاف چڑھا کر اُسے گرمی یا سردی سے بچایا جاتا ہے پھر غور تو کرو کہ سیاہ

سر ننگے رہنا

خانہ کعبہ کا سیاہ غلاف

غلاف ہر سال کیسا اور کیونکر ہمیں فلاں کہتا ہے کہ سیاہ لباس پہننا حرام ہے۔ جہنمیوں کا لباس ہے مگر کعبہ ہزاروں سال سے سیاہ غلاف میں چھپا ہوا ہے فرماؤ اگر سیاہ لباس دوزخیوں کا لباس ہے تو بیت اللہ کہاں جائے گا۔ چلو جدھر کعبہ گیا اُدھر ہم بھی چلے جائیں گے۔

مسلمانو بیت اللہ پر سیاہ غلاف کے چڑھانے کی وجہ سنیئے! روایت میں ہے کہ حضرت خلیل اللہؑ بیت اللہ کی تعمیر کر کے شام تشریف لے گئے اور تمام مسلمانوں سے فرمایا کہ تم مکہ جا کر بیت اللہ کا طواف کیا کرو۔ حضرت خلیلؑ کی امت کے لوگ دُور دراز کا سفر کر کے آتے اور مکہ میں چونکہ آب زمزم کی وجہ سے قبیلہ بنی جرہم بھی آباد ہو گیا تھا اس لئے مکہ میں کافی مکان بن چکے تھے۔ لوگ جب مکہ پہنچتے تو دریافت کرتے کہ بیت اللہ کونسا مکان ہے تاکہ ہم طواف کریں۔ لوگ بیت اللہ بتا دیتے اور وہ کعبہ کا طواف کرتے۔ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک قافلہ کہیں دُور سے کعبہ کے طواف کی غرض سے مکہ آیا۔ اور ایک آدمی سے دریافت کیا کہ بیت اللہ کونسا مکان ہے تاکہ ہم اس کا طواف کریں تو اُس آدمی نے بیت اللہ کی بجائے کسی اور مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بیت اللہ ہے آنے والوں نے اُسی مکان کو کعبہ سمجھ کر اس کا طواف کیا۔ اور چلے گئے۔ شام کو حضرت اسماعیلؑ گھر تشریف لائے تو کسی نے واقعہ بیان کیا کہ آج کعبہ کی بجائے فلاں مکان کا لوگ طواف کر کے چلے گئے ہیں حضرت اسماعیلؑ کو صدمہ ہوا کہ اس طرح تو بیت اللہ کی عظمت پر حرف آئے گا۔ یہ واقعہ حضرت نے اپنی والدہ حضرت ہاجرہ سے ذکر کیا۔ اس وقت حضرت ہاجرہ کے سر پر سیاہ چادر تھی۔ جناب ہاجرہ نے اپنا دوپٹہ اتار کر اسماعیلؑ کے حوالے کر کے کہا کہ لو بیٹا اس سیاہ چادر کو کعبہ پر ڈال دو اور شہر میں اعلان کر دو کہ خبردار کوئی انسان اپنے مکان پر سیاہ چادر نہ ڈالے اور آج سے اعلان کر دو کہ ہر آنے والا حاجی مکہ میں اس مکان کو کعبہ سمجھے جس مکان پر سیاہ چادر چڑھی ہوئی ہو۔ اِدھر ہاجرہ نے عظمت کعبہ کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی سیاہ چادر بطور غلاف کے کعبہ پر چڑھائی اُدھر قدرت کی طرف سے اعلان ہوا ہاجرہ احسان کا بدلہ احسان ہے تو نے کعبہ کی عزت کو محفوظ کیا ہم قیامت تک تیری سیاہ چادر کو کعبہ کا غلاف قرار دیں گے۔ تفسیر انوار النجف جلد ۴ صفحہ ۱۔ مسلمانو یہ حضرت ہاجرہ کے سیاہ دوپٹہ کی یاد میں سیاہ چادر کی شبیہ بنا کر ہر سال کعبہ پر چڑھائی جاتی ہے۔ اب فرماؤ سیاہ لباس حرام ہے ہم

بی بی ہاجرہ کی سیاہ چادر بنی کعبہ کا غلاف

سیاہ لباس کا جواز

تو صرف دس دن غم شبیر میں جائز سمجھتے ہیں، بیت اللہ پہ لگاؤ کفر کا فتویٰ اور سنو مولوی صاحب نے فرمایا خبردار سیاہ لباس نہ پہننا کیونکہ سیاہ لباس پہننا حرام ہے عرض کی کہ کون کہتا ہے فرمایا کالی کملی والا۔ سبحان اللہ، نبی کے لئے نہ گرمی دیکھی نہ سردی ہر وقت کالی کمبلی اور ہمارے کالے کپڑے حرام ہو گئے۔ مسلمانو اگر کالے کپڑے حرام تو محمدؐ کی کالی کمبلی کہاں، کعبہ کا غلاف ہر سال والا کہاں، وکلا کا گون کہاں، تمہاری عورتوں کے برقعے کہاں، قرآن مجید کے حروف کہاں، میاں جی کی ڈاڑھی کہاں؛ ارے ہم نے سیاہ رنگ کے لباس کو جائز سمجھا تو کعبہ سے تیرا میرا صدر مقام کعبہ ہے اور قانون ہمیشہ صدر مقام سے جاری ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ شیعہ مذہب کے قانون و قواعد و مسائل صرف کعبہ سے ہی لئے گئے ہیں۔ نہیں بلکہ ہمارا مذہب تو محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے فرمان و ارشادات کے مطابق ہے۔ بیت اللہ میں بھی وہی مذہب نظر آتا ہے جو آلِ محمدؐ کا فرمان و قانون ہے۔

سنگ اسود کی تعظیم

بیت اللہ کے شرقی جنوبی کونے کی دیوار میں باہر حجر اسود جڑا ہوا ہے جس کے نو ٹکڑے ہو چکے ہیں اور یاقوت میں ترتیب دے کر جڑ دیا گیا ہے اس کے اُوپر چاندی کا خول ہے۔ قدرت کی طرف سے حکم ہے کہ اسے بوسہ دو ہر مسلمان اسے بوسہ دینے کی غرض سے ٹوٹ پڑتا ہے کہ کسی طرح میرا ہاتھ حجر اسود کو لگ جائے کیوں مسلمانوں خالق کا تو حکم ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ پارہ ۵ رکوع ۴ یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو نہیں بخشے گا اور جسے چاہے بخش دے۔ خدا تعالیٰ کے دربار میں مشرک کی بخشش کی کوئی گنجائش نہیں ہے میرے اللہ ہندو اس لئے جہنم گئے کہ انہوں نے پتھروں کی پوجا کی۔ اگر ہندو پتھر کو بوسہ دے تو جہنم اور اگر ہم کالے رنگ والے پتھر کو بوسہ نہ دیں تو حج قبول نہیں یہ کیا وجہ آواز آئی، پگلے وہ تمہارا چناؤ ہے اور یہ میرا چناؤ ہے تمہارا چناؤ چاہے چھ کروڑ کا ہیرا ہی کیوں نہ ہو اس کی اس طرح تعظیم کی تو جہنم اور میرا چناؤ چاہے کالے رنگ کا بلالؓ ہی کیوں نہ ہو، تعظیم نہ کی تو جہنم ملے گی، مسلمانو! ہم نے اللہ کے چنے ہوئے کی تعظیم سیکھی تو کعبہ سے تیرا میرا صدر مقام کعبہ ہے اور قرآن کہتا ہے کہ یہ ہے عالمین کا ہادی۔ اللہ اکبر۔

امالی شیخ سے منقول ہے وہ اپنی سند کے ساتھ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت عمر بن خطاب نے اپنے زمانہ حکومت میں حج کا طواف شروع کرتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیا اور کہا کہ میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں۔ حالانکہ مجھے پتہ ہے کہ تو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے لیکن چونکہ حضرت رسالتمآبؐ تیرے اُوپر مہربان تھے اور میں نے ان کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے تو تجھے بوسہ دیتا ہوں، راوی کہتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حج کرنے والوں میں موجود تھے تو فرمایا ہاں خدا کی قسم یہ نفع و نقصان دے سکتا ہے۔ عمر نے پوچھا یہ کیسے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا اے عمر جس روز خالق نے ارواح انسانی کو خلق فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں سے اپنی توحید کا اقرار لیا۔ جسے ایک ورق پر لکھا گیا اور وہ ورق اس پتھر کے اندر محفوظ رکھا گیا ہے۔ اب جو آدمی اس کو بوسہ دیتا ہے یہ اس کا گواہ بن جاتا ہے کہ قیامت کو گواہی دے گا کہ پالنے والے فلاں آدمی نے اپنے وعدے کو پورا کیا ہے یہ اس کا نفع پہنچانا ہے اور یہی اس کا نقصان پہنچانا ہے حضرت عمر نے کہا لولا علی لھلک عمر اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہی ہو جاتا۔ تفسیر انوار النجف جلد ۶ صہ ۱۲۱ صلوٰۃ۔ اس کے بعد ہر حاجی کوشش کرتا ہے کہ مقام ملتزم کو بوسہ دے لوگ کعبہ کی اس دیوار سے چمٹے ہوئے نظر آتے ہیں میں نے ایک حاجی سے دریافت کیا کہ اس جگہ کیوں چمٹنے کا زور ہے۔ کوئی مقام ملتزم پر رخسار ملتا ہے کوئی پیٹ لگاتا ہے کوئی بوسے دیتا ہے اس نے تعجب سے میری طرف دیکھ کر کہا شیعہ ہونے کے بعد بھی تجھے پتہ نہ چل سکا کہ یہ ایک مقام ہے عرض کی کہ تشریح کر دیجئے فرمایا یہ وہی مقام ہے جہاں تیرہ ۱۳ رجب کو بوقت ولادت حیدر کرار علی علیہ السلام کی ماں نے اپنے جسم اطہر کو مس کیا تھا اور اللہ تعالےٰ نے اس میں دیوار بنا دی تھی۔ ارے ہم نے علیؑ کی ماں کی عزت و عظمت کا اقرار سیکھا تو کعبہ سے اللہ اکبر۔ مسلمانو علیؑ کی ماں کا فعل قیامت تک حاجیوں پر سنت ہو گیا کہ ہر سال علیؑ کی ماں کی یاد تازہ کیا کریں۔ بس معصوم ہوتا ہی وہی ہے کہ جس کے فعل کو دین میں داخل کر دیا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک واقعہ علیؑ کی زوجہ کا بھی سماعت فرماویں وہ یہ کہ جس وقت بتولؑ کے عقد کا پیغام لے کر فرشتہ زمین کی طرف آتا ہوا بتولؑ نے دیکھا تو چونتیس ۳۴ دفعہ فرمایا اللہ اکبر۔ ستارے نے بتولؑ کے حجرے کا طواف کیا تو بتولؑ نے تینتیس ۳۳ مرتبہ کہا الحمد للہ پھر جب ستارہ

حضرت عمر کا حجر اسود خطاب

مقام ملتزم کا احترام

جناب فاطمہ زہرا کا احترام

تسبیح جناب سیدہ

واپس گیا تو بتولؑ نے تینتیس ۳۳ دفعہ کہا سبحان اللہ۔ قدرت کو یہ بتولؑ کا وظیفہ اتنا پسند آیا کہ اس کا نام ہی تسبیحؑ فاطمہؑ رکھ دیا۔ اور اس تسبیح کو نماز کے بعد ساری اُمّت رسولؐ ہمیشہ پڑھا کرتی ہے یہ بتولؑ کے افعال و کردار کی عزّت و عظمت ہے۔

آگے چلئے۔ بیت اللہ کے دروازے کے بالکل سامنے صحن کعبہ میں ایک چھوٹا سا تعزیہ رکھا ہُوا ہے جو شیشہ کا تعزیہ کی شکل کا ایک چھوٹا سا مکان ہے۔ ارے اللہ کے گھر میں تعزیئے کی شکل کا مکان۔ سنو۔ میں تعزیئے کی تشریح کئے دیتا ہوں۔ کسی مکان میں اگر قبر ہو تو وہ مکان صاحب قبر کا روضہ کہلائے گا۔ اگر اس مکان میں مالک مکان آباد ہو، تو وہ گھر، بیت، خانہ، ہاؤس کہلائے گا۔ فلاں صاحب کا گھر ہے۔ قبر ہے تو فلاں بزرگ کا روضہ ہے اور اگر مکان میں کوئی آباد بھی نہ ہو اور نہ ہی اس کی قبر اس میں ہو صرف اس کی طرف منسوب ہو تو فرماؤ پھر کیا کہنا چاہیئے اگر قبر ہوتی تو روضہ کہتے، کوئی آباد ہوتا تو اس کا مکان گھر کہتے ہیں۔ مسلمانو! اس کو کیا کہو گے جس کی طرف مکان صرف منسوب ہی ہے بس ہر اس مکان کا نام تعزیہ ہے۔ جو کسی کی طرف منسوب ہو۔ ہم نے خالق کے گھر میں کعبہ کے صحن میں (وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى پارہ ۱ رکوع ۱۵ اور پکڑو تم مقام ابراہیم کو جائے نماز) نامی تعزیہ دیکھا پس ثابت ہُوا کہ کسی بزرگ کی طرف کسی مکان کو منسوب کرنا سنّت الٰہیہ ہے ارے ہم نے تعزیہ بنانا سیکھا تو کعبہ سے۔

مقام ابراہیم

تیرا میرا صدر مقام کعبہ ہے اور قانون ہمیشہ صدر مقام سے جاری ہوتا ہے۔ ہاں مقام ابراہیم جو مصلّٰی ہے تو وہ شیعہ حضرات کا مصلّٰی ہے۔ تمہارے چار مصلّے جو باقی ہیں اُن کی کونسی نص ہے۔ کسی حکومت نے چار مُصلّے کعبہ میں رکھے تھے اور آج حکومت نے بے دردی سے ان چاروں بیچاروں کو بیت اللہ سے نکال دیا ہے خیر ہمیں کسی سے کیا واسطہ ہمارا مصلّٰی خدا تعالٰی نے رکھا تھا قرآن پاک میں اس کی نص موجود ہے اور قیامت تک کعبہ میں رہے گی۔ صلوٰۃ

آب زمزم کی سبیل

اور سنو بیت اللہ میں اللہ تعالٰی نے حضرت اسماعیلؑ کی سبیل لگا رکھی ہے جسے آب زمزم کہتے ہیں۔ تمام حاجی آب زمزم اپنے ملک کو لے جاتے ہیں میں نے عرض کی تو مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ اس لئے لوگ گھر لے جاتے ہیں کہ تبرک ہے اس میں شفا ہے میں نے کہا کہ مولانا اگر آپ نے تبرک ہی لے جانا ہے تو میں اس سے بلند مرتبہ کا تبرک عرض کرتا ہوں یہ حضرت

اسماعیلؑ کا معجزہ ہے اور وہ تاجدار رسالتؐ کا معجزہ ہے سنو! رسولؐ اللہ کا معجزہ۔

لطائف القصص میں ہے کہ مقام ابوا سے چند آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ یارسولؐ اللہ ہمارے کنویں کا پانی اتنا کڑوا ہے کہ جو آدمی اُسے پیئے وہ بیمار ہوجاتا ہے اور کافی آدمی ہمارے کنویں کا پانی پی کر مرچکے ہیں۔ آنحضرت ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس کھاری کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا فرمایا پہلے لوگ پیتے تھے تو بیمار ہوجاتے تھے یا مرجاتے تھے مگر اب جو اس کنویں کا پانی پیئے گا اگر بیمار ہُوا تو شفایاب ہوجائے گا۔ اللہ اکبر۔ مجمع الفضائل جلد اصفحہ ۴۵۔ اسی طرح الشیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بیراریس کا شیریں ہونا بیان کیا ہے۔ جذب القلوب صفحہ ۱۵۱ تو اگر تبرک کی خواہش ہی ہے تاجدار رسالت کے معجزے کا پانی کیوں نہیں لے جاتے۔ حضرت نبی اکرم صلعم کے معجزے کا پانی نہ لے جانا اور حضرت اسماعیلؑ کے معجزے کا پانی لے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ تم بھی سبیل کے قائل ہو۔ ارے اسماعیلؑ کی سبیل کا پانی کبھی کبھار قیمتاً ملتا ہے اور حضرت امام حسینؑ کی سبیل کا پانی مفت پلایا جاتا ہے بس ہم نے سبیل لگانی سیکھی تو کعبہ سے کیونکہ تیرا میرا صدر مقام ہے کعبہ اور قانون ہمیشہ صدر مقام سے جاری ہوتا ہے آپ کہیں یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے صرف کعبہ ہی سے دین لیا ہے اور یہی ہمارے پاس مذہب حقہ کی دلیلیں ہیں ایسا ہرگز نہیں یہ تو صرف بیت اللہ کی حج کی تفصیل پیش کی جارہی ہے تاکہ حق ظاہر ہو اور باطل ختم ہوجائے۔

آگے چلئے اس کے بعد شرقی جنوبی کونہ میں حرم کے بالکل قریب دو پہاڑیاں ہیں ایک کا نام صفا ہے اور دوسری کا نام مروہ ہے۔ قدرت کی طرف سے حکم ہے کہ اے حاجیو! صفا سے مروہ کو اور مروہ سے صفا کو دوڑو لاکھوں کی تعداد میں عورتیں مرد اکٹھے دوڑتے ہیں گویا بین الاقوامی ایک جلوس ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی پالنے والے کیا ہم عورتوں کے ساتھ مرد بھی دوڑیں، میرے اللہ دوڑنا بھی کوئی شرافت ہے۔ حکم ہوا اگر تم نہیں دوڑتے تو یہاں سے دوڑو تمہاری حج ہی قبول نہیں ہوگی۔ یہاں میرے سُنی بھائی شیعوں کو کوستے ہیں کہ تم تو کہتے ہو کہ بھاگنا اچھا نہیں ہے دیکھو بھاگنے سے حج قبول ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی حضور یہ صفا مروہ کے درمیان بھاگنے کی بات ہے مگر میدان اُحد سے بھاگنے والوں کی اور بات ہے۔ خیر لاکھوں کا جلوس

صفا اور مروہ جلوس

عورت مرد اکٹھے دوڑ رہے ہیں۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی پالنے والے تیرا حکم ہے کہ عورت غیر محرم کے سامنے نہ آئے غیر محرم سے پردہ واجب ہے کیا اچھا ہوتا کہ ایک دن مرد دوڑ لیتے دوسرے دن عورتیں دوڑ لیتیں میرے اللہ ہمارے ساتھ سیّد زادیاں بھی ہیں۔ علماء کی عورتیں بھی ہیں یہاں تک کہ تیرے نبیؐ کی بیٹیاں بھی ہیں کیا اُن کے ساتھ غیر محرم صفا مروہ کے درمیان چل سکتا ہے حکم ہُوا خبردار یہ کسی محسن کی یاد میں جلوس ہے۔ اکٹھا چلے گا فرماؤ مسلمانو! اس جلوس کے متعلق کیا خیال ہے۔ اگر حضرت ہاجرہؑ کی یاد میں جلوس نکالنا جائز ہے تو زینبؑ و کلثومؑ کی یاد میں جلوس نکالنا کیونکر ناجائز ہو گا۔ ارے جناب ہاجرہؑ تو ایک نبیؑ کی حفاظت کے لئے چند قدم دوڑی مگر نبیؐ کی بیٹیاں تو۔ توحید کی حفاظت کی خاطر چودہ سو میل سر ننگے چلیں تھیں۔ بس ہم نے جلوس نکالنا سیکھا تو کعبہ سے تیرا میرا صدر مقام ہے کعبہ، مسلمان مولا حسینؑ کے ہی جلوس پر اعتراض کرتے ہیں اور جب انہیں ضرورت پڑتی ہے تو عید میلاد النبی کا جلوس ہی نہیں نکالتے بلکہ ہر معمولی بات پر جلوس نکالا ہُوا نظر آتا ہے یہ عمرہ تھا جو ختم ہو گیا جب جی چاہے عمرہ کرلو۔ مگر حج کا دن مقرر ہے اسی طرح جب جی چاہے مجلس حسینؑ کرلو مگر عشرہ محرم کا دن مقرر ہے۔

آگے چلئے اب آٹھویں ذی الحجہ یا نویں کو مکّہ سے عرفات کو جلوس روانہ ہُوا ہزاروں اس جلوس میں علم نظر آتے ہیں۔ ہر معلّم کا امتیازی نشان علیحدہ، کسی کا علم سفید، کسی کا سیاہ، کسی کا سبز، کسی کا سُرخ، کیوں مسلمانو! اگر علم عباسؑ پر کفر کا فتویٰ لگانا ہی ہے تو جو بیت اللہ سے ہزاروں علم اُٹھتے ہیں، ان کے بارے میں کیا خیال ہے اگر کعبہ سے ہزاروں عَلَم نکال کر مسلمان موحّد رہ سکتا ہے تو ہم بھی علم عباس نکال کر شیعان علیؑ مُوحّد رہ سکتے ہیں۔ بس ہم نے علم نکالنا سیکھا تو کعبہ سے۔ لو عرفات میں پہنچ گئے اور نماز ظہر کا وقت ہو گیا، حُکم ہُوا کہ اے حاجیو صرف ظہر کی ہی نماز نہیں، بلکہ ظہر، عصر دونوں نمازیں اکٹھی پڑھو۔ عرفات میں تمام حاجی اکٹھی نمازیں پڑھتے ہیں کیوں مسلمانو اگر عصر کا وقت نہیں ہُوا تو نماز کیسی اور وقت ظہر کے ساتھ عصر کا ہو گیا تو وہاں جائز یہاں ناجائز کیونکر ہو گا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے ضرورت کے وقت جبکہ آندھی آئی یا بارش تھی تو اکٹھی نمازیں پڑھیں تھیں فرماؤ عرفات میں کیا ضرورت درپیش ہوئی کہ قیامت تک تمام حاجی ظہر، عصر، اکٹھی نمازیں پڑھانے کو دین سمجھتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ دن غروب ہونے پر

تمام حاجی مشعر کی طرف چل دیئے اور جس وقت مزدلفہ میں پہنچے تو وہاں مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھنے کا حکم ہے۔ مفتیو! فتویٰ تو دو کہ مغرب کی نماز قضا تو نہیں ہو جاتی اگر قضا ہو جاتی ہے تو کیا قضا نماز کی نیت سے نماز مغرب پڑھتے ہو، ہرگز نہیں بلکہ وقت ادا کی نیت سے ہر حاجی مغرب اور عشاء کی نماز پڑھتا ہے۔ ہمارا قافلہ تقریباً رات کے تین بجے مزدلفہ میں پہنچا تھا اور تمام سُنی شیعہ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے مسلمانو ہم نے اکٹھی نمازیں پڑھنا سیکھیں تو کعبہ سے تیرا میرا مرکز ہے کعبہ اور قانون ہمیشہ صدر مقام سے جاری ہوتا ہے۔

اس کے بعد حکم ہوا حاجیو! مشعر الحرام سے اسّی کے قریب کنکریاں چُن لو مگر بہتر ہے کہ ہوں نوک دار، اِدھر دن نکلا اور اُدھر تمام حاجی منیٰ کی طرف روانہ ہوگئے۔ بس منیٰ میں پہنچ کر کیا دیکھا کہ خدا کی طرف سے تین پتھر کے مینار بنے ہوئے ہیں ایک نام جمرہ اُولیٰ۔ دوسرا جمرہ وسطیٰ، تیسرا جمرہ عقبیٰ۔ حکم ہوا آج ایک ملعون کو سات کنکریاں مارو۔ اور اس بڑے ملعون پر تبرّا بھی کرو اور پھر دو دن ان تینوں کو سات سات کنکریاں مارنا اور تبرا بھی کرنا۔ میں نے عرض کی میرے اللہ پتھروں کو کنکریاں مارنے سے کیا فائدہ ان پتھروں کو تکالیف کیسی اور جن کی تو نے شبیہ یہ بنوائی ہے ان کنکریوں کے مارنے سے انہیں نقصان و درد کیسا۔ میرے اللہ انہیں تبرّا کرنے سے کیا لعنت ان تک پہنچ جائے گی۔ آواز آئی پگلے خدا رسولؐ کا دشمن جہاں بھی پہنچ جائے حقدار کو اس کا حق تلاش کر ہی لیتا ہے میں نے پھر عرض کی میرے خالق پتھروں کو کنکریاں مارنے سے بظاہر تو کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ پالنے والے ہم منیٰ میں بیٹھ کر قرآن مجید چھ مرتبہ پڑھ دیتے ہیں، روزے رکھ لیتے ہیں۔ دیگیں، حلوہٗ پلاؤ کی پکا کر تیرے راستہ میں غرباً کو کھلا کر یہ سارا ثواب حضرت آدم علیہ السلام کی رُوح کو بخش دیتے ہیں اس طرح ہمارے جدّ حضرت آدمؑ کو فائدہ بھی ہوگا، ان ملعونوں کو کنکریاں مارنے سے کیا فائدہ اس فعل سے قرآن مجید پڑھنا افضل ہی تو ہے حکم آئے گا تم منیٰ میں قیامت تک قرآن پڑھتے رہو۔ خیرات تقسیم کرتے رہو، جب میرے محبوب کے دشمنوں پر لعنت نہیں کرو گے۔ تمہاری حج قبول نہیں کروں گا۔ کرو ان تینوں ملعونوں پہ تبرّہ، مارو ان تین ملعونوں کو کنکریاں، یہاں شیعہ بڑے اُچھل اُچھل کے کنکریاں مارتے ہیں۔ میں نے وہاں دیکھا کہ لوگ کنکریاں مار کر اپنی جوتیاں اُتار کر اُن کو مارتے ہیں اور

اتنی جوتیاں مارتے ہیں کہ ان ہوائی چپلوں کا وہاں ڈھیر لگ جاتا ہے بس ہم نے تولیٰ سیکھا تو کعبہ سے اور دشمن خدا پر تبرّ ٰ کرنا سیکھا تو کعبہ سے کیونکہ قانون ہمیشہ صدر مقام سے جاری ہوتا ہے اور تمام مسلمانوں کا اسلامی صدر مقام ہے کعبہ۔

اس کے بعد حکم ہُوا کہ اے حاجیو! اب معصوم کی یاد میں خون بہاؤ۔ کرد قربانی بہاؤ خون، مسلمانو حضرت خلیلؑ سے لے کر حضرت حبیب خدا محمدؐ مصطفےٰ تک اٹھائیس صدچونتیس ۲۸۳۴ سال کا فاصلہ اور حبیب خداؐ سے آج تک تقریباً چودہ سو سال ہو گئے۔ لوائج الاحزان جلد ۲ صد ۳۹ و صد ۹۶ تو چار ہزار سال گزر گئے اُمت خلیلؑ کو قربانیاں کرتے ہوئے اندازہ لگاؤ کہ آج تک کتنی قربانیاں ہو چکی ہوں گی۔ امسال جو تیس ۳۰ لاکھ حاجی بتائے جا رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں تیس لاکھ نہ سہی دس لاکھ ہی سہی دس لاکھ کو چار ہزار سال سے ضرب دو۔ اور ایک قربانی تو ایک حاجی پر واجب ہے۔ اور اگر ایک دُنبے کی قیمت دو سو روپے ہو تو حساب لگا کر بتاؤ آج تک مسلمانوں کی کتنی دولت صرف منیٰ میں کس کی یادگار منانے پر خرچ ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کا خزانہ جو صرف منیٰ میں بصورت قربانی آج تک خرچ ہُوا ہے اگر وہ ہمارے پاس محفوظ ہوتا تو آج ہم اس سے امریکہ اور روس جیسے ملک خرید سکتے تھے کیوں مفتیو! تم نے فتویٰ نہ دیا کہ منیٰ میں دُنبے ذبح نہ کرو، ان کا گوشت کھانا کوئی نہیں کھا لیں کام میں نہیں لائی جاتی بے فائدہ کیوں خون بہاتے ہو قرآن مجید کا حکم ہے کہ اسراف حرام ہے۔ چلو رسولؐ اللہ سے عرض کریں کہ یارسولؐ اللہ! جنگ بدر میں مالی کمزوری ہے۔ حفیظ جالندھری کہتا ہے۔ شعر

تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

اُحد اور خندق میں خستہ حالی ہے آپ ارشاد فرمادیں تو دو چار سال منیٰ میں حاجی صاحبان قربانی نہ کریں اور اُسی رقم کو ملک کے دفاع پر خرچ کریں گے۔ فرماؤ کیا جواب دربار رسالت سے ملے گا۔ حکم ہوگا مسلمانو! یہ کسی محسن کی یاد ہے اس کو ہرگز ہرگز خاموش نہیں کیا جائے گا۔ ہماری حالت چاہے جتنی ہی کمزور ہے حضرت اسماعیلؑ کی یاد میں خون بہاتے چلے جاؤ۔ مسلمانو ہم نے خون بہانے اور محسن کی یاد منانے کا طریقہ سیکھا تو کعبہ سے کیونکہ قانون ہمیشہ صدر مقام سے جاری ہوتا ہے۔

سر ننگے سیاہ لباس، جلوس، علم، اکٹھی نمازیں، تولّٰی، تبرّا، خون بہانا، سب کعبہ سے ثابت ہو ہوگیا۔ اب شبیہہ بھی سُن لو۔ بھائیو! یہ حقیقت ہے کہ شیعہ حضرات سے سُنی بھائی شبیہہ کے زیادہ قائل ہیں۔ شیعہ تو کربلا کے گھوڑے کی شبیہہ گھوڑا ہی نکالتے ہیں اور سُنی بھائی حضرت اسماعیلؑ کے دُنبہ کی شبیہہ میں صرف دُنبہ ہی ذبح نہیں کرتے بلکہ اُونٹ گائے بکرے تک ذبح کرتے ہیں۔ ہم گھوڑے کا گھوڑا اور وہ دُنبے کا اُونٹ تک نکال لیتے ہیں۔ مسلمانو! نہ ہم گھوڑے کے پُجاری اور نہ سُنی بھائی گھوڑے کے ویری۔ اگر ہم گھوڑے کے پُجاری ہوتے تو جب گھوڑا دیکھتے اس کو سلام کرتے فرماؤ ہر گھوڑے کو شیعہ سلام کرتے ہیں ہرگز نہیں۔ اسی طرح سُنی بھی گھوڑے کے ویری نہیں ہیں کیا سُنیوں کے پاس اپنے گھوڑے نہیں ہیں۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں گھوڑے سُنیوں نے رکھے ہوئے ہیں۔ کیا سُنی ہر گھوڑے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ہرگز نہیں۔ ارے ہم شیعہ نہ گھوڑے کے پُجاری اور نہ وہ سُنی گھوڑے کے ویری۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے گھوڑے کو کب سلام کیا جب اُس پر دستار رسولؐ اور چادر بتولؑ کی شبیہہ دیکھی۔ ایمانداری کی بات ہے کہ ہم گھوڑے کو سلام نہیں کرتے، شبیہہ حسینؑ کی تعظیم کرتے ہیں اور دوسرے بزرگوں نے کب گھوڑے پر کُفر کا فتویٰ لگایا۔ جب انہوں نے دستار رسولؐ اور چادر بتولؑ کی شبیہہ دیکھی گھوڑے کی تو خواہ مخواہ بات بنی ہوئی ہے بس ہم شیعہ تو آلِ محمد شبیہیں دیکھ کر سلام کرتے ہیں اور وہ آلِ محمدؐ کی شبیہیں دیکھ کر کفر کے فتوے دیا کرتے ہیں۔ لوگو ہم جناب علیؑ اصغر کے جھولے کی شبیہہ دیکھ کر روتے ہیں اور دوسرے بھائی اصغرؑ کے جھولے کی شبیہہ دیکھ کر کفر کے فتوے لگاتے ہیں بھائیو ہم عباس کے علم کی شبیہہ دیکھ کر روتے ہیں اور وہ عباس کے علم کو دیکھ کر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ مسلمانو! ہم نبیؐ کی بیٹیوں کے اُجڑنے پہ روتے ہیں اور دوسرے بزرگ آلِ محمدؐ کے ذکر سے گھبرا کر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ مسلمانو! ہم آلِ محمدؐ کی حمایت میں جلوس نکالتے ہیں اور دوسرے بزرگ یزیدؔ کی حمایت میں کُفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ۔

بلیسویں مجلس

صاحب اولاد ہونے کی خواہش، سرکار رسالتؐ کو کافر نے ابتر کہا، ازواج نبیؐ، سردار انبیاؑ کا استقلال، سید الشہداء کا استقلال، حسنین شریفین کا فرزندان رسولؐ ہونا، امام علی رضاؑ کا مامون عباسی کو جواب، فضائل امام حسین علیہ السّلام فطرس فرشتہ کا واقعہ، ملائکہ خدا، اہلبیتؑ ہیں، حضرت خضرؑ کی پیدائش، سکندر کی پیدائش، تیس، تیرہ تاریخ کا اثر، دیوار سونا بن گئی، یہودی کا اسلام لانا، بعض صحابہ کے نزدیک حسین علیہ السّلام کی عظمت، جنادہ ابن کعب کے فرزند کی شہادت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ۔ پارہ ۲۱ رکوع ۱۷ نبیؐ تو مومنین سے خود ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر حق رکھتے ہیں اور نبیؐ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔

نبیؐ ہو یا ولی۔ غوث ہو یا قطب، مجتہد ہو یا محدث، خلیفہ ہو یا امام، مسلم یا غیر مسلم آج سے دس ہزار سال پہلے کا غرضیکہ کہ حیوان ہو یا کوئی جن ہو پرندہ ہو یا چرندہ۔ نر ہو یا مادہ بلکہ ہر ذی روح کی فطری تمنا ہوا کرتی ہے کہ وہ صاحب اولاد ہو۔ عزیزو اولاد کو اللہ تعالیٰ نے بھی دنیا کی زینت قرار دیا ہے۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پارہ ۱۵ رکوع ۱۷ فرمایا مال اور اولاد دنیا کی زینت ہے۔ دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو نیک اولاد عطا فرمائے۔ نیک اولاد والدین کے لئے بڑھاپے کا سہارا ہے۔ حقیقت ہے کہ اولاد انسانی دل کا میوہ ہے۔ ہم انسان تو کیا اگر انبیاء کو بھی دیکھا جائے تو نبی بھی خدا کی بارگاہ میں بے اولادی کا شکوہ کر کے اولاد کے لئے دعا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں حضرت

زکریا علیہ السلام اولاد سے مایوس ہو کر بارگاہِ احدیت میں عرض کرتے ہیں۔ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ پارہ ۳ رکوع ۱۲ اے میرے اللہ اپنے ہاں سے مجھے پاک و پاکیزہ اولاد عطا فرما تو ہی دعاؤں کا سننے والا ہے۔ اللہ اکبر۔ بھائیو! اولاد کی محبت تو اللہ تعالیٰ نے ہر ذی روح کو ودیعت کر دی ہے۔ شعر۔

پھلا پھولا رہے یارب چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

ادھر ایک ملعون نے نبی اکرم صلعم کو کہا کہ یہ ابتر ہے تو اُدھر قدرت کو بھی جوش آگیا اور فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ پارہ ۳۰ رکوع ۲۳۔ حبیب گھبراؤ نہیں یقیناً تیرا دشمن ہی ابتر ہے۔ یہ واقعہ اس طرح پر ہے کہ جناب رسولخدا کے فرزند حضرت طاہر جو جناب خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے تھا اُس نے انتقال فرمایا تو ایک روز حضورؐ بازار مکہ سے گزر رہے تھے کہ عاص بن وائل نے حضورؐ کو دیکھ کر کہا کہ یہ ابتر جا رہا ہے اُس ملعون کی آواز رسول اللہ نے سُنی تو غمزدہ ہوئے کہ میرے بچے کے انتقال پر اُس ملعون نے مجھے طعنہ دیا تو اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ الکوثر نازل فرمائی اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ تحقیق دی ہم نے تجھ کو کوثر۔ پس نماز پڑھ واسطے پروردگار کے اور قربانی کر۔ تحقیق تیرا دشمن ہی ہے بے نسل، تو قدرت نے اپنے حبیب کو وافر انعام عطا فرما کر تسلّی دی کہ میرے حبیب میں نے تجھے اولاد کثیر عطا کی ہے۔ حتیٰ کہ کوثر تک تیرے حوالے کر دیا ہے آپ نماز پڑھیں اور قربانی دیں یقیناً تیرا دشمن بے نسل ہے۔ میں خالق تیری اولاد کو قیامت تک ہر شہر میں ہر گلی ہر کوچہ میں ہر قریہ میں آباد و شاد رکھوں گا۔ اگرچہ ساری دنیا ہی کیوں نہ مخالفت پر تُل جائے۔ صلوٰۃ۔

جس آیت کو میں نے عنوان کلام قرار دیا ہے اس میں قدرت کا اعلان ہے کہ نبیؐ کا حق مومنوں پر اُن کی جان سے زیادہ ہے اور نبیؐ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ رسولؐ کو تو اُمت کا باپ بننے نہیں دیتا۔ صرف بیویاں مائیں ہیں اپنے نبیؐ کے بارے میں واضح اعلان کر دیا۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا پارہ ۲۲ رکوع ۲۔ نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے ولیکن پیغمبر

حاسد اولاد ہونے کی خواہش

کثرت اولاد نبی کی دلیل

خدا کا ہے اور ختم کرنے والا تمام نبیوں کا اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا۔ غور تو کرو کہ نبیؐ کو تو مردوں میں کسی ایک کا باپ بھی نہ بننے دیا اور اس کی بیویاں تمام امت کی مائیں بن گئیں۔ کبھی سوچا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ عرض یہ ہے کہ حضورؐ پُرنور کی ازواج سے اولاد نہ تھی۔ اور عورت کو فطرۃً مرد کی نسبت اولاد کی زیادہ خواہش ہوا کرتی ہے اگر خالق مرد کو اولاد نہ دے تو وہ صبر کرلیتا ہے مگر عورت کی خواہش وچاہت اُسے اولاد کے لئے نہایت بے چین رکھتی ہے کہ اگر اپنی کوئی اولاد نہ ہو تو قوم قبیلے سے کسی کی اولاد لے کر عورتیں پال کر اپنی اولاد بنالیتی ہیں اور اگر دوا دارو، تعویز ٹونے وغیرہ سے بھی محرومی رہے اور قوم سے بھی کوئی اپنا بچہ دینا گوارا نہ کرے تو عورتوں کو اولاد کی چاہت اس درجہ مجبور کرتی ہے کہ بسا اوقات گڑیاں بناکر کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور اس طرح اپنا دل بہلا لیا کرتی ہیں۔ اس بے چینی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا گھبراؤ نہیں تم تمام مومنین کی مائیں ہی تو ہو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کی بیویوں کو ایک طرح سے خوش تو کردیا ہے مگر سوچنے پر حیرت ہوتی ہے کہ اگر وہ حقیقت میں ہماری مائیں ہیں تو ماں سے بچوں کو پردہ کیسا؟ ادھر پردہ بھی ہم سے واجب اُدھر ہیں بھی ہماری مائیں اس راز کو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ بات کیا ہے؟ میں نے جو سوچا تو وجہ دوسری معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے مائیں اس لئے کہا ہے کہ میرے رسولؐ کے وصال کے بعد کوئی بدبخت میرے رسولؐ کی عورتوں سے نکاح کی خواہش نہ کرے مسلمان جب قرآن کی نص کو دیکھیں گے کہ وہ ہماری مائیں ہیں تو عقد نکاح کا خیال تک بھی نہ کریں گے کیونکہ ماں سے عقد حرام ہے اگر یہ حقیقت میں ماں کا درجہ رکھتیں تو حضرت عائشہ کی بڑی بہن اسماءؓ حضرت زبیر کی بیوی نہ ہوتی بلکہ خالہ ہوتیں اور خالہ سے نکاح حرام ہے تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ کی بیویاں اس طرح کی مائیں ہیں کہ ان کی بہنوں سے عقد بھی کیا جاسکتا ہے اور ان سے پردہ بھی واجب ولازم ہے اگر نبیؐ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں نہ ہوتیں تو آگے نکاح کرلینے سے رسول اللہ کی توہین ہوتی اور اگر نبیؐ ہمارا باپ بن جاتے تو یہ بھی رسول اللہ کی کسرِ شان اور ہتک ہوتی کیونکہ حضورؐ پُرنور خود فرماتے ہیں۔ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ فرمایا بیٹا باپ کا عکس ہوتا ہے۔ درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ آپ کسی پھل کو دیکھ کر اس پھل کے درخت کی حقیقت وکیفیت آسانی سے بیان کرسکتے ہیں۔ میٹھے درخت کا میٹھا پھل اور کڑوے درخت کا کڑوا پھل ہوا کرتا ہے۔ یہ بالکل درست

سردار انبیاءؐ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں

ہے کہ باپ کا اثر بیٹے پر ہوتا ہے (اِلَّامَاشَآءَاللہ) اگر بیٹا شرابی ہے تو باپ کے بارے میں شک ضرور ہوگا۔ بیٹا فاسق تو باپ کو بھی لوگ داغدار سمجھتے ہیں اگر بیٹا بخیل ہے تو باپ کو کون کریم مانے اگر بیٹا میدان جہاد سے چوکڑیاں بھرتا ہوا بھاگ جانے کا عادی ہو تو باپ کو کون کہے کَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ پارہ ۲۸ رکوع ۹ کہ وہ سیسہ پلائی دیوار کی طرح جم کر لڑتے ہیں ممکن ہے کہ میرا بیٹا اسم بامسمّٰی نہ ہو۔ کیونکہ میں ناقص تھا اس لئے میری تجویز میں نقص نکل آیا۔ میں نے بیٹے کا نام رکھا فاضل نکلا جاہل میں نے بیٹے کا نام رکھا عاقل مگر اس کی عمر گزری پاگل خانہ میں، نام رکھا سخی نکلا بخیل، نام رکھا عابد نکلا بے نماز، نام رکھا محمد دین نکلا عمر دین، چونکہ میں خود کامل نہ تھا اس لئے میرا انتخاب غلط ہوگیا، ناقص کی ترتیب ناقص اور اگر تاجدار رسالت اپنے بیٹے کا نام حسینؓ رکھیں اور اُس کے حسن کردار میں فرق آگیا تو نام رکھنے والے کی بے علمی ظاہر ہوگی۔ مسلمانو! اللہ تعالٰے نے محمد مصطفٰی کو وہ بیٹے دیئے کہ جن کو دیکھ کر کمالاتِ مصطفٰی کا علم ہوجائے میں نے عرض کیا تھا کہ درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے بس محمد مصطفٰی کا وہ پھل ہوگا۔ جس میں محمد مصطفٰی کی جھلک نظر آئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ سوائے ابوطالبؑ کے ساری دنیا ایک طرف اور خدا کا حبیب ایک طرف استقلال کا یہ عالم کہ ایک مرتبہ قریش مکہ وفد بن کر آئے اور کہا اے محمدؐ اگر تو چاہے تو ہم تجھے اپنا بادشاہ تسلیم کرلیتے ہیں اور اگر دولت کی ضرورت ہو تو ہم تیرے قدموں میں درہم و دیناروں کے ڈھیر لگا دیتے ہیں کہ جن کا شمار بھی نہ ہوسکے اور اگر کسی حسینہ سے رشتہ کرنا مطلوب ہے تو آپ جس عورت سے چاہیں اس سے آپ کا عقد کرائے دیتے ہیں۔ ہماری درخواست صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ ہمارے بنائے ہوؤں کو بُرا نہ کہیں یہ پتھر کے بُت ہی تو ہمارے خدا ہیں۔ تاجدار رسالت کا جواب تاریخِ عالم میں محفوظ چلا آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا اے مکہ کے قریشیو! یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ میری اپنی مرضی سے نہیں ہے یہ تو میرے خالق کا حکم ہے کہ ان جاہلوں سے میری توحید منواؤ۔ تم مجھے لالچ دیتے ہو، سنو اگر تم میرے دائیں ہاتھ پر سورج لاکر رکھ دو، اور بائیں ہاتھ پر چاند تو میں پھر بھی وہی کچھ کہتا جاؤں گا۔ جو کچھ میرے اللہ کا حکم ہے۔ تاریخ طبری جلد ا صفحہ ۹۲۔ فرماؤ مسلمانو! باپ کا ایسا استقلال تو بیٹا کیسا ہونا چاہیئے لوگو بیٹا ایسا ہونا چاہیئے کہ لاکھوں کے ہجوم میں کہتا ہوا نظر آئے بس دس۔

اولاد کا اثر

سردار انبیاء کا استقلال

حاکم ہوں میں سب خلق خدا ہے میرے تابع　　میں باب اجابت ہوں دعا ہے میرے تابع
مختار قدر ہوں قضا ہے میرے تابع　　آتش میری محکوم ہوا ہے میرے تابع
قبضہ ہے میرا خاک کے ہر گنج نہاں پر
جاری ہے میرا حکم رواں آب رواں پر

دیگر مسدس

ہم اپنی پہ آجائیں تو کچھ کرکے دکھادیں　　اک پھونک سے کوہ سلیمان کو اڑا دیں
مٹی کو دھکیلیں تو سمندر میں بہا دیں　　سمندر کو اچھالیں تو پہاڑوں پہ چڑھادیں
بیٹا ہوں میں جس کا وہ شیر خدا تھا
جو دودھ پیا میں نے وہ کوثر سے سوا تھا

دیگر مسدس

چاہوں اگر فلک کو زمین پہ اتار دوں　　حیدر کا جانشیں ہوں میں اژدر کو پھاڑ دوں
مٹھی میں کائنات ہے بگڑی سنوار دوں　　کرکے اشارہ غرب سے سورج ابھار دوں
جس کا نہیں جواب میں وہ لاجواب ہوں
قرآن پڑھوں گا نیزے پہ زندہ کتاب ہوں

صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ

یہ ہے تاجدار رسالت کا بیٹا کہ تین دن کا بھوکا پیاسہ ہزاروں کی فوج کو اکیلا اس طرح بھگائے پھر رہا ہے جس طرح شیر بھیڑوں کے گلہ پر حملہ کرکے بھگاتا ہے۔ استقلال شبیر پر ایک ہندو کہتا ہے۔ شعر۔

بھوم ڈگو، پربت ڈگو، ڈگو ترائن گین　　عرش ڈگو، کرسی ڈگو پر ڈگو نہ پائے حسین

اللہ اکبر۔ کہا کہ زمین اپنا مقام چھوڑ سکتی ہے، پہاڑ اپنا مقام چھوڑ سکتے ہیں، چاند سورج اپنا مقام چھوڑ سکتے ہیں، حتیٰ کہ عرش کرسی بھی اپنا مقام چھوڑ سکتی ہے مگر جہاں زہرا کے لال نے قدم رکھ دیا بس رکھ دیا کہ اس کے قدم میں لغزش نہیں آسکتی، یہ ہے رسول اللہ کا بیٹا کہ درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ مسلمانو! رسول خدا اطمینان کی آخری منزل پر فائز ہوکر اُحد کے میدان

سید الشہداء کا استقلال

میں جہاں لاشوں پہ لاشے گر رہے تھے ۔ جہاں العطش العطش کی آوازیں آ رہی تھیں ۔ جہاں باپ بیٹے کو بھول چکا تھا ۔ جہاں موت ہولی کھیل رہی تھی ۔ جہاں سے بھاگ جانا بھی بہادری کی دلیل نظر آتا ہے وہاں زخمی ہو کر بھی سکونِ قلب سے فرما رہے تھے یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ لوگو کہو خدا واحد لا شریک ہے تو فرماؤ مستقل مزاج انسان کا بیٹا کیسا ہونا چاہیئے کیا وہ نبیؐ کا بیٹا ہوگا جو خود فرمائے کہ میں احد کے میدان میں پہاڑی بکری کی رفتار سے بھی تیز دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا تھا ۔ یا وہ ہو سکتا ہے کہ جو ایسا بھاگا کہ تین دن کے بعد مدینے سے پلٹ کر آیا ہو ۔ درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے ۔ ارے رسولؐ اللہ کا بیٹا وہ ہوگا ۔ جس میں سے رسالت کے عزم کی جھلک نظر آئے اگر وہ کوئی ہے تو وہ صرف کربلا کا مسافر سیّد ہے جس نے حق و باطل کی جنگ کی کہ قیامت تک حق حق ہو گیا اور باطل باطل ہو گیا ۔ بس کربلا کے واقعے کو پڑھتے جاؤ اور حق و باطل میں تمیز کرتے جاؤ ۔ گرو نانک نے کیا خوب کہا ہے ۔ کہ جب اُس کو کسی نے کہا کہ آپ ہی تو حقیقت میں گرو ہیں تو فرمایا نہیں بلکہ شعر ۔

جگت گرو حسینؑ ہے ایسا ہور نہ کوئی

ایسی مرنی مرگیا جو سُنے سو رو

یہ ایک سکھ کے تاثرات ہیں اگر باپ طائف کے میدان میں زخمی ہو کر دشمنوں کو دعائیں دے رہا ہو تو بیٹا کربلا سے شام تک نوکِ نیزے پر قرآن پڑھتا ہوا نظر آتا ہے رُباعی عرض ہے ۔

بگڑی خدا کے دین کی اک پل میں جوڑ دی ۔ سجدوں سے تونے کفر کی زنجیر توڑ دی

ظالم یزیدؔ ۔ سمجھا کہ شبیرؑ مرگیا ۔ تونے حسینؑ موت کی گردن مروڑ دی (صلوٰۃ)

آیئے قرآن مجید سے اولادِ رسولؐ ثابت کیئے دیتا ہوں کہ رسولؐ اللہ کی اولاد کتنی ہے ۔ اور اُن کے نام کونسے ہیں روایت میں ہے کہ حجاج بن یوسف ثقفی نے سُنا کہ یحییٰ بن یعمر تابعی حسنؑ اور حسینؑ کو اولادِ رسولؐ کہتا ہے اس زمانہ میں یحییٰ خراسان میں تھا ۔ حجاج نے والیٔ خراسان قتیبہ بن مسلم کو لکھا کہ یحییٰ بن یعمر کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دیں ۔ قتیبہ بن مسلم والیٔ خراسان نے یحییٰ کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا ۔ حجاج نے یحییٰ سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ تو حسنؑ اور حسینؑ کو اولادِ رسولؐ کہتا ہے یحییٰ نے کہا کہ اے حجاج میں اکیلا ہی تو نہیں کہتا

بلکہ قرآن مجید اور رسولخدا بھی تو کہتے ہیں۔ حجاج نے کہا کہ ثابت کرو مگر یاد رکھو۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ پارہ ۲۲ رکوع سے ثابت نہ کرنا۔ یحییٰ نے کہا بہتر میں اس آیت کو دلائل اولاد رسولؐ میں پیش نہیں کرتا۔ حجاج نے کہا کہ یحییٰ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝ پارہ ۳۰ کو بھی پیش نہ کرنا۔ یحییٰ نے کہا چلو اسے بھی پیش نہیں کرتا، حجاج نے کہا کہ آیت مباہلہ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ پارہ ۳ رکوع ۱۴ سے بھی ثابت نہ کرنا کہا کہ نہیں کرتا، حجاج سے کہا کہ اے یحییٰ اب قرآن مجید سے ثابت کرکے دکھلا کہ حسنؑ اور حسینؑ فرزند رسولؐ ہیں۔ یحییٰ نے کہا کہ سنو! وَوَھَبْنَا لَہٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ط کُلًّا ھَدَیْنَا ج وَنُوْحًا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَھٰرُوْنَ ط وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اور دیئے ہم نے واسطے اس کے اسحٰقؑ اور یعقوبؑ ہر ایک کو ہدایت ہم نے اور نوحؑ کو ہدایت دی ہم نے پہلے اس سے اور اس کی اولاد میں سے داؤدؑ کو اور سلیمانؑ کو اور ایوبؑ کو اور یوسفؑ اور موسیٰؑ کو اور ہارونؑ کو اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو۔ یحییٰ بن یعمر نے کہا اے حجاج اس سے آگے تم پڑھو۔ حجاج نے پڑھا۔ وَزَکَرِیَّا وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَاِلْیَاسَ کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ پارہ ۷ رکوع ۱۶ اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسٰےؑ اور الیاسؑ یہ سب صالحین میں سے تھے۔ یحییٰ بن یعمر نے کہا اے حجاج بتا حضرت عیسٰےؑ کس طرح حضرت نوحؑ کے بیٹے بن گئے کیونکہ ان کا تو باپ ہی نہ تھا۔ حجاج نے کہا اے یحییٰ حضرت مریمؑ ماں کی طرف سے حضرت عیسٰےؑ نوحؑ کا بیٹا ہے۔ یحییٰ نے کہا اے حجاج، حضرت نوحؑ اور حضرت عیسٰےؑ کے درمیان، تین ہزار آٹھ صد ستر سال کا فاصلہ ہے۔ حضرت عیسٰےؑ تو ماں کی طرف ساڑھے تین ہزار سال کے بعد بھی ماں کی طرف سے حضرت نوحؑ کا بیٹا بن جائے اور حسنؑ اور حسینؑ صرف ایک پشت سے رسولخداؐ کے ماں کی طرف سے بیٹے کیوں نہیں ہو سکتے۔ شواہد النبوت صفحہ ۱۵۔ یہ سن کر حجاج نے سر جھکا لیا اور تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ آپ کے دلائل قوی ہیں آپ جا سکتے ہیں، اس کے بعد حجاج نے یحییٰ کو رہا کر دیا۔

حسنین شریفین کا فرزندان رسول ہونا

اس کے ساتھ نبی اکرم صلعم کا فرمان حقیقت بیان سنو! اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَّۃَ کُلِّ نَبِیٍّ فِیْ صُلْبِہٖ وَجَعَلَ ذُرِّیَّتِیْ فِیْ صُلْبِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ اللہ تعالٰے ہر نبیؐ کی ذریت

اس کے صُلب میں قرار دی ہے اور میری ذریت یعنی اولاد صلب علیؑ ابن ابی طالبؑ میں رکھی ہے مودۃ القربیٰ ص۲۵ ۔ مصباح المجالس جلد۲ ص۹ تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مُصطفیٰ کو امام حسنؑ اور امام حسینؑ جیسے بیٹے عطا فرمائے ہیں تو وہ ہم جیسے نالائق انسانوں کو کیوں اپنا بیٹا بنائے اور اگر ہم رسولؐ اللہ کے بیٹے بن گئے تو حضورؐ پر نور کی بہت بڑی توہین ہے روایت میں ہے کہ مامون رشید نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ لوگ آپ کو فرزندِ رسولؐ کہتے ہیں ۔ حالانکہ آپ کا اور ہمارا رسولؐ اللہ سے ایک ہی رشتہ ہے آپ بھی رسولؐ اللہ کے چچا کی اولاد سے ہیں اور ہم بھی رسولؐ اللہ کے چچا کی اولاد سے ہیں ۔ امامؑ نے فرمایا اے مامون ایسا ہرگز نہیں ہے ۔ اچھا بتا کہ آج رسولؐ اللہ تشریف لے آویں اور آپ لوگوں سے اپنے لئے رشتہ طلب کریں تو کیا تم نبیؐ اکرم کو رشتہ دینا گوارا کرو گے ۔ مامون نے کہا ایک کیا دس رشتے نبیؐ اکرم کی خدمت اقدس میں حاضر کریں گے بھلا اس سے بھی زیادہ کوئی فضیلت ہو سکتی ہے امامؑ نے فرمایا اگر رسولؐ اللہ اب تشریف لے آویں تو وہ نہ ہم سے رشتہ طلب کر سکتے ہیں اور نہ ہم نبی اکرم صلعم کو رشتہ دے سکتے ہیں مامون نے کہا کیسے فرمایا مامون خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ پارہ ۴ رکوع ۱۵ حرام کی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں ، تو چونکہ مرد پر اس کی لڑکی کی اولاد ہو یا لڑکے کی سب اپنی اولاد میں شمار ہوتی ہیں ۔ اس لئے ہم سب اولادِ رسولؐ ہیں کیونکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہؑ کی تمام اولاد قیامت تک رسولؐ اللہ کی اولاد ہے اور بیٹی سے عقد حرام ہے اے مامون دوسرا سُن کہ اگر میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں تو رسولؐ خدا اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتے مامون نے کہا کہ وہ کیسے فرمایا قرآن مجید میں ہے وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ پارہ ۴ رکوع ۱۵ اور نہیں حلال بیویاں بیٹوں تمہارے کی تم پر جو صُلب تمہارے سے ہیں ۔ چونکہ ہم رسولؐ اللہ کی اولاد کی اولاد ہیں ۔ لہٰذا ہم نبیؐ اکرم کی اولاد ہوئے اس لئے آنحضرت نہ ہماری اولاد یعنی لڑکیوں سے عقد کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس عورت سے کہ جس کو ہم طلاق دے دیں ۔ یہ سُن کر مامون نے کہا واقعی آپ اولادِ رسولؐ ہیں اور ہم اولاد رسولؐ اللہ سے نہیں ہیں بلکہ نبیؐ کے چچا کی اولاد سے ہیں ۔ صلوٰۃ ۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ ص۲۵۹

دنیا کا قاعدہ ہے کہ ہر بندہ اُسی کو ہی باپ سمجھتا ہے جس کے بارے میں ماں فتویٰ دے دے

کہ بیٹا یہ تیرا باپ ہے۔ ماں چاہے جاہل ہو۔ ماں کی بات تو ملّاں مان جاتا ہے۔ مگر خدا کا قرآن، محمدؐ کا فرمان، آلِ محمدؐ کا بیان اور علمائے متقدمین کا اعلان میاں جی کو قبول نہیں ہے۔ میں علمائے اہلسنّت والجماعت کے مشہور محدث مولانا علامہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی شہادت پیش کئے دیتا ہوں۔ سنو۔ پس ہم کہتے ہیں کہ دونوں صاحبزادوں کو فرزندانِ رسولؐ کہنے کے دو سبب ہیں اوّل یہ کہ بیٹی کے بیٹے اپنے بیٹے ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل میں شمار کئے جاتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ آنحضرتؐ نے اپنے دونوں نواسوں کو اپنا بیٹا بنالیا تھا۔ چنانچہ بہت سی روایتوں سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ سرالشہادتین صہ اور سنیئے حضرت امیرؑالمومنین علیؑ المرتضیٰ سے روایت ہے کہ جب حسنؑ پیدا ہوئے تو آنحضرت تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ میرے بیٹے کو مجھے دکھلاؤ۔ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے میں نے عرض کی اس کا نام حرب رکھا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کا نام حسنؑ ہے پھر جب حسینؑ پیدا ہوئے تو بھی آنحضرتؐ نے یہی فرمایا کہ اس کا نام حسین رکھا گیا ہے اور فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام حضرت ہارونؑ کے بیٹوں کے نام پر رکھے ہیں۔ سرالشہادتین صہ مصرع

گر اس پر بھی نہ سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے

اب میں رسولؐ اللہ کے چھوٹے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام کے حالات و فضائل بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ اولادِ مصطفیٰؐ کا مزید تعارف ہوتا جائے۔ سنو کمالاتِ انسانی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک نسبی دوسرے وہبی اور تیسرے کسبی، پہلا نسب ہی لے لیجئے حضرت امام حسینؑ کا نسب کائنات میں ہر لحاظ سے بلند و بالا ارفع و اعلیٰ نظر آتا ہے، حسینؑ کی ماں ہے تو معصومہ، حسین کا باپ ہے تو معصوم، حسینؑ کا بھائی ہے تو معصوم، حسینؑ کا نانا ہے تو معصوم، حسینؑ خود معصوم، یعنی چاروں طرف سے عصمت میں گھرا ہوا نظر آتا ہے کائنات میں کوئی انسان اس طرح کا معصوم آپ کو نہیں ملے گا اگر کسی کا باپ معصوم ہے تو ماں معصومہ نہیں، ماں معصومہ ہے تو باپ کا خدا کو ہی علم ہے کہ جس نے بغیر باپ کے پیدا فرمایا ہے آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ جو ہے میں مانتا ہوں کہ امام حسنؑ خود معصوم، باپ معصوم، ماں معصومہ، بھائی معصوم، نانا معصوم، یہاں تک تو حضرت امام حسینؑ جیسا امام حسنؑ بھی ہے مگر امام حسینؑ کے علیؑ زین العابدین سے لیکر

قائم آلِ محمدؐ تک نو بیٹے معصوم ہیں۔ حضرت امام حسنؑ کے بیٹے معصوم نہیں ہیں۔ اللہ اکبر۔ مسدس

جو زمانے کو رُلا کر خود نہ رویا وہ حسینؑ ۔۔۔ تشنگی میں صبر کو جس نے ڈبویا وہ حسینؑ

کفر میں اسلام کے گلشن کو بویا وہ حسینؑ ۔۔۔ جس نے سر کھویا مگر ایمان نہ کھویا وہ حسینؑ

خار دارِ دشت جس کا بستر نایاب تھا

چین سے وہ دھوپ کی چادر میں محوِ خواب تھا

مسدس

نسب کے بعد وہی کمال ہے تو حضرت امام حسینؑ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو فطرس جیسے فرشتے کی مشکل کشائی فرمائی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام متولد ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ رسولؐ اللہ کی خدمت میں بھیجا کہ جاکر امام حسینؑ کی مبارک باد دیں، حضرت جبرائیل رسولؐ اللہ کی خدمت میں تشریف لا رہے تھے کہ فطرس نامی فرشتہ نے عرض کی اے بھائی جبرئیل اللہ تعالیٰ کا مجھ پر عتاب ہے اگر آپ مجھ کو رسولؐ اللہ کے پاس لے چلیں تو آج اُن کے ہاں خوشی ہے شاید ان کے وسیلہ سے میری خطا بخشی جائے چونکہ فطرس کے پر بال عتاب الٰہی سے جل چکے تھے اس لئے جبرئیل اسے اٹھا کر رسولؐ اللہ کے پاس لائے اور حضرت امام حسینؑ کی ولادت کی تہنیت و مبارک پیش کرنے کے بعد فطرس کے بارے میں درخواست پیش کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا فطرس کو میرے اِسی نومولود فرزند سے مَس کر دو انشاء اللہ اس کی خطا معاف ہو جائے گی معصوم فرماتے ہیں کہ ادھر فطرس کو حضرت امام حسینؑ کے جسم اطہر سے مَس کیا گیا اُدھر اللہ تعالیٰ نے اس کی خطا معاف کر کے درجات عالیہ اُسے عطا فرمائے۔ فطرس محمدؐ و آلِ محمدؐ کا شکریہ ادا کرتا ہوا آسمان کو چلا گیا اور فرشتوں سے یہ کہتا تھا مَنْ مِثْلِیْ اَنَا عَتِیْقُ الْحُسَیْنِ۔ میری مثل کون ہو سکتا ہے میں حسینؑ کا آزاد کردہ ہوں جلاءُ العیون جلد ۲ صفحہ ۵۰۔ مسدس

فطرس کی خطا معاف

اوج پہ نام حسینؑ ابن علیؑ چڑھتا گیا ۔۔۔ یوں تو ہے ہر اک کی حد یہ حد سے بھی بڑھتا گیا

چاند تو پہلے بڑھا بڑھ کے گھٹا، گھٹتا گیا ۔۔۔ چاند زہراؑ کا بڑھا ایسا بڑھا بڑھتا گیا

چھا گیا کونین پہ اپنی ضیائے نور سے

بڑھ گیا جس کا تجلیٰ وادیٔ کوہ طور سے (صلوٰۃ)

مسدس

میں فضیلتِ وہبی کے بارے میں مزید کیا کہہ سکتا ہوں کہ حضرت جبرئیل جیسے فرشتے جس کے جھولے جھلائیں تو اس کی عزت و عظمت پیشِ از خدا کتنی بلند ہوگی۔ صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ اُم ایمن سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک روز میں نے چاہا کہ اپنی مخدومہ جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب میں بتولؑ کے دروازے پر پہنچی تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ شگاف در سے میں نے دیکھا کہ جناب سیدہ آرام فرما رہی ہیں اور آسیہ یعنی چکی خود بخود چل رہی ہے آٹا پس رہا ہے اور حسینؑ کا جھولا بھی خود بخود ہل رہا ہے اور ایک ہاتھ میں سیدہ کے تسبیح تھی جو ہل رہی ہے ان امور سے مجھے نہایت تعجب ہوا میں وہاں سے واپس ہوئی اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام کیفیت عرض کی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے اُم ایمن فاطمہؑ روزہ دار ہے اس کا جی بہت نڈھال ہو گیا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اس پر نیند کو غالب کر دیا کہ وہ سو گئی اور ایک فرشتے کو حکم دیا کہ اس کی چکی چلائے اور آٹا تیار کرے۔ دوسرے فرشتے کو حکم دیا کہ حسینؑ کا جھولا ہلائے کہ ایسا نہ ہو کہ حسینؑ بیدار ہو اور فاطمہؑ کو بھی جگا دے اور چونکہ فاطمہؑ ذکر خدا سے کبھی غافل نہیں ہوتیں اس لئے خداوند عالم نے ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ جب تک فاطمہؑ آرام کرے وہ سیدہ کی طرف سے تسبیح خدا میں مشغول رہے اور اس کا ثواب بتولؑ کے لئے لکھا جائے۔ اُم ایمن نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ان فرشتوں کے نام کیا ہیں حضرت مسکرائے اور فرمایا چکی پیسنے والے جبرائیل ہیں۔ جھولا جھولانے والے میکائیل ہیں۔ اور تسبیح پڑھنے والے اسرافیل ہیں۔ ضیاء العین جلد ا صـ ۱۱۱ ۔ رُباعی

بنتا تھا اونٹ شوق سے نانا حسینؑ کا ۔۔۔ یا رب تھا ایک وہ بھی زمانہ حسینؑ کا
سر نیزے کی انی پہ لاش فرشِ خاک پہ ۔۔۔ دیکھا فلک نے یہ بھی زمانہ حسینؑ کا

فضیلت نسبی و وہبی کے متعلق مختصر سا عرض کر چکا اب حسین علیہ السلام کے کسب کے بارے میں چند فقرے سماعت فرماویں، مسلمانو حسینؑ کا کسب اتنا بلند ہے کہ انسانی کمالات کی آخری بلندی کردار حسینؑ ہی نظر آتی ہے خدا کی قسم متزلزل دلوں کو اگر کہیں ڈھارس مل سکتی ہے تو وہ استقلال حسینؑ ہی ہے حق و باطل میں اگر تمیز کی راہیں تلاش کی جا سکتی ہیں تو وہ سیرتِ حسینؑ ہی سے منزل مقصود تک پہنچا جا سکتا ہے خالق و مخلوق کے رشتۂ استحکام کو اگر ملاحظہ کر کے توحید پرستی کا درس دینا

مقصود ہو تو واقعاتِ کربلا ہی اس کی آخری منزل نظر آتے ہیں۔ حفاظت توحید کے لئے اگر قربانی دینے کا جذبہ پیدا کیا جاسکتا ہے تو تاریخ حسینؑ کو دہرانے سے نصیب ہوگا۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں۔ مصرع

ہر عاقل فاضل ششدر ہے ہر دَور کا مُفتی حیران ہے

میں اس مقام پر حضرت جوشؔ کے تاثرات عرض کئے دیتا ہوں۔ نظم۔

حسینؑ ابن علیؑ دنیا کو حیراں کر دیا تُو نے ۔۔۔ زمیں پر چاک جب اپنا گریباں کر دیا تُو نے

جو کم ہونے لگیں آبادیاں شہرِ محبت کی ۔۔۔ تو گھر ہی کو نہیں دل کو بھی ویراں کر دیا تُو نے

نظر ڈالی، تو ذرّوں کو جواہر میں بدل ڈالا ۔۔۔ قدم رکھا تو شعلوں کو گلستاں کر دیا تُو نے

بنا کر شمعِ طُور اپنے لہو کے گرم قطروں کو ۔۔۔ دیارِ ذہنِ عالم کو چراغاں کر دیا تُو نے

رہے گا یہ تیرا احساں بہ سرکارِ مشیت پر ۔۔۔ بنی آدمؑ کی سب مشکل کو آساں کر دیا تُو نے

بنا کر بات پیغمبر کو پھر پیغمبری بخشی
چھڑک کر خوں پھر قرآں کو قرآں کر دیا تُو نے ۔۔۔ (صلوٰۃ)

عقلا کا فیصلہ ہے کہ ہر انسان کی بلندی کردار میں چار چیزوں کا دخل ضروری ہے ایک ماں کی گود یعنی ابتدائی تربیت، دوسرا گھر کا ماحول، تیسرا ماحول تعلیم یعنی اُستاد کی تربیت ہم جماعتوں کی صحبت، اور چوتھا ماحول شہر، یہ چاروں چیزیں قصرِ انسانی کی تعمیر میں ممد و معاون ہوا کرتی ہیں۔ مگر حسینؑ ان چاروں ماحولوں میں یکتائے روزگار نظر آتا ہے حسینؑ جس گود میں پلے وہ گود بتولؑ عذرا کی معصوم مطہر ہے، گھر کا ماحول ہے تو اس قدر معصوم کہ گھر میں ہر فرد معصوم و مطہر نظر آتا ہے۔ ماحول مدرسہ ہے تو کائنات سے نرالا کہ حامل وحی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے کہ لسان اقدس چُسا چُسا کر تربیت جسمی اور قلبی فرما رہے ہیں۔ جلاء العیون میں مرقوم ہے کہ محمد بن یعقوب نے بسند معتبر امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے جناب سیدہ کا یا اور کسی کا دودھ نہیں پیا۔ آپ کو جناب رسولخدا صلعم کی خدمت میں لاتے تھے اور آنحضرت اپنا انگوٹھہ، حسینؑ کے دہان مبارک میں رکھتے تھے۔ امام حسینؑ اس کو اس قدر چوستے تھے دو تین روز تک کافی ہو جاتا تھا۔ پس آپ کے گوشت اور خون نے آنحضرت کے گوشت اور خون سے نشوونما پائی،

جلاءُ العیون جلد۲ صد۱۵ ، ضیاء العین صد۱۱۱ ، اب ماحول شہر ہے تو مدینہ منورہ جس شہر میں آلِ محمدؐ کے علاوہ سلمانؓ ، ابوذرؓ غفاری ، عمارؓ یاسر ، مقداد بن اسود ، و دیگر صحابہ کرام رہا کرتے تھے ۔ یہی مدینہ منورہ ہے جو ملائکہ کی زیارت گاہ بنا ہُوا ہے اور قیامت تک فرشتے حرم رسولؐ کا طواف کرتے رہیں گے یہی مدینہ ہے جس میں ریاض الجنت ہے ۔ اسی مدینہ منورہ میں ہزاروں بزرگانِ دین کے علاوہ چھ معصوموں کی قبریں بنی ہوئی ہیں ۔ چھ معصوموں کی تربتیں پُوری کائنات میں سوائے مدینہ کے اور کسی شہر میں نظر نہیں آسکتی ۔ تو یہ چاروں ماحول حسینؑ کو ایسے نصیب ہوئے کہ سوائے حضرت امام حسنؑ کے کوئی بشر بھی ایسے ماحول حاصل نہ کرسکا اور نہ ہی کسی کے مقدر میں ہوئے اور سُنو

علم سیارگان کے علماء کہتے ہیں کہ اگر کوئی بچہ چاند کی تین۳ یا تیرہ۱۳ یا سترہ۱۷ تاریخ کو پیدا ہوگا ۔ تو گم نامی اور پستی کی زندگی بسر کرے گا کیونکہ پیدا ہونے والے بچّے پر ستاروں کا عمل و اثر ہوتا ہے یہ وہ حقیقت ہے جسے جھٹلانا دانشمندی نہیں ہے لکھا ہے کہ سکندر اعظم کا باپ علم جفر سے واقف و ماہر تھا ۔ اس کی دلی تمنا تھی کہ ستاروں کے اچھے اثرات میں عورت سے ہمبستری ہونا چاہیئے تاکہ اگر اللہ تعالیٰ لڑکا دے تو دنیا کا مشہور انسان بنے اور میرا نام رہتی دنیا تک باقی رہ جائے ۔ سکندر کے باپ نے حساب لگا کر معلوم کرلیا آج رات کو دو ستارے آپس میں ملیں گے اس وقت اگر کوئی نطفہ ماں کے رحم میں آئے تو وہ قیامت تک زندہ رہے گا ۔ سکندر کے باپ نے اپنی عورت سے کہا کہ آدھی رات تک میں جاگتا ہوں کہ یہ دونوں ستارے جب آپس میں ملیں تو اس وقت کا نطفہ ٹھہرا ہُوا قیامت تک زندہ رہے گا اس لئے ہم خدا کی بارگاہ میں علم جفر کی رُو سے کوشش کریں گے ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا بچہ عطا فرمائے سکندر کا باپ جاگتا رہا اور اس کی بیوی سوگئی آدھی رات تک تو ستارے آپس نہ ملے اس بعد سکندر کا باپ سوگیا اور سکندر کی ماں اُٹھ بیٹھی کہ خاوند کی ہدایت پر عمل کرے ۔ اتفاق سے سکندر کے باپ کی باتیں پڑوس کی عورت جو بعد میں حضرت خضرؑ کی ماں کہلائی سُن رہی تھیں کہ اگر ان دونوں ستاروں کے آپس میں ملنے کے وقت عورت مرد تعلق پیدا کریں تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ قیامت تک زندہ رہے گا ۔ سکندر کی ماں جاگ رہی تھی کہ ستارے آپس میں مل گئے ۔ مگر اُس نے خاوند کو بیدار کرنے میں شرم محسوس کی ۔ اُدھر پڑوس میں میاں بیوی دونوں بیدار تھے اُنہوں نے آپس میں تعلق پیدا کیا ۔ اور بچّے کا نطفہ ماں کے رحم میں منتقل ہوگیا ۔ یہ وہی بچہ ہے

سیارگان کا اثر

حضرت خضرؑ کی پیدائش

جیسے آج لوگ حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے پکارتے ہیں۔ جب سکندر کا باپ بیدار ہُوا تو اُس نے اپنی عورت سے دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ ستارے تو آپس میں ملے تھے مگر میں نے شرم محسوس کی اس لئے آپ کو بیدار نہ کر سکی۔ اُس کے بعد اس نے پھر حساب لگایا۔ تو معلوم ہوا کہ ان دونوں ستاروں کے ملاپ پر اگر کوئی نطفہ ٹھہرا تو وہ بچہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوگا لہذا کوشش جاری رکھی اور اللہ تعالیٰ نے سکندر کو پیدا فرمایا جو ساری دنیا کا بادشاہ بنا تھا۔ بھائیو صبح کا وقت اور ہے دوپہر کی گھڑی اور ہے سوموار کا دن منحوس اور ہے اور روز جمعہ اور ہے رمضان کا مہینہ اور ہے اور شوال کا مہینہ اور ہے۔ لیلۃ القدر اور ہے اور لیل جریر اور ہے یہ یقینی بات ہے کہ ستاروں کا اثر و عمل دنیا پہ ہوا کرتا ہے۔ مگر محمد و آلِ محمد علیہم السلام ستاروں کے محتاج نہیں بلکہ ستارے ان کے محتاج ہیں۔

منقول ہے کہ ایک آدمی جو علم نجوم کا ماہر تھا اُس کا حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ زمین کا اشتراک تھا اُس نے ایک روز آکر عرض کی کہ فرزند رسولؐ کسی روز ہم زمین علیحدہ علیحدہ کرلیں آپ نے فرمایا جس روز تیرا خیال ہو اس دن آپس میں زمین تقسیم کرلیں گے۔ چونکہ وہ علم نجوم میں دسترس رکھتا تھا اُس دن اُس نے آکر عرض کی جس دن اُس کو یقین تھا کہ آج میری قسمت کا ستارہ اوج پر ہے جب اُس نے امام کے ساتھ زمین تقسیم کی تو اچھی زمین امام کے حصہ میں تو آگئی وہ حیران ہوا کہ آج تو میرے ستارے کی بلندی تھی اور اچھی زمین مجھے آنی چاہیئے تھی امام نے فرمایا عزیز ہم ستاروں کے محتاج نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ ادھر علمائے ستارگان کا متفقہ فیصلہ کہ چاند کی تین تیرہ ستره کو پیدا ہونے والا انسان گمنامی اور پستی کی زندگی بسر کرے گا اُدھر تین شعبان کو حضرت امام حسینؑ تیرہ رجب کو مولا حسینؑ اور ستره ربیع الاوّل کو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام پیدا ہوئے اور پوری کائنات میں کامل اکمل افضل و اشرف مانے گئے اگر یہ بزرگوار ان تاریخوں میں پیدا ہوئے جو علمائے ستارگان کے نزدیک مبارک ہیں تو لوگ کہتے کہ ان پر ستاروں کے اثرات ہیں مگر انہوں نے بتلا دیا کہ ہم ستاروں کے محتاج نہیں بلکہ ستارے ہمارے محتاج ہیں۔ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ رات کو حضرت امام حسن علیہ السلام کہیں تشریف لے جارہے تھے کیا دیکھا کہ ایک آدمی تیر کمان لئے کھڑا ہے اور دیوار کو تیر مارنا چاہتا ہے معصوم نے پیچھے سے آکر اُس کی کمان پکڑ لی اُس نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضرت امام حسن علیہ السلام تھے اُس نے مایوسانہ لہجہ میں عرض کی کہ فرزند رسولؐ آپ نے تو میرا بہت بڑا نقصان

کیا آپ نے فرمایا وہ کیسے اس نے کہا کہ حضورؑ میں علم ستارگان کا ماہر ہوں وہ دیکھئے دو ستارے یہ تو سو برس کے
بعد آپس میں ملتے ہیں اور جب یہ ملیں تو اس وقت جو کچھ انسان کہے وہ ہو جاتا ہے آج یہ ملنے والے تھے
اور میں ان کی تاک میں تھا کہ جب یہ آپس میں ملیں تو میں اس دیوار کو تیر مار کر کہوں گا کہ سونے کی بن جا یہ
سونے کی ہو جاتی۔ مگر جب یہ دونو ستارے ملے تو آپ نے تیر کمان کو پکڑ لیا اور میری سو سال کی محنت ختم
ہو گئی حضور وہ مل کر جدا بھی ہو گئے۔ اب سو سال تک کون جیئے کون مرے تو امام نے فرمایا کہ تیر کمان مجھے دے
امام نے جو تیر کو کمان میں جوڑا اور کھینچا تو دونوں ستارے جڑ گئے نجومی نے کہا مولا چھوڑ دیجئے ستارے جڑ گئے۔
امام نے ہاتھ ڈھیلا کر دیا تو ستارے جدا ہو گئے اس نجومی نے امام سے عرض کی کہ اتفاق سے ستارے جڑ گئے
تھے آپ نے اگر تیر چلا دیا ہوتا تو یہ دیوار سونے کی بن جاتی امام نے فرمایا کہ اب دیکھ اس نے جو دیکھا تو امام نے
تیر کو کمان میں رکھ کر پھر کھینچنا شروع کیا جوں جوں امام کمان کو کھینچتے گئے ستارے قریب ہوتے گئے جب ستارے
مل گئے تو اس نے کہا مولا تیر چھوڑ دو۔ امام نے پھر ہاتھ ڈھیلا کر دیا اور ستارے پھر جدا ہو گئے اب تو
علم ستارگان کے ماہر کے حواس باختہ ہو گئے۔ لکھا ہے امام نے کئی بار اس طرح کیا معلوم یوں ہوتا ہے کہ
ستاروں کی رفتار کا تعلق کمان کی کشش سے ہے اس کے بعد امام نے تیر کمان کو پھینک دیا اور فرمایا اے
نجومی ہم ستاروں کے محتاج نہیں ہیں بلکہ ستارے ہمارے محتاج ہیں اگر میں اس دیوار کو کہوں کہ سونے کی بن جا
تو دیوار سونے کی ہو جائے بس اتنا کہنا تھا کہ دیوار نے خاکی لباس اتار کر سنہری لباس پہننا شروع کر دیا۔ نجومی
یہ دیکھ کر حیران ہو گیا فرمایا پلٹ جا میں تو اسے سمجھا رہا ہوں بس دیوار اصلی صورت پر آگئی۔ ثابت ہوا کہ یہ ستاروں
کے محتاج نہیں بلکہ ستارے ان کے محتاج دیکھے ہیں۔

اب ایک دو واقعات مولا حسینؑ کے سن لیجئے تاکہ ایمان میں مزید تازگی آجائے اور مجلس بھی پوری ہو جائے
سنو فخر الدین طریحی نے کتاب منتخب میں اور ملا حسین واعظ نے روضۃ الشہداء میں نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولِ خداؐ اور
حضرت امیر علیہ السلام کسی جنگ پر تشریف لے گئے تھے چونکہ حضرت امام حسن اور حسینؑ بہت کم سن تھے اس لئے اپنی
مادر گرامی کے پاس رہے ایک روز امام حسین علیہ السلام تنہا گھر سے نکل کر ایک طرف کو روانہ ہوئے اور چلتے چلتے
مدینے کے کسی باغ میں پہنچ گئے۔ اس وقت آپکی عمر ظاہری زندگی تین برس کی تھی ناگاہ ایک یہودی جس کا نام صالح
بن رقعہ تھا ادھر سے گزرا۔ اس کی نظر امام حسین علیہ السلام پر پڑی، تو فوراً آپ کو اٹھا لیا اور اپنے گھر لے جا کر کسی مقام
پر چھپا دیا۔ ادھر جب حضرت امام حسینؑ گھر تشریف نہ لائے تو جناب سیدہ کو تشویش ہوئی یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا

دیوار سونے کی بن گئی

اور شہزادے کا کہیں پتہ نہ چلا۔ لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؑ اس قدر مضطرب و محزون ہوئیں کہ چادر تسلیم پہن کر ستّر مرتبہ گھر سے مسجد نبوی تک تشریف لائیں مگر حسینؑ کا کہیں نام و نشان نہ پایا۔ آخر جناب سیدہ نے حضرت امام حسنؑ سے فرمایا بیٹا تم ہی اپنے بھائی کی کہیں خبر لو کہ میں نہایت پریشان ہوں بیٹا تیرا باپ اور تیرا نانا اگر ہوتے تو میں اس قدر پریشان نہ ہوتی۔ لکھا ہے امام حسنؑ علیہ السلام مدینہ سے باہر جنگل کو نکل گئے اور اپنے بھائی کو تلاش کرنے لگے۔ اتفاق سے آپ نے ایک ہرن کو دیکھا تو شہزادے نے کہا یَاظَبْیَۃُ ھَلْ رَاَیْتَ اَخِیْ حُسَیْنًا۔ اے ہرن کیا تو نے میرے بھائی حسینؑ کو دیکھا ہے۔ شہزادے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اس آہو کو فوراً گویا کیا۔ تو زبان فصیح اس نے عرض کیا اے نور دیدۂ مصطفیٰ آپ کے بھائی صالح بن رقعہ یہودی نے اپنے گھر چھپا رکھا ہے پس امام حسن مجتبیٰ فوراً اس یہودی کے مکان پر تشریف لائے اور آواز دے کر فرمایا صالح میرے بھائی حسینؑ کو فوراً باہر لا کر میرے حوالے کر دے کیا تو نہیں جانتا کہ یہ رسولؐ اللہ کی بیٹی سیدۃ النساء العالمین کا فرزند دلبند ہے کیا تجھے علم نہیں کہ صاحبزادے کا والد حیدرؑ کرار قاتل کفار صاحب ذوالفقار علی المرتضیٰ ہے۔ صالح یہ رسول اللہ کا نور نظر ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے عتاب میں آکر تیرا نام و نشان ہی صفحۂ ہستی سے مٹ جائے شہزادے کا کلام سن کر صالح یہودی کانپنے لگا اور امام حسنؑ سے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ مجھے پہلے کلمہ پڑھا دیجئے۔ پس صالحؔ نے کلمہ پڑھا اور صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد ایک طبق درہم دینار کا پُر کر کے دونوں صاحبزادوں پر سے نثار کیا۔ امام حسنؑ یہودی کو مسلمان کر کے اپنے بھائی کو ساتھ لے کر اپنی والدۂ گرامی کے پاس تشریف لائے۔

لکھا ہے کہ صالح دوسرے روز اپنی قوم کے ستّر آدمیوں سمیت مسلمان ہو کر جناب سیدہ کے دروازے پر حاضر ہوا۔ اور حضرت سیدہ کے دروازے پر اپنی سفید داڑھی آستانہ بتولؑ پر مل کر باہ زاری عرض کی کہ اے دختر رسولؐ اللہ میں نے بہت بڑی غلطی کی اب توبہ کر کے مسلمان ہو چکا ہوں آپ مجھے خدا کے لئے معاف فرما دیں جناب سیدہ نے کہہ بھیجا کہ میں نے تیری خطا معاف کی مگر حسینؑ علیؑ المرتضیٰ کا فرزند ہے اس سے معافی طلب کرو۔ صالح نے چند روز تک انتظار کیا جب جنگ سے فارغ ہو کر جناب رسولخداؐ مراجعت فرما ہوئے تو صالح نے حضرت امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے آپ کے فرزند کو بے جا رنج پہنچایا۔ اب میں توبہ کر کے مسلمان ہو چکا ہوں۔ خدا کے لئے میرے گناہ بخش دیجئے جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے تیری خطا معاف کی مگر رسولؐ اللہ سے معافی لے لو کیونکہ حسنینؑ فرزندانِ رسولؐ ہیں۔ اس پر صالح جناب رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے سید المرسلین اے رحمۃ للعالمین صالح سے ایک خطا سرزد ہوئی ہے جو آپ کے فرزند حسینؑ کو جناب سیدہ کی اجازت کے بغیر اپنے گھر لے گیا تھا۔ مگر یہ امر نادانی سے واقع ہوا ہے یا رسولؐ اللہ میں مسلمان ہو چکا ہوں میری خطا معاف کیجئے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ صالح میں نے اپنے حصہ کی تقصیر بخش دی مگر تیری اس حرکت سے خدا تعالیٰ بھی ناراض ہے جب تک خدا تعالیٰ تجھ سے راضی نہ ہو تجھے ہماری معافی کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ رسولؐ اللہ سے یہ سن کر صالح جنگل کو نکل گیا اور نہایت تضرع و زاری سے درگاہ باری میں عرض کرنے لگا رو رو کر کہتا تھا پالنے والے مجھ سے بہت بڑی خطا ہوئی۔ پالنے والے مجھے معاف کر دے لکھا ہے کہ سترہ دن تک اس کا یہی حال رہا۔ کہ روز و شب صحرا میں پھرتا تھا اور نالہ و فریاد کرتا تھا اٹھارویں روز جبرئیلؑ نے آکر عرض

یہودی کا امام حسنؑ علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام لانا

یہودی کا اسلام لا کر معافی مانگنا

کی یارسولؐ اللہ اللہ تعالیٰ نے صالح کی خطا معاف کی اب اُسے بلوالو۔ اللہ اکبر۔ ضیاء العین صہ ۱۶۵ یہ ہے پیش از خدا ورسولؐ حسینؑ کا مقام۔

بعض صحابہ کے نزدیک امام حسینؑ کی عظمت

اب میں حسینؑ کا مقام جو صحابہ کے نزدیک تھا عرض کر کے مجلس کو ختم کرتا ہوں۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسینؑ گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو ابن عباسؓ نے آگے بڑھ کر کاندھا دیا۔ کسی نے کہا کہ عبداللہ تم رشتہ میں بھی حسینؑ سے بڑے ہو پھر اس طرح رکاب تھامنے کی کیا وجہ ہے۔ عبداللہ ابن عباس نے فرمایا وائے ہو تجھ پر یہ قدم تو میں نے دوشِ رسولؐ پر رکھے ہوئے دیکھے ہیں۔ یہ فرزندِ رسولؐ ہیں اور انہی کی برکت سے میں برکتوں سے بہرہ ور ہوں۔ ناسخ التواریخ جلد ۶ صہ ۴۵، چودہ ستارے صہ ۱۵۲۔ چلو ایک صحابی کی بات بھی سن لیجئے۔ مؤرخ طبری کا بیان ہے کہ ایک میت میں امام حسینؑ اور ابوہریرہ نے شرکت کی اور دونوں حضرات ساتھ ہی چل رہے تھے کہ راستہ میں کہیں تھوڑی دیر کے لئے رُک گئے۔ ابوہریرہ نے جھٹ جیب سے رومال نکال کر حضرت امام حسینؑ کے پائے مبارک اور جوتیوں کو جھاڑنا شروع کیا۔ امام نے فرمایا ابوہریرہ کیا وجہ ہے؟ کہ میری جوتیوں سے گرد جھاڑنے لگے۔ عرض کی مولا آپ اسی قابل ہیں کہ میں آپ کی گردِ قدم صاف کروں۔ فرزندِ رسولؐ اگر آپ کے تمام فضائل کا ان لوگوں کو علم ہو جائے تو یہ لوگ آپ کو کاندھوں پر اُٹھائے پھریں، چودہ ستارے صہ ۱۵۲

جنادہ بن کعب کے فرزند کی شہادت

اس وقت مجھے ایک ہمدردِ حسینؑ اور یاد آگیا جس کا نام عمرؓ بن جنادہ ہے اس کی عمر زیادہ سے زیادہ گیارہ سال کی بیان ہوتی ہے اپنے باپ کی شہادت کے بعد گھوڑے پر سوار ہو کر امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے اس کی طرف دیکھا تو فرمایا بیٹا تو کس کا بیٹا ہے عرض کی کہ جنادہؓ بن کعب جس کی لاش آپ اب لائے ہیں۔ میں اس کا بیٹا ہوں امام نے فرمایا بیٹا کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کی ہاں مولا میری ماں خیامِ آلِ محمدؐ میں موجود ہے فرمایا پلٹ جا تیری ماں کو تیرے باپ کا ہی غم کافی ہے، پلٹ جا اور اپنی ماں کی بقیہ زندگی کا سہارا بن۔ لکھا ہے کہ اس نے ہاتھ جوڑ کر کانپتی ہوئی آواز سے عرض کی۔ فرزندِ رسولؐ میں کوئی گھوڑے پر بیٹھنے کے قابل ہوں۔ مولا میری ماں نے جب میرے باپ کی لاش میدان سے آتی ہوئی دیکھی تو مجھے خود اُس نے اُٹھا کر گھوڑے پر سوار کیا ہے۔ مولا میں کوئی گھوڑے پر چڑھ سکتا ہوں۔ آقا مجھے میری ماں ہی نے گھوڑے پر سوار کرایا ہے اب جو مولا نے خیام کی طرف دیکھا تو اس کی ماں قرآن مجید پر سر رکھے ہوئے رو کر عرض کرنے لگی کہ مولا یہ میری طرف سے صدقہ ہے اسے قبول کر لیجئے کہتے ہیں فرزندِ رسولؐ کا منہ مدینے کو پھر گیا۔ عرض کی نانا رسولؐ اپنا جنادہ بھی دیکھئے اور میرا جنادہ بھی دیکھئے لکھا ہے کہ اس بچے نے میدان میں دادِ شجاعت دی اور جب گھوڑے سے گرا تو اشقیاء نے اس کا سر قلم کر کے اس کی ماں کی طرف پھینکا اس کی ماں نے سر کو اٹھا کر صاف کیا اور تین بار کہا۔ شاباش بیٹا تو نے مجھے سرخرو کر دیا اور پھر سر کو اشقیاء کی طرف پھینکا کہ یہ حسینؑ کا صدقہ ہے اور صدقہ دیکر ہم واپس نہیں لیا کرتے اُس کا سر ایک ملعون کو لگا اور وہ واصل جہنم ہو گیا۔ لکھا ہے اس کی ماں عمود لے کر میدانِ کربلا میں گئی اور دو ملعونوں کو واصل جہنم کیا۔ پھر مولا نے اُسے واپس بلا لیا۔ سعادت الدارین ۳۳۲، شہید اعظم صہ ۹۴، اصحاب الیمین صہ ۴۷۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

یہ کتاب درج ذیل کتب فروش حضرات سے مل سکتی ہے

(1) مکتبہ النذیر، بالمقابل مسجد حیدریہ، جی ٹی روڈ، ساہیوال

(2) افتخار بک ڈپو، کرشن نگر، لاہور

(3) مکتبہ ذیشان، حسینہ ہال، ہوپ روڈ لاہور۔ 54000

(4) امامیہ کتب خانہ اندرون موچی گیٹ، لاہور

(5) مکتبہ ولی العصرؑ۔ جامعۃ المنتظر، ماڈل ٹاؤن، لاہور

(6) مکتبہ اصغریہ، امام بارگاہ، بلاک نمبر 7، سرگودھا

(7) محفوظ بک ڈپو، مارٹن روڈ، کراچی

(8) علی بک سینٹر نزد امام بارگاہ حیدری چوک، وہاڑی

(9) حق برادرز، انارکلی، لاہور

(10) مکتبہ الرضا میاں مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

(11) کریم پبلیکیشنز سمیع سنٹر، 38 اُردو بازار، لاہور